

فتاویٰ
دارالعلوم
دیوبند

فارسی

تألیف

مفتی اعظم العارف بالله حضرت مولانا الشیخ عزیز الرحمن عثمانی دیوبندی رحمہ اللہ

تصحیح ترجمہ و ترتیب جدید

مولانا الحافظ محمد أحمد الحقانی الأفغانی رحمہ اللہ

جلد پنجم (۵)

مکتبہ حنفیہ

کنسی روڈ ، کوئٹہ . فون: 081-2662510

آگاهی: جملہ حقوق برای ناشر محفوظ است.

© All Rights Reserved for publisher.

al-ilmcorp@hotmail.com

چاپ اول

حوت ۱۳۸۸ \ ربیع الأول ۱۴۳۱ \ مارچ ۲۰۱۰

Mahtabah Manafiyah	مکتبہ منافیہ
Publishing Organization	مؤسسہ انتشارات
AL - ILM Computers	العلم کمپیوٹرز
Composing Organization	کمپوزنگ ادارہ

کاسی رود، حاجی غیبی چوک، کوئٹہ، شمارہ تلفون: 0812662510 Kasi Road, Quetta, Pakistan . Phone :

AL-ILM Computers, Quetta. Mob: 03218016371 العلم کمپیوٹرز، کوئٹہ، پاکستان، شمارہ تلفون:

فہرست فتاوی دار العلوم دیوبند جلد پنجم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳	با گرفتن قعدہ جمعہ نماز جمعہ	۲۲	مقدمہ جلد پنجم
۳۴	بعد از اذان دوم نہ بہ زبان دعا	۲۴	فصل پانزدہم نماز جمعہ
۳۴	نماز جمعہ در قریہ ہا	۲۴	قریہ ای کہ نفوس آن ۱۲۵ خانہ
۳۵	تعوذ و تسمیہ در آغاز خطبہ جمعہ		در حدود قصبہ نماز جمعہ درست
۳۶	نماز جمعہ برا ہالی قریہ فرض	۲۴	است
۴۰	آذان دوم نزدیک منبر دادہ شود	۲۴	در جایی کہ علاقہ در وجود
۴۱	دو مسجد کہ با ہم نزدیک باشند	۲۵	فنا۱ مصر
۴۱	در قصبہ و قریہ بزرگ	۲۵	در ہندوستان نماز جمعہ
۴۲	خطبہ بہ زبان اردو خلاف احتیاط	۲۵	بہ جای خطبہ قرائت یک رکوع
۴۳	در رمضان جمعۃ الوداع ثابت	۲۶	در قریہ ای کہ سہ صدالی چہار
۴۳	اگر در خطبہ از صحابہ ذکر نشود	۲۶	اینکہ مؤذن بعضی جملات را گفتہ
۴۴	جواب آذان خطبہ بہ زبان صحیح	۲۷	ہنگام تکبیر بہ جہر درود
۴۴	نماز جمعہ در قریہ ای کہ ۱۲۵۴	۲۷	درجایی کہ نماز جمعہ جایز نیست
۴۴	در حضور افضل دیگری را امام	۲۹	در خطبہ جمعہ وعظ درست است
۴۵	آیا برای پنجا نفر نماز جمعہ	۲۹	آیا در ہندوستان نماز ہای جمعہ
۴۵	نماز جمعہ در قریہ کوچک	۲۹	آیا در ہندوستان احتیاط ظہر
۴۵	در وقت ضرورت صفوف را	۲۹	آیا بعد از آذان اول جمعہ خرید
۴۶	صدا کردن برای درست نمودن	۳۰	و در قریہ ای کہ پنجصد نفر یا یک
	نماز جمعہ در جایی کہ دو ہزار	۳۱	آیا در جایی در گذشتہ شہر بودہ
۴۶	نفر باشد	۳۲	در شہر ہا و قصبات ضرورت
۴۶	نماز جمعہ در قریہ	۳۲	در نماز جمعہ تعجیل مطلوب
۴۷	در یک منطقہ خواندن نماز جمعہ	۳۳	وقت مستحب برای نماز جمعہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۷	ممانعت از نماز جمعہ در صورتیکہ	۴۸	نماز جمعہ در منطقہ جنگلی
۶۸	گرفتن ناخن قبل از نماز جمعہ	۴۸	در جایی کہ دو ہزار نفر نفوس
۶۹	تعریف فنای مصر	۴۹	دلیل آنکہ پیامبر ﷺ
۷۰	در یک مسجد تعدد جمعہ مکروہ	۴۹	دعا بعد از آذان دوم نماز جمعہ
۷۰	آذان دوم در داخل مسجد درست	۴۹	دعا میان دو خطبہ
۷۱	روز جمعہ نماز ظہر در شہر	۴۹	اگر در قریہ آواز آذان شہر برسد
۷۱	کسی کہ خطبہ را یاد ندارد و	۵۰	در باغ و جنگل شہر نماز جمعہ
۷۱	ہنگام رسیدن بہ مسجد نماز	۵۰	اختلاف در مورد خطبہ بہ زبان
۷۲	در قصبات نماز جمعہ درست	۵۱	نماز جمعہ در سر زمین کفار
۷۲	در جایی کہ نماز جمعہ جائز است	۵۵	عصا گرفتن خطیب ہنگام
۷۳	ہنگام خطبہ بہ آواز بلند دعا و	۵۶	در جایی کہ سہ ہزار نفر نفوس
۷۳	اختلاف در تعریف فنای شہر	۵۶	قبل از خطبہ وعظ و قبل از وعظ
۷۴	در صورتیکہ ہندوستان	۵۷	دروہ خواندن دستہ جمعی مردم
۷۴	قلعہ ای کہ در فنای مصر باشد	۵۷	اقامت پیامبر ﷺ
۷۵	در شہر تعدد جمعہ جائز	۶۱	اگر خطبہ یکی بدهد وامامت
۷۷	در صورت اتکا بہ عصا خطبہ	۶۱	بحث در مورد جواب آذان دوم
۷۷	در جایی کہ گاو قربانی نشود نیز	۶۴	ہنگام بارش خواندن نماز جمعہ
۷۷	خواندن نماز سنت ہنگام خطبہ	۶۴	کسانی کہ نماز ہای پنجگانہ را
۷۸	خطبہ بہ زبان غیر عربی نزد امام	۶۴	بیشتر شدن ثواب در مسجد تنہا
۷۹	در جمعہ آخر رمضان الوداع	۶۵	منتظر ماندن خطیب برای کسانی
۷۹	در قلعہ ای کہ اجازہ وقت و آمد	۶۵	روز جمعہ قبل از آذان اول و بعد
۷۹	برای نماز جمعہ وجود چند نفر	۶۶	بہ اندازہ ضرورت عربی گفتن و
۸۰	در قریہ کوچک و جنگل جمعہ	۶۶	در آبادی بزرگ جمعہ واجب الاداء
۸۰	در جمعہ باید خطبہ مختصر و	۶۷	در قریہ کوچک ہر چند دارای

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۹۱	اهمیت خطبه در نماز جمعه	۸۰	امام برای خواندن جمعه جای
۹۱	با غلط شد خطبه در نماز نقصی	۸۱	در خطبه چه چیز هایی باید
۹۱	منکرفرضیت نماز جمعه کافر است	۸۲	ترک نماز جمعه گناه است
۹۲	تاویل در فرضیت جمعه غلط است	۸۲	اگر امام هنگام خطبه کسی
۹۲	در قلعه ای که اجازه دخول نیست	۸۲	نام گرفتن از بادشاه و دعا برای
۹۵	این ادعا غلط است که صحابه	۸۳	در منطقه (کالا پانی) نماز
۹۵	نماز جمعه در زندان جهت اعلای	۸۳	هر چند مصلحتی نهفته باشد در
۹۵	دعا بعد از نماز جمعه طویل باشد	۸۴	خواندن الوداع و غیره از جمله
۹۶	امامت نابینا در نماز جمعه	۸۴	برای اهالی قریه ضرور نیست که
۹۶	در منطقه پرنفوس اگر تعداد	۸۵	در کار خانه نماز جمعه جائز است
۹۶	در خطبه جمعه دعا برای والی	۸۵	آیت جمعه قطعی الدلالت است
۹۷	در داخل کار خانه نماز جمعه جائز	۸۶	نیت جمعه
۹۷	نماز جمعه عقب امام فاسد	۸۶	نماز جمعه در حویلی منزل
۹۸	امیر اگر جایی را مصر بسازد	۸۶	وعظ قبل از خطبه درست است
۹۸	روز جمعه نیز هنگام زوال نماز	۸۷	در جای که نماز جمعه نزد شوافع
۹۹	در آغاز خطبه و عیدین	۸۷	هنگام خطبه در دروازه ایستادن
۹۹	در خطبه جمعه و عیدین دعا برای	۸۷	کار در اطراف شهر عذری برای
۹۹	نماز جمعه خارج از فناء مصر	۸۸	اگر در مسجد جامع گنجایش
۱۰۰	قبل از آذان جمعه به اواز بلند	۸۸	خواندن نماز جمعه به یکوقت در
۱۰۰	در آذان دوم جمعه هنگام (حی)	۸۸	منبر را در میان صفوف گذاشتن
۱۰۰	آیا در جمعه خطبه بر منبر	۸۹	اختلاف در تعریف مصر
۱۰۱	آذان دوم جمعه ثابت است	۹۰	هنگام خطبه جمعه پکه کردن و
۱۰۱	اشتراک زنان در نماز جمعه مکروه	۹۰	نماز جمعه در قریه که در فناء
۱۰۱	پس از یک سلام گشتاندن شرکت	۹۰	در خطبه گرفتن نام بادشاه بزرگ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۳	شنیدن خطبہ جمعہ واجب است	۱۰۲	در وقت خطبہ کسی نماز نفل و
۱۱۴	در جای کہ مردم عربی ندانند	۱۰۲	وقتی خطیب بہ منبر برود می
۱۱۵	این سخن غلط است کہ امامت	۱۰۲	خطیب می تواند بر ہر پتہ منبر
۱۱۶	خواندن سورہ کہف بہ آواز بلند	۱۰۳	کار کتان کار خانہ می توانند در
۱۱۶	ترک جمعہ بہ دلیل نوکری درست	۱۰۳	برای نماز جمعہ مسجد شرط
۱۱۶	ہنگام خطبہ از منبر پائین شدن	۱۰۳	لبوت اذان دوم نماز جمعہ
۱۱۷	ہنگامی کہ در نماز جمعہ امام	۱۰۴	در صورت وجوب جمعہ ترک آن
۱۱۷	برای تارکین جمعہ جماعت ظہر	۱۰۴	فرض جمعہ و نماز های سنت
۱۱۷	در یک مسجد دوبارہ نماز جمعہ	۱۰۵	خطبہ بہ زبان بنگالی مکروہ است
۱۱۸	در نماز جمعہ نیز فتحہ دادن و	۱۰۵	شروط جمعہ
۱۱۸	کسی کہ در تشہد شریک گردد	۱۰۶	اذان دوم باید رو روی خطیب
۱۱۹	مسبوق چگونہ نماز جمعہ را	۱۰۷	ہنگام خطبہ جمع اوری خیرات
۱۱۹	حکم پکے کردن بعد از آغاز خطبہ	۱۰۷	نماز جمعہ فرض عین است
۱۱۹	نماز جمعہ در سہ مسجد یک شہر	۱۰۷	در قریہ ای کہ نزدیک قصبہ باشد
۱۲۰	تمام نماز گزاران در مسجد جامع	۱۰۸	فرضیت نماز جمعہ در ہندوستان
۱۲۰	کار مندی کہ بہ مسجد جامع رفتہ	۱۰۹	خواندن نماز جمعہ اخیر رمضان
۱۲۰	نماز جمعہ در جایی کہ دو ہزار	۱۰۹	توجہ سا معین ہنگام خطبہ
۱۲۱	ہنگام خطبہ بہ امام پول دادن و بہ	۱۰۹	در فناء شہر در داخل کشتزار نیز
۱۲۱	نماز جمعہ در جایی کہ سہ ہزار	۱۰۹	دو قریہ جدا گانہ حکم یک قریہ
۱۲۱	سنت های بعد از نماز جمعہ	۱۱۱	برای صحت نماز جمعہ بہ چہ
۱۲۲	تسمیہ در خطبہ جمعہ و عیدین	۱۱۱	در جایی یک ہزار و سیصد نفر
۱۲۲	در روز جمعہ نماز جمعہ فرض	۱۱۲	گفتن بسم اللہ در شروع خطبہ
۱۲۲	شروط نماز جمعہ	۱۱۲	خطبہ بر فراز منبر سنت است
۱۲۲	اگر در قریہ کوچک نماز جمعہ	۱۱۳	ہنگام خطبہ درود در دل گفتہ شود

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۵	وقت نماز جمعہ	۱۲۳	شرط وجود سلطان برای نماز جمعہ
۱۳۶	نماز جمعہ در چه جایی جائز	۱۲۳	حکم نماز جمعہ در صورت نبودن
۱۳۶	بعد از نماز جمعہ چند رکعت سنت	۱۲۳	عمل بر قول متاخرین
۱۳۶	اگر در قریہ صغیرہ نماز جمعہ	۱۲۴	آیا وکیل گذر قائم مقام قاضی
۱۳۷	در بزرگی قریہ مسلمان و کافر	۱۲۴	احتیاط الظہر
۱۳۷	در جایی کہ بیش از ہزار نفر	۱۲۴	نماز ظہر پس از نماز جمعہ
۱۳۸	جایی کہ یک ہزار و سیصد نفر	۱۲۴	علیحذہ بودن خطبہ جمعہ در ہر
۱۳۸	در خانہ ہای کہ از قریہ دور	۱۲۴	اذان دوم جمعہ
۱۳۹	نخست شہر بود و اکنون دو	۱۲۵	حدیث لا صلاۃ ولا کلام
۱۳۹	خطبہ جمعہ فرض است یا سنت	۱۲۸	نماز جمعہ در جایی کہ یک ہزار
۱۳۹	ہنگام خطبہ ذکر جائز است یا نہ	۱۲۸	خطبہ بہ زبان غیر عربی خلاف
۱۴۰	کسی کہ سنت قبل از نماز جمعہ	۱۲۹	اجتماع عید و جمعہ
۱۴۰	احاطہ ای در فاصلہ یک میل از	۱۳۰	نماز جمعہ در قریہ
۱۴۰	در قریہ ہای ایالت بنگال نماز	۱۳۰	مناجات پس از اذان دوم
۱۴۲	در بنگال جایی کہ قراء متصل	۱۳۱	کار دیگری ہنگام خطبہ
۱۴۲	در میان دو خطبہ دست بلند	۱۳۱	نماز جمعہ در صورتیکہ پا شاہ
۱۴۲	قبل از خطبہ وعظ کردن چطور	۱۳۱	نماز جمعہ در قریہ
۱۴۳	نماز جمعہ فرض است یا نہ و	۱۳۲	نماز جمعہ مولانا نانوتوی
۱۴۳	اذان دوم رو بہ روی منبر داخل	۱۳۳	برای نماز جمعہ وجود مسجد
۱۴۴	نماز جمعہ بہ ہمین ترتیب درست	۱۳۳	نماز جمعہ شخص ضعیف
۱۴۴	تعریف صحیح مصر چیست	۱۳۳	نماز ہای سنت ہنگام خطبہ
۱۴۵	مولانا محمد قاسم و نماز جمعہ	۱۳۳	در یک شہر در چند محل نماز
۱۴۶	جایی کہ چہار ہزار نفر نفوس	۱۳۴	آیا برای مکبر اجازہ امام ضرور
۱۴۶	در قریہ صغیرہ نماز جمعہ جائز	۱۳۵	در قصبہ ای کہ ۲۵۰۰ نفر نفوس

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۲	بعد از یہ وجود آمدن منبر چرا	۱۴۷	در قصبہ بزرگ نماز جمعہ جائز
۱۶۲	ہنگام خطبہ اذان گفتن این	۱۴۸	جایی کہ دو نیم ہزار نفر نفوس
۱۶۲	نماز جمعہ در کجا جائز است	۱۴۸	نماز جمعہ در قریہ های مستقلی
۱۶۳	ہنگام خطبہ چرا تعوذ و تسمیہ	۱۴۹	آیا برای مردم قراء بہ شہر
۱۶۳	بحث در مورد احتیاط الظہر	۱۴۹	مقصد این عبارت چیست
۱۶۳	بہ جای مسجد جامع خواندن	۱۴۹	آیا در قریہ کوچک بہ اساس
۱۶۴	اگر در قریہ نماز جمعہ خواندہ	۱۵۰	تعریف مفتی بہ مصر چیست و در
۱۶۴	وعظ ہنگام نماز سنت	۱۵۱	قریہ ای کہ یک ہزار دو صد نفر
۱۶۵	دعا بین الخطبتین	۱۵۲	در جایی کہ دو ہزار ہشتصد نفر
۱۶۶	فصل شانزدہم نماز عیدین	۱۵۳	حکم نماز جمعہ در جایی کہ یک و
۱۶۶	در عید گاہ بہ آواز بلند تکبیر	۱۵۳	بعد از فرض نماز جمعہ چند
۱۶۷	کسانی کہ جماعت را جدا	۱۵۴	منظور از نفوس برای قریہ کبیرہ
۱۶۷	اگر یکی خطبہ بخواند و دیگری	۱۵۴	در خطبہ ہنگام ذکر نام پیامبر ﷺ
۱۶۷	اگر در روز اول عید فطر بہ علت	۱۵۵	دعا مقدی در میان دو خطبہ
۱۶۸	اگر دو گروہ در دو جا نماز عید	۱۵۵	بحث در مورد آذان دوم نماز جمعہ
۱۶۸	تعداد تکبیرات زوائد در عیدین	۱۵۵	تصفیہ دو گور در مورد نماز جمعہ
	برون شدن برای نماز عید سنت	۱۵۷	در قریہ نماز جمعہ جائز است یا نہ
۱۶۸	است	۱۵۸	نماز جمعہ در قریہ ہا
۱۷۱	دعا بعد از نماز عیدین	۱۵۹	بحث در نماز جمعہ
۱۷۱	حکم سجدہ سہو در نماز عیدین	۱۶۰	بعد از خطبہ سنت ہا را باید
۱۷۲	دعا بعد از نماز عید و مسلک	۱۶۰	ہنگام قرائت آیت (صلوا علیہ
۱۷۳	آغاز خطبہ عیدین باتکبیر	۱۶۰	جواب اذان خطبہ و دعای پس از آن
۱۷۴	نماز عید بہ اساس شہادت	۱۶۱	دعای اجتماعی بعد از نماز سنت
۱۷۴	خطبہ عیدین در کجا خواندہ شود	۱۶۱	نماز جمعہ در دہات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۴	خواندن نماز نفل در عید گاہ پیش	۱۷۵	به اساس شہادت دو شاہد عادل
۱۸۴	در صورت قرائت مفسد صلوٰۃ	۱۷۵	در یوم نحر رعایت تمام شروط
۱۸۵	تکبیرات تشریق پس از نماز	۱۷۶	خطبہ عید باید مختصر باشد و
۱۸۵	نماز عیدین با دوازده تکبیر	۱۷۶	بہتر است کہ خطیب وامام یک
۱۸۵	اعادہ جماعت بہ دلیل ترک	۱۷۷	ثبوت شش تکبیر زائد در نماز
۱۸۶	انتظار مقتدیان در نماز عید	۱۷۷	عید گاہی کہ بہ اساس وسیع شدن
۱۸۶	تعداد تکبیرات زوائد در نماز	۱۷۷	خورد سالان در نماز عیدین در کجا
۱۸۷	در نماز عید نقارہ جائز است یا نہ	۱۷۸	جماعت زنان در نماز عیدین
۱۸۷	بحث تکبیرات زوائد در نماز	۱۷۹	نماز عید در قبرستان در حالیکہ
۱۸۷	تکبیرات تشریق قضایی ندارد	۱۷۹	تکبیرات تشریق برای زنان نیست
۱۸۸	اگر در عید گاہ اول غیر مقلدین	۱۷۹	گفتن تکبیرات زوائد پس از
۱۸۸	ساختن عید گاہ جدید	۱۸۰	بدون عذر خواندن نماز در دروازہ
۱۸۸	دو عید گاہ در یک شہر	۱۸۱	ضرورت دلیل برای مکررہ تحریمی
۱۸۹	نماز عید در عید گاہ بیرون آبادی	۱۸۱	بانوختن باجہ خانہ بہ عید گاہ
۱۸۹	نماز در عید گاہی کہ قصاب ہا	۱۸۱	سی کہ قربانی نمی کند می تواند
۱۸۹	تکبیرات تشریق بعد از نماز	۱۸۲	بازار در حکم صحرا نیست
۱۹۰	در نماز عیدین پس از تکبیرات	۱۸۲	نماز عید در بازار
۱۹۰	اگر تعدادی از مردم بہ دلیل	۱۸۲	نماز عید در بازار در مقابل سرک
۱۹۱	جگونگی قبول زمین ہندو برای	۱۸۲	نماز عید در راہ
۱۹۱	هیچ بخشی از وقف عید گاہ را بہ	۱۸۳	نماز عید در دہلیز
۱۹۱	پای پیادہ رفتن بہ عید گاہ سنت	۱۸۳	نماز عید در فنای مسجد
۱۹۲	نماز عید در زندان	۱۸۳	عرفہ بہ روز نہم ذی الحجہ گفتہ
۱۹۲	بعد از زوال نماز عید درست	۱۸۳	گفتن تکبیرات زوائد بعد از
۱۹۳	نماز عیدین و تکبیرات زوائد	۱۸۳	دعا بعد از نماز عید بدعت نیست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۲	اگر خطر غرق شدن عید گاہ باشد	۱۹۳	سنت صرف یک مرتبہ گفتن
۲۰۲	در عید گاهی کہ در قبرستان	۱۹۳	مقصد حدیث دعوت در عید چیست
۲۰۲	ضحی صحیح است یا اضحی	۱۹۳	در عید بعد از خطبہ دعا نیست
۲۰۳	شخصی در دوجا در نماز عید	۱۹۴	در تعمیر عید گاہ مصرف کردن
۲۰۳	در مقابل اجورہ امامت در نماز	۱۹۴	زمین عید گاہ را نمی توان فروخت
۲۰۳	در عیدین چہ وقتی دعا جائز	۱۹۵	تماشا بازی در عید گاہ درست نیست
۲۰۴	نماز عیدین در مسجد جائز است	۱۹۵	تعداد تکبیرات زوائد در نماز
۲۰۴	این سخن غلط است کہ خواندن	۱۹۵	در خطبہ عید خواندن نور نامہ
۲۰۴	نوافل روز عید	۱۹۶	کسانی کہ در نماز عید رکوع
۲۰۵	پس از نماز عید دوبارہ خواندن	۱۹۶	در قریہ می توان تکبیرات تشریق
۲۰۵	نماز عید در مساجد متعدد	۱۹۶	خطبہ عید در حالیکہ منبر در
۲۰۵	بستن دست ہا در تکبیرات زوائد	۱۹۷	در عید گاہ بہ آواز بلند یکجای
۲۰۶	خواندن نوافل بعد از نماز عید	۱۹۷	اگر کسی در تکبیرات زوائد نماز
۲۰۶	اعمار عید گاہ از پول رشوت چہ	۱۹۸	بعد از نماز عید دعا از پیامبر ﷺ
۲۰۶	نماز عیدین در مسجد جامع	۱۹۸	در مورد تکبیرات تشریق قول
۲۰۶	گر در نماز عیدین بیشتر	۱۹۹	فقط بانیت بدون عمل نماز
۲۰۷	عید گاہ در ہر سمتی کہ بیرون از	۱۹۹	در نماز عیدین تفریق جماعت بہ
۲۰۷	برای نماز عیدین اذان وغیرہ	۱۹۹	دلیل وجوب نماز عیدین و
۲۰۸	تکبیرات تشریق	۲۰۰	قبل از نماز عیدین یا بعد از آن
۲۰۸	بعد از خطبہ دعا ثابت نیست	۲۰۰	نماز عید فطر بہ علت عذر در
۲۰۹	رفتن زنان بہ عید گاہ	۲۰۰	اگر در نیت نماز عید سنت گفتہ
۲۰۹	نماز عیدین واجب است یا نفل	۲۰۱	برای نماز عید نیز پاک بودن
۲۰۹	عید گاہ باید در کجا باشد	۲۰۱	چهار رکعت نفل بہ جماعت
۲۱۰	در عید گاہ بہ جہر تکبیر گفتن	۲۰۱	نماز عیدین در قریہ صغیرہ

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۲۲۳	آیا شوهر می تواند زن متوفیه خود	۲۱۱	سوال در مورد غیر مقلدین
۲۲۳	برای غسل دادن مرده به چه	۲۱۳	در عیدین گفتن الصلاة الصلاة
۲۲۴	متوفی را توسط شخص غیر	۲۱۴	فصل هفدهم استسقاء
۲۲۴	پای میت هنگام غسل دادن کدام	۲۱۴	خواندن نماز استسقاء به جماعت
۲۲۴	میت هنگام غسل به چه وضعیتی	۲۱۴	وقت نماز استسقاء
۲۲۵	هنگام غسل پای پیامبر ﷺ	۲۱۵	آیا بعد از نماز استسقاء باید
۲۲۵	آیا زن و شوهر می توانند پس از	۲۱۵	حکم جماعت خطبه و قلب رداء
۲۲۵	خنثی را مرد غسل دهد یا زن	۲۱۷	بحث جنازه فصل اول
۲۲۶	مرده را چرا غسل می دهند	۲۱۷	محتضر را به پشت خواباندن
۲۲۶	آیا غیر مسلمان می تواند جسد	۲۱۸	حدیث روبه سوی قبله بودن
۲۲۶	هر کسی می تواند میت را غسل	۲۱۸	بحث تلقین لا اله الا الله همراه با
۲۲۷	آیا شوهر می تواند به جنازه زن	۲۱۹	تلقین چه وقتی باید صورت گیرد
۲۲۷	به میت به چه شکل غسل داده	۲۱۹	در وقت نزع حنا کردن زن ناجا
۲۲۸	برای غسل میت چی نوع آبی لازم	۲۱۹	فصل دوم غسل دادن میت
۲۲۸	آیا در حالت مجبوری شوهر	۲۱۹	کسیکه جنب وفات نموده یک
۲۲۸	به شخص مبتلا به جذام غسل	۲۲۰	شوهرش نمی تواند زن متوفیه
۲۲۹	غسل دادن حضرت علی (ع)	۲۲۱	اگر زنی در حال جنابت بمیرد
۲۲۹	فصل سوم کفن	۲۲۱	سرمه کردن و شانه نمودن سر
۲۲۹	پس از پوشا نیدن کفن رقعہ دادن	۲۲۲	آیا شوهر زن وزن شوهر خود را
۲۳۰	در زندگی برای خویش ساختن	۲۲۲	آیا محرم می تواند زن متوفیه را
۲۳۰	تعداد کفن پسران و دختران	۲۲۲	مخنث مشکل را چه کسی غسل
۲۳۰	در کفن زن سینه بند بالا باشد	۲۲۲	کسیکه طریقه غسل دادن را نمی
۲۳۱	دوباره نماز جنازه درست است یا نه	۲۲۲	آیا برای متوفی در ظروف خانه آب
۲۳۱	تصریح ذیل در مورد کفن درست	۲۲۳	اگر زن در میان مردان یا مرد در

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۴۲	دادن ازار دوخته شده و کلاه در	۲۳۲	چادر بالائی و دستکش در کفن
۲۴۳	کفن نابالغ	۲۳۲	هنگام کفن کردن دست میت در
۲۴۳	با چادر می میت انداخته	۲۳۲	در کفن عمامه مکروه می باشد
۲۴۴	فصل چهارم برداشتن جنازه	۲۳۲	در کفن مرد وزن گریبان کدام
۲۴۴	در انتقال جنازه استعمال تابوت	۲۳۳	بالای جنازه چادر انداختن چطور
۲۴۵	انتقال جنازه در ریل	۲۳۳	ازار در کفن چه حکم دارد و پس
۲۴۶	طریقه مسنونہ برداشتن جنازه	۲۳۴	تلقین بعد از تدفین
۲۴۶	شوهر می تواند جنازه خود را	۲۳۵	جای نماز برای نماز جنازه و حکم
۲۴۶	عقب جنازه به آواز بلند خواندن	۲۳۵	کفن ساختن پارچه ای که توسط
۲۴۷	رفتن با جنازه همسایه غیر	۲۳۵	کفن رنگه برای مرد چه حکم دارد
۲۴۷	اگر شخصی در حال روزه بمیرد	۲۳۶	برای میت مرد وزن تعداد پارچه
۲۴۸	شخص ناپاک جنازه را بردارد یا نه	۲۳۶	کفن ساختن از غلاف کعبه و
۲۴۸	سر جنازه باید پیش باشد	۲۳۷	رواج خیر نماز جنازه میت در
۲۴۸	اعمال بر وزن میت تاثیر نمی کند	۲۳۷	چه چیزی را قمیص می گویند
۲۴۸	ولی زن متوفیه عصبه اوست نه	۲۳۷	کفن مرد، وزن
۲۴۹	جنازه را ده ده قدم بردن ثابت	۲۳۸	کسی را که مادرش نصرانی است
۲۴۹	اگر قبرستان سوی مشرق باشد	۲۳۸	آیا زن و شوهر می توانند بعد از
۲۴۹	بردن جنازه باموتر مکروه است	۲۳۹	در وقت کفن کردن اگر از مرده
۲۵۰	عقب جنازه بروید	۲۳۹	زن نامحرم نمی توانند میت مرد
۲۵۰	جنازه را از راه دور بردن خوب	۲۳۹	پول باقی مانده از تکفین در چه
۲۵۰	هنگام غسل سرمیت در کجا باشد	۲۴۰	دلیل آنکه حضرت علی (ع) (ﷺ)
۲۵۱	شوهر نمی تواند میت زن متوفیه	۲۴۱	اگر در کفن و غسل نقصی باشد
۲۵۱	هیئت میت هنگام غسل	۲۴۱	بر میت مرد کفن شده چادر
۲۵۲	هنگام انتقال جنازه سر میت	۲۴۲	مصارف تجهیز و تکفین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶۰	نماز جنازہ قادیانی درست نیست	۲۵۲	هدف بعضی از عبارات
۲۶۰	بعد از نماز آوردن میت به خانه و	۲۵۲	برداشتن جنازہ زن نامحرم
۲۶۰	در نماز جنازہ چهار تکبیر گفته	۲۵۲	مردان می توانند جنازہ زن
۲۶۱	نماز جنازہ نباید بابت خوانده شود	۲۵۳	بردن جای نماز همراه جنازہ
۲۶۱	حکم اذان در گوش ولد الزنا و	۲۵۳	رفتن مسلمان همراه میت ہندو
۲۶۱	کسی را از نماز جنازہ نباید	۲۵۳	بردن قرآن شریف همراه جنازہ
۲۶۱	نماز جنازہ زنان فاحشہ نیز خواندہ	۲۵۴	انداختن چادری کہ رنگ شوخ
۲۶۲	کسیکہ ہیچگاہ نماز نخواندہ	۲۵۴	چار پایی وزین در انتقال در جنازہ
	کش کردن میت بی نماز غلط	۲۵۴	خواندن نعت درود و یا قرآن بہ
۲۶۲	است	۲۵۴	بردن جنازہ بر زینہ بانگسی
۲۶۲	نماز جنازہ در مسجد جماعت	۲۵۵	مسؤل مخارج تکفین وتدفین
۲۶۳	قصہ حضرت سعد وجواب آن	۲۵۵	قرار گرفتن پای میت بہ طرف
۲۶۳	اگر بہ علت نادانی نماز جنازہ	۲۵۵	فصل پنجم نماز جنازہ
۲۶۴	نماز جنازہ در روز جمعہ قبل از	۲۵۵	رواج نشستن بعد از نماز جنازہ
۲۶۴	خواندن نماز جنازہ شخصی کہ	۲۵۶	کسیکہ بہ علت طاعون فرار کند
۲۶۵	ازدواج باخواہر رضاعی کفر	۲۵۶	تارک نماز کافر نیست باید نماز
۲۶۶	اگر ہندو مسلمان یکجا بسوزند	۲۵۷	طفل زندہ متولد گردیدہ و سہس
۲۶۶	اگر میت بر چارپایی ساختہ شدہ	۲۵۷	در صورتیکہ میت بدون غسل و
۲۶۶	نماز جنازہ شخصی را کہ در	۲۵۸	نماز جنازہ شخصی کہ خود کشی
۲۶۷	صف ہای نماز جنازہ	۲۵۸	گذاشتن جای سجدہ میان صفوف
۲۶۷	اشتراک در نماز جنازہ غیر	۲۵۸	آیا زن می تواند جنازہ را بخواند
۲۶۸	خواندن سورہ فاتحہ در نماز جنازہ	۲۵۹	آیا دوبارہ نماز جنازہ درست است
۲۶۸	اگر هنگام نماز عید جنازہ بیاید	۲۵۹	نماز جنازہ شخص حرام کار
۲۶۸	درعیدگاہ نماز جنازہ مکروہ نیست	۲۵۹	وصیت در مورد نماز جنازہ وحکم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۷۹	بعد از غسل دادن میت غسل	۲۶۹	اگر کسی بگوید نماز جنازه ام را
۲۷۹	در نماز جنازه گفتن (الدعا	۲۶۹	نماز جنازه شخصی که عقب
۲۷۹	اگر میتی بدون نماز جنازه دفن	۲۷۰	اگر کسی نباشد که بتواند نماز
۲۷۹	چند مرتبه خواندن نماز جنازه یک	۲۷۰	نماز جنازه زن به اجازه شوهرش
۲۸۰	پیش از سلام گشتاندن دست ها	۲۷۰	به دلیل منکرات نباید نماز را
۲۸۱	نماز جنازه فرض کفائی است یا	۲۷۱	نماز به شبه فاسد نمی گردد
۲۸۱	هنگامیکه در زندگی عضوی از	۲۷۱	نماز جنازه در شب
۲۸۲	شرکت شوهر در نماز جنازه زن	۲۷۱	بر استخوان های مرده غسل و
۲۸۲	تکفین و تدفین بچه ای که مرده	۲۷۲	نماز جنازه در حالیکه جنازه بر
۲۸۲	در دعای مرد وزن بالغ فرقی	۲۷۲	خواندن نماز جنازه در مسجد در
۲۸۲	آیا خواندن نماز جنازه بر تمام	۲۷۳	پس از نماز جنازه دعا مشروع
۲۸۳	اگر امام به اساس فرا موشی بی	۲۷۳	نماز جنازه در مسجد حضیره
۲۸۳	خواندن سوره فاتحه بجای دعا	۲۷۴	اگر هندو و مسلمان در یک خانه
۲۸۴	شخصی در نماز جنازه به جای ثنا	۲۷۵	پس از نماز جنازه و قبل از دفن
۲۸۴	امامی به جای چهار تکبیر پنج	۲۷۵	نماز جنازه غائبانه جائز نیست
۲۸۴	در حالیکه کفش در پا باشد نماز	۲۷۶	چرا نماز جنازه قطع لطریق ن
۲۸۵	کسیکه بعد از تکبیر دوم شامل	۲۷۶	نماز جنازه مرتکب گناه کبیره
۲۸۵	اگر مانند اهل حرمین نماز جنازه	۲۷۶	اگر دزد در حالت دزدی کشته
۲۸۶	وصیت به خواندن نماز جنازه	۲۷۷	نماز جنازه زانی خوانده شود یا نه
۲۸۶	اجرت بر نماز جنازه جائز است یا نه	۲۷۷	نماز جنازه میت مسلمان چه وقت
۲۸۶	در عید گاه خواندن نماز جنازه	۲۷۷	اگر ولی شخص غیر عالمی را
۲۸۷	نماز جنازه بی نماز چرا خوانده شود	۲۷۸	نماز جنازه مخت
۲۸۸	خواندن نماز جنازه در زمین نجس	۲۷۸	اگر تنها را فضی نماز جنازه
۲۸۹	در اوقات سه گانه مکروهه نماز	۲۷۸	اگر قبل از نماز عید جنازه ای

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اگر جنازہ قبل از نماز عید بہ	۲۹۱	نماز جنازہ میت روزہ دار	۳۰۰
خواندن سورہ فاتحہ در نماز جنازہ	۲۹۱	پنجارہ مسلمان ست می تواند در	۳۰۰
وصیت اشتراک نکردن در نماز جنازہ	۲۹۱	نماز جنازہ بدون وضوء جائز نیست	۳۰۱
تکرار نماز جنازہ درست نیست	۲۹۲	احکام اطفال	۳۰۱
بچہ یک ماہہ را بدون نماز و	۲۹۲	اگر نماز جنازہ خواندہ و شخصی	۳۰۲
خواندن نماز جنازہ مرد وزن یکجا	۲۹۲	مقتدی در نماز جنازہ ہمراہ با	۳۰۳
اگر امام پس از نماز جنازہ بر لباس	۲۹۳	امامت در نماز جنازہ حق کیست	۳۰۴
یکجا خواندن نماز جنازہ چندین میت	۲۹۳	ہنگام طلوع استواء وغروب	۳۰۴
نماز جنازہ ولد الزنا باید خواندہ شود	۲۹۳	بعد از نماز جنازہ دست بالا کردن	۳۰۵
کسی کہ بہ دلیل غسل جمعہ در	۲۹۴	رفتن بہ منطقہ طاعون غرض	۳۰۵
نماز جنازہ قبل از خطبہ عید	۲۹۴	اگر تعدادی از مردم نماز جنازہ	۳۰۶
نماز جنازہ زنی کہ در خانہ شخص	۲۹۴	کسانی کہ نماز جنازہ رانمی دانند	۳۰۶
مردمی کہ مسلمان اند باید نماز	۲۹۵	نماز جنازہ شیعہ درست است یا نہ	۳۰۷
خواندن نماز جنازہ فاحشہ درست	۲۹۶	خواندن نماز جنازہ در سائبان	۳۰۷
فریضہ مقتدی در نماز جنازہ	۲۹۷	نماز جنازہ میت غالب درست	
زن زانیہ مسلمان کہ از ہندو	۲۹۷	نیست	۳۰۷
ترک نماز جنازہ بی نماز چہ حکم	۲۹۸	اگر قسمتی از جسم بسوزد آیا	۳۰۸
عبرتاً نخواندن نماز جنازہ بی	۲۹۸	نماز جنازہ گروہ جوہرہ درست	۳۰۹
نماز جنازہ کسی کہ بنگ آب می	۲۹۸	خوردن غذا در خانہ صاحب	۳۰۹
نماز جنازہ سود خور	۲۹۹	فاصلہ میان صفوف در نماز جنازہ	۳۰۹
نماز جنازہ کودک نابالغ ہندو	۲۹۹	نماز غائبانہ پیامبر ﷺ	۳۱۰
نماز جنازہ پس از بد بو شدن میت	۲۹۹	خواندن سورہ فاتحہ بعد از تکبیر	۳۱۰
نماز جنازہ میان عصر و مغرب	۲۹۹	ترتیب نماز جنازہ چطور است و	۳۱۱
کش کردن جسدی نماز جائز نیست	۲۹۹	خواندن نماز جنازہ فاجرہ درست	۳۱۲

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۲	تکرار در نماز جنازه مشروع	۳۱۲	است
۳۲۳	شخصی مسلمان شدہ اما اسلام	۳۱۲	دوبارہ خواندن نماز جنازه گناہ
۳۲۳	طفلی کہ زندہ تولد گردد تکفین		خواندن نعت همراه جنازه بدعت
۳۲۴	اگر هنگام ظهر جنازه آورده شود	۳۱۳	است
۳۲۵	نماز جنازه شیعه	۳۱۳	جنازه طفل وقتی کہ معلوم نباشد
۳۲۵	اگر چندین جنازه از مردان زنان و	۳۱۳	اگر کفن را ہندو بدہد حکم آن
۳۲۵	گذاشتن میت بہ امانت در قبر	۳۱۳	آیا در ساختن خانہ ای در قبرستان
۳۲۵	نماز جنازه عقب شیعه وشافعی	۳۱۴	در عقب جنازه تہلیل وغیرہ درست
۳۲۶	چرا در روز چہارم نماز بر قبر	۳۱۴	دعا بعد از نماز جنازه
۳۲۶	نماز دو جنازه یکبار	۳۱۵	خواندن نماز جنازه از روی کتاب
۳۲۶	نماز جنازه بعد از نماز عید	۳۱۵	مسلمانی ہندو پسری را خرید
۳۲۶	در نماز جنازه پس از تکبیر سوم	۳۱۵	آیا در نماز جنازه پنج تکبیر جائز
۳۲۷	نماز جنازه ای کہ بہ اجورہ خواندہ	۳۱۶	نماز جنازه بدعتی ہا خواندہ شود
۳۲۷	از شدت گرمی اگر نماز بر فرش	۳۱۶	یک ہندو یک مسلمان در خانہ ای
۳۲۷	با وجود عذر گر کسی نماز	۳۱۷	شرابی وزانی را از شرکت در
۳۲۸	بدون عذر خواندن نماز جنازه در	۳۱۷	اگر میت بر چار پایی باشد
۳۲۸	در جایی کہ چہار طرف قبر باشد	۳۱۹	نماز جنازه در چہری مسجد
۳۲۸	خواندن نماز جنازه ہیجر و تدفین	۳۱۹	ہنگام خواندن نماز جنازه اجازہ
۳۲۹	طفلی کہ مذکر بودن وموت	۳۲۰	کسی کہ تنها نماز ہای عیدین را
۳۲۹	اگر نماز جنازه خواندہ شود وپس	۳۲۰	اگر کسی بدون نماز جنازه دفن
۳۲۹	کسانیکہ نماز جنازه را یاد	۳۲۰	اگر در وقت نماز جنازه ای برسد
۳۳۰	در جنازه تاخیر بہتر نیست	۳۲۱	نماز جنازه طفلی کہ معلوم نگردد
۳۳۰	نماز جنازه شخصی کہ خودکشی	۳۲۱	طفلی کہ مردہ تولد شد نماز
۳۳۰	اول نماز ظہر خواندہ شود یا نماز	۳۲۱	نماز جنازه قوم ہیجر باید خواندہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۴۱	نوشتن کلمہ بر کفن	۳۳۰	صف نماز جنازہ باید متصل باشد
۳۴۱	در تخته قبر دادن کندہ از گل	۳۳۱	نماز دو چہار جنازہ یکجا
۳۴۱	در زمینی کہ بول و مواد فاضلہ	۳۳۱	در میان تکبیر چہارم و سلام
۳۴۱	اذان دادن بر قبر بدعت می باشد	۳۳۱	ہنگام غروب آفتاب نماز جنازہ
۳۴۳	در خاک انداختن بر قبر کھنہ	۳۳۲	اگر در اوقات مکروہہ جنازہ
۳۴۳	اگر بعد از مکمل شدن قبر کسی	۳۳۲	صرف زنان می توانند نماز جنازہ
۳۴۴	دفن میت در قبر سابقہ چطور است	۳۳۲	فصل ششم، مسائل قبر و دفن
۳۴۴	طفلی کہ مردہ تولد شدہ چگونہ	۳۳۲	در زمین ریگی ساختن لحد از
	ارتفاع لحد در قبر بہ چہ اندازہ	۳۳۳	از ورثہ میت خط گرفتن کہ
۳۴۴	باشد	۳۳۴	بعد از دفن نمی توان میت را از
۳۴۵	قبری کہ باز شود چطور باید آنرا	۳۳۵	تدفین در زمین دیگران بدون اجازہ
۳۴۶	نہادن سن بہ جای تختہ در منطقہ	۳۳۵	تکفین و تدفین زن شیعہ
۳۴۶	اگر بعد از دفن قبر بنشیند چہ باید	۳۳۵	قبری بنشیند ثبوت خاک انداختن
۳۴۶	اگر قبر بعد از گذاشتن میت	۳۳۶	اگر زن حاملہ ای بمیرد آیا می
۳۴۶	در قبر سابقہ دفن میت جائز است	۳۳۷	وسعت و ارتفاع لحد چہ قدر است
۳۴۷	در خانہ شخصی دیگری میت را	۳۳۷	استعمال سنگ بہ جای تختہ در
۳۴۷	بہ دلیل عذری میت را در ثابوت	۳۳۷	رواج غلط در ارتباط با قبر
۳۴۷	ہر شخص بر میت چقدر خاک	۳۳۷	اطراف قبر را پختہ نمودن و نصب
۳۴۷	انداختن خاک بر جسم میت خلاف	۳۳۸	ہموار کردن قبر پختہ چطور است
۳۴۸	در مورد پختہ کردن قبر و ساختن	۳۳۸	از قبری کہ استخوان بر آید آیامی
۳۴۹	نزدیک سر و پای میت بعضی	۳۳۸	زمین وقف قبرستان را بہ کرایہ
۳۴۹	اگر زن حاملہ ای بمیرد چطور	۳۳۹	مردہ را جای دیگری بردن و دفن
۳۵۰	حکم وصیت در مورد دفن چیست	۳۴۰	رو سوی قبلہ کردن و خواباندن بہ
۳۵۰	اذان بعد از دفن درست نیست	۳۴۰	بعد از دفن ہفتاد قدم عقب رفتن

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۶۰	رواج گذاشتن سنگریزه ها در قبر	۳۵۱	تلقین بعد از دفن درست نیست یا نه
۳۶۱	پس از دفن مرده را دوباره کشیدن	۳۵۱	عذاب قبر
۳۶۱	بیرون از مسجد به طرف قبله	۳۵۱	دعا بعد از دفن
۳۶۱	بر بانگیس بوریا گذاشتن و خاک	۳۵۱	اگر هندو و مسلمان در یک خانه
۳۶۲	جسد شخص مبتلا به جذام در کجا	۳۵۲	اگر هندو و مسلمان در یک خانه
۳۶۲	سوخاندن جسد شخص مبتلا به	۳۵۲	تدفین در قبرستان شیعه و هجر
۳۶۲	بر قبر ساختن شکل خانه درست	۳۵۲	طفل تابع والدین می باشد
۳۶۳	دفن کردن جسدی را که دریا برده	۳۵۲	ساختن مزر و رقبه و دفن در
۳۶۳	بعد از دفن کردن میت اول و آخر	۳۵۳	ساختن چهار دیواری برای
۳۶۳	ساختن چهار دیواری پخته بر قبر	۳۵۳	در قبر گل ساختن و دفن کردن
۳۶۳	در ساختن قبر قبل از فوت مضایقه	۳۵۴	بدون رضایت کسی نباید در
۳۶۴	بعد از پائین کردن در قبر نشان	۳۵۴	حکم تجدید قبر خاک شده چیست
۳۶۴	کسی که شب یا صبح جمعه وفات	۳۵۵	حیات النبی و تطبیق تکفین
۳۶۴	دفن میت در خانه درست اما بهتر	۳۵۵	روقت مردن اعتبار دارد
۳۶۵	برای مرد وزن یک قبرستان	۳۵۵	آمدن من مسلمان به مسجد نماز
۳۶۵	در صندوق گذاشتن و دفن کردن	۳۵۶	پسری که پدرش مسلمان
۳۶۵	دفن میت در زمین مسجد درست	۳۵۶	گذاشتن شاخ سدر بر قبر چه حکم
۳۶۶	پیشروی مسجد دفن کردن چه	۳۵۶	کلمه شهادت بر دیوار قبر
۳۶۶	اگر در تهداب منزل جسد برون	۳۵۷	حکم دفن مسلمان در جایی که
۳۶۷	شال انداختن بر جنازه و گرفتن	۳۵۷	بعد از دفن میت نصیحت کردن
۳۶۷	در چنین حالتی نماز جنازه	۳۵۸	دعا بعد از دفن میت
۳۶۷	ممانعت از نماز جنازه جائز نیست	۳۵۸	میت در قبر به چه ترتیب خوابانده
۳۶۸	گرم کردن برای غسل میت در	۳۵۹	شیعه را عضو شوری ساختن
۳۶۸	بعد از دفن در قبرستان دوباره	۳۶۰	تدفین شیعه در قبرستان مسلمانان

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۳۷۵	با ایصال ثواب به چند نفر ثواب	۳۶۹	غرس درخت میوه دار و خوردن
۳۷۶	اگر در ثواب با والدین دیگر تمام	۳۶۹	پرده برای زنان هنگام دفن
۳۷۶	اگر به بی نماز هم ایصال ثواب	۳۶۹	عمق قبر به چه اندازه باشد
۳۷۶	در ایصال ثواب گفتن فلان ابن	۳۶۹	آیا به خاطر فرشته ها عمق قبر را
۳۷۷	خیرات به چه کسی داده شود	۳۷۰	اذان بعد از دفن درست نیست
۳۷۷	انتساب یک قول غلط به شاه	۳۷۰	عطر زدن به میت چه حکم دارد
۳۷۸	آیا اشتراک در ایصال ثواب	۳۷۰	کشیدن میت از قبر و دوباره
۳۷۹	طواف قبور درست نیست	۳۷۱	بعد از دفن میت اگر دست خاک
۳۷۹	استمداد از اهل قبور جائز نیست	۳۷۱	میت را چرا جنوباً و شمالاً دفن
۳۷۹	حکم ایصال ثواب چیست	۳۷۱	انداختن سه مشت خاک هنگام
۳۸۰	سوال در مورد بعضی از روایات	۳۷۲	نزدیک سر میت (قل هو الله)
۳۸۱	تصدیق یک مسئله در ارتباط با	۳۷۲	گذاشتن شاخه خرما در قبر جائز
۳۸۱	اگر کسی ثواب یک لک و بیست	۳۷۲	کسیکه در دهلی وفات کند می
۳۸۱	ایصال ثواب تلاوت قرآن شریف	۳۷۲	بعد از دفن میت غرس شاخ
۳۸۱	ثواب چگونه به مرده هائی رسد	۳۷۳	فصل هفتم تعزیت
۳۸۲	ایصال ثواب به ارواح موتی	۳۷۳	پس از باز گشت از قبرستان تلقین
۳۸۲	آیا به میت گفته می شود که این	۳۷۳	غم حضرت فاطمه بر وفات
۳۸۲	ایا قبل از قیامت روح انسان در	۳۷۳	اجازه تعزیت به مسافر بعد از سه
۳۸۲	پس از مردن روح عذاب می بیند	۳۷۴	آیا تعزیت دوباره مکروه است
۳۸۲	نوشتن عهد نامه و گذاشتن آن در	۳۷۴	و مدت تعزیت تا وقت است
۳۸۳	ایصال ثواب بعد از نماز جنازه	۳۷۴	فصل هشتم زیارت قبور و ایصال ثواب
۳۸۵	ایصال ثواب	۳۷۴	برای زنان نرفتن به قبره بهتر است
۳۸۶	در قبر ها دعا کردن درست یانه	۳۷۴	ایصال ثواب پس از نماز جنازه
۳۸۶	زن اجازه رفتن به قبر را دارد یانه	۳۷۵	ایصال ثواب یک عمل به اشخاص

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹۷	ازمرده درخواست دعا جائز است	۳۸۶	اگر ثلث قرآن سه بار خوانده شود
۳۹۷	آیا مرده از فاتحه و زیارت با خبر	۳۸۷	تذکر نیکی های میت به طور
۳۹۸	طریقه نجات دادن از عذاب چیست	۳۸۸	دست بلند کردن و دعا کردن بر قبر
۳۹۸	دعا برای میت در چه اوقاتی	۳۸۸	برای فاتحه بزرگان دین تعیین
۴۰۰	ایصال ثواب ثابت است اما تعین	۳۸۸	ایصال ثواب کدام روز افضل است
۴۰۰	مفهوم صحیح آیت (لیس للانسان)	۳۸۹	ایصال ثواب بعد از نماز جنازه
۴۰۱	تلاوت قرآن شریف بر قبر چه حکم	۳۸۹	ایصال ثواب در ماه رجب
۴۰۱	اینکه دفن کنندگان میت غذا	۳۸۹	رواج واداشتن دیگران به قرائت قرآن
۴۰۲	آیا ایصال ثواب به تمام مسلمانان	۳۹۰	واسطه کردن پیامبر ﷺ
۴۰۲	اگر کسی سه مرتبه (قل هو الله)	۳۹۰	آیا با ایصال ثواب تمام گناهان
۴۰۳	نوشتن کلمه بر کفن بی ادبی است	۳۹۱	رواج خواندن بر نخود در روز سوم
۴۰۳	هنگام رسیدن به قبرستان چه باید	۳۹۱	فاتحه از مال حرام
۴۰۳	هنگام ایصال ثواب به زبان چه	۳۹۲	نوشتن کلمه شهادت بر کفن
۴۰۴	اگر کسی در زندگی خود کلمه و	۳۹۲	گذشتن شجره دو قبر درست نیست
۴۰۴	کسی که ایصال ثواب می کند	۳۹۲	سماعی موتی
۴۰۴	سجده به قبر حرام است	۳۹۲	طریقه ایصال ثواب عبادات
۴۰۵	در جایی که اطفال اهل هنود دفن	۳۹۳	نوشتن عهد نامه بر کفن چه حکم
۴۰۵	اطفال اهل هندو دجنتی اندیا دوزخی	۳۹۳	آیا روح به خانه می آید و طریقه
۴۰۵	زیارت قبور در شب جائز است یا نه	۳۹۴	یک رسم غلط
۴۰۶	دادن غذا به نیت ثواب به شخصی	۳۹۵	کسیکه ایصال ثواب می کند به
۴۰۶	پخته کردن اطراف قبر	۳۹۵	گذاشتن حمائل در قبر
۴۰۶	اعمار مسجد در پهلوی قبر چه	۳۹۵	به قبور اولیاء رفتن و دعا کردن
۴۰۶	قبور بزرگان دین را چرا پخته می	۳۹۶	رواج خواندن سوره اخلاص پس
۴۰۷	هدیه کتب تفسیر جهت ایصال	۳۹۶	روایت یک لک و بیست و پنج هزار

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۱۸	بحث در مورد سماع موتی	۴۰۷	ثواب
۴۱۹	اگر قسمتی از طفل از شکم مادر	۴۰۸	کسیکه قبل از دفن میت از
۴۲۰	بحث در مورد کسیکه در عشره	۴۰۸	قید روز سوم برای تلاوت قرآن
۴۲۰	آمدن روح در روز پنجشنبه به	۴۰۹	فصل نهم مسائل متفرقه
۴۲۰	طفل کافر که در زدمسلمان بمیرد	۴۰۹	ایستاده شدن غرض تعظیم میت
۴۲۱	فصل دهم احکام شهید	۴۰۹	گذاشتن گل بر قبر جهت تزئین
۴۲۱	کسی که در مریضی بمیرد شهید	۴۰۹	اگر ادای قرض چند روزی پس از
۴۲۱	حضرت پیامبر (ﷺ) راسید	۴۱۰	قصداً به قبر کدام ولی رفتن چطور
۴۲۲	شهادت حکمی	۴۱۰	جهت زیارت قبر والدین رفتن به
۴۲۲	دعا برای زنده شدن مرده	۴۱۰	روایت آمدن روح به خانه محقق
۴۲۳	کسیکه در آب غرق شود یا در	۴۱۱	اگر فاسق در روز جمعه بمیرد یا او
۴۲۳	دیوانه ای یا کراهی به فرق زن	۴۱۱	روح میت به خانه می آید یا نه و در
۴۲۳	کسیکه زیر دیوار بمیرد باید	۴۱۲	نماز جنازه شخص بی نماز را هم
۴۲۴	غسل دادن مرده ای که زخمی	۴۱۲	از صاحب قبر طلب دعا جائز است
۴۲۵	کسی را که دزدان بکشند شهید	۴۱۲	نزد امام اعظم بزرگان دین پس از
۴۲۵	منکر و نکیر از کدام مردم سوال	۴۱۲	آیا اما صاحب کسی را از التجا
۴۲۵	جسم گسانیکه شهادت اخروی	۴۱۲	آیات و احادیثی که در تائید نظر
۴۲۵	آیا جسم شهید حقیقی هم تفسخ	۴۱۳	عقیده غلط در مورد ملائک
۴۲۶	مسلمانی که در راه جلوگیری از	۴۱۳	روح بعد از مرگ در کجا می باشد
۴۲۶	اگر در محرم یا عرس هندو ها	۴۱۴	ارواح حیوانات
۴۲۶	اگر مسلمانان مخفیانه توسط	۴۱۴	عقائد بوهره و چند سوال در مورد
۴۲۶	اولیاء الله پس از مرگ زنده می	۴۱۶	ایصال ثواب برای شیعه و بوهره
۴۲۷	فیوض اولیاء الله بعد از مرگ	۴۱۷	گذاشتن جنازه شیعه رسماً بر
※	فهرست مختصر	۴۱۷	برای تحریف حکم کردن به آنکه

بسم الله الرحمن الرحيم

پیشگفتار

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى.

در حالیکه جلد پنجم این فتاوی را برای اهل علم و عامه مسلمانان تقدیم می دارم قلبم از حمد و شکر خداوند لبریز و بیشانی من در محضر خداوندی که این توفیق را به من اعطا کرده تا این خدمت بزرگ را انجام دهم خمیده است. زیرا از غایت او تعالی هرگز این تصور ممکن نیست که انسان ظلوم و جهولی چون من یک لک و بیست پنج هزار مساله متفرق را از ریکارد غیر مرتب هزده ساله دارالعلوم با ذهن آگاه مطالعه نموده و سپس آنرا به ترتیب فقهی موجود مطابق به ایجابات علمی آراسته و مرتب نموده و در اینکار موفق گردد.

فضل خداوند متعال است که در این جلد (کتاب الصلوة) تکمیل گردید و بدین ترتیب چهار هزار مسئله در اختیار شما قرار گرفته است.

خداوند عز و جل آن روز را به خیر بیاورد که بخش های باقی مانده این سلسله را نیز من حقیر خدمت شما تقدیم کنم شادم از زندگی خویش که کاری کردم در اینجا فریضه خود می دانم که از نگران کار خویش سر پرست شعبه حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتهم مهتم دارالعلوم دیوبند اظهار تشکر و امتنان ننمایم زیرا ایشان از ابتدا تا اکنون قدم به قدم مرا تشویق نموده و خصوصاً در انجام این خدمت مرا معاونت کرد حتی از این خدمت تمعید نموده علاقه به کار دلچسپی و حوصله مرا افزوده اند همچنان خدمت استادان بزرگوار و مهربان خویش سر پرست شعبه و بزرگانگی که به اساس دعاها و قلبی و کلمات تشویق کننده ایشان تمام این کار وجد و جهد من باقی بوده و به سوی پیشرفت در حرکت است مراتب احترام خویش را تقدیم می دارم.

به حضور خداوند متعال دعا می نمایم که از مهربانی ها الطاف فیوض و برکات خویش پیوسته آن حضرات را مستفید گرداند.

ذکر این نکته را نیز ناگزیر می دانم که در بعضی مسائل خاص مربوط به نماز که عوام و خواص مردم بیشتر در آن واقع می شوند گاه گاه به اساس فرق نوعیت سوال و جواب تکرار باقی گذاشته شده است اما در آینده اراه باقی ماندن این تکرار تام نهاد را نیز ندارم.

در اخیر دعای نمایم که پرور دگار عالمیان خدمت ناچیز یک بنده بیچاره را قبول فرموده و این خدمت را برای او از د آخرت و وسیله کامیابی دنیا و آخرت گرداند،

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم

طالب دعا

محمد ظفیر الدین غفرله

مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ هـ ق



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين.

فصل پانزدهم: نماز جمعہ

مسائل نماز جمعہ

قریہ ای کہ نفوس آن ۱۲۵ خانہ باشد نماز جمعہ وعید در آن درست نیست: سوال:

در قریہ ای کہ ۱۲۵ خانہ وجود دارد آیا در آنجا نماز جمعہ وعید درست است یا نہ؟

جواب: آن قریہ کوچک است لہذا نماز جمعہ وعید در آن صحیح نمی باشد ^(۱).

در حدود قصبہ نماز جمعہ درست است: سوال: ۲ اگر در نواحی قصبہ ای کسی نماز جمعہ

را بخواند آیا درست یا نہ؟

جواب: اگر در حدود قصبہ ای نماز جمعہ خواندہ شود درست است اما در قریہ های کہ متصل

قصبہ مذکور است صحیح نمی باشد وهدف از حدود قصبہ فناء شہر است کہ در آن کار و بار

قصبہ انجام می گیرد مانند رکض خیل وغیرہ ^(۲).

در جای کہ علاقہ دار وجود داشته و نفوس آن دو ہزار نفر باشد نماز جمعہ جائز است:

سوال: ۳ در جایی کہ تحصیلدار وغیرہ وجود داشته وبہ اساس نفوس شماری دو ہزار یا نزدیک

بہ آن نفوس داشته باشد آیا می توان آنرا مصر گفت یا نہ؟ و آیا در نواح می توان نماز جمعہ را

اداء کرد یا نہ؟

(۱) ولما ذکرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج. ۲ ص ۱۳۸). طبر

(۲) ويشترط لصحتها المصر الخ اوقفاء وهوما حوله اتصل به اولاً لا جل مصالحه كدفن الموتى وركض الخيل (الرد المحتار على هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ - ۷۴۹ ط. س. ج. ۲ ص ۱۳۸). طبر

جواب: فقهاء تصریح کرده اند که درقریه بزرگ یا قصبه جمعه واجب الاداء می باشد پس چنان به نظر می آید که منطقه مذکور در قریه بزرگ داخل بوده لهذا جمعه در آن و در فناء آن جائز می باشد^(۱).

فناوی مصر: سوال: ۴ تا چند میل فناء مصر گفته می شود؟

جواب: برای فناء مصر تعداد میل است انجار ندارد بلکه فناء مصر آن است که برای مصالح و کارهای مصری باشد که دفن الموتی و رکض الخیل والدواب و جمع العساكر والخروج للرمی و غیر ذلک دلیل آن است شامی^(۲).

در هندوستان نماز جمعه صحیح است: سوال: ۵ عده ای مردم را از نماز جمعه باز داشته می گویند که شرایط اقامه نماز جمعه در هندوستان وجود ندارد لذا در شهر و در قصبه آن نماز جمعه درست نیست.

جواب: در قصبه شهر وقریه بزرگ هندوستان بدون هیچگونه تردیدی نماز جمعه اداء می شود و مانعین و منکرین جمعه در غلط واقع شده و تارک فرض اند در ردالمحتار است: و تقع فرضاً فی القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق، و کمی پیشتر از آن آمده: وبهذا ظهر جهل من يقول لا تصح الجمعة في ايام الفتنة مع انها تصبح في البلاد التي استولى عليها الكفار كما سنذكره^(۳).

به جای خطبه قرائت یک رکوع قرآن کفایت می کند: سوال: ۶ اگر کسی به جای خطبه یک رکوع قرآن مجید را قرائت کند نماز جمعه صحیح می شود یا نه؟

جواب: در الدر المختار آمده است که: وكفت تحميدة او تهلية او تسبحة یعنی برای خطبه

(۱) و تقع فرضاً فی القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸. ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظفر

(۲) وفناء ما اتصل به لاجل مصالحه كدفن الموتى وركض الخيل (درمختار) اعلم ان بعض المحققين اهل الترجيح اطلق الفناء عن تقديره بمسافة وكذا محرر المذهب الامام محمد رحمته الله وبعضهم فتره بها (رد المحتار ج ۱ ص ۷۴۹. ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظفر

(۳) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸. ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

کفایت^(۱) ہے۔ کُند گفتن یک مرتبہ الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ از اینجا معلوم می گردد کہ با قرائت یک رکوع خطبہ فرض اداء می شود اما اکثراً بہ آن خلاف سنت می باشد سنت آن است کہ دو خطبہ خواندہ شود ویسن خطبتان^(۲)۔

در قریہ ای کہ سہ صد الی چہار صد نفر نفوس دارد نماز جمعہ صحیح نیست: سوال: ۷

در قریہ ما تخمیناً سہ صد الی چہار صد نفر زندگی می کنند اما اشیای ضروری در آن یافت نمی شود آیا در چنین قریہ ای نزد احناف نماز جمعہ واجب بوذہ و اداء می گردد یا نہ؟ و این سخن کہ حد ناقص بزرگترین مساجد و غیرہ نزد محققین صحیح و مزیف و منقوض است یا نہ؟

جواب: در چنین قریہ ای بہ اساس مذهب حنفی نماز جمعہ و عیدین صحیح نمی باشد طوریکہ در شامی آمدہ است: و فیما ذکرنا اشارۃ الی انہ تجوز فی الصغیرۃ الی لیس فیہا قاض و کمی بیشتر از آن گوید و تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ الی فیہا اسواق الخ رد المحتار جلد اول^(۳) و عدم وسعت بزرگترین مساجد منقوض و مزیف می باشد طوریکہ در شرح منیہ آمدہ است: فکل تفسیر لایصدق علی احدہما فهو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ جماعة من المتأخرین کصاحب المختار والرقایہ و غیرہما وهو مالو اجتمع اہلہ فی اکبر مساجدہ لایسعہم فانہ منقوض بہما اذ مسجد کل منہما یسع اہلہ و زیادۃ الی ان قال فلا یعتبر هذا التعریف^(۴)۔

اینکہ مؤذن بعضی جملات را گفتہ و عصا را بہ خطیب بدهد درست نیست: سوال: ۸

بعضی از مناطق مدراس از گذشتہ ہا عادت چنان است کہ مؤذن در روز جمعہ قبل از خطبہ عصا را بہ دست گرفتہ این کلمات را می گوید: الجمعة عید للفقراء والمساكين قال النبی ﷺ اذا

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۴۸ طفر

(۲) ایضاً ط. س. ج ۲ ص ۱۴۸ طفر

(۳) رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸ طفر

(۴) غیۃ المستملی. باب الجمعة ص ۵۱۱ طفر

صعد الخطیب المنبر فلا صلاة ولا کلام والقی بعد از آن مؤذن عصا را به دست خطیب می دهد. عده ای از علماء از این کار منع نمود و آنرا بدعت سنیه می دانند و تعدادی دیگر آنرا جائز و مستحب می شمارند مسئله را واضح سازید خداوند عزوجل شما را اجر بدهد.

جواب: در این مورد علامه شامی در اخیر می نگارد اقول کون ذلک متعارفاً لا یقتضی جوازہ عند الامام القائل بحرمۃ الکلام ولو امراً بمعروف او رد سلام استدلالاً بما امر ولا عبرة بالعرف الحادث اذا خالف النص^(۱). از اینجا معلوم می شود که ممانعت ارجح می باشد پس قول مانعین درست است. فقط

هنگام تکبیر به جهر درود گفتن ثابت است: سوال: ۹ من مؤذن هستم عده ای مرا قبل از تکبیر واقامت از درود خواندن به جهر منع می کنند و تعداد دیگری آنرا مستحب قرار می دهند کدام یک از این دو قول صحیح است؟

جواب: در شامی در مورد مواضع استحباب درود شریف نوشته شده: وعند الاقامة^(۲) یعنی در وقت تکبیر گفتن نیز درود شریف مستحب است، اما در آن قید جهر وجود ندارد و جهر را فقهاء غیر از مواضعی که در آن جهر وارد شده منع کرده اند پس بهتر است درود را آهسته بخوانید^(۳).

در جایی که نماز جمعه جائز نیست اگر خوانده شود گناه می باشد: سوال: ۱۰ در قریه که تخمیناً دو هزار انسان زندگی می کنند آیا نماز جمعه و عیدین جایز است یا نه؟ و در جایی که شرعاً جمعه و عیدین جایز نیست اگر در آنجا نماز های جمعه و عیدین خوانده شود مردم مذکور گهنگار می شوند یا نه؟ برای پایی نماز جمعه و عیدین چه تعداد مردم ضرور است و فقهاء این شرط

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۹ مطلب فی حکم العرفی بین یدی الخطیب، ط.س. ج ۴ ص ۱۶۰. ظفر

(۲) ردالمحتار باب صفة الصلوة لعل فی تألیف الصلوة مطلب نص العلماء علی استحباب الصلوة علی النبی ﷺ فی مواضع ص ۴۸۳. ظفر الدین غفر الله له

(۳) ومنفعة لی کل اوقات الامکان الخ وازعاج الاعضاء برفع الصوت جهل وانما هی دعاء له والدعاء بكون بین الجهر والصحافة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ایضا ج ۱ ص ۴۸۳ - ۴۸۵، ط.س. ج ۲ ص). ظفر

را به چه اساسی گذاشته اند که برای نماز جمعه وعیدین وجود سه نفر مزید بر امام لازم می باشد در حالیکه برای جمعه وعیدین جماعت شرط است و برای جماعت دو نفر کافی می باشد در کتاب نیل الاوطار آمده است: اما الاثنان فبانضمام احدهما الی الآخر يحصل الاجتماع وقد اطلق الشارع علیها اسم الجماعة فقال الاثنان فما فوقهما جماعة جواب این حدیث چیست؟

جواب: در کتاب الدر المختار آمده است: وتقع فرضاً القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الى ان قال وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض شامي^(۱) از این عبارت ثابت می گردد که جمعه در قصبات وقریه های بزرگی که در آن بازار وجود داشته باشد اداء می شود نه در قریه های کوچک همچنان در کتاب الدر المختار باب العیدین آمده است:

في القية صلوة العيد في القرى تكره تحريماً اي لانه اشتغال بما لا يصح لان المصير شرط الصحة صلوة العيد ومثله الجمعة^(۲) از این عبارت معلوم می شود که اگر در قریه ای که شروط صحت نماز جمعه در آن وجود ندارد نماز جمعه خوانده شود مردم مذکور گنهگار می شوند.

اما در مورد آنکه اگر نفوس یک قریه دو هزار نفر باشد آیا قریه مذکور قریه بزرگ است یا قریه کوچک باید گفت که آشکارا قریه بزرگ می باشد و اگر در آن دوکان ها و بازارها وجود داشته باشد در آن جمعه اداء می شود و در غیر آن نه.

از روایات صحیح تعداد نفوس ثابت نیست بلکه قریه ای که عرفاً قریه کبیره گفته شود قریه کبیره می باشد و اگر صغیره گفته شود قریه صغیره است.

و در الدر المختار آمده است: والسادس الجماعة واقلها ثلاثة رجال الخ سوى الامام بالنص لانه لا بد من الذكر وهو الخطيب وثلاثة سواه بنص ما سئوا الى ذكر الله^(۱) به اساس این عبارت برای

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸ . ظفر

(۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ، ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷ . ظفر

جماعت جمعہ وجود سے نفر بدون امام از نص ثابت است یعنی از آیت فاسعوا الی ذکر اللہ و طوریکہ در نیل الاوطار آمدہ و این مذهب صاحبان امام ابو یوسف و امام محمد بن حن شیبانی می باشد مگر امام صاحب بہ جهت احتیاط غرض رعایت نص قرآنی سے نفر را شرط دانستہ است.

در خطبہ جمعہ وعظ درست است یا نہ: سوال: ۱۱ در خطبہ جمعہ وعظ قرآن مجید شریف جایز است یا نہ؟ و در زمان پیامبر ﷺ و صحابہ کرام چہ معمول بود؟

جواب در خطبہ جمعہ وعظ گفتن طریفہ صحابہ (رض) نبودہ یعنی خطبہ غیر از زبان عربی در زبان دیگری داخل نیست لذا خواندن خطبہ بہ فارسی وارد و مکروہ می باشد (۲).

آیا در ہندوستان نماز ہای جمعہ و عیدین درست است: سوال: ۱۲ در ہندوستان نماز ہای جمعہ و عیدین جایز است یا نہ؟

جواب: در شہر ہا و قصبہ ہا و قریہ ہای بزرگ ہندوستان جمعہ صحیح بودہ و در قریہ ہای کوجک درست نیست (۳).

آیا در ہندوستان احتیاط ظہر وجود دارد: سوال: ۱۳ آیا در ہندوستان بعد از نماز جمعہ احتیاطا نماز ظہور خواندہ شود یا نہ؟

جواب: این احتیاط در شہر ہا و جاہانی کہ نماز جمعہ اداء می شود وجود ندارد و در قریہ صغیرہ نماز جمعہ اداء نگردیدہ پی باید نماز ظہر با جماعت خواندہ شود.

ایا بعد از آذان اول جمعہ خرید و فروش جایز است یا نہ: سوال: ۱۴ اکنون برای نماز جمعہ در اذان دادہ می شود یکی نخست و دیگری قبل از آغاز خطبہ پی بعد از کدام اذان خرید

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۰ ۷۶۱ - ط.س. ج ۲ ص ۱۵۱. ظہر

(۲) فلو الولاۃ کفاراً يجوز للمسلمین اقامۃ الجمعة (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۴. ط.س. ج ۲ ص ۱۴۴. ظہر

(۳) فلو الولاۃ کفاراً يجوز للمسلمین اقامۃ الجمعة (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۴. ط.س. ج ۲ ص ۱۴۴. ظہر

وفروش نا جائز است؟

جواب: در کتاب الدر المختار آمده است: (ووجب السعی اليها وترك البيع ولومع السعی وفي المسجد اعظم وزراً با لا اذان الاول في الاصح) ودر کتاب شامی آمده است: (قلت وسيذكر الشارح في آخر البيع الفاسد انه لا بأس به ای بالبيع لتعليل النهی بالاخلال بالسعی فاذا انتفى انتفى الخ^(۱)) از عبارت مذکور جواب هر دو سوال روشن گردیده که پس از همان اذان اول سعی به سوی نماز جمعه واجب بوده و بیع ممنوع می باشد و اگر سعی به سوی نماز جمعه فوت نگردد بیع جایز است.

درفریه ای که پنجصد نفر بایک ونیم هزار نفر نفوس دارد نماز جمعه صحیح است یا نه:

سوال: ۱۵ درقریه ای پنجصد نفر وجود دارد آیا در این قریه نماز جمعه صحیح است یا نه اگر درقریه دیگری یک ونیم هزار نفر وجود داشته باشد آیا درآن قریه نماز جمعه درست است یا نه؟ درمیان این دو قریه خانقاه یکی از بزرگان آیا درآنجا نماز صحیح می باشد؟ با چه تعداد نفوس نماز جمعه درست می شود؟

جواب: (وتقع فرضاً فی القصبات والقری الكبيرة التي فيها اسواق فيما ذكرنا إشارة الى انه لا تجوز فی الصغيرة التي ليس فيها قاض^(۲)) شامی جلد اول باب الجمعة.

از این عبارت معلوم می گردد که نزد احناف درقریه بزرگ نماز جمعه اداء می شود زیرا در آن بازار ها و دکان ها وجود دارد و در قریه کوچک جمعه صحیح نیست پس با اساس این قاعده فقهی در هر دو قریه مذکور نماز جمعه صحیح نیست همچنان در مزار شخص بزرگی که میان دو قریه قرار دارد نماز جمعه صحیح نمی باشد.

(۱) وفي البحر وقد التفت مراراً لعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا (الدر المختار

على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ ، ط.س. ج ۲ ص ۱۳۷. ظهير

(۲) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظهير

مکراً واضح می نمایم که نفوس قصبه کم از کم چهار پنج هزار نفر می باشد پس قریه ای که چنین باشد در آن نماز جمعه صحیح است.

آیا درجایی در گذشته شهر بوده و اکنون ویران گردیده و چهار صد نفر نفوس دارد نماز

جمعه جایز است: سوال: ۱۶ شیخپوره که زمانی شهر بزرگی بوده توسط سک ها ویران گردید طوریکه اکنون در آن فقط چهار صد و پنجا نفر زنده گئی می کنند و در آن دو دوکان برچون فروش وجود داشته و بازاری ندارد و اشیای ضروری در آن پیدا نمی شود زمیندارن آن مسلمان هستند و به اساس آنکه در نزدیکی دریا قرار دارد مردگان چندین قریه که در دریا انداخته شده اند به آنجا می آید آیا در چنین جایی شرعاً جمعه جایز است یا نه شرایط جمعه مثلاً سلطان و نائب سلطان و غیره در هندوستان وجود ندارد لذا آیا در هیچ جای هندوستان نماز جمعه جایز است یا نه؟

جواب: اکنون که نفوس قریه شیخپوره چهار صد و پنجا نفر و یا فرض کنید کمی از این بیشتر است و در آن بازار و غیره وجود ندارد و اشیای ضروری نیز در آن یافت نمی شود پس یقیناً قریه صغیره می باشد که فقها خواندن جمعه را در آن چا مکروه تحریمی می دانند در کتاب شامی آمده است: (وفيما ذكرنا إشارة إلى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض) ^(۱).

و در الدر المختار در باب العیدین آمده است: (صلوة العيد في القرى تکره تحریماً) و در کتاب شامی آمده است (ومثله الجمعة) ^(۲). اینکه محلی در گذشته شهر و یا قصبه بوده و آیا اینکه مردگان کفار و مسلمان مناطق نزدیک در آنجا افکنده شده و یا دفن می گردند دلیل شهر بودن و یا جایز بودن نماز جمعه در آنجا نمی باشد و این سخن که افکندن و یا دفن کردن مرده های مناطق مجاور در آنجا دلیل جواز نماز جمعه در آن باشد سخن نا درست بوده و اساسی در شریعت

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸ طغیر

(۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷ طغیر

برای آن وجود ندارد در مورد این نکته که در سوال آمده است که چون در هندوستان از جمله شرایط جمعه سلطان و یا نائب سلطان وجود ندارد پس نماز در آنجا درست نمی باشد باید گفت که غلط بوده و علت عدم آگاهی از عبارات و تصریحات کتب فقه می باشد زیرا این شرط در جایی است که در آنجا حکمران مسلمان وجود داشته باشد که یا باید خود در جمعه امامت کند و یا نائب او و یا کسی را که اجازه داده باشد اما در جایی که حکمران مسلمان نیست در آنجا مسأله با تراضی مسلمانان مربوط است که هر کسی را که بخواهند امام جمعه مقرر نمایند او امام جمعه خواهد بود و در آنجا نماز جمعه واجب و اداء می باشد در الدر المختار آمده: (ونصب العامة الخطیب غیر معتبر مع وجود ذکر امام عدمهم فیجوز للضرورة) و در شامی آمده (فلو الولاة الکفاراً یجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر القالی قاضياً بتراضی المسلمین^(۱))

در شهرها و قصبات ضرورت احتیاط الظفر نیست: سوال: ۱۷ در بلاد و قصبات پس نماز

جمعه از روی احتیاط نماز ظهر خوانده شود یا نه؟

جواب: چون در بلاد و قصبات نماز جمعه بدون شبه و تردد درست می باشد لذا بعد از جمعه نباید احتیاط الظهر خوانده شود چنانچه الدر المختار این فتاوی مولف بحر را نقل کرده که گفته است (ولی البحر وقد افتیت مراراً بعدم صلاة الاربع بعد ما بنية آخر ظهر خوف اعتقاد علم فرضية الجمعة وهو الاحتياط فی زماننا^(۲)).

در نماز جمعه تعجیل مطلوب است: سوال: ۱۸ مسجدی زیر اهتمام انجمن اسلامی انباله

وجود دارد و امامی از طرف انجمن در آن مقرر است چند مرتبه به او گفته شد که از روی استجاب در نماز جمعه تعجیل نکند و به موجب احکام فقه حنفی بعد از انتظار کافی نماز جمعه را اداء نماید تعجیل امام مذکور در نماز جمعه چگونه است؟

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۴.

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷، ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

جواب: نزد احناف مطابق قول جمهور ابراد یعنی تاخیر در نماز جمعه مشروع نیست بلکه خواندن نماز جمعه به زودی بعد از زوال بهتر است در شامی آمده است: (لکن جزم فی الاشباه من فن الاحکام انه لا یسن لها الابراد^(۱)) پس معلوم گردید که عمل امام مذکور که در اداء نماز جمعه تعجیل می کند موافق شریعت می باشد لهذا انجمن و دیگران این حق را ندارند که امام را از تعجیل جمعه منع نمایند.

وقت مستحب برای نماز جمعه: سوال: ۱۹ به موجب عقاید حنفی در این روزگار وقت مستحب برای نماز جمعه کدام است؟

جواب: مذهب صحیح حنفی آن است که در جمعه تعجیل مستحب می باشد و ابراد یعنی تاخیر که در نماز ظهر در موسم گرما مستحب می باشد در جمعه وجود ندارد بلکه به تعجیل اداء کردن جمعه مستحب می باشد و از احادیث نیز همان تعجیل جمعه ثابت است پس بعد از زوال مثلاً ساعت ۱۲:۳۰ باید آذان جمعه داده شود سپس ده پانزده دقیقه خطبه و پس از آن نماز جمعه خوانده شود مثلاً تا ساعت یک تمام این امور انجام گیرد یا آنده کی کم و بیش در رد لمحتار آمده است: (لکن جزم فی الاشباه من فن الاحکام انه لا یسن لها الابراد الخ ثم قال وقال جمهور لیس بمشروع لانها تقام بجمع عظیم فتاخیره مفض الی الحرج^(۲) شامی جلد اول ج ۲۴۵).

فتن قعده جمعه نماز جمعه اداء شود: سوال: ۲۰ شخصی در قعده نماز جمعه شریک

آیا نماز جمعه او اداء شده است؟

نماز جمعه او اداء شده است.

۱ کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۰ . ظفر

۲ اب الصلوة مطبوعة درسمعات ص ۳۴۰ - ۳۴۱ ، ط.س. ج ۲ ص ۳۹۷ . ظفر

بعد از اذان دوم نه به زبان دعا خوانده شود و نه جواب داده شود: سوال: ۲۱ بعد از اذان

خطبه جمعه خواندن دعا و دادن جواب اذان جایز است یا نه؟

جواب: فقهاء نوشته اند که دادن جواب اذان خطبه و خواندن دعا وسیله مکروه می باشد در الدر المختار آمده است: (قال ویبغی ان لا یجب بلسانه اتفاقاً الاذان بین یدی الخطیب^(۱)) .

نماز جمعه در قریه ها: سوال: ۲۲ در این روزگار در مورد جواز وعدم جواز نماز جمعه در قریه ها رأی علمای احناف مختلف است عده ای به این نظر اند که در قریه ها باید نماز جمعه خوانده شود و تعداد دیگری با این نظر مخالف می باشند و تعریف مصر مسأله مختلف فیه به نظر می آید.

گروه اول که به جواز نماز جمعه در قریه ها حکم می کنند در تعریف مصر می گویند که عبارت از محلی می باشد که دارای دو هزار نفر نفوس بوده و اهالی آن در بزرگترین مسجد آن نیز نگنجد. گروه دوم گویند که مصر عبارت از محلی است که دارای بازار بوده و در آن اشیای ضروری یافت شود.

شروط مذکور مطابق مذهب امام ابوحنیفه بوده که مصداق نمی یابد لهذا اگر در محلی که صفات متذکره گروه اول وجود نداشته باشد آیا جایز است که مردم به مذهب ائمه ثلاثه عمل کنند یا نه؟ زیرا در این روزگار در بسیاری از مسائل به غرض رفع فتنه به تقلید از مذهب امام شافعی حکم می شود مثلاً در مسأله مفقود اگر در این موضوع نیز به مسلک گروه اول عمل شود طوری که در قریه ها هند معمول است آیا جایز می باشد یا نه و در جایی که این شرایط وجود ندارد اگر به مطابق مذهب شافعی جمعه خوانده شود جایز خواهد بود یا نه؟

جواب: قریه دونوع می باشد یکی قریه بزرگ و دیگری قریه کوچک قریه بزرگ در حکم قصر

و شهر بوده و فقها به وجوب جمعه در آن فتوی داده اند طوریکه در شامی آمده است: (و تقع فرضاً فی القصات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق^(۱)) ص ۵۳۷ ج ۱.

اما در قریه صغیره به اتفاق فقهای حنفی جمعه صحیح نیست طوریکه در شامی آمده است: (وفیما ذکرنا اشارة الى انه لا تجوز فی الصغیرة^(۲)) و در الدر المختار باب العیدین آمده است: (وفی القیة صلوة العید فی القرى تکره تحریماً ای لانه اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصلوة^(۳)) و در کتاب شامی آمده است (قوله صلوة العید ومثله الجمعة^(۴)) اکنون می پردازیم به این نکته که اگر قریه ای دو هزار نفر نفوس داشته و دارای دوکان ها نیز باشد قریه کبیره دانستن آن بعید نیست و اگر سه چهار هزار نفر نفوس داشته بدون تردید قریه بزرگ است اما اینکه مکلفین در بزرگترین مسجد آن نگنجند ضعیف است طوریکه شارح منیه گوید این تعریف بر مکه معظمه و مدینه منوره صادق نمی باشد و در این مسأله اجازه پیروی از مذهب دیگری وجود ندارد که فقها به این تعریف اجازه نداده اند و ما به این مسأله پابند هستیم که در موضوعی که فقهای ما به مذهب دیگری فتوی داده اند به آن عمل شود و در غیر آن نه طوریکه در موضوع (زوجه مفقود الخیر فقهای حنفی به مذهب امام مالک فتوی داده اند به آن عمل می شود به همین ترتیب در مسأله ای که فقها تصریح کرده اند می توان به مذهب دیگری عمل کرد و در جایی که تصریح نکرده اند نمی توان به مذهب دیگری عمل نمود و الله تعالی اعلم.

تعوذ و تسمیه در آغاز خطبه جمعه: سوال: ۲۳ در آغاز خطبه (اعوذ بالله) و (بسم الله) را به

جهر خواندن درست یا نه؟

جواب: در آغاز خطبه جمعه (اعوذ بالله) و (بسم الله) را به جهر نخوانید.^(۵)

(۱) ردالمحتار باب الجمعة مطبوعه درسماعات ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظهیر

(۲) ردالمحتار باب الجمعة مطبوعه درسماعات ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظهیر

(۳) ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۵ ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷. ظهیر

(۴) ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۵ ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷. ظهیر

نماز جمعه براہالی قریہ فرض است یا نہ: سوال: ۲۴ ای علمای کرام وای احناف بزرگوار

آیا نماز جمعه بر اہالی قریہ واجب است یا نہ؟

جواب: کافی بدهید خداوند شما را اجر عظیم بدهد.

جواب: نماز جمعه بر اہالی قریہ ہا واجب نیست بہ دلیل قول پیامبر (ﷺ) کہ فرمودہ است: (لا جمعة ولا تشریق ولا صلاۃ فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینة عظيمة) ودر فتح القدیر آمدہ است: (ان قوله تعالى فاسعوا الى ذكر الله ليس على اطلاقه اتفاقاً بين الائمة اذ لا يجوز اقامتها في البوادي اجماعاً ولا في كل قرية عند الشافعي فكان خصوص المكان مراداً بالاجماع فقد ر الشافعي القرية الخاصة وقد رنا المصر وهو لاولي)

بہ دلیل آنکہ اگر عمل علی (ﷺ) یا عمل صحابی دیگری مخالف باشد بہ عمل علی (ﷺ) عمل می شود پس در حالیکہ هیچگونہ معارضی وبہ اثبات نرسیدہ است بہ ہمین جہت از صحابہ (رضی) روایت شدہ زیرا هنگامی کہ کشور ہا را فتح کردہ اند بہ نصب منبر در شہر ہا پرداختہ اند نہ در قریہ ہا اگر ایشان در قریہ ہا نیز چنین می کردند ولوبہ خبر واحد نقل می شد همچنان باید دانست کہ جمعه بر پیامبر (ﷺ) زمانی فرض گردید کہ هنوز از مکہ ہجرت نکرده بود طوریکہ طبرانی از ابن عباس (رضی) روایت می کند: (فلم یکن اقامتها من اجل الکفار فلما هاجر النبی (ﷺ) وهاجر معه من اصحابه الى المدينة بعث رسول الله (ﷺ) فی بنی عمرو بن عوف بضع اربعة عشر ايام ولم یصل الجمعة) پس این است دلیل عدم فرضیت جمعه در قریہ ہا واگر چنین نمی بود پیامبر (ﷺ) در آنجا جمعه را می خواند در حالیکہ بخاری در صحیح خود روایت کردہ است: (لاکان الناس یثنا وبون الجمعة من منازلهم والعوالی قیاتون فی الغبار فیصہم الغبار ویخرج من العرق).

در کتاب قدوری آمدہ است: (صحیح نیست نماز جمعه مگر در مصر جامع ویا در محل نماز مصر وجایز نیست در قریہ ومولانا بحر العلوم در (ارکان) در مورد این فرمودہ خداوند متعال (یا ایہا الذین امنوا اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة) گوید: مراد از (وذروالبیع) حرام بودن بیع می

باشد و واجب سعی به نماز جمعه پس از شنیدن آذان چون در بیع سخن به درازا می کشد پس خطبه و جمعه فوت می گردد چون تاجران در این روز گار نفع خویش را ترک نمی کنند لذا منع از همان آذان اول می باشد همچنان گوید: و مکروه است برای مریض و دیگران معذوران خواندن نماز ظهر به جماعت و برای اهالی قریه ها این ممانعت وجود ندارد زیرا جمعه جامع جماعات در مصر می باشد پس دانسته شد که مصر شرط وجوب نماز جمعه می باشد زیرا چنین چیزی به توارث از زمان پیامبر (ﷺ) تا اکنون به ما رسیده که اهالی بادیه ها و قریه ها نماز جمعه را نمی خوانند پس بر مقلدین لازم است که به قول مولف قدوری عمل کنند زیرا مطابق مذهب حنفی می باشد و فقها محقق نیز از آن پیروی نموده و آنرا ترجیح داده اند و هیچیک از علمای حنفی آنرا رد نکرده است طوریکه در ردالمحتار آمده است پس بر ما لازم است که چیزی که آنرا ترجیح داده و به آن نصیحت کرده اند عمل کنیم و مقلدی که با آن مخالفت می کند حکمش غیر جایز می باشد طوریکه در الدر المختار آمده است پس شرط مصر برای وجوب جمعه نزد جمهور احناف بدون انکار احدی ثابت می باشد اما در مورد تعریف مصر میان ایشان اختلاف است امام شافعی رح گوید: مصر آنست که در آن عمارات غیر قابل انتقال وجود داشته باشد و تعداد مکلفین در آن چهل نفر باشد پس در چنین جایی نماز جمعه لازم است در مذهب ما روایات مختلف وجود دارد و ظاهر روایت آن است عبارت از محلی است که امام و قاضی داشته باشد و برای اقامه حدود مساعد باشد.

و در فتح القدیر آمده است: (قال الامام ابو حنیفه بلدة فيها سكك واسواق ووال ينتصف المظلوم من الظالم وعالم يرجع اليه من الحوادث) و در روایتی از امام ابو یوسف آمده است (المصر موضع يبلغ المقيمون فيه عدداً لايسع اكبر مساجد اياهم) در هدایه که بلخی آنرا اختیار نموده و اکثر مشایخ به آن فتوی داده اند چنین آمده است: (لما راء فساد اهل الزمان والولاية) و همچنان در کتاب مذکور آمده: (كل موضع فيه يسكن عشرة آلاف رجل) و همچنان گوید (كل موضع له امير

وقاض ینفذ الاحکام و یقیم الحدود) کہ کرخی آنرا اختیار نموده همچنان در هدایہ آمده است:

(وقال بعضهم هو ان يعيش كل محترف بحرفة من سنة الى سنة من غير ان يحتاج اليه حرفة اخرى وقال بعضهم هو ان يكون بحال لو قصدهم عدد يمكنهم دفعه وقال بعضهم ان يولد فيه كل يوم ويموت فيه انسان وقال بعضهم هو ان لا يصرف عدد اهلہ الا بكلفة ومشقة) واختیار اکثر رعایت ضرورت زمان مامی باشد و اکثر متاخرین در موضوع مصر بہ روایتی فتویٰ داده اند کہ بلخی آنرا اختیار نموده و آن اینکه بزرگترین مسجد آنجا گنجایش مکلفین آنرا نداشته باشد و ابو شجاع گوید: این بهترین سخی می باشد کہ در این مورد گفته شده است و این قول در الولواجی آمده است و روایت صحیح (بحر) نیز همین بوده و در الوقایہ و متن المختار و شرح و در متن (الدرر) بر قول دیگر مقدم ذکر گردیده کہ ظاهر ترجیح او می باشد و صدر الشریعہ نیز آنرا با این قول خود تائید نموده (لظهور التواني في احكام الشرع سيما في اقامة الحدود في الامصار فكل موضع يصدق عليه تعريف المذكور فهو مصر تجب الجمعة على اهله والا فلا تجب سوا ذلك الموضع يتعارف بقرية او دونها غير المصر فا لان هي لاحقة في حكم المصر شرعاً لاعرفاً لتطبيق تعريف المتأخرين وهذا احسن وما لا يصدق عليه التعريف المذكور فهو ليس بمصر شرعاً لا عرفاً ففي لفظ القرية اعتبار ان شرعاً بحيث ترسم به و بحيث لا ترسم ففي الاول الجمعة وهي مدينة عظيمة او قرية كبيرة وفي الثاني لاتصح الجمعة وهي قرية صغيرة ومفازة ومثلها) طوریکہ عبارت قہستانی بہ آن دلالت می کند کہ گوید: (وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق) و در (بحر) آمده است: (لاتصح في قرية ولا مفازة لقول علي (عليه السلام) لاجمعه ولا تشريق ولا صلوة فطر ولا اضحى الا في مصر جامع او مدينة عظيمة) سپس گوید: (ولا تجب على غير اهل مصر) همچنان در طحاوی نیز چنین چیزی آمده است پس عموم و خصوص را واضح ساخته اند لذا با دلایل مذکور خاص بودن فرضیت جمعه بہ اجماع ثابت گردید پس اگر اهل قریہ الی کہ شرعاً مصر گفته نمی شود ظہر از ذمہ ایشان ساقط نمی گردد و اگر ظہر را انفرادی بخوانند مرتکب

گناه کبیره شده اند زیرا جماعت ظهر را که واجب می باشد با اساس جماعت نفلی ترک کرده اند و این قباحت بزرگی می باشد زیرا نماز جمعه جامع جماعات می باشد و در اداء ظهر به جماعت تفریق جماعت از جمعه می باشد و حد اقل در مورد ایشان مانند سائر ا یام جواز اداء ظهر با جماعت بدون کراهیت خواهد بود.

پس قول کسی که می گوید فرق میان جمعه و ظهر غیر از دو خطبه چیست و جمعه بدون کراهیت در هر محلی مانند ظهر صحیح می باشد خواه محل مذکور مصر باشد یا قریه و غیره و تارک ان بدون عذر فاسق و عاصی است مردود می باشد و گوینده گمراه و گمراه کننده بوده و از جمله مقلدین به حساب نمی رود و بر مقلدین لازم است که از چنین اقوال و افعال اجتناب نموده و با چنین اشخاصی مصاحبت ننمایند. والله اعلم و علمه اتم و احکم، العبد ابو الفیض محمد حبیب الرحمن غفر له.

جواب دوم: از حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب:

بدون شک در قریه صغیره نزد احتلاف نماز جمعه صحیح نیست و کسی که در قریه صغیره نماز جمعه را می خواند مرتکب امر مکروه و ممنوع می گردد و در قریه کبیره قصبات جمع صحیح است طوریکه در ردالمحتار از قهستانی نقل گردیده که گوید: (و تقع فرضاً فی القصبات و القرى الکبيرة انتی فیها اسواق الی ان قال و فیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر^(۱)).

همچنان در الدر المختار باب العیدین آمده است: (صلوة العید فی القرى تکره تحریماً) و شامی گوید: (قوله صلوة العید ومثله الجمعة^(۲))

(۵) ریدما بالتعزذ سرا (در مختار) ای قبل الخطبة الاولى بالتعزذ سرانم بحمد الله تعالی والفاء علیه (ردالمحتار باب الجمعة ح ۱ ص ۷۵۹ ط. ص. ج ۲ ص ۱۴۹). ظفیر

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. ص. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفیر

جواب سوم از حضرت علامه محمد انور شاه صاحب مدرس دار العلوم:

عبارت اصحاب در تفسیر مصر همه در معنی با یکدیگر موافق بوده و در تعبیّرات والفاظ مختلف می باشند پس شرط وجود قاضی در ظاهر روایت بدانجهت است که در مصر نفاذ قضا شرط می باشد طوریکه در کتاب التّویر در باب قضا آمده است و تعریف متاخرین مبنی بر تعدد مساجد در آنجا به اساس کثرت عمارات در قریه کبیره می باشد طوریکه زیادت ایشان موجب گردد که در بزرگترین مسجد نگنجند عمارات مسجد جامع برای ایشان ضرور گردد و حاصل سخن آن است که تعریف مصر مربوط به عرف و لسان می باشد.

آذان دوم نزدیک منبر داده شود: سوال: ۲۵ آذان جمعه نزدیک منبر داده شود یا در دروازه مسجد یا خارج مسجد اگر می گوید نزدیک منبر داده شود سند آن چیست؟ در حالیکه از حدیث ابوداود ثابت می گردد که در دوران پیامبر (ﷺ) این آذان در دروازه مسجد داده می شد و مولانا صاحب عبدالحی در فتاویٰ خود صفحه ۱۹۴ در نهایت ثابت کرده است که آذان دوم باید خارج از مسجد داده شود مسأله را واضح سازید خداوند شما را اجر دهد.

جواب: نزد احناف دادن آذان دوم نزدیک منبر است و همین امر سلسله به سلسله از زمان پیامبر (ﷺ) و صحابه به ما رسیده طوریکه در شرح هدایه این موضوع به طور کامل ثابت و محقق گردیده و تحت عنوان (تاویل ابوداود و جواب احناف) به طور مفصل انتشار یافته و در بسیاری از فتاویٰ و رسائل به طور مفصل نگاشته شده شمامی توانید فتاویٰ در رساله های مذکور را به دست آورده مطالعه کنید زیرا من فرصت نقل آنها را ندارم نزد احناف در این مسأله گنجایش چون و چرا نیست زیرا در تمام کتب فقه نگاشته شده که این آذان باید نزدیک منبر و رو به روی خطیب داده شود^(۱).

(۲) رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷ طفر

(۱) و یؤذن لها بین یمنه ای الخطیب (الرد المختار) قرئه و یؤذن لها بین یمنه ای علی سبیل السنة كما یظهر من کلامهم (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ =

دومسجد کہ باہم نزدیک باشند درہر دو نماز جمعہ درست است: سوال: ۲۶ دومسجد

متصل ونزدیک بہ یکدیگر واقع شدہ اند آیا در ہر دو نماز جمعہ درست است یا نہ؟

جواب: طوریکہ در الدر المختار آمدہ در ہر دو نماز جمعہ صحیح است ^(۱).

قصہ وقریہ بزرگ: سوال: ۲۷. از این عبارت قہستانی کہ گوید (وتقع فرضاً فی القصابات والقری الکبیرۃ فیہا اسواق) معلوم می شود کہ نماز جمعہ در قریہ صغیرہ نزد احناف درست نیست وجون قریہ کبیرہ در تعریف مصر داخل می شود لذا قریہ صغیرہ وکبیرہ را بہ دلائل بیان می کند وبرای انکہ یک قریہ قریہ کبیرہ گفتہ شود باید تعداد مکلفین در آن چقدر باشد وطوریکہ احناف بہ ضرورت در مسألہ مفقود بہ مذهب امام مالک فتویٰ دادہ اند آیا می تبران در مسألہ نماز جمعہ مذهب امام شافعی را اختیار کرد؟

جواب: عبارت مذکور قہستانی کہ درشامی نقل گردیدہ پس از آن این عبارت نقل شد است: (وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لاتجوز فی الصغیرہ التی فیہا قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات والظاهر انہ یرید بہ کراہۃ النفل بالجماعۃ الاثری فی الجواهر لو صلوا فی القرای کز مهم اداء الظہر ^(۲)). ودر الدر المختار باب العیدین آمدہ است: (وفی قنیۃ صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرطاً لصحۃ) ودر شامی آمدہ است: (قوله صلوۃ العید ومثله الجمعة) ص ۵۵۵ ج ۱ شامی.

از این عبارات معلوم می گردد کہ نماز جمعہ در قریہ صغیرہ صحیح نیست واینکہ برای قریہ کبیرہ تعریفی نیامدہ ودرضمن قصہ بیان گردیدہ بہ این معنی اشارہ می نماید کہ مدار آن برعرف

= ص ۷۷۰، ط.س. ج ۲ ص ۱۶۱. ظفیر

(۱) ونزدی (ای الجمعة) فی مصر واحد بمواضع کثیرہ مطلقاً علی المذهب وعلیہ الفتویٰ (الدر المختار علی هامش والمختار باب الجمعة)

ج ۱ ص ۷۵۵ ط.س. ج ۲ ص ۱۴۴. ظفیر

(۲) شامی باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفیر

می باشد و اهل عرف فرق قریه صغیره و قریه کبیره را می دانند و آن اینکه قریه کبیره باید مثل قصبه باشد بدین جهت علمای محقق گفته اند که جایی که به اعتبار نفوس به قصبه صغیره نزدیک باشد نماز جمعه آنجا صحیح است و قصبه آن است که دارای سه چهار هزار نفر یا اندکی کم از آن نفوس داشته باشد و تعریف (ما لایسع) در حقیقت حد حقیقی نیست و اگر منقوض بودن آن آشکار است زیرا بعضاً بر کوچکترین قریه صدق می کند و گاهی بر بزرگترین شهر صدق نمی کند طوری که در مورد خود مساجد حرمین شریفین تطبیق نمی گردد چنانچه مسجد حرام با تمام اهل مکه چه کسانی که از جاهای دیگر می آیند نیز هرگز کاملاً مملو نمی شود و جاهای خالی در آن باقی می ماند این عیب تعریف مذکور را شارح (غنیة) نیز بیان نموده پس معلوم گردید که تعریف مذکور تعریف حقیقی مصر نبوده بلکه نشانه مصریه اعتبار غالب است زیرا در شهر های بزرگ که تعداد نفوس بسیار زیاد می باشد بزرگترین مسجد آنجا نمی تواند تمام مکلفین را در خود بگنجاند پس ثابت گردید که تعریف مذکور تعریف عام نیست. اکنون این موضوع باقی ماند که آیا می توان در این مسأله به مذهب امام شافعی عمل کرد و مطابق مسلک او در قریه کوچک نماز جمعه را اداء نمود یا نه؟ من در این مورد تصریح فقها را ندیده ام و به مذهب دیگری عمل کردن در مسأله ای برای ما درست است که فقهای ما تصریح کرده باشند.

جواب صحیح: از بعضی عبارات فتاویٰ آشکار می گردد که نماز جمعه در قریه صغیره نزد احناف مجتهد فیه نیست پس اگر کسی دعوی توفیر شرایط را بنماید دعوی مذکور نه مجتهد فیه می باشد نه مبنی بر فتوی و دیانت.

خطبه به زبان اردو خلاف احتیاط است: سوال: ۲۸ یکی دوباره شما را در مورد نظم و غیره به زبان اردو در خطبه به تکلیف ساخته ام وقتی این سخن به عده ای گفته شده ایشان گفتند که علمای بزرگ خود چنین می کنند بلکه می گویند که در حدیث نبوی (یقر القرآن یدکر الناس) و در کتاب مظاهر حق که ترجمه مشکوٰۃ در ترجمه و شرح آن واضحاً نگاشته شده که در خطبه

ونصیحت به غیر زبان عربی درست است و در حکم خطبه عیدین می باشد که احکام قربانی و عید الفطر در آنها تفهیم می گردد و این کار به غیر از زبان هر کشوری امکان ندارد.

جواب: چون به غیر زبان عربی به زبان دیگری خطبه جمعه از سلف ثابت نیست بدینجهت محققین آنرا به زبان دیگری مکروه و بدعت می دانند و چون در عید فطر و عید الاضحی مقصود بیان احکام می باشد سخنانی که در موارد مذکور گفته می شود خارج از خطبه حساب می گردد یعنی خطبه علیحده به زبان عربی گفته می شود و احکام علیحده بیان می گردد و در خطبه جمعه حیثیت نماز نیز مدنظر می باشد و ترجمه قرآن در نماز در مذهب معتبر و قول راجح درست نیست و قول ضعیف و مرجوح اعتباری ندارد. بهر حال احتیاط در آن است که در امور مختلف فیه از این قبیل احتیاط صورت گیرد و غیر زبان عربی ترک گردد و اگر کسی به زبان دیگری خطبه بگوید راای او برای دیگران جهت نیست^(۱) البته در هر دو صورت نماز صحیح می باشد.

در رمضان جمعة الوداع ثابت نیست: سوال: ۲۹ خواندن خطبه و داع در جمعه اخیر رمضان چطور است؟

جواب: خطبه الوداع در اخیر رمضان المبارک ثابت نیست پس خواندن آن مناسب نمی باشد.

اگر در خطبه از صحابه ذکر نشود باز خطبه درست است: سوال: ۳۰ یک امام جمعه در خطبه اول حمد و ثنای باری تعالی و در خطبه آخر آیات قرآنی و درود شریف را خواند و ذکر از آل بیت پیامبر ﷺ و صحابه کرام ننمود آیا در چنین حالتی نماز جایز است یا نه؟

جواب: ذکر خلفای راشدین و آل بیت پیامبر (ﷺ) در خطبه مستحب است پس با ترک آن خطبه صحیح است اما مستحبی ترک می گردد بهتر است از خلفای راشدین و آل بیت پیامبر

(۱) ولا یشرط كونها بالعربية فلو خطب بالفارسية او غيرها جاز كذا قالوا ، والمراد بالجواز هو الجواز لى حق الصلاة بعمى انه يكتفى لاداء الشرطية وتصح بها الصلاة ، لا الجواز بمعنى الاباحة المطلقة لانه لا شك لى ان الخطبة بغیر العربية خالف السنة المتواترة من النبى ﷺ والصحابة رضی اللہ عنہم . (عمدة الرعاية على حاشية شرح الولاية باب الجمعة ج ۱ ص ۳۴۲). ظفر

ذکری شود در کتاب الدر المختار آمده است: (ویندب ذکر خلفای راشدین والعمین^(۱))

جواب آذان خطبه به زبان صحیح نیست: سوال: ۳۱ جواب دادن به آذان خطبه و غرض

دعا در آن وقت دست بلند کردن چطور است؟

جواب: جواب دادن به آذان دوم جمعه و جهت دعا دست بلند نمودن طوریکه در کتاب الدر المختار آمده است ممنوع می باشد.

نماز جمعه در قریه ای که ۱۲۵۴ نفر نفوس دارد: سوال: ۳۲ نفوس یک قریه بزرگ

۱۲۵۴ نفر بوده و دارای مساجد و مدرسه نیز می باشد و مردم گرد و نواح از گذشته آنرا قریه بزرگ می شمارند آیا جمعه در آن جایز است یا نه؟

جواب: علامه شامی تصریح نموده که جمعه در قریه کبیره فرض و اداء باشد که عبارت آن چنین است: (وتقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبيرة التى فیها اسواق) تا جایی که گوید: (و فیما ذکرنا اشارة على انها لاتجوز فی الصغیرة^(۲)) از این عبارت فرق میان قریه صغیره و کبیره واضح گردید که در قریه کبیره جمعه اداء بوده و در صغیره اداء نمی باشد و هر قریه ای را که در عرف کبیره بدانند کبیره به حساب می رود و قریه ای که در عرف صغیره گفته شود صغیره دانسته می شود.

در حضور افضل دیگری را امام ساختن:^(۳) سوال: ۳۳ چند مقتدیان چهار بر امام مسجد که

عالم است عداوتی دنیاوی گرفته بجای او بغیر اذنش منشی دیگر که از علم دین چندان خبردار نیست؟ مقرر کرده نماز عیدین اداء می نمایند امامتش شرعاً چه حکم دارد بوجه فساد دنیاوی در مسجد دیگر جمعه و نماز پیجگانه چه حکم دارد؟

جواب: در کتب فقه مسطور است: (واللاحق بالامامة الاعلم باحکام الصلوة) پس باوجود موجود

(۱) الدر المختار علی هامش و الدر المختار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹ ط. س. ج ۲ ص ۱۴۹. ظفر

(۲) و الدر المختار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

(۳) این سوال و جواب آن در اصل کتاب به زبان دری نگاشته و ما در الفاظ آن تصرفی نکردیم (مترجم). ظفر

بودن^(۱) عالم به مسائل نماز دیگری را که نه چنان باشد امام مقرر کردن ترک فضیلت است و تعدد در جمعه در مصر واحد جائز است پس اگر آن بلده که در آن بازار است مصر یا قصبه یا قریه کبیره است که حکم مصر را دارد نماز جمعه وعیدین در آن اداء می شود و تعدد جمعه هم رواست نماز جمعه در هر دو مسجد اداء می شود اما نفسانیت در باره نماز قبیح است ضد و نفسانیت را بگذارند و خالصاً لله نماز در هر دو مسجد اداء کنند والله تعالی الموفق والمعين و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین.

ایا برای پنجا نفر نماز جمعه درست است یانه: سوال: ۳۴ آیا قول حضرت شاه ولی الله قدس سره که در حجة الله الیافه آمده است و گفته که در قریه ای که پنجا نفر مرد مسلمان وجود داشته نماز جمعه درست است صحیح می باشد یانه؟

جواب: مذهب حنفی چنین نیست احناف باید مطابق احکام کتب فقهی خود عمل نمایند نباید از اقوال علمای محقق دلیل بیاورند.

نماز جمعه در قریه کوچک مکروه تحریمی می باشد: سوال: ۳۵ اگر کسی قبول نکند و در قریه صغیره نماز بخواند چه اشکالی دارد؟

جواب: در الدر المختار و شامی نماز جمعه را در قریه صغیره مکروه تحریمی نوشته اند^(۲).

در وقت ضرورت صفوف را دریدن و بیش رفتن درست است: سوال: ۳۶ اگر امام و مؤذن مسجد جامع و عیدگاه به اساس مسائل ضروری مربوط به نماز نتوانند در اول وقت خود را به منبر و محل نماز برسانند بعد از آنکه مردم برای نماز جمع گردیدند صفوف ایشان را دریدن و خود را به منبر و محل نماز رسانیدن درست یا نه؟

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۰ . ط. س. ج ۱ ص ۵۵۷. ظفر

(۲) صلاة العيد فی القرى تکره تحررهما ای لانه اشتغال بما لا یصح (در المختار) ومطله الجمعة (رد المحتار باب صلاة العيد ح ۱ ص ۷۷۵

. ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷. ظفر

جواب: در الدر المختار آمده است: (لا یاس بالتخطی مالم یأخذ الامام بالخطبة ولم یؤذ احداً^(۱)) از این روایت معلوم گردید که اگر به کسی اذیتی نرسد تخطی درست است خصوصاً در صورتی که ضرورت مذکور وجود داشته باشد برای امام و مؤذن درست که صفوف را دریده و پیش روند (الا ان لا یجد الا فرجة امامه فتخطی اليها للضرورة^(۲)).

صدا کردن برای درست نمودن صف صحیح است: سوال: ۳۷ بعد از خطبه جمعه قبل از تکبیر تحریمه زید صدا کرد که صفوف خود را راست نمایید بکر گفت که نماز زید نشد آیا برای درست نمودن صف صدا کردن درست و مستحب است و آیا نماز زید شد یا نه؟

جواب: صدا کردن برای درست نمودن صف درست و مستحب و مستون می باشد قول بکر غلط بوده^(۳) و نماز اداء شده است.

نماز جمعه درجای که دو هزار نفر نفوذ دارد: سوال: ۳۸ در منطقه (کیره) دو مسجد وجود دارد و میان منطقه (دندولی) و (کیره) فاصله کمی وجود دارد مسلمانان (دندولی) برای نماز خواندن به کیره می آیند به اساس نفوس شماری نفوس هر دو منطقه دو هزار نفر می باشد نزد احناف نماز جمعه در آنجا جائز است یا نه؟

جواب: اگر دو قریه در عرف یکی بوده و یک قریه شمرده شوند و نفوس مجموعی هر دو قریه دو هزار نفر باشد قریه بزرگ شمرده شده و نماز جمعه در آن صحیح است طوریکه در شامی آمده است: (وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التي فیها اسواق^(۴)).

نماز جمعه در قریه: سوال: ۳۹ در قریه ما سه مسجد وجود دارد دو مسجد از احناف و یک

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۲ ط. س. ج ۲ ص ۱۹۳. ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۲ ط. س. ج ۲ ص ۱۹۳. ظفر

(۳) ربیع ان یأمرهم بان یؤصروا ویسروا الملل ویسروا مناکهم (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۵۳۱. ط. س. ج ۱ ص ۵۶۸). ظفر

(۴) الدر المختار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

مسجد از اهل حدیث در مسجد اهل حدیث نماز جمعہ خواندہ می شود اما احناف نماز جمعہ را نمی خوانند؟ آیا برای احناف جایز است کہ نماز جمعہ را با اهل حدیث بخوانند یا نہ؟

جواب: اگر آن قریہ بزرگ بودہ و در آن بازار و غیرہ باشد طوریکہ مانند قصبہ بہ نظر آید نزد احناف نیز در انجا جمعہ صحیح بودہ ^(۱) و چند جا جمعہ خواندن نیز جایز است پس اگر در آن قریہ مطابق فقہ حنفی نماز جمعہ جایز و صحیح باشد بر احناف لازم است کہ در مسجد خود وبہ صورت علیحدہ نماز جمعہ را بخوانند و با غیر مقلدین یکجا نشوند و اگر آن قریہ کوچک بودہ پس نماز جمعہ در آن نزد احناف درست نیست پس باید در آنجا جمعہ خواندہ نشود نہ در مسجد خود ایشان ونہ در مسجد غیر مقلدین. شامی نوشتہ است کہ در قصبہ و قریہ بزرگ کہ دارای بازار و دوکان ها باشد جمعہ اداء بودہ و در کوچک اداء نمی باشد ^(۲).

دریک منطقہ خواندن نماز جمعہ بہ تناوب در چند مسجد: در قصبہ ما سہ مسجد وجود دارد و در ہر یک از این مساجد نماز بہ صورت جداگانہ خواندہ می شد چند ماہ قبل مردم در میان خویش مشورہ نمودند کہ یک جمعہ دریک مسجد و جمعہ دیگر در مسجد دیگر خواندہ شود و اکنون اینکار بہ تناوب صورت می گیرد آیا چنین شکلی جایز است؟

جواب: جمعہ در ہر یک از این مساجد صحیح است و شکلی کہ در سوال در گردیدہ کہ یک جمعہ دریک مسجد و جمعہ دیگر در مسجد دیگر و جمعہ سومی در مسجد سوم نیز در اصل درست است اما بہتر آن است کہ دایم در مسجدی کہ بزرگ و یا قدیمی است خواندہ شود زیرا شکل تناوب کہ در سوال درج گردیدہ پسندیدہ نبودہ و از آن بوی نفسانیت می آید: ^(۳) (وافاد ان

(۱) و تقع فرض فی القصات والقرى الکبيرة التي فيها اسواق (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظہیر

(۲) و تقع فرض فی القصات والقرى الکبيرة التي فيها اسواق (الی قولہ) فیما ذکرنا اشارة الى انه لا تجوز فی الصغیرة التي لیس فیها قاض لیس

(ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظہیر

(۳) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظہیر

المساجد تعلق یوم الجمعة الا الجامع) الدر المختار. از این جا معلوم می شود که بهتر است برای نماز جمعه مسجد جامع خاص گردد هر چند در دیگر مساجد نیز جمعه صحیح می باشد.

نماز جمعه در منطقه جنگلی درست نیست: سوال: ۴۱ در یک منطقه جنگلی تقریباً بیست

و پنج الی سی نفر مسلمان که هر یک برای کار خاص می آیند حدود پنج الی شش ماه جمع می باشند در منطقه مذکور نه مردم سکونت دارند و در آنجا مسجدی وجود دارد مسلمانان مذکور از مدتی به شکل منظم تریات نماز جمعه را گرفته اند تعداد مذکور که گاهی کمی بیش و گاهی چیزی کم می گردد در چند جمعه نماز جمعه را اداء نمودند و برای مسلمانان نا آگاه مسائل شرعی نیز تعلیم داده می شد ذیروز یک شخص تازه وارد گفت که نماز جمعه در اینجا جایز نبوده و خود در جماعت جمعه شرکت نکرد سخن او صحیح است یا نه؟

جواب: به اساس روایات کتب فقه نماز جمعه در منطقه مذکور جایز نیست برای وجوب نماز جمعه مصر (شهر) قصبه و یا قریه کبیره شرط می باشد پس در منطقه مذکور به جای نماز جمعه نماز ظهر را به جماعت بخوانید و به تعلیم مسائل شرعی پردازید. در الدر المختار و شامی آمده است که نماز جمعه و عیدین در قریه صغیره مکروه تحریمی می باشد^(۱) و جایی که اصلاً نفوسی نداشته و به کدام شهر و آبادی بزرگ نزدیک هم نباشد در آنجا به اتفاق جمعه صحیح نیست^(۲)

در جایی که دو هزار نفر نفوس داشته باشد جمعه جائز است: سوال: ۴۲ در منطقه پلبری

حدود چهل خانواده مسلمان و زیاده از صد خانواده هندو سکونت دارند هفته دومرتبه روز بازار می باشد سه نفر دوکاندار همیشه اشیای مورد ضرورت را به فروش می رسانند و دارای دو مسجد و یک عیدگاه می باشد در این منطقه حکم نماز جمعه چیست؟ نماز جمعه را بخوانیم یا ظهر را اکثر اینجا پس از نماز جمعه نماز ظهر را نیز می خوانند.

(۱) و نکره تحریمه صلاة العيد فی القرى الصغيرة (و المختار) و مظه الجمعة (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷، ط.

لاجمعة بمرات فی قریب جمیعاً لانها قضاء و هدایه باب الجمعة ج ۱ ص ۱۵۹، ظفر

جواب: مذهب احتاف در مورد نماز جمعه آن است که نماز جمعه در قریه صغیره صحیح نیست و در قریه کبیره و قصیه جمعه واجب و ادا بازار می باشد: (وتقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبیره التي فيها اسواق^(۱)) و منطقہ مذکور طوریکہ در سوال آمده قریہ کبیرہ بود و در انجا نماز جمعه صحیح می باشد و ضرورتی به احتیاط ظهر نیست.

دلیل آنکه پیامبر ﷺ در عرفات نماز جمعه را نخواند: سوال: ۴۳ مولوی محمد اسماعیل که اهل حدیث است می گوید که پیامبر ﷺ در حجة الوداع به علت خطبه حج نماز جمعه را اداء ننمود و فتح الدین حنفی گوید که پیامبر ﷺ وصحابہ به دلیل آنکه عرفات از سکنہ خالی است نماز جمعه را نخواندند کدام یک از این دو قول صحیح است؟

جواب: طوریکہ فقہا تصریح کرده اند^(۲) قول فتح الدین حنفی صحیح می باشد.

دعا بعد از اذان دوم نماز جمعه: سوال: ۴۴ دعا بعد از اذان دوم نماز جمعه جایز است یا نه؟

جواب: نزد امام ابو حنیفہ (رح) جواب اذان دوم جمعه و دعا پس از آن درست نیست به دلیل قول پیامبر ﷺ که فرموده است: (اذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام) همچنان در (هدایہ) و (الدر المختار) آمده است: (وینبغي ان لا يجب بلسانه اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطيب^(۳))

دعا میان دو خطبه: سوال: ۴۵ دعا میان دو خطبه برای سامعین چه حکم دارد؟

جواب: به زبان دعا نکنند اگر دعا می نمایند این کار را در دل انجام دهند^(۴).

اگر در قریه اواز اذان شهر بوسد باز هم جمعه بر ایشان فرض نیست: سوال: ۴۶ قریه ای یک میل یا چیزی بیشتر از یک میل از شهر فاصله دارد و صدای اذان شهر در آنجا شنیده می

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. طغیر

(۲) والجمعة يعرفات فی قولهم جميعا لانها قضاء (هدایہ باب الجمعة ج ۱ ص ۱۵۹. طغیر

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۱۷۱

(۴) اذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام الي تمامها (ردمختار) الي تمامها ای العطية (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸. ط. س. ج ۲ ص ۱۶۱) طغیر

شود آیا رفتن به شهر و خواندن نماز جمعه براهالی قریه مذکور فرض است یا نه؟

جواب: نماز جمعه بر مردم قریه مذکور فرض نیست هر چند به شهر نزدیک بوده و صدای آذان شهر نیز در آن شنیده شود ^(۱)

درباغ و جنگل شهر نماز جمعه صحیح است: سوال: ۴۷ در جنگل و یا باغ آیا سه نفر می توانند نماز جمعه را بخوانند یا نه؟

جواب: اگر جنگل میدان و باغ به شهر تعلق داشته و یا متصل باشد طوری که در فناء آن داخل باشد نماز جمعه در آنجا صحیح است و نزد امام ابوحنیفه (رح) بدون امام وجود سه نفر دیگر برای جماعت جمعه ضرور می باشد ^(۲)

اختلاف در مورد خطبه به زبان غیر عربی: سوال: ۴۸ یک شخصیت بزرگ می گوید که در خطبه معنی آیت وحدیت را بیان کردن و آنرا به مردم فهماندن درست است فتاویٰ جناب شما رانیز به او نشان دادم مگر او می گوید که مسوی مصفی شرح موطا کتاب حدیث بوده ما حواله ای از کتب فقه می خواهیم در (شامی) و غیره جواز آن نوشته شده چنانچه در شامی جلد اول صفحه ۳۵۷ به حواله (الدرا المختار) چنین آمده است: (وعلى هذا الخلاف الخطبة وجميع اذکار الصلوة) و خطبه نزد امام اعظم صاحب به هر زبانی (بدون عجز) جایز است بر خلاف دو یارش و شامی می گوید: (بل سیاتی ما یفید الاتفاق علی ان العجز غیر شرط) مطلب این فقره چیست و در عجم به چه زبانی باید باشد؟

جواب: در ترجمه خطبه باید متوجه بود که اگر ترجمه نشود به اتفاق در آن شبهی باقی نمی ماند

(۱) ومن كان مقيما بموضع بين وبين مصر فرجة من المزارع والمراعي نحو والقلع ببخارا، لا جمعة على اهل ذلك الموضع وان كان النداء بلغهم (عالمگیری کشوری باب الجمعة ج ۱ ص ۱۴۳ ط. م. ج ۱ ص ۱۴۵). ظفر

(۲) وكما يجوز اداء الجمعة في مصر يجوز اداؤها في فناء مصر (عالمگیری کشوری باب الجمعة ج ۱ ص ۴۳ ط. ماجد ج ۱ ص ۱۴۵). ظفر الدين غفر الله له

و در صورت ترجمه کردن اختلاف آشکار می باشد ما از سخنان فقها به کراهیت آن پی برده ایم و هر کاری را که خلاف عمل صحابه باشد بدعت می دانیم اما در این روزگار عده ای آنرا قبول ندارند مطلب عبارات (وعلى هذا الخلاف الخطبة) آن است که این موضوع خلاف صحت و عدم صحت می باشد نه کراهیت و عدم کراهیت چنانچه شامی در حالیکه به صحت آن تصریح می کند کراهیت آنرا نیز آشکارا بیان می نماید: (وعلى هذا الخلاف لوسيح بالفارسية في الصلوة او دعا او اننى على الله تعالى الى ان قال اى يصح عنده لكن سيأتي كراهة الدعا بالاعجمية^(۱)) صفحه ۳۲۵ ج اول و در جای دیگری آشکارا می گوید: (والظاهر ان الصلوة عنده لاتنفي الكراهة) صفحه ۳۵۰ جلد اول به طور خلاصه اگر غرور شود و تجسس صورت گیرد از کلام فقها کراهیت ترجمه فارسی وارد و ثابت می گردد و گرنه برای ما فقط نوشته حضرت شاه ولی الله نیز کفایت می کند اگر کسی قبول نمی کند به خودش مربوط است اما این نکته را اهمان می دانند که در خطبه به زبان عربی هیچ شبه اختلاف و کراهیتی وجود ندارد در حالیکه در ترجمه شبه کراهیت موجود می باشد پس بهتر است که به آن چه کراهیت ندارد عمل شود اما به هر صورت در صحت خطبه شکى نخواهد بود.

نماز جمعه در سر زمین کفار: سوال: ۴۹ امیدوارم به سوالات ذیل پاسخ دهید: درجایی که

من زنده گم می کنم حکومت کفار است و مردم آن نیز کافر می باشند اما تعدادی از مسلمان شافعی مذهب نیز وجود دارد باقی مسلمانان تاجران هندی می باشند اما فی المجموع تعداد مسلمانان نظر به کافران بسیار کم است در مورد قریه نمی توانم بگویم اما در شهر های آن تخمیناً به تعداد ذیل مسلمانان وجود دارند در جایی ده، بیست، در جایی دیگری سی، چهل به استثنای یک شهر که به گمان من تعداد مسلمانان در آن به چهار صد پنجصد نفر خواهد رسید وضع مساجد چنان است که گاهی خانه ای را برای نماز جمعه و یا عید به کرایه می گیرند در

(۱) ردالمحتار باب صفة الصلوة (تحت قول وجميع اذکار الصلوة) ج ۱ ص ۴۵۱ ط. م. ج ۲ ص ۴۸۴ . ظفر

محلی مسجد وجود دارد اما به سبب قلت تعداد مسلمانان پر نمی شود در جایی دیگری سه مسجد وجود دارد و جماعت بزرگی که از پنجصد نفر کم نمی باشد برپای می شود.

نماز جمعه وعید در هر جایی خوانده می شود هنگام عید مسلمانانی که در قریه ها زندگی به شهر آمده و در جماعت شریک گردیده و موجب افزایش تعداد می شوند به نظر من هیچ وقتی در اینجا حکومت اسلامی نبوده و هیچ حکم شرعی از طرف حکام جاری نمی شود اما مانع نماز جمعه وعید نیز نمی گردند در جایی که این نامه نوشته شده نیز یکی از شهرهای همین کشور می باشد و یک مسجد نیز دارد و تعداد مسلمانان در آن از شصت الی هفتاد نفر است امیدوارم در روشنی آنچه گفتیم به سوالات ذیل جواب دهید.

سوال: ۵۰ (۱) برای اداء نماز جمعه شهر شرط است یا نه؟

۵۱ (۲) نام شهر بر چه جایی اطلاق می گردد و تعریف بزرگترین مسجد روایت مذهب است یا نه؟

۵۲ (۳) چون قدرت اجرای حدود شرط بوده اما بالفعل ضرور نمی باشد آیا صحیح است که به دلیل توالت تعریف مذکور اختیار شده و ظاهر مذهب ترک گردد؟

۵۳ (۴) و به دلیل اختلاف علمای حنفی احتیاط تجویز شده اما در جایی که مطابق حنفی شروط تحقیق نیابد و مطابق مذاهب دیگر متحقق باشد آنجا چرا جایز است علت خروج عن الاختلاف در هر دو جا موجود است یعنی آنجا نیز جمعه وعیدین از روی احتیاط خوانده شود.

۵۴ (۵) از عبارت (کل موضع له امیر وقاضی) آیا می توان به عدم جواز جمعه در دار الحرب استدلال نمود.

۵۵ (۶) به اساس کیفیت مذکور نماز جمعه در چه محلی نجایز و در چه محلی ناجایز می باشد.

۵۶ (۷) در جایی که جایز نیست باید منع صورت گیرد یا نه و در آنجا نماز ظهر چه حکم دارد؟

۵۷ (۸) جایی که بادشاه مسلمان نباشد، جمعہ چه حکم دارد و در حکومت کفار چطور نماز جمعہ جایز است؟

۵۸ (۹) این کشور دارالحرب است یا نه.

۵۹ (۱۰) تعریف دار الحرب چیست و دار الحرب چطور به دار الاسلام مبدل و دار الاسلام چطور به دار الحرب تبدیل می گردد؟

۶۰ (۱۱) جایی که شروط نماز جمعہ موجود نباشد در آنجا عید چه حکمی دارد اگر جایز نیست باخواندن آن چه مشکلی پیش می آید اگر در مذهب خود ما جایز نباشد در مذهب دیگری مثلاً مذهب شافعی (رح) واجب بوده و موجب خروج از اختلاف خواهد شد.

۶۱ (۱۲) منطقه مانیز شهر شمرده می شود و یک مسجد نیز دارد اما توسط نماز گزاران مملو نمی شود در اینجا نماز جمعہ چه حکم دارد؟

جواب: در ردالمحتار آمده است: (مع انها تصح فی البلاد التي استولى عليها الكفار كما سنذكره^(۱)) ص ۵۳۷ ج ۱.

و در صفحه ۵۴۱ آمده است: (ولو الولاية الكفار يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضي بتراضي المسلمين^(۲))

و همچنان در آن آمده است: (وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق^(۳)) و فيما ذكرنا اشارة الى انها تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر^(۴)) و در (الدر المختار) باب

(۱) ردالمحتار باب الجمعة مطبوعة درسمعات ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

(۲) ردالمحتار باب الجمعة مطبوعة درسمعات ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۷۵۴

(۳) ردالمحتار باب الجمعة مطبوعة درسمعات ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

العیدین آمده است: (تجب صلاتها فی الاصح علی من تجب علیه الجمعة بشرائطها المتقدمة سوى الخطبة فانها مسنة بعدها وفي القنية صلاة العيد في القرى تكره تحريماً اي لانه اشتغال بما لا يصح لان المصر شرط الصحة^(۲))

و در شامی آمده است: (قوله صلاة العيد ومثله الجمعة^(۳)) از روایت سوم و چهارم ردالمحتار واضح گردید که در شهر قصبه و قریه کبیره نماز جمعه اداء می باشد و مسأله به عرف مفوض است و اهل عرف می دانند که شهر و یا قصبه کدام است و فرق میان قریه کبیره و صغیره چه می باشد و به اساس روایت پنجم الدر المختار از شامی معلوم می شود که در قریه صغیره جمعه و عیدین مکروه تحریمی است که در آن ترک جماعت فرض ظهر و ارتکاب جماعت نفل نهفته می باشد و به اساس روایت اول و دوم معلوم گردید که در شر زمینی که کفار مسلط اند نماز جمعه بدون نردیدی لازم می باشد و چون مسلمانان از میان خویش کسی را امام بسازند نماز جمعه صحیح می شود.

در مورد احتیاط ظهر مولف (الدر المختار) این فتوی مولف (بحر) را نقل می نماید: (وقد افیت مراراً بعدم صلاة الأربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا واما من لا يخاف عليه مفسدة فالاولى ان تكون في بيته خفية^(۴) اکنون شماره وار به جواب سوالات شما می پرد ازیم: .

۱: برای اداء نماز جمعه مصر شرط بوده و شهر و قصبه و قریه کبیره در حکم مصر می باشد.

۲ - ۳: شهر عرفاً معلوم بوده و فقها نیز در این مورد تفصیلاتی داده اند که در کتب فقه موجود

(۱) ردالمحتار باب الجمعة مطبوعة در سعادت ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیدین ج ۱ ص ۷۷۴ - ۷۷۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۶. ظفر

(۳) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷. ظفر

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷. ظفر

می باشد، تعریف بزرگترین مسجد در (منیه) آمده است.

۴: چون با اساس مذهب خود ما جمعه در قریه مکروه تحریمی می باشد طوریکه در روایت پنجم ذکر شد احتیاط ظهر با خواندن نماز جمعه نمی تواند آنرا جبران کند در آنجا باید ظهر به جماعت خوانده شود و جمعه ترک گردد و اگر نه مرتکب مکروه تحریمی خواهند شد.

۵ - ۱۰: صحیح بودن نماز جمعه در سرزمین کفار به اساس روایات واضح گردید پس در شهرها و قصبات و قریه های بزرگ سرزمین کفار بدون تردد درست بوده و ضرورتی به احتیاط الظهر نیست و در قریه کوچک جمعه صحیح نبوده و باید ظهر به جماعت خوانده شود خلاصه مسأله نماز جمعه در سر زمین کفار فرقی با سر زمین های مسلمانان ندارد.

رساله (اثر العری) تالیف حضرت مولانا رشید احمد قدس سره ارسال گردید با مطالعه آن تمام مسائل مربوط به جمعه واضح می گردد.

۱۱: شروط جمعه و عیدین بدون خطبه یکسان است پس در جایی که نماز عیدین صحیح نباشد در آنجا جمعه نیز صحیح نیست و در جایی که نماز جمعه صحیح نباشد در آنجا نماز عیدین نیز صحیح نمی باشد.

۱۲: جایی که شهر شمرده می شود در آنجا بلا شبه نماز جمعه صحیح می باشد یک منطقه با اساس کثرت نفوذ به شهر مبدل می شود هر چند در آنجا بعداد کفار زیاد و تعداد مسلمانان کم باشد.

عما گرفتن خطیب هنگام خطبه: سوال: ۶۲ عما گرفتن خطیب هنگام خطبه حطوری است بعضی آنرا مکروه می دانند و در حدیث آمده که سنت می باشد جواب باید به استناد کتاب باشد.

جواب: در الدرالمختار آمده است: (ویکره ان یتکئ علی قوس او عصا) و در شامی به اساس حدیث

تکیه بر عصا یا قوس ثابت می باشد. همچنان قهستانی از محیط نقل می کند که عصا گرفتن سنت است پس شاید بتوان آنرا چنین تطبیق کرد که در جایی که ضرورت باشد عصا گرفتن مانعی ندارد و اگر ضرورتی نباشد نباید آنرا بگیرد.

درجایی که سه هزار نفر نفوس داشته باشد جمعه صحیح است: سوال: ۶۳ منطقه سوچرو

که مربوط ولسوالی مظفر آباد است به اساس نفوس شماری حدود سه هزار نفر یا چیزی کمتر از آن نفوس دارد بازاری در آن وجود نداشته و هیچ نوع جنسی از قبیل لباس و غیره در آن به فروش نمی رسد آیا در این محله جمعه جایز است یا نه؟

جواب: در شامی تصریح شده که نماز جمعه در قصبه وقریه کبیره صحیح است: (وتقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبيرة التى فيها اسواق وفيما ذكرنا اشارة الى انها لاتجوز فى الصغيرة^(۱)) پس قریه مذکور کبیره است زیرا سه هزار نفر یا چیزی کمتر از آن نفوس دارد لذا نماز جمعه در آن واجب و صحیح می باشد.

قبل از خطبه و عظم و قبل از وعظ درود به آواز بلند: سوال: ۶۴ (الف) در روز جمعه قبل از

خطبه عربی وعظ و قبل از وعظ به آواز بلند همراه سامعین به صورت مداوم درود شریف را خواندن چه حکمی دارد؟

سوال: ۶۵ (ب) در خطبه هنگامی که اسم گرامی پیامبر (ﷺ) بیاید (ﷺ) گفتن خطیب چه حکمی دارد.

جواب: (۱) در میان خطبه وعظ به اردو ویا ترجمه خطبه به زبان اردو مکروه است همچنان در این هنگام التزام به درود به جهر ثابت نمی باشد طریقه مسنونہ آن است که وقتی خطیب به منبر برود وموذن آذان بدهد باختم اذانى خطیب خطبه عربی را شروع کند ودرخطبه غیر از زبان عربی

نظم و نثر اردو و فارسی را بخواند^(۱).

جواب: (۲) جایی که نام پیامبر (ﷺ) بیاید خطیب درود شریف را بخواند و سامعین در دل درود بگویند طریقه شرعی همین است.

درود خواندن دسته جمعی مرد قبل از خطبه به آواز بلند ثابت نیست: سوال: ۶۶ یک

مولوی صاحب در روز جمعه وقتی از نماز فارغ شد بر منبر خود درود شریف را به آواز بلند می خواند و سامعین نیز درود می خوانند سپس خطیب ایستاده می شود و وعظ می کند بعد از آن موذن آذان می دهد و مولوی صاحب به زبان عربی خطبه می گوید و سپس نماز جماعت اداء می گردد. سوال صرف آن است که قبل از وعظ درود شریف که یازده مرتبه گفته می شود چطور است یک مولوی صاحب گفت که اینکار ممنوع است اما به نظر من ممانعتی ندارد شما بفرمایید که مسأله چطور است؟

جواب: آنچه قبلاً نگاشته ایم بدان علت بود که اکثر مردم در خطبه به شیوه وعظ عمل می کنند و ترجمه خطبه را به نظم و نثر می خوانند که مکروه می باشد در مورد مسأله ای که شما پرسیده اید که قبل از خطبه و قبل از آذان دوم وعظ می شود ممانعتی برای آن وجود ندارد و برای درود خواندن قبل از آغاز وعظ نیز اصلاً ممانعتی نیست اما اینکه خطیب و سامعین جبراً و به صورت مداوم درود خوانده و به آن التزام نمایند به اساس قواعد شرعی مکروه و بدعت می باشد زیرا لازمی ساختن امر غیر لازم بوده و باعث آن می شود که التزام به آن برای سامعین ضروری معلوم شود که چنین چیزی به هیچ صورت جایز نیست^(۲).

اقامت پیامبر (ﷺ) در قبا و بحث نماز جمعه: سوال: ۶۷ جناب مولانا رشید احمد گنگوہی

(۱) لانه لاشک فی ان الحطیة بغیر العربیة خلاف السنة المتواترة من النبی (ﷺ) و الصحابة فیکون مکروهاً نحرهما رکناً فراء الانتماع العربیة و الهندیة فیها (عمدة الرعاية حاشیة شرح و قله ج ۱ ص ۲۴۲)

(۲) پیامبر (ﷺ) فرموده است: (من احدث فی امرنا هذا مثلیس منه لهُو رد) مشکوٰۃ ۲۷ ج ۱

(رح) در رساله (اثوق العری فی تحقیق الجمعة فی القرى) نوشته پیامبر (ﷺ) نخست در قبا منزل کرد و چهارده روز در آنجا باقی ماند اما در قبا به اقامه نماز جمعه نپرداخت) اما مولانا صاحب هیچ دلیلی برای عدم اقامه نماز جمعه در قبا ذکر ننموده و در رساله (احسن القرى) نیز در این مورد توضیحی نیامده است که در تاریخ خمین شرح مواهب لدنیه وتفسیر وغیره آمده است که پیامبر (ﷺ) در قبا نماز جمعه را خوانده و در هیچ کتابی نخواندن آن نیامده است و بدین ترتیب بر مولانا صاحب زبان درازی می نمایند خواهشمندم شما دلیل نخواندن نماز جمعه هنگام هجرت در قبا را همراه با صفحه وسط تحریر فرمایید.

جواب: این سخن کاملاً غلط است که مولانا صاحب دلیل عدم اقامه نماز جمعه در قبا را ذکر نکرده همچنان این مسأله نیز غلط است که مولف (احسن القرى) در این مورد توضیحی نداده مولانا صاحب خود در (اثوق العری) برای این امر حدیث ۱۲۲ جلد بخاری را نقل می کند و مولف (احسن القرى) نیز به توضیح آن پرداخته صفحه نهم (احسن القرى) را ملاحظه فرمایید: (مگر جناب پیامبر ﷺ در قبا به اقامه جمعه نپرداخت و نه اهل قبا را به اقامه جمعه امر نمود نه ایشان را سرزنش نمود که در مدینه نماز جمعه خوانده می شود شما چرا تا اکنون به اقامه آن نپرداخته اید در حالی که در قبا و گرد و نواح آن مسلمانان به گثرت وجود داشتند چنانچه در صفحه ۱۲۲ جلد اول بخاری و دیگر کتب حدیث روایت شده (عن ابن عباس ان اول جمعة جمعت فی الاسلام بعد جمعة فی مسجد رسول الله ﷺ) بالمدينة لجمعة جمعت بجوای قریة من قرى البحرين) از این روایت صحیحہ آشکارا معلوم می شود که نماز جمعه در عوالی و منازل خوانده نمی شود و اگر اولیت جمعه در (جوای) در روایت مذکور آمده غلط خواهد شد) و این موضوع را صاحب (احسن القرى) به عبارت خود از (اثوق العری) خلاصه نموده است.

به صورت مختصر آنکه از این روایت صحیحہ ثابت می گردد که بعد از مسجد نبوی نخستین

جمعه در اسلام در منطقه (جوائی) خوانده شده است پس چطور می توان گفت که پیامبر (ﷺ) قبل از آن در قبا به اقامه جمعه پرداخته است و از این روایت صحیح و صریح بخاری و ابو داود چه دلیل بزرگتری می خواهند که اهل حدیث می گویند که مولانا صاحب دلیل نیاورده است.

باقی ماند این نکته که در تفسیر طبری و تاریخ الخمیس و شرح مواهب اللدنیه اقامه جمعه توسط پیامبر (ﷺ) در قبا روایت شده نخستین جواب آنها این است که ایشان باید خجالت بکشند که با روایت تاریخ الخمین و دیگر کتب سیر به مقابله روایت صحیح بخاری برمی خیزند کجا بخاری و کجا روایات غیر معتبر کتب سیر.

اگر بالفرض تمام کتب سیر در مخالفت با روایت بخاری متفق شوند باز هم بر مسلمانان لازم است در مقابل روایت بخاری پیروی آن کتب را نکند چه رسد به آنکه کتب سیر و تاریخ نیز متفقاً با بخاری همنامی باشند و همه آنها تصریح می نمایند که پیامبر (ﷺ) در قبا به اقامه جمعه پرداخته است بلکه از آنجا در روز چهار دهم حرکت نموده در نزدیکی مدینه در (بنی سالم) آمده و نماز جمعه را اداء نمودند برای ثبوت این امر (فتح الباری) (سیرت ابن هشام) تاریخ طبری و غیره را ملاحظه فرمایید.

اکنون باقی ماند این نکته که در سه کتاب (تفسیر طبری) (تاریخ الخمین) و (شرح مواهب لدنیه) اقامه جمعه در قبا نقل شده است در این مورد باید گفت که تفسیر طبری به این مسأله تماسی نگرفته و اگر کسی دعوائی دارد شماره صفحه را بنویسد پس معلوم نیست که چطور بر تاریخ طبری بهتان می بندند در تفسیر طبری واقع تشریف بردن پیامبر (ﷺ) به قبا بیان گردیده اما در آن به جای روایت اقامه جمعه انکار آن روایت گردیده صفحه ۱۲۵۵ جلد دوم تاریخ طبری را ملاحظه کنید که در آن چنین آمده است: (فمن ذلک تجمعه (ﷺ) باصحابه الجمعة فی اليوم الذی ارتحل فیہ من قبا وذلک ان ارتحاله عنها کان يوم الجمعة عامداً الى المدینة فادرکته

الصلوة صلوة الجمعة فی بنی سالم بن عوف ببطق وادلهم قد اتخذ اليوم فی ذلک الموضع مسجداً فیما بلغنی وكانت هذا الجمعة اول جمعة جمعها رسول ﷺ فی الاسلام خلاصه این روایت آن است که پیامبر ﷺ روز چهار دهم از قبا حرکت نمود و به اقامه جمعه در بنی سالم پرداخت و این اولین جمعه ای است که در اسلام خوانده شد نتیجه آنکه آنچه می گوئیم همان چیز در تاریخ طبری نیز نقل شده است که کاملاً مخالف قول ایشان می باشد.

بلی در شرح مواهب لدنیہ معروف به (زرقانی) یک روایت ضعیف وجود دارد که پیامبر ﷺ در مدت اقامت خود در قبا نماز جمعه را اداء نمود که ضعیف بودن آن از قول زرقانی آشکار می باشد چونکه گفته است: (قیل کان یصلی الجمعة فی مسجد قیامده اقامته) لفظ (قیل) خود به طرف ضعف اشاره می نماید بر علاوه جواب آنرا حضرت مولانا ظله العالی در (احسن القری) با تفصیل تمام نگاشته است صفحه ۸۸ احسن القری را ملاحظه فرمایید.

به هر صورت با قطع نظر از این خرافات و سخنان بیهوده به عرض می رسانم که این عبارت زرقانی (قیل کان یصلی الجمعة) اولاً به هیچ ترتیبی قابل استناد و شایسته اعتبار نیست حتی این نکته معلوم نیست که گوینده آن چه کسی می باشد و محل آن کجا است؟ گوینده چه نوع شخصی می باشد قابل اعتبار یا غیر قابل اعتبار و غیره نشانه ای از سند در آن دیده نمی شود که متصل است یا منقطع صحیح است یا ضعیف معتبر است یا غیر معتبر از سوی دیگر این قول شاذ با جمیع روایات معتبره و اتفاق اهل سیر که نقل گردیده صریحاً مخالف و معارض می باشد در تمام روایات این مساله ذکر گردیده که پیامبر ﷺ هنگام هجرت جمعه را در (بنی سالم) یعنی (حره بنی بیاضه) اقامه نمود حتی در روایاتی که اهل تفسیر و اهل سیر نقل نموده اند این روایت صریحاً آمده است: (فمر علی بنی سالم فصلی فیهم الجمعة ببنی سالم وهو اول جمعة صلاها رسول ﷺ) بر علاوه از این ما در فوق به اثبات رسانیدیم که حسب ارشادات اکابر و تصریحات معتد

به امر محقق آن است که در عوالی هیچگاهی نماز جمعه خوانده نشده اکنون چطور می توان به اساس این روایت شاذ مجهول این قصه را کاملاً وارونه نمود و قبول کرد که در عوالی نماز جمعه خوانده شده است.

اگر خطبه یکی بدهد وامامت دیگری کند درست است: سوال: ۶۸ امام در روز جمعه

احتراماً خطبه را به شخصی دیگری واگذار شد بعد از خطبه در نماز جمعه امام امامت نمود نماز جمعه با کراهیت اداء شده و یا بدون کراهیت؟

جواب: در الدر المختار آمده است: (لاینبی ان یصلی غیر الخطب لانها کشنی واحد فان فعل جاز قوله لانها ای الخطبة والصلاة کشی واحد لكونها شرطاً ومشروطاً ولا تحقق للمشروط بدون شرطه فالمناسب ان یکون فاعلها واحد^(۱) شامی) پس معلوم گردید که بهتر آن است که خطبه و نماز توسط یک شخص خوانده شود اما اگر خطبه را یکی بخواند وامامت دیگری کند نیز درست بوده و در آن کراهیتی وجود ندارد اما بدون ضرورت غیر اولی می باشد.

بحث در مورد جواب اذان دوم نماز جمعه: سوال: ۶۹ جواب دادن به آذانی که روز جمعه

در نزدیکی از منبر داده می شود بنابر مذهب برای مقتدیان جائز است یا نه؟ اگر جائز است پس (اذا خرج الامام فلا صلاة ولا کلام) ومعنی حکم با کراهیت علامه شامی چیست که آنرا مطابق مذهب حنفی می داند؟ همچنان منظور دراز کلام سخنان دنیایی می باشد یا دینی؟ اگر جواب دادن جائز نیست مطلب حدیث معاویه چیست که بخاری در بخش (کتاب الجمعة باب یجیب الامام بلسانه) روایت کرده که در آن جواب دادن به این آذان صریحاً مذکور می باشد پس چرا باید آنرا مکروه دانست بر علاوه کدام روایت صریح و صحیح خاص کننده نیز وجود ندارد که به اساس آن عموم احادیث خاص گردد و جواب آذان منبری مستثنی شود از طرف دیگر احناف

به وجوب اجابت آذان قابل می باشند بر علاوه (اذا خرج) قول امام زهری بوده لذا نمی تواند احادیث متصل الاستاد را خاص نماید و یا معارض آن قرار گیرد تا جایی که همه را باطل نماید که منطوق صریح احادیث می باشد از سوی دیگر (کنا نتحدث) و غیره الفاظ نیز روایت گردیده که نشان می دهد که بعد از خروج امام و قبل از خطبه سخن گفتن وجود داشته است.

جواب: جواب دادن به آذان دوم نماز جمعه بنا بر مذهب راجح احوط و اصح درست نبوده بلکه مکروه می باشد طوریکه در (الدر المختار) آمده است: (وینفی ان لا یحب اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب^(۱)) و در رد المختار باب الجمعة آمده است: (واجابة الاذان حینئذ مکروهه^(۲)) و حکم را عام نگهداشتن احوط است طوریکه از علی ابن عباس و ابن عمر^(۳) (رضی الله عنهم) نقل شده است و مقتضای احادیث صحیحہ نیز همین می باشد مثلاً کتب شش گانه احادیث از ابو هریره (رضی الله عنه) نقل نموده اند که گفت پیامبر (ﷺ) فرمود: (اذا قلت لصاحبک يوم الجمعة انصت والامام یخطب فقد لغوت) این حدیث نشان می دهد که با وصف آنکه امر بالمعروف ونهی عن المنکر واجب می باشد در آن وقت جایز نیست که ابن نکته خود به منع نماز نقل قراءت و اذکار دلالت می نماید زیرا در صورتیکه واجب منع گردد نقل به منع اولی تر می باشد و این روایت بر سائر روایاتی که به جواز تحية المسجد و مباح بودن سخن گفتن دلالت می نماید راجح می باشد زیرا آنچه به حرمت دلالت کند بر روایتی که به اباحت دلالت می نماید راجح می باشد^(۴) و اگر چه در آن قید (والامام یخطب) وجود دارد اما قبل از شروع خطبه و بعد از صعود منبر نیز در همین حکم می باشد (لان الکلام یمتد ولان الکلام یجر الی الکلام^(۵)) در شرح منیه

(۱) الدر المختار علی هامش رد المختار باب الاذان ص ۳۷۱ ج ۱. ظفر

(۲) رد المختار باب الجمعة مطلب فی حکم المرفی جلد اول ص ۷۶۹. ظفر

(۳) و آخر ابن ابی شیبہ فی مصنفه عن علی و ابن عباس و ابن عمر (رضی الله عنهم) كانوا یكفون الصلوة و الکلام بعد خروج الامام (رد المختار باب

الجمعة ح ۱ ص ۷۶۷، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۸. ظفر

(۴) غیة المستغنی باب الجمعة البحث الثانی ص ۵۱۹ - ۵۲۰. ظفر

(۵) ایضا ص ۵۲۰. ظفر

آمده است: (اذا صعد الامام على المنبر تجب على الناس ترك الصلوة النافله لما تقدم من كراهتها عند الخطبة ويجب ترك الكلام ايضا عند ابی حنیفه (رضی) وقالوا يباح الكلام حتى يشرع في الخطبة^(۱)) والخلاف في الكلام ينطق بالاخيرة اما غيره فيكره اجماعاً^(۲) ولا بی حنیفه ما ذكر ابن ابی شیبة في مصنفه عن علی وابن عباس وابن عمر كانوا يكرهون الصلوة والكلام بعد خروج الامام ولان الكلام ايضاً قد يمتد طبعاً فان الكلام يجر الى الكلام فكان المنع احوط) صفحه ۵۱۹ شرح منية الكبير.

وجواب حديث معاوية (رضی) ان است كه او اجابت اين اذان را به اجابت سائر آذان ها قياس نموده چنانكه فرموده است: (يا ايها الناس اني سمعت رسول الله (صلى الله عليه وسلم) على هذا المجلس حين اذن المودن يقول ماسمعتم مني من مقالتي^(۳)) اذان ديگر اوقات را ذكر می کند بر علاوه صحابه جليل القدری چون علی ابن عباس وابن عمر (رضی) برخلاف قول معاوية عمل می نمودند ودر وقت صعود امام بر منبر مطلقاً سخن ونماز را مکروه می دانستند پس عمل آن صحابه کبار راجح می باشد بر علاوه هر گاه حرمت و اباحت در تعارض قرار گیرد حرمت راجح شمرده می شود وجوابی که به این عمل معاوية (رضی) داده می شود به سائر روایاتی که به استحباب اجابت دلالت می نمایند داده می شود و احتاف وجوب یا اباحت جواب را در اینجا مستثنی قرار می دهند. در فوق معلوم گردید که (اذا خرج الامام) تنها قول زهری نیست بلکه از صحابه کبار نیز منقول می باشد وقول صحابی در چنین موضعی حکم مرفوع را دارد وقول بعضی که (کنا نتحدث) بر قول حضرت علی وابن عباس وابن عمر راجح نمی باشد.

خلاصه مطلب احوط خاموشی است طوریکه الزیلعی گوید: (ان الاحوط الانصات^(۴)).

(۱) ایضا ص ۵۱۹. ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة مطلب فی حکم المرقی الخ ج ۱ ص ۷۶۹، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۰. ظفر

(۳) بخاری کتاب الجمعة باب یجب الامام بلسانه. ظفر

(۴) ردالمحتار باب الجمعة تحت قوله ولا كلام ج ۱ ص ۷۶۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۸. ظفر

هنگام بارش خواندن نماز جمعه به جماعت در خانه درست است: سوال: ۷۰ در ایام

باران به وجه کثرت بارش و آب فراوان راه ها دشوار گذار می شود و مسجد هم قدری از مسکن دور است در آن هنگام اداء صلوٰۃ جمعه را شرعاً چه حکم دارد آیا در آن هنگام تکلیف مالا نهایت کشیده برای صلوٰۃ جمعه به مسجد رفتن ضرور باشد یا خواندن صلوٰۃ به مکان کافی یانه؟

جواب: تعدد صلوٰۃ جمعه علی القول مفتی به صحیح است پس اگر به عذر مطر به مسجد رفتن دشوار باشد به جای دیگر نماز جمعه را ^(۱) گزاردن به جماعت مشروعه (و آن سه مرد است علاوه امام الدر المختار) صحیح است ^(۲).

کسانی که نمازهای پنجگانه را نمی خوانند نماز جمعه ایشان درست است: سوال: ۷۱

کسانی که نمازهای پنجگانه را نمی خوانند و صرف نماز جمعه را اداء می کنند نماز جمعه ایشان صحیح است یانه؟

جواب: نماز جمعه بدون شک صحیح است هر چند آن شخص گنهگار بزرگ می باشد ^(۳).

بیشتر شدن ثواب در مسجد تنها مربوط به نماز فرض است: سوال: ۷۲ در رساله مجموعه

خطب نوشته شدی که ثواب یک رکعت نماز در مسجد برابر به پنجصد رکعت است این ثواب تنها مخصوص نماز فرض در جماعت اول می باشد یا ست و نقل نیز اگر در مسجد جامع خوانده شوند چنین ثوابی دارند؟

جواب: این ثواب مخصوص نماز فرض در جماعت اول است نه مربوط به نماز های سنت و نقل الفضل آن است که نماز های مذکور در خانه خوانده شود و روش و حکم دائمی پیامبر (ﷺ) نیز

(۱) این سوال و جواب آن در اصل کتاب به زبان دری بوده و باوجود ضعف عبارات مافر آن دخل و تصرفی نکردیم.

(۲) رتودی فی مصر واحد بمواضع کثیره مطلقاً علی المذهب وعلیه الفتوی دفعا للحرج. (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة

ج ۱ ص ۷۵۵، ط. س ح ۲ ص ۱۴۴. ظفیر

(۳) وان فاته اکثر من صلوات يوم وليلة اجزائه التي مد بها (هدایه باب قضاء الغوات ج ۱ ص ۱۳۸). ظفیر

چنین بود اگر نوافل نیز چنین ثواب گر انقدری می داشتند پیامبر (ﷺ) آنها را در خانه نمی خواند و نه چنین حکمی می نمود و آنچه گفتیم مضمون حدیث است^(۱).

منتظر ماندن خطیب برای کسانی که سنت می خوانند ضرور نیست: سوال ۶۷۳، وقتی

نماز جمعه فرا می رسد تصادفاً سه چهار نفری که ناوقت آمده اند به طرف راست و یا چپ منبر مصروف خواندن نماز سنت می شوند در این هنگام آغاز کردن خطبه چه حکمی دارد و شخصی که خطبه در آن وقت را حرام می داند در مورد او چه حکمی است؟

جواب: بر خطیب لازم نیست که انتظار کسانی را بکشد که نماز سنت را می خوانند و همین که وقت خطبه فرا رسد خطیب می تواند برای خواندن خطبه ایستاده شود بر او هیچ مؤاخذه و گناهی نیست زیرا خطیب متبوع می باشد نه تابع اصولاً بر مقتدیان حکم است که هنگامی که خطیب غرض خطبه بر منبر بالا شود نماز ها سنن و نقل را نخوانند اما هر گز بر خطیب حکم نشده است که انتظار بکشد و اگر سه چهار دقیقه ای منتظر بماند نیز ممانعتی نیست اما در صورت انتظار نکشیدن گنہگار نمی شود و در حدیث صحیح آمده است: (انما جعل الامام لیؤتم به)^(۲) و صاحب الدر المختار گوید: (فاذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام)^(۳) پس شخصی که خطبه خواندن در حالت مذکور را حرام می داند در خطا بوده و از مسائل شرعی واقف نیست پس به سخن او نباید توجه نمود.

روز جمعه قبل از اذان اول و بعد از نماز تجارت صحیح است: سوال ۷۴ آیا در روز جمعه

جائز است که تاجر و دوکاندار مسلمان دوکان خود را باز نماید یا نه؟ اگر دوکانداران پیشه وران

(۱) والافضل فی النفل غیر التواویح المنزل الا لخوف شغل عنها (الدر المختار) قوله والافضل شغل ما بعد الفریضة وما قبلها لحدث الصحیحین علیکم بالصلاة فی بیوتکم فان غیر صلاة المرء فی بینه الا المكتوبة الخ (رد المحتار باب الوتر والتوافل ج ۱ ص ۶۳۸، ط. س. ج ۲ ص ۲۲). ظفر

(۲) مشکوٰۃ باب ما علی المأموم من المتابعة وحکم المسبوق فصل اول ص ۱۰۱. ظفر

(۳) الدر المختار علی هامش و در المختار باب الجمعة جلد اول ص ۷۶۷، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۸. ظفر

حق دارند در روز جمعہ کار کنند از چه وقت تا چه وقت این اجازه را دارند؟

جواب: روز جمعہ تمام انواع کار و بار و خرید و فروش تا آذان اول جائز می باشد و بعد از آن مکروه تحریمی است در تنویر الابصار آمده: (وکره البیع عند آذان الاول) پس به مجرد آذان باید تمام کار و بار را ترک گفته و برای نماز جمعہ حاضر شود^(۱) و قبل از آذان اول درکار و بار و خرید و فروش برای کسبہ کاران و دوکانداران ممانعتی وجود ندارد همچنان بعد از فراغت از نماز جمعہ نیز می توانند به خرید و فروش بپردازند زیرا خداوند عزوجل فرموده است: (فاذا قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله). فقط

به اندازه ضرورت عربی گفتن و سپس وعظ به اردو خلاف سنت است: سوال: ۷۵ خطبہ جمعہ را مختصراً به عربی خواندن و سپس وعظ به اردو یا یک زبان دیگری کشوری چه حکمی دارد؟ اکثر علمای حنفی در میان خطبہ به وعظ می پردازند.

جواب: به عربی بودن تمام خطبہ سنت است و اینکه کمی عربی گفته شود و سپس به طریقہ وعظ چیزی به زبان اردو گفته شود خلاف سنت می باشد و چنین چیزی از سلف ثابت نیست. حضرت شاه ولی الله در (مصطفی شرح موطا) نوشته است که با وجود آنکه صحابہ بلاد عجم تشریف بردند مگر خطبہ را به غیر از زبان عربی برای تفہیم مخاطبین نخواندند پس عمل مستمر صحابہ دلیل آن است که خطبہ باید به زبان عربی باشد^(۲).

در آبادی بزرگ جمعہ واجب الاداء می باشد: سوال: ۶۷۶ یک قریہ بزرگ است که سه ہزار و دو صد نفر نفوس داشته و چند دوکان نیز دارد پس به اساس مذهب حنفی و کتب فقہ نماز جمعہ در آنجا می شود یا نہ؟

(۱) ووجب سعی إليها وترك البيع الخ بالآذان الاول في الاصح وان لم يكن في زمن الرسول بل في زمن عثمان وافاد في البحر اطلاق الحرمة على المكروه تحريماً (النور المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۶). طغیر
(۲) ایضا. طغیر الدین غفر الله له

جواب: نزد احناف در چنین قریه ای نماز جمعه صحیح است واجب و اداء می باشد زیرا چنین قریه قریه کبیره بوده و در قریه کبیره موافق تصریح شامی نماز جمعه صحیح می باشد چنانچه در (رد المحتار) آمده است: (و تقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبيرة التي فیها اسواق^(۱)).

در قریه کوچک هر چند دارای دوکان ها باشد نماز جمعه صحیح نیست: سوال: ۷۷ قریه ای که دارای چهار صد مرد (بر علاوه زنان و اطفال) بوده و چهار پنج دوکان نیز داشته باشد، در آنجا نماز جمعه خوانده می شود یا نماز ظهر؟

جواب: در مورد چنین قریه تعریف شهر و قصبه تطبیق نمی شود و در قریه صغیره نماز جمعه جائز نمی باشد لذا باید در آنجا نماز ظهر به جماعت خوانده شود ترک ظهر در آنجا حرام و معصیت می باشد^(۲).

ممانعت از نماز جمعه در صورتیکه شرایط آن موجود نباشد: سوال: ۷۸ روز جمعه در مسجد جامع نماز جمعه اقامه گردید در این هنگام یک مولوی صاحب آنجا آمده به آواز بلند خطاب به نماز گزاران گفت که ای احناف نیت نماز را بشکنید و اگر نه کافر می شود، زیرا در اینجا نماز جمعه جائز نیست و خواندن آن گناه کبیره می باشد.

سوال: آن است که در چه جاهایی و به کدام شرایط نماز جمعه جائز است و در کجا ناجائز؟ اگر کسی در جایی که تمام شرایط جمعه موجود نباشد آنرا بخواند آیا موجب گناه و کفر خواهد شد؟ و آیا برای مولوی صاحب جائز بود که مردم را بشکستن نماز و اداء رد یانه؟ اگر جائز نبود او مرتکب چه گناهی شده است؟

جواب: مذهب احناف در مورد نماز جمعه آن است که در شهر قصبه و قریه کبیره که دوالی چهار

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

(۲) صلاة العبد فی القرى نكرة تعریفا (در مختار) ومثله الجمعة (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷). ظفر

هزار نفر نفوس داشته و اشیای مورد ضرورت در آن یادنت و دارای دوکان ها باشد نماز جمعه واجب و اداء می باشد البته در قریه صغیره که جمعه صحیح نیست خواندن آن مکروه تحریمی است^(۱) اما موجب کفر نمی گردد پس اگر در منطقه ای که در آن نماز جمعه خوانده می شد قصبه یا قریه بزرگ باشد پس نماز جمعه در آن واجب و صحیح بود و شکستادن آن حرام بوده و مولوی صاحب غلط کرده است که باید توبه کند اما اگر منطقه مذکور قریه کوچکی باشد خواندن جمعه در آن مکروه تحریمی می باشد که شکستادن آن واجب بوده و خوب است که شکستاده شد. پس باید در این سوال نگاشته می شد که منطقه مذکور چه نوع می باشد قریه بزرگ است یا قریه کوچک نفوس آنجا به چه اندازه است بازار و دوکان دارد یا نه در کتاب شامی در باب الجمعة آمده است: (وتقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبيرة التی فیها اسواق الی و فیما ذکرنا اشارة الی انها لاتجوز فی الصغیرة^(۲)).

گرفتن ناخن قبل از نماز جمعه: سوال: شارح در شرح حدیث صحیح البخاری در کتاب الجمعة که از سلمان (رضی الله عنه) روایت شده (یتطهر ما استطاع) اصلاح موی را نیز شامل می داند و حدیث ابو هریره که بزار طبرانی و بیهقی آنرا روایت کرده و سیوطی آنرا در (الدر المنثور) صفحه ۱۲ ج ۱ حسن دانسته و عبارت آن چنین است: (کان یقلم اظفاره ویقص شاربہ يوم الجمعة قبل ان یرج الی الصلوة) صریحاً دلالت بر آن دارد که قبل از نماز جمعه اصلاح موی مسنون می باشد و حالیکه در سند آن ابراهیم بن قدامه قرار داشته که در (میزان الاعتدال) در مورد او (لا یعرف) گفته شده و در فتح الباری در باره این حدیث گفته شده که سند آن ضعیف است و سیوطی خود در جامع الصغیر آنرا ضعیف دانسته است اما مولف فتح در (لسان المیزان) و حافظ هیشمی در (مجموع الزوائد) در مورد ابراهیم مذکور نوشته (ذکره ابن حبان فی الثقات) در (الدر

(۱) صلاة العيد فی القرى نکره تحریماً (در مختار) و مثله الجمعة (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵). طغیر

(۲) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. طغیر

المختار) وغیره اصلاح موی بعد از نماز جمعه افضل نوشته شده واسطی آنرا به (احرام) مشابه دانسته و در (غنیة) شرح (منیة) به نقل از (سروجی) قبل از نماز جمعه مستحب خوانده شده است و شامی اصلاح موی بعد از نماز را خلاف حدیث ابوهریره دانسته حدیثی که سیوطی آنرا حسن دانسته در حقیقت صحیح است یانه و نشان صحت و ضعف که در جامع صغیر براین حدیث گذاشته شده؟ کار چه کسی است و اصلاح موی قبل از نماز جمعه افضل می باشد یا بعد از آن و کسانی که به عدیث قائل اند دلیل ایشان چیست؟

جواب: از قول شامی ترجیح معلوم می شود که تقلیم اظفار وغیره باید قبل از نماز جمعه باشد تا با حدیث موافقت صورت گیرد زیرا مسنون بودن غسل نیز آنرا اقتضاء می کند و آنعده از فقها که آنرا بعد از نماز جمعه افضل دانسته اند بر این نظر داشته اند که در آن معنی حج می باشد و یا به این قول (لینا له بركة الجمعة) اما آشکار است که قواعد دین و عملگر دیبامبر (ﷺ) قبل از نماز جمعه بودن آنرا اقتضاء می نماید و عمل مشایخ ما چون علامه محقق گنگوی قدس سره وغیره محققین نیز بر آن بوده و فقها و محدثین به این نظر اند که در فضائل اعمال عمل به حدیث ضعیف نیز صحیح است در حالیکه محدثین در ضعیف این حدیث محدثین اتفاق نداشته وعده ای آنرا حسن دانسته و تعداد دیگری ضعیف گفته اند.

تعریف فنای مصر: سوال: ۸۰ قریه ای از شهر یک میل فاصله داشته و از فنای شهر کاملاً جدا است آنعده از فقها که تعریف فنا را معتبر می دانند نزد ایشان در آن قریه نماز جمعه واجب نیست مگر کسانی که فنا را به مسافه اندازه می کنند مطابق قول ایشان جمعه در آنجا واجب می باشد زیرا قریه مذکور در داخل مسافه یک فرسخ واقع شده آیا جمعه در آن قریه واجب است یا نه؟

جواب: اندازه گیری به فرسخ معتبر نیست بلکه اعتبار فنای مصر مربوط به آن است که منطقه

مذکور برالی مصالح شهر است یا منطقه جداگانه می باشد اگر برای مصالح شهر نباشد منطقه جداگانه بوده و حکم آن در مورد جمعه مستقل است یعنی اگر قریه کبیره باشد جمعه در آن واجب بوده و در غیر آن نه شامی گوید: (والتعریف احسن من التحدید^(۱))

در یک مسجد تعدد جمعه مکروه است: سوال: ۸۱ در یک مسجد دوباره نماز جمعه جائز

است یا نه؟

جواب: تعدد جمعه در یک شهر در دو یا چند مسجد نزد احناف درست می باشد طوریکه در (الدر المختار) آمده است: (وتؤدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب) و در (رد المحتار) آمده است: (قوله مطلقاً ای سواء كان المصر كبيراً اولاً وسواء كان تعدد فی مسجدین او اکثر^(۲)) اما در یک مسجد تعدد جماعت مکروه است پس جماعت دوم برای نماز جمعه مکروه می باشد طوریکه برای سائر نمازها جماعت دوم در مسجدی که برای آن امام و موزن مقرر بوده مکروه است شامی گوید: (والظاهر انه یعلق ایضاً بعد اقامة الجمعة لئلا یجتمع به احد بعدها^(۳)).

آذان دوم در داخل مسجد درست است: سوال: ۸۲ در روز جمعه آذان دوم در کجا باید

داده شود یکی از علما به این جانشریف آورد و گفت که آذان دوم در نزدیکی منبر نا جائز است و گفت که باید این آذان در نزدیکی دروازه مسجد یعنی کناره حویلی رویه روی خطیب داده شود

(۱) رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۹. ظفر عبارت مکمل آن چنین است: او فناء وهو ما حوله اتصل به لاجل مصالحه کدفن المونی و رکض الخیل والمختار للفتی تقدیره بفرسخ ذکره الوالاھی (در مختار) اعلم ان بعض المحققین اهل الترجیح اطلق الفناء عن تقدیره بمسافة و کذا محرر المذهب الامام محمد رحمته الله وبعضهم قدره بها و جملة القوالهم فی تقدیره لمانية اقوال اوتسعة غلوة، میل، میلان، لثنة، فرسخ، فرسخان، لثانة، سماع الصوت، سماع الاذان، والتعریف احسن من التحدید لانه لا یوجد ذلک فی کل مصر وانما هو بحسب کبر المصر وصغره رحمته الله لا نقول بالتحدید بمسافة یمتثل التعریف المتفق علی ما صدق علیه بانه المعد لمصالح المصر رحمته الله (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۹، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸ - ۱۳۹). ظفر

(۲) رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۵ ط. س. ج ۲ ص ۱۴۴. ظفر

(۳) ایضا ط. س. ج ۲ ص ۱۵۲. ظفر

آیا سخن او درست است؟

جواب: اذان دوم در داخل مسجد پیشروی خطیب معروف و مسنون است و علما و فقہا ہمیشہ بہ آن عمل کردہ و در کتب فقہ بہ آن تصریح نمودہ اند لذا منع کردن در آنجا صحیح نیست چنانچہ در بسیاری از رسائل و کتب در مورد آن تحقیق شدہ است در ہدایہ والدر المختار این مسالہ موجود است آنرا مطالعہ کنید.

روز جمعہ نماز ظہر در شہر: سوال: ۸۳ در شہر اگر چند نفر نتوانند نماز جمعہ را بخوانند برای نماز ظہر جماعت کنند یا آنرا جدا گانہ بخوانند؟

جواب: نماز ظہر را علیحدہ علیحدہ بخوانند و برای آن جماعت نکنند چنانچہ در (الدر المختار) و شامی چنین آمدہ است^(۱).

کسی کہ خطبہ را یاد ندارد و کتاب نیست چہ کند؟ سوال: ۸۴ اگر کسی خطبہ یاد ندارد و کتاب ہم نباشد بدون خطبہ نماز جمعہ خواندہ شود و یا بہ جای آن نماز ظہر را بخوانند؟

جواب: فرض خطبہ با گفتن یکبار (سبحان اللہ) یا (الحمد للہ) و یا (اللہ اکبر) اداء می شود و نزد صاحبان خطبہ باید بہ اندازہ سہ آیت و یا بہ اندازہ تہجد باشد پس اگر خطبہ معروفی را یاد نداشتہ باشد بہ اندازہ مذکور اکتفا کردہ نماز جمعہ را اداء نماید^(۲).

ہنگام رسیدن بہ مسجد نماز سنت خواندہ شود: سوال: ۸۵ در روز جمعہ ہنگامی کہ شخص بہ مسجد می رود در وقت رسیدن بہ مسجد نماز سنت را بخوانند یا مدتی انتظار بکشند و سپس نماز سنت را اداء کند؟

(۱) رکذہ اہل مصر فانہم الجمعۃ فانہم یصلون الظہر بغير اذان ولا اقامۃ ولا جماعۃ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعۃ ج ۱ ص ۵۰۰، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۲). ظہر

(۲) الشرط الرابع الحطۃ وعلیہ المہمور و رکعہا مطلق ذکر اللہ تعالی بہمہما عند اسی حنیفۃ رحمہم اللہ و بعدہما ذکر طویل بسمی عطیہ وستہا کونہا حطین بجلسۃ بہمہما فتشمل کل مہما علی الحمد والشہد والصلاۃ علی السی صلی اللہ علیہ وسلم والاولی تلاوۃ آیۃ و علی الوعد ایضاً رحمہم اللہ (غنیۃ المستملی ص ۵۱۵). ظہر

جواب: در حدیث شریف آمده است: (اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس)^(۱) یعنی وقتی یکی از شما به مسجد داخل شود قبل از نشستن دو رکعت نماز بخواند این دو رکعت تحية المسجد می باشد که به هر حال مستحب است از اینجا معلوم می شود که به مجرد رسیدن به مسجد باید نوافل وسنن خوانده شود که مسلک فقها نیز چنین می باشد.

در قصبات نماز جمعه درست است: سوال: ۸۶ در یک منطقه نفوس مسلمانان آنقدر است که وقتی به مسجد آنجا داخل می شوند همه در آن نمی گنجند فی الجموع ۲۵۰ منزل مسکونی وجود دارد که از آن جمله ۹۵ منزل آن مسلمان بوده و در آن هفده دوکان وجود دارد که در آنها لباس ظروف شیرینی و دیگر اشیای ضروری به فروش می رسد آیا در آنجا نماز جمعه جائز است یا نه؟

جواب: در شامی آمده است که در قصبه ها و قریه های بزرگ نماز جمعه اداء می باشد پس اگر نفوس این قریه به اندازه یک قصبه کوچک مثلاً سه چهار هزار نفر بوده و دارای بازار نیز باشد جمعه در آنجا واجب و اداء می باشد و در غیر آن نه و تعریف (مالایسع اکبر مساجد اهلہ المکلفین) تعریف حقیقی و کلی نیست که جایی که تعریف مذکور صدق کند جمعه در آنجا واجب باشد (وتقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبيرة التى فیها اسواق و فیما ذکرنا اشارة الى انها تجوز فی الصغیرة^(۲)).

درجایی که نماز جمعه جائز است در آنجا غیر از مسجد در دیگر جاها نیز نماز جمعه

صحیح است: سوال: ۸۷ در یک شهر در چند مسجد نماز جمعه جائز می باشد پس اگر در کار خانه و یا منزلی عده ای جمع شده و نماز جمعه را بخوانند صحیح است یا نه و یا اینکه برای نماز جمعه مسجد ضروری می باشد؟

(۱) مشکوٰۃ باب المساجد ومواضع الصلوة فصل اول ص ۶۸. ظفر

(۲) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. م. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

جواب: در شهر ها و قصبات جمعه اداء می باشد و بر اداء شدن مسجد شرط نیست بر علاوه از مسجد می توان آنرا در منازل کار خانه و میدان ها نیز اداء نمود طوریکه در الدر المختار آمده است: (وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیره مطلقاً علی المذهب وعلیه الفتوی^(۱)).

هنگام خطبه به آواز بلند دعا و درود خوانده نشود: سوال: ۸۸ در خطبه آیت (ان الله وملائکة یصلون علی النبی) را هنگامی که مقتدیان می شوند درود می خوانند و چون نام ابوبکر (رضی الله عنه) را می شنوند به آواز بلند یا آهسته (رضی الله عنه) می گویند بر علاوه دعا هایی چون (اللهم اید الاسلام) و غیره را شنیده بلند یا آهسته آمین می گویند این کار ها جائز است یا نه؟ همچنان بگویند که دستمال سرخ را چه ابریشمی باشد یا نه بر سر چون دستار بستن و یا آن نماز خواندن جائز می باشد یا نه؟

جواب: فقهاء نوشته اند که هنگامی که خطیب آیت (ان الله وملائکة یصلون علی النبی) را می خواند سامعین در دل درود بگویند و به زبان آنرا نخوانند در شامی آمده است: (وکذلک اذا ذکر النبی (ﷺ) لایجوز ان یصلی علیه بالجهر بل بالقلب وعلیه الفتوی^(۲)) و در الدر المختار آمده است: (والصواب انه یصلی علی النبی (ﷺ) عند سماع اسمه فی نفسه^(۳)) پس غیر از خواندن درود شریف به کیفیت مذکور سامعین باید هیچ چیزی نگویند و (رضی الله عنه) آمین و غیره را نه به جهر بگویند و نه به زبان و اگر در دل بگویند مانعتی نیست با دستار یا دستمال ابریشمی نماز خواندن مکروه می باشد^(۴).

اختلاف در تعریف فناء شهر و قول راجح: سوال: ۸۹ مرحوم مولوی عبد الجبار در صفحه ۶۱ فتاویٰ خود در مورد فی القری مذهب حنفی را شرح نموده که مسافت آن از - ۴۸ -

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۴ ، طهر

(۲) رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۸ ، طهر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۹ ، طهر

(۴) لان الصلوة فی الحریر مکروهة للرحال وشرح الحموی علی الاشیاء والظواهر ص ۱۹۷ ، طهر

میل کم باشد اگر چه آن قریه کوچک باشد در حکم مصر می رود. در مواهب الرحمن و شرح آن (برهان) نوشته شده است: (ویوجها ابو یوسف علی من کان داخل حد الاقامة الذی فارقه یصیر مسارفاً ومن وصل اليها یصیر مقيماً وهو الاصح) ودر عمدة حاشیه شرح و قایه آمده است: (قال فی معراج الدراية انه اصح ما قيل فيه) آیا معنی مقصود آن نیز همان چیزی است که مولوی صاحب نگاشته یا چیز دیگری؟ لطفاً معنی و مطلب آنرا به طور واضح بنویسید.

جواب: این روایت نزد محققین حنفی صحیح و مختار نیست شامی گوید: (ان بعض المحققين اهل الترجيح اطلق الفناء عن تقديره بمسافة وكذا محرر المذهب الامام محمد رحمه الله وبعضهم قدره بها وجملة اقوالهم في تقديره ثمانية اقوال او تسعة غلوة، ميل، ميلان، ثلاثة، فرسخ، فرسخان، ثلاثة، سماع الصوت، سماع الاذان والتعريف احسن من التحديد^(۱)) از اینجا معلوم می شود که محققین مسافه را معیار قرار نداده اند و تعریف نسبت به تحدید برتر می باشد و تعریف فنای مصر آن است که برای مصالح شهر چون دفن موتی و رکض خیل و غیره به کار رود.

در صورتیکه هندوستان دار الحرب باشد نیز جمعه در آن جائز است: سوال: ۹۰ اگر هندوستان دار الحرب قرار داده شود آیا جمعه در آن فرض است یا نه؟ و جواب شرط وجود پادشاه مسلمان چیست؟

جواب: باز هم جمعه فرض است و وجود پادشاه مسلمان برای آن شرط نیست در شامی آمده است: (فلوالولة كفارة يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضي قاضياً بتراضى المسلمين^(۲)).

قلعه ای که در فنای مصر باشد نماز جمعه در آن درست است: سوال: ۹۱ قریه ای است که در آن ۵۰۰ نفر زنده گئی می کنند دارای شفاخانه دولتی و یک دوکان بوده و همه اشیای

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۹، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۹، ظفر

(۲) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۴، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۴، ظفر

ضروری در آن پیدا نمی شود این قریه از یک قصبه بزرگ یک ونیم میل فاصله دارد نظامیان اجازه ندارند که به قصبه رفته و نماز جمعه را بخوانند آیا خواندن نماز جمعه در داخل قلعه جائز است یا نه؟

جواب: قلعه مذکور در فتای آن قصبه شامل است پس نماز جمعه در آن صحیح می باشد کما فی عامة کتب الفقه من جواز الجمعة فی المصر وفناء الممیر^(۱).

در شهر تعداد جمعه جائز است: سوال: ۹۲ در یک شهر در مسجد جامع یک عالم امام و حافظ قرآن موجود است زید حافظی را برای تعلیم اطفال مقرر کرده و از مسجد و قوم جدا شده و در مسجد دیگری که یک فاحشه آباد کرده است عقب حافظ مذکور نماز جمعه و تراویح را بخواند و در مسجد جامع آمده و برای نماز گذاران بگوید که به آن مسجد بیائید حکم شرعی این مسأله چیست؟

جواب: مذهب صحیح و مفتی به مذهب حنفی آن است که در یک شهر در چند محل نماز جمعه صحیح می باشد طوریکه در الدر المختار آمده است: (وتؤدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب وعلیه الفتوی^(۲)) و این نیز حکم شرعی است که مسجدی که آباد و وقف گردید آباد نگهداشتن آن بر مسلمانان لازم می باشد^(۳) و این مسأله نیز ثابت است که مصرف مال غیر طیب در مسجد می مکروه می باشد^(۴) اما گناه آن بر کسی است که مال غیر طیب را در آن به مصرف رسانیده و ملاجب از میان رفتن مقام مسجد نمی گردد پس باید از مال

(۱) و بشرط لصحتها الخ المصر الخ او فاهه وهو ما حوله اتصل به اولاً الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۹ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷ - ۱۳۸ . ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۴ . ظفیر

(۳) لولم یکن لمسجد منزله مؤذن فانه یدهب الیه ویؤذن فیه و یصلی ولو کان وحده لان له حقاً علیه فیؤذیه (رد المحتار ، مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۲۱۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۹) . ظفیر

(۴) قال تاج الشریعة اما لو اتفق فی ذلك مالا غیثاً او مالا سبه الغیث والطیب فیکره لان الله تعالی لا یقبل الا الطیب فیکره تلویث بینه بما لایقبله (رد المحتار باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها ، مطلب احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۶) . ظفیر

حلال معاوضه پولی غیر طیبی را که به مصرف رسیده به صاحب آن پرداخت تا که آن مسجد از مال غیر طیب پاک شود و مسجدی را که توسط مسلمانان اعمار گردیده نباید مسجد ضرار خواند زیرا مسجد ضرار توسط منافقین کافر ساخته شده ولایت ایشان نیز خراب بود در مورد مسلمانان باید حسن ظن داشت و بدگمانی نباید کرد خداوند متعال فرموده است: (یا ایها الذین آمنوا اجتنبوا كثيراً من الظن ان بعض الظن اثم^(۱)).

ترجمه: ای کسانی که ایمان آورده اید از بسیاری از گمان پرهیز کنید به تحقیق که بعضی از گمان ها گناه است. همچنان پیامبر (ﷺ) فرموده است: (فان الظن اکذب الحدیث^(۲)).

ترجمه: به تحقیق که بدگمانی دروغ ترین سخن است. همچنان فرموده است: (انما الاعمال بالنیات و لکل امر مانوی^(۳)). ترجمه: به تحقیق که مدار اعمال بر نیت بوده و برای هر شخصی همان است که نیت کرده باشد.

پس اگر در هر دو مسجد نماز جمعه خوانده شود هر دو صحیح است بر هیچ کس نباید بدگمانی کرد و یا او را طعنه داد و مسلمانان باید به اتفاق به سر برده و در هر دو مسجد نمازهای پنجگانه را اداء نمایند زیرا هیچ مسجدی را نباید متروک نگهداشت همچنان برپایی جماعت تراویح در هر دو مسجد بهتر می باشد اما اینکه به نماز گزاران مسجد دیگر گفته شود که به این مسجد بیایید که آن مسجد متروک گردد کاملاً غلط است به مسلمانان باید گفت که هر دو مسجد را آباد و پر رونق نگهدارید عده ای در آنجا نماز بخوانند و تعدادی در مسجد دیگر خلاصه آنکه اتفاق و اتحاد محمود برده و اختلاف و افتراق قبیح و مذموم می باشد خداوند متعال فرموده است: (واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا^(۴)).

در صورت اتکا به عصا خطبه مکروه نیست: سوال: ۹۳ گرفتن عصا در وقت خطبه برای

خطیب مستون است یا مکروه زیرا الدر المختار آنرا مکروه نوشته و به اساس حدیث شریف سنت معلوم می شود چگونه می توان این دورا تطبیق نمود؟

جواب: در الدر المختار از خلاصه عبارت: (کراهة اتکا علی القدس العضا) بقل شده اما در (حلیه) به دلیل مخالفت آن با حدیث رد شده است و قهستانی از محیط نقل کرده (ان اخذ العصاة کالقیام^(۱)) پس از تحقیق شامی و غیره معلوم می گردد که عصا گرفتن را نباید مکروه گفت و تطبیق آن به این شکل نیز شده می تواند که در سوال از علامه مجدالدین فیروز آبادی نقل شده و آن اینکه عصا گرفتن قبل از آنکه منبر ساخته شود ثابت بوده و بعد از آن ترک شده پس بدین اساس عده ای از فقها آنرا مکروه دانسته اند.

در جایی که گاو قربانی نشود نیز نماز جمعه و عیدین صحیح است: سوال: ۹۴ در کشور

نیپال که قربانی گاو به حکم پادشاه آنجا ممنوع است نماز جمعه و عیدین می شود یا نه؟

جواب: نماز جمعه در آنجا صحیح بوده و اداء می باشد^(۲).

خواندن نماز سنت هنگام خطبه درست نیست: سوال: ۹۵ شخصی هنگام خطبه نماز جمعه

دو رکعت نماز سنت را می خواند و شخص دیگری او را منع می کند کسی که نماز سنت را می خواند به حدیث پیامبر (ﷺ) استناد می کند که شیخین روایت کرده اند که به شخصی که هنگام خطبه به مسجد آمد فرمود که برخیز و دو رکعت نماز بگذار.

حدیث دیگری نیز روایت گردیده که پیامبر (ﷺ) فرموده که شخصی که هنگام خطبه خواندن امام به مسجد بیاید بر او لازم است که دو رکعت نماز بگذارد در مقابل شخص منع کننده این

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۲ . ط. س. ج ۲ ص ۱۶۳ . طبر

(۲) و نفع لربها فی الفصیبات والقری الکبیرة الی فیها اسواق (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ . ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸) . طبر

آیت قرآن مجید را می خوانند: (واذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا^(۱)) و می گوید که شنیدن خطبه فرض است پس هنگام خطبه خواندن سنت درست است یا نه؟

جواب: مذهب امام ابوحنیفه آن است که شنیدن خطبه فرض می باشد و هنگام خطبه خواندن نماز نقل و غیره ممنوع است زیرا خداوند متعال فرموده است: (و اذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا) و نزول این آیت یا در مورد نماز است یا در مورد خطبه که محققین و مفسرین هر دو قول را نقل کرده اند صاحب (جلالین) نزول این آیت را درباره خطبه می داند و صاحب (کمالین) سند آنرا به ابن عباس (رضی الله عنه) رسانیده و در دیگر روایات آمده که این آیت در مورد (صلاة) می باشد و بهر حال خطبه نیز در آن شامل می باشد و صاحب کبیری ممنوعیت نماز هنگام خطبه و به اساس احادیث و روایات ثابت ساخته و می نویسد: (ولا بی حنیفة ما ذکر ابن ابی شیه فی مصنفه عن علی و ابن عباس و ابن عمر کاتوا بکرمون الصلوة و الکلام بعد خروج الامام (الی ان قال) اخرج الستة عن ابی هريرة قال قال رسول الله (ﷺ) اذا قلت لصاحبك انصت فقد لغوت وهذا یفید بعبارة منع امر بالمعروف مع انه واجب و بدلالته منع الصلوة النفل و القراءة و الاذکار لانه اذا منع الواجب فالنفل اولی بالمنع و يرجع علی سائر الاحادیث الدالة علی جواز تحية المسجد او اباحة الکلام لانه محرم و المحرم مرجع علی المبیح^(۲)).

از این عبارت واضح گشت که حدیث منع بر حدیث جواز به این دلیل راجع می باشد که بر منع دلالت دارد و حرمت بر اباحت راجع می باشد همچنان علماء محقق حدیث جواز را چنین نیز جواب داده اند که از خصوصیات پیامبر (ﷺ) می باشد که به شخص خاصی به دلیل خاصی اجازه داده و حکم عام همان مانع است که از احادیث و نصوص ثابت می باشد.

خطبه به زبان عربی نزد امام ابوحنیفه: سوال: ۹۶ امام اعظم (رح) که خطبه را به زبان غیر

(۱) الاعراف: ۱۴. طبر

(۲) غیبة المستملی المعروف بالکبیری باب الجمعة الحث الثاني ص ۵۱۹ - ۵۲۰. ظفر

عربی بدون عذر را جائز دانسته با حدیث مخالف می باشد مطلب آن چیست؟

جواب: منظور امام صاحب جواز با کراهیت می باشد طوریکه فقها به آن تصریح کرده اند.

در جمعه آخر رمضان (الوداع والفراق) ثابت نیست: سوال: ۹۷ در خطبه جمعه اخیر رمضان المبارک کلمات حسرت آمیزی که گفته می شود از قبیل (الوداع والفراق) از حدیث ثابت می باشد یا نه؟

جواب: ثابت نیست.

در قلعه ای که اجازه رفت و آمد عام نباشد نماز جمعه درست نیست: در یک قلعه اجازه رفت و آمد عام نیست بدین جهت گفته می شود که در در قلعه مذکور نماز جمعه جائز نبوده و برورن از آن جائز می باشد تا عامه مردم نیز بتوانند در آن شریک شوند این مسأله از چه قرار است؟

جواب: بدون شک اذن عامه از جمله شرائط صحت جمعه می باشد پس چون در این قلعه علامه نماز گزاران اجازه دخول ندارند پس نماز جمعه در آنجا صحیح نیست چنانچه در (الدر المختار) شامی و غیره این مسأله آمده است^(۱).

برای نماز جمعه وجود چند نفر ضرور است: سوال: ۹۹ نماز جمعه در یک مسجد در تمام سال ساعت دو خوانده می شود و تعداد کثیری نماز گزاران در آن شریک می شوند اما جمعه گذشته چون وقت نماز فرار سیده تعداد نماز گزاران به شمول امام چهار نفر بود در چنین حالتی نماز خوانده و یا اینکه تعداد خاصی وجود دارد که باید در نماز جمعه شریک شوند تا نماز اداء شود یعنی در حالیکه فقط در مسجد چهار نفر حضور داشته باشند خطیب برای خطبه خواندن ایستاده شود یا اینکه برای پوره شدن هفت نفر انتظار بکشند؟

(۱) والسايع الاذن العام من الامام وهو يحصل بفتح ابواب دين فله فلو دخل امير حصنا او قصره واطلق بابا و صلى باصحابه لم تنقذ ولو فتحه واذن الناس بالدخول جاز والدر المختار على هامش ودر المختار ج ۱ ص ۷۶۱ . ط . س . ج ۲ ص ۱۵۱ . ظفر

جواب: برای جماعت جمعه وجود سه نفر مقتدی ضرور می باشد پس اگر سه نفر نماز گزار بدون امام موجود باشد امام خطبه را شروع نموده و نماز جمعه را اداء کند نماز صحیح است چنانچه در الدر المختار آمده است: (والسادس الجماعة واقلها ثلاثة رجالی ولو غیر الذین حضروا الخطبة سوی الامام^(۱)) در الدر المختار و شامی نیز مسأله وجود دارد.

در قریه کوچک و جنگل جمعه درست نیست: سوال: ۱۰۰ ده بیست نفر به جایی سفر می کنند اما سفر ایشان شرعی نیست یا اینکه ده دوازده نفر برای آوردن عروس می روند آیا در راه ایشان می توانند نماز جمعه را بخوانند و یا اینکه باید به قریه ای که نماز جمعه در آن خوانده نمی شود رفته و نماز جمعه را اداء نمایند؟

جواب: نماز جمعه در جنگل و قریه کوچک درست نیست جمعه در جایی صحیح می باشد که شرائط صحت وجود داشته باشد یعنی شهر یا قصبه یا قریه کبیره باشد طوریکه در شامی آمده است: (تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التي فيها اسواق وفيما ذکرنا اشارة الى انها لاتجوز فی الصغیرة^(۲)). فقط

در جمعه باید خطبه مختصر و قرائت مسنون باشد: سوال: ۱۰۱ در روز جمعه قرائت باید طویل باشد یا خطبه؟

جواب: خطبه باید مختصر و قرائت مطابق سنت باشد مانند خواندن سوره (سبح اسم ربک الاعلی و غیره^(۳)).

امام برای خواندن جمعه جای دیگری برود و یا نماز ظهر را امامت کند: سوال: ۱۰۲ امام

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۰، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۱، ظفر

(۲) رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸، ظفر

(۳) و سن عیبتان خیرینان و تکره زیادهما علی قدر سورة من طوال المفصل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۸)، ظفر

قریه کوچک روز جمعہ برای خواندن نماز جمعہ به شهر یا قصبہ ای می رود آیا برای امام مذکور بہتر است کہ نماز ظہر را بہ جماعت در قریہ خود اداء کند واینکہ در جایی دیگری رفته و نماز جمعہ را بخواند در کتاب های دینیات نوشته شدہ کہ کسی کہ سہ یا چہار جمعہ را ترک گفت مانند آن است کہ اسلام را ترک گفت هدف از آن چیست؟

جواب: حدیث شریفی کہ در آن وعید در مورد ترک جمعہ آمدہ مطلب آن این است کہ در جایی فرض باشد و باز شخصی بدون عذر جمعہ را ترک کند در این وعید شامل می شود و در قریہ صغیرہ جایی کہ نماز جمعہ فرض نیست انجا نماز جمعہ اداء نمی شود پس در حکم این وعید شامل نمی گردد بلکہ برای ایشان حکم آن است کہ در قریہ خود نماز ظہر را بہ جماعت اداء کنند اما اگر کسی بہ شهر و یا قصبہ رفته و نماز جمعہ را بخواند باعث ثواب فراوان خواهد شد اما کسی بہ شهر و قصبہ نرفته و در قریہ نماز ظہر را بخواند بہ اساس نخواندن نماز جمعہ گنہگار نمی شود^(۱).

در خطبہ چہ چیزها باید خوانندہ شود: سوال: ۱۰۳ در خطبہ نماز پس از جلسہ استراحت بہ چہ اندازہ خطبہ باید خوانندہ شود و در خطبہ مذکور چہ مضامینی باید داشتہ باشد آیا با چند کلمہ در حمد خداوند و خواندن یک آیت قرآنی خطبہ دوم تکمیل گردیدہ و ترک نعت پیامبر (ﷺ) و ذکر خلفای کبار و اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و دعا مومنین موجب نقصان در آن نمی شود؟

جواب: در شامی آمدہ است کہ در خطبہ اول حمد و ثنا و شہادتین و درود شریف و روعظ و نصیحت و غیرہ باشد سپس می نویسد کہ خطبہ دوم نیز مانند خطبہ اول است یعنی آنچه ذکر گردید در این خطبہ نیز باید باشد اما اگر بہ جای وعظ و تذکیر برای مسلمانان دعا شود و ذکر خلفای راشدین

(۱) ومن لایجب علیہم المجمعۃ من اهل القرى والوادى، لهم ان یصلوا الظہر بجماعۃ یوم الجمعة باذان والامۃ (عالمگیری مصری الباب السادس عشر فی الجمعة ج ۱ ص ۱۳۶، ط. ماجلہ ج ۲ ص ۱۴۵). مقرر

نیز مستحب می باشد.

ترک نماز جمعه گناه است: سوال: ۱۰۴ اگر شخصی کارکن پسته خانه باشد و به علت وظیفه نتواند نماز جمعه را بخواند هر چند به مسجد نزدیک باشد آیا به دلیل ترک نماز جمعه گنهگار می شود یا نه؟

جواب: در حالی که جمعه فرض باشد ترک آن گناه کبیره و بزرگ است و در احادیث در مورد ترک جمعه وعید شدید آمده که مضمون آنها این است که کسانی که نماز جمعه را ترک می کنند از ترک آن منصرف شوند و اگر نه خداوند بر دل های ایشان مهر خواهد زد پس از جمله غافلین خواهند شد پس باید کسانی که در شهر و یا قصبه زنده گی می کنند حتی الوسع بکوشند که جمعه را ترک نکنند و اگر گاهی به اساس تصاف و مجبوزیت جمعه ترک شد نماز ظهر را اداء نموده و از ترک جمعه توبه نمایند^(۱)

اگر اما گنهگار کسی را تعظیم کند و او را برفراز منبر بیارد آیا نماز شود یا نه؟

سوال: ۱۰۵ اگر امام هنگام خطبه خطبه را توقف داده کسی را تعظیم نموده و او را بر بالای منبر بیارد و سپس باقی مانده خطبه را بخواند آیا نماز صحیح می شود یا نه؟

جواب: نماز می شود اما در آینده نباید چنین کند^(۲).

نام گرفتن از پادشاه و دعا برای او چه حکم دارد: سوال: ۱۰۶ در خطبه جمعه و عیدین نام

بردن از پادشاه و برای صلاح ترقی و پیروزی او بر دشمنان دعا کردن جائز است یا نه؟

جواب: در الدرالمختار آمده است: (ویندب ذکر الخلفاء الراشدين والعین لا الدعا للسلطان وجوز

(۱) عن ابن عمر وابی هريرة أنهما قالَا: سمعا رسول الله ﷺ يقول على أعواد منبره: ليتنهن أقوام عن ودعهم الجمعات أو ليختمن الله على قلوبهم ثم ليكنن من الغافلين. رواه مسلم

(۲) كمت تحميدة ارتهيلة أو تسبحة للخطبة المفروضة مع الكراهة، وقالا لا بد من ذكر طویل الخ والدع المختار على هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۸، ط. م. ج ۲ ص ۱۴۸ - ۱۴۹. ظفر

القہستانی ویکرہ تحریماً وصفہ بما لیس فیہ) ودر شامی آمده است: (بل لامانع من استجابہ فیہا کما یدعی لعموم المسلمین فان صلاحہ صلاح العالم^(۱)) از اینجا معلوم می شود کہ دعای مذکور جائز بلکہ مستحب می باشد.

در منطقه (کالا پانی) نماز جمعہ جائز است: سوال: ۱۰۷ من بہ اساس وظیفہ رسمی در این ایام در منطقہ ای ہستم کہ در ہندوستان بہ نام (کالا پانی) یاد می شود در اینجا تقریباً دوازده ہزار زندانی ودوہزار نفر اشخاص آزاد زندگی می کنند وتعداد مسلمانان کمتر از پنجصد نفر است در اینجا بازار وجود داشتہ اشیای ضروری خوردنی وپوشیدنی دستیاب می باشد آیا در اینجا نماز جمعہ جہتہ جائز است یا نہ؟ باید بگویم کہ در بعضی از مساجد اینجا زندانی امام می باشد آیا نماز اشخاص آزاد در عقب زندانی صحیح است یا نہ؟

جواب: نماز جمعہ در منطقہ مذکور جائز بودہ وباید خواندہ شود^(۲) وعقب امام زندانی نماز خواندن اشخاص آزاد صحیح است^(۳).

ہر چند مصلحتی نہفتہ باشد در قریہ کوچک نماز جمعہ صحیح نیست: سوال: ۱۰۸ در یک قریہ فرقہ احمدی شعبہ ای از قادیانی ہا بسیار نیرومند بود من در آنجا یک سال بہ دعوت اسلامی پرداختم در این مدت تمام مردم بہ راہ راست آمدند بہ استثنای ہمت ہشت نفر کہ در این راہ بہ محکم ہستند چون اکثریت مردم بہ راہ راست آمدند مسجد بہ تصرف ما در آمد واکنون آنہا را در مسجد جای نمی دہیم چون قریہ مذکور کوچک است شرائط نماز جمعہ در

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۸ - ۱۴۹ ، ظہیر

(۲) ونفع لرضا فی القصات والقری الکبری التي لہا اسواق (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸) ، ظہیر

(۳) ۱۳۸ (۳) ، ظہیر

(۴) وشرط لانفرادها التامة فی ہمصر فی وعدم حبس فی ان اختار العزیمہ وصلایا وهو مکلف فی وقت فرضا عن الولت فی و یصلح للامامة لہا من صلح لہمرا فہذا لت لمسائل وعبد ومرتضی فی (الدور المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲ و ۷۶۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۳) ، ظہیر

آنجا وجود ندارد اگر برای دور کردن طرف مقابل برای یک مدت کوتاه نماز جمعه خوانده شود از نظر شریعت چه حکم دارد و اگر شما کدام طریقه ای را تجویز فرمائید که ایشان بدانند.

جواب: در قریه کوچک به اساس مذهب امام ابو حنیفه نماز جمعه جائز نبوده و اداء نمی شود بلکه مکروه می باشد^(۱) پس به اساس مصلحتی فعل مکروه را اختیار کردن و جماعت فرض ظهر را ترک کردن شائسته نیست لذا مردم مذکور را به طریقه دیگری بیفهمانید و گاه گاه مردم آبی ها تشکیل دهید یا به روز جمعه جمع گردیده و نماز ظهر را به جماعت خوانده و به طریقه ایشان را بفهمانید و مسائل را بیان کنید.

خواندن الوداع و غیره از جمله شعارهای روافض است: سوال: ۱۰۹ در جمعه اخیر ماه

رمضان خواندن خطبه ای که در آن الفاظ الفراق الوداع یا شهر رمضان باشد جائز است یا نه؟

جواب: خواندن چنین خطبه ای جائز نیست و علما از آن منع فرموده و آنرا از جمله شعارهای روافض دانسته اند^(۲).

برای اهالی قریه ضرور نیست که به شهر رفته و نماز جمعه را اداء کنند: سوال: ۱۱۰ آیا

در حدیث این حکم آمده است که اهالی به آنقدر فاصله دور برای ادائی نماز جمعه بروند که تا شام دوباره به خانه های خود برسند و اگر نه گنہگار خواهند شد ما مردم زراعت پیشه هستیم گاهی فرصت می یابیم گاهی نه آیا ما گنہگار هستیم؟

جواب: برای مردم قریه ضرور نیست که به شهر رفته و نماز جمعه را بخوانند هر چند شهر نزدیک باشد بلی اگر کسی به آسانی می تواند به شهر برود و نماز جمعه را بخواند مستحق ثواب فراوان می گردد و اگر نرود گنہگار نمی شود چنانچه در حدیث شریف آمده است که

(۱) صلوة العید فی القرى نكرة تحریماً (درمختار) و مثله الجمعة (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷). ظہیر

(۲) قال رسول الله ﷺ من أحدث فی امرنا هذا ما لیس منه فہرود، رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۲۷). ظہیر

مردم قریہ های اطراف مدینہ بہ صورت مداوم بہ مسجد نبوی غرض ادائی نماز جمعہ نمی آمدند بلکه گاهی تعدادی و گاهی تعداد دیگری می آمدند یعنی ہر کسی فرصت می یافت و دلش می خواست می آمد و کسی کہ فرصت نمی یافت نمی آمد پس اکنون نیز همین حکم است^(۱).

دوکار خانہ نماز جمعہ جائز است: سوال: ۱۱۱ من در کارخانہ کمپنی موٹر کار می کنم بعد از ظہر صرف یک ساعت برای طعام برای ما وقت می دهند در حالیکہ مسجد جامع در فاصلہ دوری واقع شدہ طوریکہ ممکن نیست در مدت یک ساعت ہم طعام بخوریم و ہم بہ مسجد جامع غرض ادائی نماز جمعہ برویم پس اگر درہمین کارخانہ ای کہ کار می کنم نماز جمعہ را بخوانم جائز است یا نہ؟

جواب: اگر آن کارخانہ موٹر از جملہ متعلقات شہر می باشد کہ مسجد جامع در آن قرار دارد یعنی در فناء شہر قرار داشتہ باشد طوریکہ عمارات آن از جملہ متعلقات شہر باشد پس چند نفر می توانند باہم یکجا گردیدہ او نماز جمعہ را اداء کنند زیرا نماز جمعہ طوریکہ در شہر صحیح است در متعلقات آن نیز صحیح می باشد^(۲).

آیت جمعہ قطعی الدلالت است: سوال: ۱۱۲ (یا ایہا الذین امنوا اذا نودى للصلاة) آیا این آیت کریمہ مطلق است یا مقید قطعی است یا ظنی؟

جواب: این آیت در مورد فرضیت جمعہ قطعی الدلالت است^(۳) اما بہ اتفاق ائمہ مجتہدین عام و مطلق نمی باشد بلکہ مخصوص و مقید بودہ و مشروط بہ ہفت شرط می باشد کہ تفصیل آن در

(۱) ومن لا تجب علیہم الجمعة من اهل القرى والبادی لهم ان يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة باذان والامة (عالمگیری مصری الباب السادس عشر لی الجمعة ج ۱ ص ۱۳۶ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۵). ظفر

(۲) وكما يجوز اداء الجمعة في المصر يجوز اداها في فناء المصر وهو الموضع الممعد لمصالح المصر متصلا بالمصر (عالمگیری مصری باب الجمعة ج ۱ ص ۱۳۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۵). ظفر

(۳) (ای الجمعة) فرض عن یکنفر جاحده لثبوتها بالدلیل القطعی (درمختار) وهو قوله تعالى یا ایہا الذین اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة فاسمعوا له (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۶). ظفر

کتب فقہ چون ہدایہ الدر المختار وغیرہ درج است (۱).

نیت جمعہ: سوال: ۱۱۳ نیت نماز جمعہ این طور درست است یا نہ (نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتی الجمعة فرض الله تعالى متوجهاً الى جهة الكعبة الشريفة الله اكبر).

جواب: نیت نماز جمعہ بہ کیفیت مذکور صحیح است.

نماز جمعہ در حویلی منزل: سوال: ۱۱۴ در منطقه ما اکثر مردم در حویلی منزل خویش سه چهار متر ساحہ را بدون دیوار بہ نام خانہ خدا یا مسجد مسمی نمودہ و در آن بہ صورت پابند نماز نیز نمی خوانند و گاہی عند الضرورت جای آنرا تغییر نیز می دہند سوال آن است کہ در چنین مساجد عرفی کہ مردم جمع می شوند و واعظ نیز می آید و نماز جمعہ را اداء می کنند آیا نزد احناف کسانی کہ چنین می کنند مصیب اند یا مخطی؟

جواب: اگر قریہ ای کہ منزل احاطہ و مسجد مذکور در آن واقع شدہ شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ باشد نماز جمعہ نزد احناف در آن واجب و اداء می باشد مشروط بہ آنکہ در وقت نماز جمعہ دروازہ احاطہ را باز بگذارند و اذن عام باشد کہ ہر کس بخواہد در آن داخل شدہ بتواند (۲).

وعظ قبل از خطبہ درست است: سوال: ۱۱۵ در مسجد جامع قریہ وعظ قبل از خطبہ مکروہ است یا نہ؟ و منظور از (ان لا یتخلق الناس يوم الجمعة قبل الصلوة فی المسجد) چیست؟

جواب: اگر وقت گفتگایش داشتہ و ضرورتی باشد قبل از نماز جمعہ مکروہ نیست و منظور از این حدیث شریف آن است کہ مردم قبل از نماز جمعہ در مسجد حلقہ نژدہ و بنشینند و وقتی کہ خطبہ آغاز گردید آنرا بشنوند. فقط

(۱) و بشرط بصحتها سبعة اشياء المصنف الخ (المناج ۱ ص ۷۴۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷). ظہیر

(۲) و تقع لرضا فی القصات والقرى الکبيرة التي فيها اسواق (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸) والسابع الاذن العام (الدر المختار علی

هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۱ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظہیر

درجای کہ نماز جمعہ نزد شوافع جائز است آیا حنفی می تواند به مذهب امام شافعی

عمل کند: سوال: ۱۱۶ در قریه ای کہ نزد امام ابوحنیفہ نماز جمعہ جائز نیست نزد امام شافعی نماز جمعہ جائز است پس در قریه ای کہ چهل نماز گزار وجود داشته باشد آیا احناف می توانند بہ مذهب امام شافعی عمل کنند؟

جواب: در این مسأله برای احناف عمل بہ مذهب امام شافعی جائز نیست زیرا احناف تصریح نموده اند کہ در قریه کوچک نماز جمعہ وعیدین جائز نمی باشد حتی در الدر المختار و شامی از (قنیه) نقل کرده اند کہ در قریه کوچک خواندن نماز جمعہ وعیدین مکروه تحریمی می باشد^(۱).

ہنگام خطبہ در دروازہ ایستادن خلاف سنت است: سوال: ۱۱۷ اگر خطیب در دروازہ

مسجد ایستادہ شدہ خطبہ دہد طوریکہ مقتدیان و شتوندگان پشت سر او باشند جائز است یا نہ؟

جواب: اینکار خلاف سنت است زیرا حکم چنان است کہ مقتدیان ہنگام خطبہ روبہ روی خطیب باشند^(۲). فقط

کار در اطراف شہر عذری برای ترک جمعہ نیست: سوال: ۱۱۸ اگر دہقان و کارکنان بہ

اندازہ یک ونیم میل برای قلبہ و آبیاری از آبادی دور بروند و بدین جہت در نماز جمعہ شریک نشوند کہ آمدن از این فاصلہ موجب بندش کار ایشان خواہد شد آیا این عذر معتبر است یا نہ؟

جواب: برای دہقان و کارگرانی کہ در شہر زندگی می کنند در اراضی بہ کار زراعت مشغول بودن عذری برای ترک جمعہ نیست^(۳).

(۱) صلاة المید فی القری نکرہ تحریمًا (رد المحتار) ومنہ الجمعة (رد المحتار باب المیدین ج ۱ ص ۷۷۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷). ظہیر

(۲) عن ابن عمر قال: کان النبی ﷺ یخطب عظیمین کان یجلس إذا صعد المنبر وعن عبد اللہ بن مسعود قال کان النبی ﷺ إذا استوی علی المنبر استقبلناہ بوجہنا رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب العطیۃ ص ۱۲۴). ظہیر

(۳) بان وجوبہا مخصی باہل المصر والخارج عن هذا الحد لیس اہلہ، قلت: وهو ظاهر المتن وفي المراج انہ اصح ما قبل (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۲). ظہیر، والاصح وجوبہا علی مکتب ومعض واجیر ویسقط من الاجر بحسابہ لو بعدًا والا لا والدر المختار علی هامش و رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۳، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۲). ظہیر

اگر در مسجد جامع گنجایش نباشد آیا میتوان در عیدگاه نماز جمعه را اداء نمود:

سوال: ۱۱۹ چون تعداد نماز گزاران زیاد است مسجد جامع گنجایش تمام نماز گزاران را ندارد پس اگر در عیدگاه نماز جمعه خوانده شود جائز است یا نه؟

جواب: در این صورت نماز جمعه در عیدگاه صحیح است و این مسأله را نیز باید تذکر داد که در یک شهر در چند مسجد خواندن نماز جمعه صحیح می باشد ^(۱).

خواندن نماز جمعه به یک وقت در چند مسجد صحیح است: سوال: ۱۲۰ هنگامی که در مسجد جامع شهر نماز جمعه خوانده می شود در عین همان وقت نماز جمعه در دیگر مساجد جائز است یا نه؟

جواب: در مذهب فتویٰ بدان است که در عین وقت در سایر مساجد نماز جمعه صحیح می باشد. فقط

منبر را در میان صفوف گذاشتن درست است یا نه: سوال: ۱۲۱ در مسجدی که ما نماز می خوانیم به دلیل آنکه تعداد نماز گزاران زیاد بوده و مسجد تنگ می باشد وهم غرض آنکه آواز به همگان برسد منبر را از کنار دیواری که بطرف قبله است برداشته و در وسط مسجد می گذارند بدین ترتیب تعدادی از صفوف پشت سر خطیب قرار می گیرد چنین صورتی جائز است یا نه؟

جواب: سنت آن است که در روز جمعه منبر نزدیک محراب باشد و خطیب بر آن ایستاده شده و خطبه دهد و مقتدیان رو به روی او باشند طوری که در کتاب (بدائع) آمده است: ^(۲) (من السنة

(۱) و نزدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا علی المذهب و علی الفتویٰ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۴). ظفر

(۲) بدائع الصنائع فصل فی الجمعة ج ۱ ص ۲۶۳، افاجلس علی المنبر (در مختار) ومن السنة ان یخطب علیه القناء به ﷺ بحر، وان یکون علی یساره المحراب نهستانی (باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰). ظفر

آن استقبال الناس بوجهه ويستدير القبله) پس به دلیل شنوایدن خطبه به مردم نباید این سنت را ترک کرد باید دانست که شنواندن به همان ضرور نیست و اصولاً در صورت کثرت نماز گزاران شنواندن همه دشوار می باشد.

اختلاف در تعریف مصر: سوال: ۱۲۲ مولوی صاحب عبد الشکور در رساله خود (علم فقه) نوشته است که مقامات معروفه ذیل مصر می باشند:

۱. منطقه ای که از یک مصر آنقدر فاصله داشته باشد که شخصی که از آنجا برای ادائی نماز جمعه به مصر برود در جریان روز و قبل از آنکه شب شود دوباره به منزل خود برسد پس منطقه مذکور نیز مصر است (از شرح سفر السعاده).

۲- آن منطقه مصر است که تعداد مردان مکلف در آن به اندازه ای باشد که در بزرگترین مسجد آنجا ننگجند این تعریف صحیح است یانه؟

جواب: این قول مذهب مفتی به احناف نیست گویا مولف بعضی اقوال را نقل کرده است بدانجهت که چنین قولی نیز موجود می باشد و شاید نزد مولف (سفر السعاده) همین قول راجح باشد اما معتمد به احناف نیست طوریکه از کتب فقه آشکار می باشد.

این تعریف مصر منقوض می باشد طوریکه در شرح منیه^(۱) بدان تصریح شده است در اینجا نیز مولف صاحب مذهب راجح را گذاشته و بعضی روایات را اختیار کرده است.

(۱) والفصل فی ذلک ان مكة والمدينة مصران تقام بهما الجمعة من زمن ﷺ الى اليوم فكل موضع كان مثل احدهما فهو مصر (غنية المستملی ص ۵۱۱) بعد از آن به رد قول کسانی می پردازد که مصر را باعدم گنجایش مسجد بزرگ تعریف می نمایند و می گوید: (فكل تفسير لا يصدق على احدهما فهو غير مصر حتى التعريف الذي اختاره جماعة من المتأخرين كصاحب المختار والواقفة وغيرهما وهو ما لو اجتمع اهله في اكبر مساجده لا يسهم فانه منقوض بهما اذ كل مسجد منهما يسع اهله وزيادة) (ایضا) پس به تأیید تعریفی که مولف هدایه نموده پرداخته و می گوید: والحد الصحيح ما اختار صاحب الهدایة اله الذي له امير وقاض يغل الاحكام ويقيم الحدود رح (ایضا) كتاب تحفة الفقهاء تعريف امام صاحب را نقل می کند: عن ابی حنیفة رحمته الله بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها رستاق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمة وعلمه واعلم ههه يرجع الناس اليه فيما يقع من الحوادث هذا هو الاصح (ایضا). ظهير

ہنگام خطبہ جمعہ پگہ کردن و سر برہنہ نشستن چه حکم دارد؟ سوال: ۱۲۳ ہنگام

خطبہ جمعہ پگہ کردن و سر برہنہ نشستن درست است یا نہ؟

جواب: چنین کارہایی خوب نیست ^(۱).

نماز جمعہ در قریہ کہ در فنائی مصر باشد: سوال: ۱۴۲ قریہ ای بہ فاصلہ نیم میل از شہر

واقع شدہ و میان شہر و قریہ باغ نہر و طویلہ اسبہا واقع شدہ است آیا در این قریہ کوچک

نماز جمعہ جائز است و تعریف صحیح مصر و فنائی مصر چگونہ می باشد؟

جواب: در تعریف مصر اختلاف است اما در ظاہر مدار آن بر عرف می باشد جایی کہ عرفاً شہر

و قصبہ بودہ نفوس زیاد داشتہ و دارای بازار ہا و کوچہ ہا بودہ و اشیای مورد ضرورت در آن

دستیاب باشد مصر گفتہ می شود ^(۲). فنائی مصر جایی است کہ بہ شہر متصل بودہ و برای

ضروریات شہر از قبیل رکض خیل و غیرہ بہ کار رود ^(۳). در قریہ کوچکی کہ در سوال ذکر

گردیدہ نزد احناف جمعہ صحیح نیست و آن طویلہ اسبہا اگر مربوط بہ شہر باشد فنائی مصر

است و در گرد و نواح آن کہ خانہ کار گران طویلہ مذکور باشد در آنها نماز جمعہ صحیح است.

در خطبہ گرفتن نام پادشاہ بزرگ درست است: سوال: ۱۲۵ یک امام مسجد در خطبہ

دوم جمعہ نام خلیفہ را ننگرفتہ و ناحق با ما مشاجرہ می کند و می گوید کہ در این وقت خلیفہ

وجود ندارد ما را در این مورد از حکم شریعت مطلع فرماید.

(۱) وکل ما حرم فی الصلاة حرم لہا ای فی الخطبۃ (خلاصہ) و غیرہا لیحرم اکل و شرب و کلام و لر تسبیحاً او رد سلام او امرأ بمعرف بل یجب علیہ ان یستمع علیہ و یسکت بلا فرق بین قریب و بعید (در مختار) ظاہرہ انہ یکرہ الاشتغال بما یقوت السماع وان لم یکن کلاماً (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸ ، ط.س. ج ۲ ص ۱۵۹). ظفر

(۲) فی التحفۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ ان الہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک و اسواق ولہا و سائق و فیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمۃ و علمہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث و هذا هو الاصح (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط.س. ج ۲ ص ۱۳۷). ظفر

(۳) اولیاءہ و هو ماحولہ الصل بہ اولاً ، لاجل مصالحہ کفان الموتی و رکض الخیل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۹ ، ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظفر

جواب: باید در خطبه نام خلیفه المسلمین یعنی پادشاه معظم گرفته شده و برای او دعای نصرت و کامیابی صورت گیرد چنین کاری بدون شک خدمت اسلامی است همچنان باید برای نصرت و کامیابی تمام عساکر اسلام دعا شود و بر مسلمانان لازم است که سلطان معظم را خلیفه خود بدانند^(۱) و این سخن که اکنون خلیفه ای وجود ندارد غلط می باشد گفتن سخنانی از این قبیل و انجام کارهای خلاف اسلام و با کفار و نصاری اختلاط و موالات حرام می باشد و ترک موالات با ایشان ضروری لازمی و فریضه دینی است^(۲).

اهمیت خطبه در نماز جمعه: سوال: ۱۲۶ در نماز جمعه خطبه فرض است یا واجب یاست؟

جواب: خطبه در روز جمعه فرض است.

با غلط شد خطبه در نماز نقصی رونما نمی گردد: سوال: ۱۲۷ با غلط شدن خطبه چه

نقصی در نماز به میان می آید؟

جواب: در صورت غلط شدن خطبه هیچ خللی در نماز روی نمی دهد^(۳).

منکر فرضیت نماز جمعه کافر است: سوال: ۱۲۸ زید گوید که آیت جمعه ظنی بوده بدین

جهت نماز جمعه فرض نمی باشد منکر فرضیت چه حکمی دارد؟

جواب: منکر فرضیت نماز جمعه کافراست آیت جمعه قطعی بوده و شروط ظنی بودن در آن وجود

ندارد. فقط

(۱) اما ما اعتد فی زماننا من الدعاء للسلطان العثمانی ایفهم الله تعالی سلطان البرین والبحرین وخدام الحرمین الشریفین فلا مانع منه (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۰، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۰). ظفر

(۲) این قول مربوط به سال ۱۳۴۰ هجری می باشد در آن وقت خلیفه المسلمین در ترکیه بود اکنون خلیفه المسلمین وجود ندارد زیرا پس سلطان عبد الحمید هیچ کسی به حیث خلیفه المسلمین جانشین او نگردید لذا اکنون به نام گرفتن ضرورت نیست البته اگر وقتی خلیفه المسلمین انتخاب گردد باید در خطبه نام او گرفته شود.

(۳) و بشرط لصحتها سبعة اشياء الاول المصريح والاربع الخطية فيه (المر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۷، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷). ظفر

تأویل در فرضیت جمعه غلط است: سوال: ۱۲۹ زید می گوید که در قرآن ظن باقی می باشد ومنظور از نماز جمعه در قرآن اولیه صرف جمع کردن مردم برای جهاد بود پس این نماز فرض نیست.

جواب: قول زید غلط است و قبلاً نوشتیم که منکر جمعه کافر می باشد البته نماز جمعه در شهر ها قصبات و قریه های کبیره فرض بوده و در قریه ها کوچک به فرض بوده و نه اداء می باشد چنانکه این موضوع در کتب فقه آمده است^(۱).

در قلعه ای که اجازه دخول نیست نماز جمعه جائز باشد یا نه؟ سوال: ۱۳۰ در قلعه میگزین نماز جمعه جائز است یا نه اگر جائز است به چه دلیل زیرا هیچ کسی در این قلعه بدون اجازه داخل شده نمی تواند مرا از حکمی که در این مورد نزد امام ابوحنیفه (رح) است مطلع فرمایید.

جواب: با طلب توفیق از خداوند به جواب می پردازم روایت متعلق به این مسأله در الدر المختار ورد المختار آمده است: (والسابع الاذن العام من الامام ويحصل بفتح ابواب الجامع للواردین کافی ولا یضر غلق باب القلعة لعدد او بعادة قديمة لان الاذن العام مقرر لاهله وغلقه لمنع العدو لا المصلی نعم لو لم یغلق لكان احسن کما فی جمع الانهار معز بالشرح عیون المذاهب قال وهذا اولی فمافی البحر والمنع فلیحفظ فلدخول امیر حصناً او قصره واغلق بابہ وصلى باصحابه لم تنعقد ولو فتحه واذن الناس بالدخول جاز وکره (الدر المختار) قوله الاذن العام ای ان یاذن الناس اذنا عاماً بان لا یمنع احداً ممن تصح منه الجمعة عن الدخول الموضع الذی تصلى فيه وهذا مراد من فسر الاذن العام لا اشتہار (الی ان قال) واعلم ان هذا الشرط یذكر فی الظاهر الروایة ولذا لم یذكره فی الهدایہ بل هو مذكور فی النوادر ومشی علیه فہی الكنز والوقایة والنقایة والملتی وکثیر من المعتبرات قوله اولی مما فی البحر والمنع وهو ما فرعه فی المتن بقوله رقلو دخل امیر

(۱) وتلق فرساً فی القصبات والقری الکبیرة الی فیها اسواق تجوز فی الصغرة الی لیس فیها قاض ومنبر الخ ولو حلوا فی القری لزمهم اداء الظہر (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظہیر

حصناً ای انه اولی من الجزم بعدم الانعقاد قوله او قصره قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا كانت لاتقام الا فی محل واحد اما لو تعددت فلا لانه لا یتحقق التفویت كما افادة التعلیل تامل وقال قبیلہ وفي الکافی التعبير بالدار حیث قال ولاذن العام وهو ان تفتح ابواب الجامع ویوذن للناس حتی لو اجتمعت جماعة فی الجامع واغلقوا الابواب وجمعوا لم یجز وكذا السلطان اذا اراد ان یصلی بحشمه فی داره فان فتح بابها واذن للناس اذناً عاماً جازت صلوته شهادتها العامة اولاً وان لم یفتح ابواب الدار واغلق الابواب واجلس البوابین لیمنعوا عن الدخول لم تجز لان اشتراط السلطان للتحرز عن تفویتها علی الناس ولذا لا یحصل الا باذن العالم قلت وینبغی ان یکون محل النزاع ما اذا كانت لاتقام الا فی محل واحد شامی^(۱). به اساس روایت مذکور برای شخص صاحب بصیرت معلوم می گردد که اگر دروازه قلعه به سبب عادت قدیمی بند نگهداشته شود و کسانی که در داخل قلعه هستند فی صورت عام اجازه شرکت در نماز جمعه را داشته باشند نماز جمعه در داخل قلعه صحیح است خصوصاً که علت عدم جواز نماز جمعه در قلعه که عبارت فوت جمعه از مردم بیرون قلعه است وجود نداشته باشد زیرا بیرون از قلعه در چندین محل شهر نماز جمعه بولا می شود طوریکه در سوال سابق تصریح شده است و به اساس روایت مفتی بها در یک شهر در چند محل نماز جمعه درست است طوریکه در الدر المختار و دیگر کتب آمده است: وتؤدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً علی المذهب وعلیه الفتوی^(۲) پس چون در صورت مذکوره علت عدم جواز موجود نیست و به اساس حکم جواز مردم داخل قلعه نیز می توانند فضلت نماز جمعه را حاصل نمایند و در آن سهوات وجود داشته و مطلوب دین می باشد طوریکه خداوند متعال فرموده است: (یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر)^(۳) و در حدیث آمده است (الدین یسر) پس اگر حسب تصریح الدر المختار و شامی در قلعه مذکور به جواز جمعه

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۶۱ - ۷۶۲ . باب الجمعة . ط . م . ج ۲ ص ۱۵۲ . ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۵ . ط . م . ج ۲ ص ۱۴۴ . ظفر

(۳) سورة البقرة رکوع ۲۳ . ظفر

(۱) فتویٰ داده شود در آن حرجی نبوده و روایات شرط بودن اذن عام با آن منافی نخواهد بود زیرا دلیل شرط مذکور این است که مردم از نماز باز داشته نشوند تا نماز جمعه از ایشان فوت نگردد پس در صورتی که این وجه موجود نباشد ترددی در مورد صحت جمعه وجود نخواهد داشت و از این جمله که گفته است: (ولو دخل امیر حصناً او قصره) نیز کاملاً آشکار می گردد که دلیل آن فوت نماز جمعه از مردم می باشد زیرا معلوم است که در صورتی که امیر در آنجا موجود باشد و مردمانی را که از بیرون می آیند اجازه دخول ندهند جمعه از ایشان فوت می گردد پس علت مانع از جواز همین است لذا در صورتیکه این خوف باقی نماند و در صورت اقامه نماز جمعه در قلعه فوت آن از دیگر مردم متصور نباشد پس مطابق تصریح شامی در مورد جواز نماز جمعه در قلعه مذکور هیچگونه ترددی باقی نمی ماند: (قلت وینبغي ان يكون محل النزاع ما اذا كانت لاتقام الا في محل واحد امالو تعددت فلا لانه يتحقق التفويت كما افاده التعليل تامل^(۲)) قوله لم تنعقد يحمل على ما اذا منع الناس فلا يضر اغلاقه لمنع عذر او لعاده كماמר قلت وبيوده قول الكافي واجلس البوابين الخ فتامل^(۳)) چون در این مسأله ضرورت غور و تفکر وجود داشت لذا به تعمق امر کرده است و قلها حقی نیز تصریح نموده اند که قوت دلیل مرجح بیشتر است با این همه مسدود نکردن دروازه بهتر و احوط می باشد طوری که در الدر المختار آمده است: (نعم لولم يغلّق لكان احسن الخ لكونه ابعد عن الخلاف) اما تردیدی در مورد جواز جمعه وجود ندارد زیرا روایات تعلیلی که گفتیم ثابت می باشد^(۴).

(۱) بخاری. باب الذین یسرّج ۱ ص ظفر

(۲) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲، ط. م. ج ۲ ص ۱۵۲. ظفر

(۳) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲، ط. م. ج ۲ ص ۱۵۲. ظفر

(۴) سه سال گذشت راز کلکه فقط یک سوال به این محتوی رسید که در آن پرمسئله شده بود که آیا در داخل کارخانه ها که اذن عام نیست جمعه جایز می باشد یا نه؟ بعضی علما ناجائز می گویند در حالیکه ما از مدت طولانی چنین می کنیم و ما به اساس مجبوری این کار را انجام می دهیم زیرا به غیر از آن چاره نیست من به جواز فتویٰ دادم اما در اینجا دو دار الافتاء عده ای دچار تذبذب بودند زیرا ایشان ناجائز بودن را ترجیح می دادند مگر من ابه اساسی چنین دلایلی حراز آنها ثابت کردم والحمد لله که بعد از بحث زیاد حضرت مفتی العلام نیز آنها را تأیید نمودند. ظفر

این ادعا غلط است که صحابه مردم را از نماز باز داشته اند: سوال: ۱۳۱ چند نفر به

اساس جهالت خویش می گویند که نماز جمعه فقط در عصر پیامبر (ﷺ) خوانده شده و صحابه آنرا نخوانده و حتی عده ای از صحابه مردم را از آن باز داشته اند در مورد کسانی که چنین می گویند شرعاً چه حکمی وجود دارد؟

جواب: این قول آن اشخاص غلط است نماز جمعه را پیامبر (ﷺ) نیز اداء نموده و صحابه نیز اداء کرده اند و فرضیت نماز جمعه نزد مسلمانان به نص قطعی ثابت می باشد و شروط فرضیت نماز جمعه در کتب فقه بیان شده است.

نماز جمعه در زندان جهت اعلای کلمه الله: سوال: ۱۳۲ آیا کسانی که جهت اعلای کلمه الله خالص لله تلاش می کنند و اسیر می شوند در جهاد شامل می باشند یا نه؟ آیا نماز جمعه در داخل زندان فرض است؟ و اگر فرض نباشد آیا با خواندنان ظهر ساقط می شود یا نه؟

جواب: تلاش جهت اعلای کلمه الله و اسیر شدن در راه آن موجب ثواب است و کوشش غرض اقامه خلافت اسلامی نوعی جهاد می باشد. نماز جمعه بر زندانی اسیر فرض نیست اما اگر موقع بیاید و در نماز جمعه شرکت ورزد نماز ظهر از ذمه او ساقط می شود برای فرضیت نماز جمعه شروطی از قبیل عقل بلوغ، صحت، آزادی، بینا بودن، زندانی نبودن و غیره وجود دارد، پس اگر شخصی اسیر بوده و از جمعه باز داشته شود جمعه بر او فرض نیست^(۱).

دعا بعد از نماز جمعه طویل باشد یا مختصر: سوال: ۱۳۳ امام بعد از نماز جمعه باید مختصر دعا کند یا طویل؟

جواب: نباید دعا را زیاده طولانی سازد^(۲).

(۱) و شرط لا یفرضها تسعة تختص بها الإمامة بمصر الخ وصحة الخ وحرية الخ وذكورة الخ ووجود بصرة الخ وعدم حس الخ ان اختار العزيمة وصلاحها وهو مكلف بالغ حاله وقعت فرضاً عن الوقت (الدور المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲ - ۷۶۳ ط. م. ج ۲ ص ۱۵۳). ظفر

امامت نابینا در نماز جمعہ: سوال: ۱۳۴ عقب نابینا نماز جمعہ صحیح است یا نہ؟ زیرا نماز جمعہ بر او فرض نمی باشد.

جواب: نماز جمعہ عقب نابینا صحیح می باشد در هدایہ آمده است: (لا تجب الجمعة علی المسافر ولا اعمی فان حضروا فصلوا مع الناس اجزاهم عن فرض الوقت ويجوز للمسافر ان يوم فی الجمعة^(۱)). فقط

در منطقه پونفوس اگر تعداد مسلمانان کم هم باشد جمعہ فرضی است: سوال: ۱۳۵ جایی کہ ما زندگی می کنیم بسو تولیند نام دارد و مردم آن عیسوی می باشند در جنگل مسجدی وجود دارد کہ جمعہ وعیدین در آن اداء می شود آیا نماز جمعہ وعیدین در اینجا صحیح است در نماز جمعہ فقط ده دوازده نفر حاضر می باشند.

جواب: جایی کہ شما زندگی می کنید اگر پر نفوس بوده وبه منزله شهر وقصبه باشد اگر چه تعداد مسلمانان در آن بسیار کم باشد در آنجا نماز جمعہ وعیدین صحیح است و اداء می شود اگر چه در جماعت فقط ده، دوازده نفر حاضر باشند نزد امام ابو حنیفہ (رح) اگر در نماز جمعہ بدون امام سه نفر دیگر حضور داشته باشند جمعہ جائز می باشد البتہ این نکته ضرور است کہ جایی کہ نماز جمعہ خوانده می شود مربوط قصبه ویا قریہ کبیرہ باشد زیرا در جنگل شهر قصبه و قریہ کبیرہ نیز جمعہ وعیدین صحیح می باشد^(۲).

در خطبہ جمعہ دعا برای والی ولایتی درست نیست: سوال: ۱۳۶ والی ولایتی کہ ہابند نماز وروزہ نیست اگر بخواہد در خطبہ نماز جمعہ بہ جای نام خلیفۃ المسلمین نام خود را بخواند آیا اینکار جائز است یا نہ؟

(۲) و بکرہ تاسیر السنۃ الا بلیدر اللہم انت السلام الخ والدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفۃ الصلاۃ ج ۱ ص ۴۹۴ . ط . س . ج ۲ ص ۵۳۰ . ظہر

(۱) ہدایہ باب الجمعة ج ۱ ص ۱۵۲ . ظہر

(۲) و تقع فرضا فی القضاۃ والقری الکبیرۃ الی فیہا اسواق الخ (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ . ط . س . ج ۲ ص ۱۳۸). والیر

جواب: فقہا نوشته اند کہ برای سلطان اسلام و خلیفۃ المسلمین دعا شود اما آنجہ در این سوال نگاشته شدہ کہ برای والی ولایتی دعا شود جائز نمی باشد اما اگر کسی چنین کند باز ہم خطبہ و نماز اداء می شود.^(۱)

در داخل کار خانہ نماز جمعہ جائز است: سوال: ۱۳۷ یک کارخانہ ریل از (ہورہ) دو میل فاصلہ داشتہ و در آن حدود ہشتاد الی نود ہزار نفر کار می کنند در آنجا ہیچ مسجدی وجود ندارد اما اگر کسی بخواہد در ہر منطقہ آن می تواند نماز ہای پنجگانہ را اداء کند اما نماز جمعہ را تعداد کثیری در یک میدان اداء می کنند آمربین کار خانہ از اینکار منع نمی نمایند زیرا درخواست دادہ شدہ و این اجازہ از ایشان گرفتہ شدہ است آیا در چنین محلی نماز جمعہ جائز می باشد یا نہ؟ زید می گوید کہ جائز نیست زیرا در آنجا اذن عام نمی باشد آمربین کارخانہ اجازہ خواندن نماز ظہر را دادہ اند در این صورت نماز ظہر در آنجا اداء می باشد یا نہ و نماز جمعہ چہ حکم دارد؟

جواب: نماز جمعہ در آنجا صحیح بودہ و اذن آمربین کارخانہ کافی می باشد و کارکنان می توانند در آنجا نماز جمعہ را اداء کنند. برای نماز ہای پنجگانہ اجازہ کسی ضرور نمی باشد لذا نماز ظہر ہر شخصی اداء می شود.

نماز جمعہ عقب امام فاسد: سوال: ۱۳۸ یک امام فاسد مسجد مطلقہ ثلاثہ را بدون حلالہ نکاح کرد و گفت کہ طلاق مذکور نزد من طلاق واحدہ رجعیہ است برای فہمائیدن او شرح و قایہ را برایش نشان دادیم اما آنرا روی مسجد افگند بر علاوہ در خطبہ نیز نوشتہ ہای اخباری را می خواند در این صورت در مسجد دیگری خواندن نماز جمعہ بہ طور جداگانہ جائز است یا نہ؟ عدہ ای از مردم می خواہند کما فی السابق دنبال او نماز بخوانند.

(۱) و یدب ذکر الخلفاء الراشدین والعلمین لا الدعاء لالسلطان وجوزہ القہستانی ویکرہ تحریماً وصفہ بمالیس فیہ (درمختار) قولہ وجوزہ القہستانی الخ وعبارتہ ثم بدعوا لسلطان الزمان بالعدل والاحسان الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۹). ظہر

جواب: خواندن نماز جمعه به صورت جداگانه نیز جائز است و اگر در همان مسجد و عقب همان امام نماز خوانده شود نیز درست است، مختصر آنکه اگر این امام شخص فاسد باشد و جدا شدن از او موجب فتنه گردد پس عقب او نماز خوانده شود نماز درست است و اگر در جدا شدن از امام اول فتنه نباشد و او آشکار توبه نماید پس باید بر کنار گردیده و شخص دیگری به جایش تعیین گردد^(۱).

امیر اگر جایی را مصر بسازد جمعه در آنجا درست است: سوال: ۱۳۹ آیا (ربذة) قریه بود یا چیز دیگری نماز جمعه خواندن حضرت ابوذر غفاری (رضی) در آنجا و عدم انکار خلیفه ثالث و دیگر صحابه بر او ثابت است یا نه؟

جواب: در مورد (ربذة) در شرح منیه آمده است: (وعن محمد ان کل موضع مصره الامام فهو مصر حتی لو انه بعث الی قرية نائباً لاقامة الحدود والقصاص تصیر مصرأ فاداء عزله تلحق بالقری ووجه ذلک ماصح انه کان لعثمان عبدأ اسود امیر علی ربذة یصلی خلقه ابو ذر وعشرة من الصحابة الجمعة وغيرها ذکره ابن حزم فی المحلی^(۲)).

روز جمعه نیز هنگام زوال نماز درست نیست: سوال: ۱۴۰ عده ای از مردم روز جمعه عین وقت زوال دو رکعت نماز تحية الوضو می خوانند که روز جمعه هنگام زوال این دو رکعت مکروه نمی باشد آیا این قول صحیح است یا نه؟

جواب: قول صحیح آن است که هنگام زوال هیچ نمازی درست نیست چه فرض باشد چه واجب و چه سنت و چه نفل در این وقت مکروه تحریمی می باشد. البته از امام ابویوسف مانند امام شافعی جواز روایت شده است اما آشکار می باشد در چنین اموری حرمت راجع است لان

(۱) قال اصحابنا لا یبغی ان یقتدی بالقاسق الا فی الجمعة لانه فی غیرها یجد اما ما غیره اذ قال فی الفتح وعلیه فیکره فی الجمعة اذا تعددت اقامتها فی المصر علی قول محمد المقتی به لانه یسبیل الی التحول (رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۵۶۰). ظفر
(۲) غنية الممنعلى بحث شروط جمعه ص ۵۱۲. ظفر

المحرّم مقدّم علی المبیح^(۱).

در آغاز خطبه وعیدین (بسم الله) به جهر خوانده شود: سوال: ۱۴۱ در آغاز خطبه جمعه

وعیدین به آواز بلند گفتن (بسم الله) چه حکم دارد؟

جواب: قبل از هیچ خطبه ای (بسم الله) به آواز بلند خوانده نشود نزد احناف آهسته خواندن آن

سنت بوده و جهر نمودن خلاف سنت است^(۲).

در خطبه جمعه وعیدین دعا برای مصطفی کمال و امیر امان الله درست است یا نه:

سوال: ۱۴۲ در خطبه جمعه وعیدین نام بردن از پادشاه افغانستان مصطفی کمال و غیره و دعا

کردن در حق ایشان چه حکم دارد؟

جواب: در خطبه نام بردن از سلطان معظم مصطفی کمال و امیر امان الله صاحب دعا در حق

ایشان درست و مستحب می باشد^(۳).

نماز جمعه خارج از فَنای مصر صحیح نیست: سوال: ۱۴۳ یک قریه از قصبه (سیوهاره)

یک صد و بیست و پنج قدم فاصله دارد و عیدگاه این قصبه به فاصله دو چند از آنچه گفتیم از این

قریه پیشتر است و چوکیدار هر یک علیحده می باشد آیا در این قریه نماز جمعه جائز است یا نه؟

جواب: چونکه آن محل قریه علیحده حساب می شود نام آن نیز جدا بوده و چوکیدار آن نیز

(۱) و کوه تحریماً فی صلاة مطلقاً ولو قضاء او واجبة او فلاح مع شروق یوم واستواء الا یوم الجمعة علی قول الثانی المصحح المعتمد کذا فی الاشباه وغلّ الحلی عن الحارثی انه علیه الفوی (در مختار) لکن لم یحول علیه فی شرح المنیة والامداد علی ان هذا لیس من المواضع الّتی حمل لُها المطلق علی السبب کما یعلم من کتب الاصول وایضاً فان حدیث الهی صحیح رِواه مسلم و غیره فیلزم بصحة الاتفاق الاثمة علی العمل به و کونه خاطراً ولذا مع علماءنا عن سنة الرضوخة و لُحیة المسجد و رکعتی الطواف ونحو ذلك فان الحاضر مقدّم علی المبیح (ردالمحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۳ - ۳۴۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۳۷۰ ، ظفر

(۲) لیبداً بالتعوذ سرّاً (در مختار) ای قبل الخطبة الاولى بالتعوذ سرّاً بحمد الله تعالی (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۹ ، ظفر

(۳) ویندب ذکر الخلفاء الراشدين و المعین لا الدعاء لالسلطان و جوزه القهستانی ویکره تحریماً وصفه بمالسی فی (در مختار) قوله و جوزه القهستانی الخ و عبارتہ ثم يدعو لسلطان الزمان بالعدل والاحسان متجنباً فی مدحه عما قالو الخ (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۹ ، ظفر

علیحدہ می باشد پس در فناء مصر داخل نبوده و جمعہ در آنجا صحیح نمی باشد^(۱).

قبل از آذان جمعہ به آواز بلند الصلوة والسلام گفتن درست نیست: سوال: ۱۴۴ قبل از

آذان جمعہ دست ها را برگزشت نهادن (والصلوة والسلام علیکم یا رسول الله الصلوة والسلام علیک یا ادم صلی الله) به آواز بلند گفتن و آنرا ضروری دانستن چه حکم دارد؟

جواب: برای اینکار هیچ اصلی در شریعت وجود ندارد پس التزام به آن ضروری دانستن آن ناجائز و خلاف قواعد فقه است^(۲).

دراذان دو جمعہ هنگام (حی علی الفلاح) گفتن تمام بدن را به سوی شمال دور دادن

نایب نیست: سوال: ۱۴۵ در وقت آذان دوم جمعہ هنگام (حی علی الصلوة) پای چپ را پیش نهادن و تمام بدن را به طرف شمال دور دادن و چنین کاری را هنگام (حی علی الفلاح) کردن جائز است یا ناجائز؟

جواب: هیچ ثبوتی برای آن در حدیث و فقه وجود ندارد^(۳).

آیا در جمعہ خطبہ بر منبر ضروری می باشد: سوال: ۱۴۶ اگر خطبہ به علت ازدحام در

اصل منبر خوانده نشود بلکه امام بر منبری از چوب و غیره ایستاده شده و خطبہ جمعہ و یا عیدین را بخواند آیا بلا کراهیت جائز است یا نه؟

جواب: در شامی در شرح این قول الدر المختار: (و اذا جلس علی المنبر) آمده است: (ومن السنة ان یخطب علیه اقتدا به (ﷺ) وان یکون علی یسار المحراب^(۴)) از اینجا معلوم می

(۱) لا تجوز فی الصغرة التي لبس فيها قاض ومنبر الخ ولو صلوا فی القرى لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط. ص. ج ۲ ص ۱۳۸). ظفر

(۲) قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالس منه فهورد (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۲۷) . ظفر

(۳) لذا اجتناب از این کار ضروری می باشد، هنگام آذان باید رو به طرف قبله باشد: و یستقبل بهما (ای الاذان والایاتة) القبلة ولولم ترک الاستقبال جاز و بکراهه و اذا انتهى الی الصلاة والفلاح حول وجهه یمینا و شمالا و قدماه مکانهما (دعالمگیری کشوری باب الاذان ج ۱ ص ۵۴) از اینجا معلوم می شود که یارا بلند نمودن و خود را دور دادن خلاف سنت است.

(۴) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰ ، ط. ص. ج ۲ ص ۱۶۱). ظفر

شود که سنت آن است که بر منبری که عادتاً به طرف چپ محراب است ایستاده شده و خطبه را بخواند و اگر بر چوب و غیره ایستاده شود خلاف سنت است از سوی دیگر مراعات ازدحام تا چه حدی ممکن خواهد بود زیرا شنوایان همه دشوار می باشد.

آذان دو جمعه ثابت است: سوال: ۱۴۷ آذان دوم که هنگام خطبه رو به روی خطیب داده

می شود آیا در وقت پیامبر (ﷺ) و خلفا (رض) به همین طریق بود یا نه؟

جواب: بلی به همین ترتیب عمل می شد (و یوذن ثانیاً بین یدیه) الدر المختار ای علی سبیل السنة شامی از لفظ (علی سبیل السنة) معلوم می شود که این روش مطابق سنت بوده و در دوران خلفای راشدین به آن عمل می شد^(۱).

اشتراک زنان در نماز جمعه مکروه است: سوال: ۱۴۸ آیا زنان می توانند در مسجد جامع

شهر با مراضات حجاب و ستر نماز جمعه را اداء کنند زیرا بدین ترتیب می توانند به وعظ و نصیحت نیز گوش فرا دهند.

جواب: برای زنان ضرورت احتیاط غرض ستر و حجاب بیشتر و دفع ضرر بر جلب منفعت مقدم می باشد بدین جهت فقها اشتراک زنان را در نماز جمعه عیدین و مجالس وعظ مکروه گفته اند در الدر المختار آمده است: (و یکره حضورهن الجماعة ولو لجمعة و وعظ مطلقاً علی المذهب المفتی به لفساد الزمان)^(۲)

پس از یک سلام گشتاندن شرکت در نماز جمعه درست نیست: سوال: ۱۴۹ بعد از یک

سلام گشتاندن امام با شرکت در نماز جمعه نماز جمعه صحیح می شود یا نه؟

جواب: نماز جمعه صحیح نمی شود شخص مذکور باید نماز ظهر را بخواند^(۳).

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۱. ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش و ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۵۲۹، ط. س. ج ۲ ص ۵۶۶. ظفر

(۳) و تنقطع التحریمة بتسلیمة واحدة برهان و ظفر (در مختار) ای فی الواجبات حیث قال و تنقضی لقوة بالاول قبل علیکم علی المشهود =

دروقت خطبه کسی نماز نفل وسنت رانخواند: سوال: ۱۵۰ اگر کسی هنگامی که خطیب

خطبه را می خواند بیاید و خطیب برای بگوید دو رکعت نماز بخوان جائز است یا نه؟

جواب: هیچ کسی هنگام خطبه نماز نخواند و خطیب به هیچ کسی نگوید که دو رکعت نماز بخوان زیرا (اذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام) یعنی وقتی که امام برای خطبه ایستاده شده وبرمنبر برود در این وقت نماز وسخن گفتن ممنوع می باشد ^(۱).


وقتی خطیب به منبر برود می تواند به مردم بگوید که در داخل بنشینند: سوال: ۱۵۱

اینکه خطیب قبل از آنکه به خطبه آغاز کند در حالیکه بر منبر باشد به مردم بگوید در صف اول بنایید جائز است یا نا جائز؟

جواب: طریقه در شامی آمده هیچ حرجی در آن نیست ^(۲).

خطیب تواند بر هر پته منبر ایستاده شده و خطبه دهد: سوال: ۱۵۲ خطیب بر کدام پته

منبر ایستاده شده و خطبه دهد آیا در ایستاده شدن در کدام پته منبر در مقابل کسی بی ادبی است یا نه؟

جواب: در این مورد در شریعت هیچ محدودیتی وجود ندارد و در هر پته ای که ایستاده شود جائز است وسنت صعود بر منبر به جای می شود در شامی آمده است: ((ومن السنة ان یخطب علیه اقتداءً به ) وبحث بعضهم ما اعتيد الان من النزول في الخطبة الثانية الى درجة ^(۳) مصلی ثم العود

= عندنا خلافاً للكلمة اه فلا یصح الالتقاء به بعدها لانتفاء حکم الصلاة (ردالمحتار باب صفة لا صلاة بعد الفصل ج ۱ ص ۴۹۰ ، ط. س. ج ۲ ص ۵۲۵). ظفیر المصنفی

(۱) اذا خرج الامام من الحجرة ان كان، والا فقيامه للصعود فلا صلاة ولا كلام الى اتمامها (فرمختار) قوله فلا صلاة شمل السنة وتحت المسجد، بحر (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۸). ظفیر

(۲) وكل ما حرم في الصلاة حرم في الخطبة فحرم اكل وشرب وكلام ولو تسبيحا او رد سلام او امرام بمعروف (فرمختار) الا اذا كان من العطب كما قدمه الشارح (ردالمحتار الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸) ويكره تكلمه فيها الا لامر

(۳) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۱. ظفیر

بدعة قبیحة شنیعة) پس اضافه از این در شریعت برای آن قیدی وجود ندارد اگر در پته دوم ویاسوم ایستاده شود درست بوده و هیچ بی ادبی در مقابل هیچ کسی نیست.

کارکنان کارخانه می توانند در یک اتاق جمع شده نماز جمعه را بخوانند: سوال: ۱۵۳

ما کارکنان کارخانه در یک اتاق جمع شده و نماز جمعه را اداء می کنیم چونکه مسجد جامع از ما یک میل فاصله داشته و به علت نوکری نمی توانیم آنجا برویم لذا آیا مامی توانیم در داخل اتاقی نماز جمعه را بخوانیم یا نه؟

جواب: نماز جمعه و جماعت در آن اتاق صحیح است.

برای نماز جمعه مسجد شرط نیست: سوال: ۱۵۴ آیا برای نماز جمعه مسجد شرط است

یا نه و اتاقی که در آن نماز جمعه و غیره خوانده شود حکم مسجد را دارد یا نه؟

جواب: آن اتاق حکم مسجد را ندارد لیکن نماز جمعه و جماعت در آن صحیح است زیرا برای جمعه و جماعت مسجد شرط نمی باشد ^(۱).

ثبوت اذان دوم نماز جمعه: سوال: ۱۵۵ آذان دوم که در داخل مسجد رو به روی خطیب

داده می شود سند آن چیست زیرا از حدیث ابو داود ثابت می شود که این آذان در دوران پیامبر (ﷺ) در دروازه مسجد داده می شد.

جواب: در هدایه آمده است: (وإذا صعد الإمام المنبر جلس واذن المودن بین یدی المنبر بذلك

جری التوارث ^(۲)) وعن السائب بن یزید قال كان النداء يوم الجمعة اوله اذا جلس الإمام على المنبر على عهد رسول الله (ﷺ) وابی بکر وعمر فلما كان عثمان وكثرا الناس زاد النداء الثالث

(۱) ریشتر لصحتها سبعة اشياء الاول المصريح (والدور المختار على هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷). به دی کی بی جومات په درالطوکی نه دی شمار کړی. والله اعلم، ظفر

(۲) هدایه باب الجمعة جمعة ج ۱ ص ۱۵۴. ظفر

علی الزوراء) رواه البخاری^(۱) منظور از دروازه مسجد می تواند نزدیک دروازه مسجد باشد که منافی در داخل مسجدن بودن ورو به روی منبر بودن نمی باشد تحقیق این مساله در کتب مطول موجود است. فقط

در صورت وجوب جمعه ترک آن حرام است: سوال: ۱۵۶ در شهری که هزاران نفر زندگی می کنند و دارای چهار پنج بازار بوده و تمام اشای ضروری در آن دستیاب است اگر کسی قصداً جمعه را ترک کند آیا فاسق و یا گنهگار می شود؟

جواب: اگر آن منطقه طوریت که در آن هزاران نفر زندگی می کنند آشکارا یک شهر بزرگ می باشد زیرا این قدر نفوس در شهر ها بزرگ می توانند به سر برند پس در آنجا جمعه فرض بوده و ترددی در آن وجود ندارد پس ترک جمعه در آنجا حرام بوده و تارک آن فاسق می باشد^(۲). فقط

فرض جمعه و نماز های سنت: سوال: ۱۷۵ نماز 'جمعه' (فرض و سنن) مجموعاً چند رکعت است و آیا بعد از جمعه چهار رکعت فرض است یا نه؟

جواب: کیفیت نماز جمعه طوریت که نخست چهار رکعت سنت خوانده شود باز دو رکعت فرض جمعه به متابعت امام سپس چهار رکعت سنت و اگر بعد از آن دو رکعت سنت دیگر خوانده شود که مجموعاً شش رکعت پس از فرض جمعه شود بهتر می باشد طوریکه در بعضی از روایات آمده است و بعد از فرض جمعه چهار رکعت ظهر فرض نیست پس آنرا نباید خواند چنانچه این موضوع در الدر المختار به نقل از بحر آمده است^(۳).

(۱) حاشیه هدایه باب الجمعة ج ۱ ص ۱۵۴، مولانا عبد الحمی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھی: وفي رواية البخاري، النداء الثاني وزاد ابن ماجه على دار في السوق يقال له الزوراء وسيت قالوا لان الالامة تسمى اذا ناله. فتح القدیر (إيضاح). ظهير

(۲) وتقع فرضا في اللصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (رد المختار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. م. ج ۲ ص ۱۴۸). ظهير

(۳) وفي البحر وقد ثبت مرارا بعدم صلاة الاربع بعدها ينة آخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا (الدر المختار على هامش رد المختار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ ط. م. ج ۲ ص ۱۳۷). ظهير

خطبه به زبان بنگالی مکروه است: سوال: ۱۵۸ عده ای از حکام مسلمان در بنگال خطبه را به زبان بنگالی انتشار داده و گاهی خطیب را کنار زده و خود را امام ساخته و خطبه را به زبان بنگالی می خوانند در این صورت غیر از آنکه این عمل خلاف سنت است آیا از لحاظ مصالح دینی موجب چیزی خرابی می شود؟

جواب: اگر تمام خطبه به زبان بنگالی خواند شود نزد امام ابو حنیفه مکروه بوده و نزد صاحبان بدون عجز خطبه صحیح نمی شود چون خطبه صحیح نشد پس نماز جمعه نیز صحیح نمی شود زیرا خطبه از جمله شروط نماز جمعه می باشد و اگر اصل خطبه به عربی بوده و آنرا خوانده و به بنگالی ترجمه شود نیز خلاف سنت و مکروه است کما حققه الشیخ ولی الله الدهلوی فی المسموی والمصفی شرح موطا در الدر المختار آمده است: وشرطاً عجزه وعلی هذا الخلاف الخطبة وجميع اذکار الصلوة) ودر ردالمحتار آمده است: (وعلی هذه الخلاف سبح بالفارسیة فی الصلوة او دعا ای یصح عنده لکن سیاتی کراهة الدعا بالاعجمیة^(۱)).

شروط جمعه: سوال: ۱۵۹ در یک اعلان نوشته شده بود که شروط صحت جمعه شش بوده از آنجمله چهار فرض است: وقت ظهر جماعت خطبه اذن عام و دو واجب می باشد که عبارت انداز مصر و سلطان در اشتهار مذکور به فتاوی عالمگیری حواله داده شده آیا چنین سخنی صحیح است یا نه؟

جواب: چنین تفریقی در شروط جمعه غلط است که بگوئیم چهار شرط فرض و دو شرط واجب می باشد زیرا همه شروط موقوف علیه است چنانچه فقها نگاشته اند که فرض داخلی به نام رکن و فرض خارجی به نام شرط یاد می شود لذا این تفریق که بعضی از شروط فرض و تعدادی واجب اند کاملاً مهمل و غلط می باشد در کتاب عالمگیری و هیچ کتابی چنین چیزی نیست و نمی

(۱) ردالمحتار صفة الصلوة فصل فی تألیف الصلوة ج ۱ ص ۴۵۱ ، ط. س. ج ۲ ص ۴۸۴. طغیر

تواند باشد.^(۱)

آذان دوم باید به روی خطیب داده شود: سوال: ۱۶۰ در تمام سر زمین هند آذان دوم در داخل منبر و در نزدیکی منبر داده می شود در مورد کشورهای عربی معلوماتی ندارم قاضی خان این کار را مکروه دانسته و ثبوت آذان در داخل مسجد به الفاظ صریح در هیچ جایی به نظر نمی آید.

جواب: الدر المختار آمده است (و یؤذن ثانیاً بین یدیه^(۲)) همچنین این موضوع در هدایه و سایر کتب فقه نیز آمده و علامه شامی نگاشته (وقوله یؤذن ثانیاً بین یدیه ای علی سبیل السنة^(۳)) پس معلوم گردید که سنت آذان دوم جمعه آن است که روبرو روی خطیب باشد و این امر در بلاد عرب و عجم سلفاً و خلفاً معمول است و ما راه المسلمون حسناً فهو عند الله حسن و اینکه آذان اول جمعه و آذان نماز های پنجگانه را برون از مسجد مستحب نوشته اند دلیل آن این نیست که آذان در داخل مسجد مکروه می باشد بلکه دلیل آن این است که آذان در جای بلند داده شود که آواز تاجاهای دور برسد و هیچ وجهی وجود ندارد که کلمات آذان در داخل مسجد کراهیت داشته باشد زیرا تمام کلماتی به در آذان است در اقامت نیز وجود دارد پس چون اقامت در داخل مسجد مکروه نیست لذا آذان چگونه مکروه شده می تواند همچنان کلمات مذکور ذکر الله بوده و مساجد برای نماز و ذکر الله اعمار گردیده اند پس چون در آذان خطبه فقط اعلام حاضرین مقصود می باشد زیرا اعلام قبلاً با آذان اول عملی شده لذا آذان دوم در داخل مسجد و رو به روی خطیب بهتر و واجب می باشد و به اساس تصریح شامی سنت بودن آن معلوم می شود و منظور از متبادر بین یدیه آن است که نزد یک خطیب و روبرو روی او داده شود.

(۱) و بشرط لخصتها سبعة اشياء المصنف في والثاني السلطان في والثالث وقت الظهر في والرابع العطية فيه في والخامس كونها قبلها في والسادس الجماعة في والسابع الاذن العام في (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷) طغیر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۱. طغیر

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۱. طغیر

ہنگام خطبہ جمع آوری خیرات (چندہ) درست نیست: سوال: ۱۶۱ ہنگام خطبہ با قطی

آہنی کہ آواز آن موجب پریشانی ذہن مردم می شود جمع آوری پول غرض مصارف مسجد شرعاً چہ حکم دارد؟

جواب: طوریکہ در حدیث شریف آمدہ است ہنگام خطبہ از نماز و درود شریف نیز ممانعت می باشد پس در این وقت جمع آوری و قطی را بہ ہر طرف گشتاندن و نماز گزاران را مشغول نمودن بہ درجہ اول ممنوع است ^(۱).

نماز جمعہ فرض عین است: سوال: ۱۶۲ نماز جمعہ فرض عین است یا فرض کفائی؟

جواب: جمعہ فرض عین است طوریکہ در حدیث شریف آمدہ است: (الجمعة واجبة علی کل محتلم ^(۲)).

درفریہ ای کہ نزدیک قصبہ باشد نماز جمعہ صحیح نیست: سوال: ۱۶۳ متصل قصبہ

رضانگنج قریہ ای وجود دارد بہ نام حسن گنج کہ از حدود قصبہ مذکور جدا و مستقل می باشد اما پستہ خانہ و آخور حیوانات قصبہ رضا گنج در حدود قریہ حسن گنج واقع شدہ آیا با وجود جدایی این دو منطقہ می توان حسن گنج را فناء رضا گنج قرار داد کہ نماز جمعہ در آن اداء شود.

جواب: چون حسن گنج قریہ مستقل و جداگانہ بودہ و قریہ صغیرہ می باشد لذا مطابق بصریحات فقہا نماز جمعہ در آن صحیح نیست طوریکہ صریحاً در شامی آمدہ است: وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ الی فیہا اسواق (الی ان قال) وفيما ذکرنا اشارة الى انها لا تجوز فی الصغیرۃ ^(۳).

(۱) اذا خرج الإمامة فلا صلاة ولا كلام الى تمامها الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸، ط. م. ج ۲ ص ۱۵۸، ظفر)

(۲) عن طارق بن شهاب قال قال رسول الله ﷺ: الجمعة واجبة علی کل مسلم فی جماعة رواه ابوداود (مشکوٰۃ باب وجوبها ص ۱۲۱) می (ای الجمعة) فرض عین یکفر جامعها لثبوتها بالدلیل القطعی کما حققه الکمال (در مختار) قوله بالدلیل القطعی وهو قوله تعالى: يا ايها الذين امنوا اذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا، الآية، وبالجماع (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷، ط. م. ج ۲ ص ۱۳۶)، ط.

(۳) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۴۸، ط. م. ج ۲ ص ۱۳۸، ظفر

و در الدر المختار باب العیدین آمده است: (وتكره صلوٰۃ العیدین فی القرى تحریماً وقال الشامی ومثله الجمعة^(۱)) و از عبارت سوال آشکار است که قریه حسن گنج فنای رضا گنج نمی باشد که به دلیل فنای مصر بودن نماز جمعه در آن صحیح شود.

فرضیت نماز جمعه در هندوستان: سوال: ۱۶۴ به اساس کدام یک از تعریفاتى که فقها از مصر نموده اند نماز جمعه در هندوستان فرض است؟ در اینجا در جاهایی که نماز جمعه خوانده می شود مردم پس از آن ظهر را طور احتیاطی می خوانند.

جواب: خواندن نماز جمعه در هندوستان و وجوب از آن عبارت فقها فهمیده می شود که در مورد فرضیت جمعه در دار الحرب نوشته اند مثلاً در شامی آمده است: فلو الولاۃ کفاراً بجوز للمسلمین اقامة الجمعة ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین^(۲) و بیشتر از آن آمده: (وبهذا ظهر جهل من یقول لاتصح الجمعة فی ایام الفتنۃ مع انها تصح فی البلاد التی استولی علیها الکفار^(۳)) و عبارت قهستانی این است: (وتقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبیرة التی فیها اسواق و فیما ذکرنا اشارة الی انها لاتجوز فی الصغیرة^(۴)) پس معلوم گردید که مدار صحت و عدم صحت جمعه بر نفوس بودن و کم نفوس بودن می باشد و جایی که عرفاً شهر و قصبه گفته شود مصر بوده و تعریفات در شرح لوازمات شهر اند که عرفاً آن امور در شهر لازم می باشند یعنی اصل در این مسأله شهر بودن است و چون در شهر قصبات و قریه های بزرگ بدون شبه جمعه صحیح می پس به موجب روایت بحر: (وقد اُفتیت مراراً بعدم صلوٰۃ الاربع بعدها بنیۃ آخر ظهر خوف عدم اعتقاد فرضیۃ الجمعة وهو الاحتیاط فی زماننا) پس خواندن احتیاط الظهر در هندوستان خلاف احتیاط است. فقط

(۱) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷. ظفر

(۲) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۴ ط. س. ج ۲ ص ۱۴۴. ظفر

(۳) ایضاً ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

(۴) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

خواندن نماز جمعه اخیر رمضان در مسجد جامع دهلی رواج است نه ثواب: سوال:

۱۶۵ عامه مردم در جمعه اخیر رمضان مسجد قریه خود را گذاشته جهت ادائی نماز جمعه به مسجد جامع دهلی می روند آیا ثواب آن بیشتر است؟

جواب: هیچ ضرورتی به اینکار وجود ندارد و اگر ثواب نماز در مسجد جامع بیشتر است اما مسجد محله و قریه نیز حق دارد که باید ترک نگردد^(۱).

توجه سامعین هنگام خطبه: سوال: ۱۶۶ هنگام خطبه جمعه چهار زانو نشستن و پکه زدن سامعین درست است یا نه؟

جواب: چنین کاری خوب نیست هنگام خطبه نباید به کار دیگری غیر از شنیدن خطبه مشغول شد^(۲).

درفنای شهر در داخل کشتزار نیز نماز جمعه صحیح است: سوال: ۱۶۷ در داخل کشتزار و غیره جاها در شهر و در موجودیت سه نفر نماز جمعه جائز است یا نه؟

جواب: دو جنگل متصل شهر اگر نماز جمعه خوانده شود و بدون امام سه نفر مقتدی وجود داشته باشد نزد احناف نماز جمعه صحیح است^(۳).

دو قریه جداگانه حکم یک قریه را ندارد: سوال: ۱۶۸ یک آبادی بزرگ در ولسوالی کمرا وجود دارد که دو حصه بوده و هر یک از این دو بخش به نام علیحده ای شهرت دارد و هر دو باهم متصل بوده و به جز راه حد فاصل میان آن دو وجود ندارد و مجموعه نفوس هر دو بخش

(۱) و مسجد حیه وان قل جمعه (الفضل من الجامع وان کثر جمعه امه) رد المحتار باب ما یفسد الصلوة و ما یکره لیهما، مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۷. ظفر

(۲) و اذا خرج الامام فی فلا صلا ولا کلام الی تمامها فی وکل ما حرم فی الصلوة حرم لیهما فی فی الخطبة خلاصه و غیرها فی حرم اکل و شرب و کلام فی (ابضا باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۷). ظفر

(۳) و بشرط لصحتها الخ المصنف الخ اوفاء و هو ماحوله (الدور المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ و ج ۱ ص ۷۴۹، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷). ظفر

ان چهار پنج هزار نفر می باشد و از طرف دولت مولوی در آن مقرر بوده و مردم خوب و بد در آن زندگی می کنند خانه های دو قریه نیز طوری باهم متصل اند که بدون اتلاف وقت به طور پیاده از یکی به دیگری می توان رفت و در آن کوچه ها و راه بزرگ نیز وجود دارد و احکام شرعی تحت نظر حکومت اجرا می شود و اشیای مورد ضرورت نیز هر وقت در آن دستیاب می باشد و به فاصله یک بر چهارم یک میل از این آبادی یک بازار بزرگ وجود دارد که در آن هر جنس مورد ضرورت فروخته می شود در همین بازار ماموریت پولیس قاضی شفاخانه پسته خانه و غیره همه موجود می باشد و بر علاوه مساجد آن دو آبادی چنان هفت مسجدی وجود دارد که در آن ها نماز جمعه خوانده می شود و هنگام نماز جمعه تمام آن مساجد از نماز گزاران مملومی گردد در این آبادی نیز از گذشته ها نماز جمعه خوانده می شود اکنون یک مولوی صاحب می گوید که در اینجا نماز جمعه صحیح نیست لطفاً به حواله کتب تحریر فرمائید که در اینجا نماز جمعه درست است یا نه؟

جواب اول: اشکار است که مدار نماز جمعه وعدم صحت آن بر وجود شروط وعدم وجود آنها استوار می باشد پس در صورتیکه سوال شده دو قریه هر یک نام جداگانه داشته و هر یک به همان نام خود مشهور می باشد و به صورت انفرادی یکی از آن دو نیز صلاحیت صحت نماز جمعه را ندارند پس هیچ دلیلی وجود ندارد که خواهی نخواهی هر دو را یکی فرض نموده و به لزوم جمعه حکم شود زیرا در این مسأله پیچیده کی وجود ندارد که حضرات فقها مدرا صحت نماز جمعه وعدم آنها در دو قریه مستقل بر فاصله داشتن و فاصله نداشتن ننهاده اند بلکه مدار آن صلاحیت هر یک از آن دو قریه برای صحت نماز جمعه می باشد. یعنی اگر در یکی از آن دو قریه شروط صحت نماز جمعه وجود داشته باشد نماز جمعه در همان قریه صحیح خواهد بود و در غیر آن نه. در حقیقت این یک غلطی بسیار بزرگ اصولی است که صرف به شوق نماز جمعه تلاش صورت گیرد که دو قریه علیحده یکی فرض شود.

اصل مسأله آن است که وقتی که دو قریه به نام های مستقل موسوم باشند پس در احکام شرعی نیز علیحده بودن هر یک مد نظر خواهد بود.

البته اگر واقعاً دو قریه جداگانه وجود نداشته بلکه هر دو بخشی از یکدیگر بوده و به طور مجموعی نام مشترکی داشته باشند پس در آنصورت فاصل بودن راه ها نیز محل صحت جمعه در آن نخواهد اما اگر اینطور نباشد چنانچه در شکلی که سوال شده نیست پس یقیناً در چنین قریه ها نماز جمعه صحیح نیست و ضرورتی وجود ندارد که حامیان فرضیت جمعه به صورتی غیر شرعی ویی جا بر آن پافشاری کنند. (عتیق الرحمان عثمانی)

جواب دوم: اصل آن است که نماز جمعه نزد احناف دو جایی فرض و صحیح است که شهر قصبه و یا چنان قریه کبیره باشد که دارای بازار بوده و اشپای مورد ضرورت در آن دستیاب گردد در ردالمحتار به نقل از قهستانی آمده است: (وتقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبيرة التی فیها اسواق و فیما ذکرنا اشارة الی انها لا تجوز فی الصغیرة^(۱)) ودر الدر المختار آمده است: (صلوة العید فی القرى تکره تحریماً و مثله الجمعة^(۲)) پس چونکه یکی از دو قریه به اندازه بزرگ نمی باشد که شروط صحت جمعه در آن متحقق شود لذا با فرض کردن هر دو قریه به حیث قریه نماز جمعه صحیح نخواهد شد پس جواب اول صحیح است، عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم.

برای صحت نماز جمعه به چه اندازه نفوس ضرور است: سوال: ۱۶۹ در قریه ای که نزد احناف نماز جمعه در آن صحیح است کم از کم باید چقدر نفوس داشته باشد.

جواب: حدود سه هزار نفر چهار هزار نفر باید نفوس داشته باشد.

در جای یک هزار و سیصد نفر نفوس دارد و اشپای مورد ضرورت یافت می شود نماز جمعه

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸، ظفر

(۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷، ظفر

صحیح است: سوال: ۱۷۰ منطقه قحن پور کہ نفوس آن مجموعاً یک ہزار و سیصد نفر است در آن ہمہ اشیای مورد ضرورت یافت می شود و دارای دو مسجد می باشد آیا نماز جمعہ در آن جائز است یا نہ؟

جواب: چون منطقہ مذکور در شمار قریہ کبیرہ می آید و دارای دوکان ہا و بازار می باشد لذا خواندن نماز جمعہ در آن صحیح معلوم می شود^(۱).

گفتن بسم اللہ در شروع خطبہ: سوال: ۱۷۱ در روز جمعہ بر بالای منبر اعوذ باللہ وبسم اللہ را بہ آواز بلند گفتن چطور است؟

جواب: قبل از خطبہ اعوذ باللہ وبسم اللہ بہ جہر گفتہ نشود زیرا منقول و معمول نیست، در الدر المختار آمدہ است: (ویدا بالاعوذ سراً).

خطبہ بر فراز منبر سنت است: سوال: ۱۷۲ الف: آیا ضرور است کہ خطبہ بر فراز خوانندہ منبر شود. ب. در صورتیکہ ضروری باشد اگر کسی خلاف آن کند موجب نقصانی در خطبہ و نماز می گردد یا نہ؟ آیا میتوان بر کسی کہ خلاف آن نماید اعتراض کرد یا نہ؟ د: پیامبر (ﷺ) پس از ساختن شدن منبر در مسجد نبوی گاہی دور از منبر خطبہ خوانندہ است یا نہ؟

جواب: خواندن خطبہ بر منبر سنت بوده و فرض یا واجب نمی باشد اگر خطیب از منبر پائین شدہ و خطبہ بخواند خلاف سنت نمودہ و بہ دلیل ترک سنت مستوجب ملامت است، طوریکہ در الدر المختار آمدہ: (وحکمها السنۃ ما یوجز علی فعلہ ویلام علی ترکہ^(۲)) اما خطبہ و نماز صحیح خواہد بود و اگر بہ علت عذری نتواند خطبہ را بر فراز منبر بخواند بلکہ در پائین آنرا بخواند ملامتی بر او نیست طوریکہ در رد المحتار آمدہ است: (وفی التحریر ان تارکها یستوجب

(۱) فظہا لعداد مشخص نفوس را ذکر نکردہ اند بلکہ گفتہ اند کہ شہر و یا آبادی بزرگ باشد کہ در آن اشیای مورد ضرورت یافت شود. و نفع فرضاً فی القصات و القری الکبیرۃ الی فیہا اسواق الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸)

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۹، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۹، ظفر

التضليل واللرم والمراد الترك بلا عذر علی سبیل الاصرار^(۱) (ودر صفحه ۷۱ جلد اول شامی آمده است: (ومن السنة ان یخطب علیه القداء به (ﷺ) (وان یكون علی یسار المحراب) فهستانی (ومنبه (ﷺ) کان ثلاث درج) رد المحتار^(۲).

هنگام خطبه درود در دل گفته شود: سوال: ۱۷۳ در کتاب قاضیخان جلد اول صفحه (۸۸) آمده است: (و اذ قال الخطیب فی الخطبة یا ایها الذین امنوا صلوا علیه آلیه یرسل الله علی النبی (ﷺ) فی نفسه ودر صفحه ۱۰۱ جلد اول هدایه آمده است: (الا ان یقرأ لخطیب قوله تعالی: یا ایها الذین امنوا صلوا علیه آلیه یرسل الله علی النبی (ﷺ) قول اصح و مفتی به کدام است یعنی هنگامی که خطیب این آیت را بخواند درود آهسته خوانده شود یا در دل و آهسته خواندن آن به زبان جائز است یا نه؟

جواب: به زبان خوانده نشود بلکه در دل خوانده شود زیرا حق همین بوده و مفهوم نهایی همه آن عبارات همین است^(۳).

شنیدن خطبه جمعه واجب است: سوال: ۱۷۴ شنیدن خطبه جمعه فرض است یا واجب زید خطبه را نشنیده و در نماز شرکت ورزید به همین ترتیب آیا جواب آذان واجب است زید جواب آذان را نداده اکنون چه کند؟

جواب: خطبه جمعه فرض است و معنی آن این می باشد که باید قبل از نماز جمعه خطبه ضروراً وجود داشته باشد و شنیدن خطبه بر کسانی که هنگام خطبه حاضر می باشند واجب است^(۴) پس

(۱) رد المحتار کتاب الطهارت مطلب فی السنة و تعرفهما ج ۱ ص ۹۶ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۱. ظفر

(۲) رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰. ظفر

(۳) والمراد الله یصلی علی النبی (ﷺ) عند سماع اسمه فی نفسه (وتمتختار) وكذلك اذا ذکر النبی (ﷺ) لا یجوز ان یصلوا علیه بالجهر بل بالقلب وعلیه الفتوی رملی فی قوله لی نفسه بان یسمع نفسه او یصح الحروف فالفهم لیسروه به وعن ابی یوسف قلبا امتثالا لامری الانصات والصلوة علیه (ﷺ) كما فی الزکرائی (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۱). ظفر

(۴) وكل ما حرم فی الصلاة حرم لیه ای فی الخطبة لئلا یلحق به یسمع ویکثر لئلا یرکب الاستماع لسان العطف والدر =

اگر شخصی پس از اتمام خطبه بایاد در جماعت شریک شود نمازش اداء گردیده و به دلیل حاضر نشدن و نشنیدن خطبه از او کوتاهی و تاخیر سرزده که باید استغفار و توبه کند و در آینده احتیاط نماید. جواب آذان بنا بر قول صحیح مستحب بوده و مردمی که به وجوب^(۱) قائل اند مطابق قول ایشان ترک جواب آذان گناه است که باید برای آن توبه و استغفار نماید.

درجای که مردم عربی ندانند خطبه به اردو جائز است یانه: سوال: ۱۷۵ خلاصه سوال

آن است که چون مردم در هندوستان زبان عربی را نمی دانند اگر خطبه جمعه به اردو خوانده شود چطور است و چون نظم نسبت به نثر بیشتر موثر است خطبه به نظم مناسب تر به نظر می آید این امور شرعاً جائز است یانه؟

جواب: خطبه جمعه شرطی از شروط نماز جمعه است که دارای احکام خاص لوازم خاص و شروط خاص بوده و مانند سائر وعظ ها و تقریر ها نمی باشد که به هر زبانی و هر طوریکه بخواهند گفته شود بلکه در مورد خصوصیت آن در شریعت علامات قطعی وجود دارد حضرات فقها فیصله کرده اند که افعال و حرکاتی که در حالت نماز ممنوع می باشد در خطبه نیز حرام است برای شنوندگان خطبه در آن وقت خوردن نوشیدن سخن گفتن و حتی جواب سلام و تسبیح گفتن نیز ناجائز می باشد و کل ما حرم فی الصلوة حرم فیها ای فی الخطبة (خلاصه و غیرها) فیحرم اکل و شرب و کلام ولو تسبیحاً او رد سلام قیوداتی از این قبیل نشان می دهد که مجلس خطبه فقط مجلس وعظ و تذکیر نیست بلکه از نظر خصوصیات خود مانند نماز می باشد پس امکان ندارد که شرط نماز به طریقه جدید و غیر زبان عربی اداء شود چون مردم حجاز عرب بودند لذا از خطبه برای وعظ و تذکیر نیز کار گرفته می شد اما غیر عرب که عربی نمی داند نمی شود که به خاطر آنها زبان شرعی خطبه ترک گردد، وعظ، نصیحت، و تفهیم غیر از خطبه

= المختار علی هامش رد المحتار، باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸، ط. م. ج ۲ ص ۱۵۱. ظفر

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸.

در اولات دیگر نیز امکان دارد صحابه کرام وارد سر زمین های عجم گردیدند مگر حتی یک واقعه هم ثابت نشده که ایشان به خاطر عجمی ها زبان خطبه را تبدیل کرده باشند حضرت شاه ولی الله با درک این حقیقت می فرماید: (که عربی بودن نیز به جهت عمل مستمر در مشارق و مغارب با وجود آنکه دربسیار از اقالیم مخاطبان عجمی بودند مسوی مصفی شرح موطای امام مالک^(۱)) به همین دلیل از جمله خصوصیات خطبه یکی هم اختصار می باشد در احادیث مختلف به صراحت بیان گردیده که خطبه تا جایی امکان دارد مختصر باشد اگر وسعت موجوده نظم و نثر قبول شود پس این شرط نماز در حقیقت چیزی غیر از یک محفل یک ساعته یا دو ساعته گرم چیزی دیگری نخواهد بود لهذا خطبه باید به زبان عربی و مختصر و جامع باشد اگر می خواهند به اردو یا زبان دیگری چیزی بگویند بعد از فراغت از نماز بگویند زیرا سخنرانی یا تشریحات میان خطبه و نماز باعث فصل و خلاف سنت است.

این سخن غلط است که امامت امامی که تنخواه ندارد درست نیست: سوال: ۱۷۶ ما در

قریه خود عقب حافظ قران نماز می خواندیم امسال یک مولوی صاحب تشریف آورد و گفت که مسأله اداء نماز جمعه آن است که مسلمانان امام جمعه خود را مقرر کنند در آنصورت نماز جمعه اداء می شود امام مذکور بدون تنخوا در نماز های پنجگانه و نماز جمعه امامت می نمود اکنون از یک ماه بدینطرف مولوی مذکور نماز جمعه را بند نموده که تا وقتی که در مسجد امام تنخواه دار مقرر نشود نماز جمعه اداء نمی گردد سوال آن است که عقب امامی که بدون تنخواه نماز می داد نماز اداء و صحیح می شود یا نه؟

جواب: مقصد از امام مقرر کردن آن است که به کسی که گفته شود در نماز جمعه امامت کند امامت کرده بتواند و نماز جمعه عقب او صحیح است پس حافظ صاحبی که در نمازهای پنجو قتی

وجمه امامت می نمود عقب او نماز جمعه صحیح است تنخواه دار بودن امام ضروری نیست خلاصه آنکه طوریکه در سائر نمازها حکم است که شخصی که اهل امامت است امامت کند نماز اداء می شود در مورد نماز جمعه نیز همان حکم می باشد.

خواندن سورۀ کھف به آواز بلند قبل از خطبہ جمعه: سوال: ۱۷۷ قبل از خطبہ جمعه

خواندن سورۀ کھف به آواز بلند چطور است؟

جواب: خواندن سورہ کھف در روز جمعه مستحب می باشد اما نباید چنان جهر شود که برای سائر کسانی که آنرا می خوانند مزاحمت صورت گیرد به همین دلیل فقہا از اینکه چند نفر در یک جا قرآن را جہراً بخوانند منع کرده اند ^(۱) زیرا با آیہ مبارکہ (واذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا) منافی می باشد.

ترک جمعه به دلیل نوکری درست نیست: سوال: ۱۷۸ کار مند پستہ خانہ کہ تنها می باشد

نمی تواند کہ بدون آنکہ دفتر را بہ دیگری بسپارد برود نماز جمعه را چطور کند یا اینکه نماز ظہر را بخواند.

جواب: ترک جمعه بہ دلیل نوکری جائز نیست ^(۲) واگر جمعه را نخواند پس معلوم است کہ باید نماز ظہر را بخواند ^(۳).

ہنگام خطبہ از منبر پائین شدن ودوبارہ بالا شدن چہ حکم دارد: سوال: ۱۷۹ ہنگام

خواندن (اللہم اعز الاسلام) از منبر پائین شدن و ہنگام خواندن (اللہم انصر) دوبارہ بر منبر بالا شدن

(۱) بکرہ للعلوم ان یقرءوا القرآن جملة لتضعہا ترک الاستماع والانصات المأمور بہما کذا فی القیۃ (عالمگیری مصری کتاب الکراہیۃ باب رابع ج ۵ ص ۳۲۹ . ط. م. ج ۲ ص ۳۱۷). ظہیر

(۲) می فرض عین یکفر جاحدا لدیوہا بالدلیل القطعی کما حقہ الکمال (درمختار) بالدلیل القطعی وهو قوله تعالى: یا ایہا الذین اسما اذا نودی للصلاة من یوم الجمعة فاسعوا، الایۃ وبالاجماع فی قول القدوری ومن علی الظہر یرم الجمعة فی منزله ولا عذر له کرہ وجازت صلاته (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ . ط. م. ج ۲ ص ۱۳۶). ظہیر

(۳) وحرم لمن لا عذر له صلاة الظهر قبلها اما بعدها فلا بکرہ فی یومها بمصر لكونه سببا لتفويت الجمعة وهو حرام (الذکر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۵ . ط. م. ج ۲ ص ۱۵۵). ضمیر

جائز است یا ناجائز؟

جواب: هیچ اصلی برای اینکار وجود ندارد.

هنگامی که در نماز جمعه امام و خطیب نیاید دیگری را امام ساختن درست است: سوال:

۱۸۰ الف: اگر خطیب صاحب و نائب خطیب به وقت نماز جمعه نیاید پس از نیم ساعت انتظار آیا متولی می تواند به دیگری حکم کند که در نماز جمعه امامت نماید.

ب: شخص دیگری می تواند امامت کند و آن نماز صحیح می شود یا نه؟

ج: عقب خطیبی که اکثراً پنج وقت غیر حاضر بوده و به تجارت مشغول می باشد نماز صحیح است یا نه؟

جواب: (الف - ب) می تواند حکم کند و شخص دیگری می تواند امامت کند و نماز صحیح می شود.

ج: نماز درست است.

برای تارکین جمعه جماعت ظهر جائز نیست: سوال: ۱۸۱ چند شخص که نتوانسته اند در

نماز جمعه شریک شوند آیا می توانند در همین مسجد نماز ظهر را به جماعت بخوانند؟

جواب: در الدر المختار آمده است: (و کذا اهل مصر فاتهم الجمعة فانهم يصلون الظهر بغیر

آذان ولا اقامة ولا جماعة...) و در شامی آمده است: (قال فی الؤلوالجیة ولا یصلی یوم الجمعة

جماعة بمصر^(۱)) پس معلوم گردید که از مردمی که نماز جمعه فوت گردد باید برای ظهر جماعت

نکنند بلکه آنرا تنها تنها بخوانند.

در یک مسجد دوباره نماز جمعه خواندن مکروه است: سوال: ۱۸۲ نماز جمعه به امامت

امام یا شخص دیگری خوانده شود سپس پنج، شش نفر بایند اکنون ایشان نماز جمعه را بخوانند یا نماز ظهر را؟ و اگر ظهر را بخوانند در همین مسجد بخوانند یا در مسجدی دیگری جماعت بخوانند یا انفرادی؟ و اگر نماز جمعه را در منزلی یا میدانی بخوانند درست است یا نه؟

جواب: در الدر المختار آمده است که روز جمعه اداء ظهر به جماعت مکروه تحریمی می باشد (۱) و در همین مسجد یعنی مسجدی که نماز جمعه خوانده شده دوباره نماز جمعه را نخوانند (۲) بلکه اگر در جای دیگری نماز جمعه خوانده شود در آن شرکت کنند و نماز جمعه را اداء نمایند و اگر ظهر را به صورت انفرادی بخوانند، برای نماز جمعه مسجد شرط نیست بلکه در منزل و یا میدان شهر نیز اداء می شود (۳).

در نماز جمعه نیز فتحه دادن و فتح گرفتن درست است: سوال: ۱۸۳ امام در رکعت اول در میان سه آیت چیزی را فراموش کرد و مقتدی او را فتحه داد و امام فتحه را گرفت و در اخیر سجده سهو نمود باز گرداندن نماز لازم است یا نه؟

جواب: نماز صحیح شده و ضرورتی به اعاده آن نیست و ضرورتی به سجده سهو نیز نبوده زیرا فتحه دادن و فتحه گرفتن مفسد نماز نیست (۴).

کسی که در تشدید شریک گردد نماز جمعه را بخواند: سوال: ۱۸۴ دو نفر نماز گزار در قعده نماز جمعه شریک شدند و پس از سلام گشتاندن امام دو رکعت جمعه را خواندند این کار ایشان صحیح است یا اینکه باید ظهر را می خواندند؟

(۱) و کره تحریم لمعلمون و مسجون و مسافر اداء ظهر بجماعة فی مصر قبل الجمعة و بعدها و کذا اهل مصر اذا فاتهم الجمعة فانهم یصلون الظهر بغير اذن ولا اقامة ولا جماعة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۶، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۷). ظهر (۲) و الظاهر انه یطلق ایضا بعد اقامة الجمعة لتلا یجتمع فیہ احد بعدها (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۶، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۲). ظهر (۳) و نزدی فی مصر واحد بموضع كثيرة مطلقا علی المذهب و علی الفتری (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۴). ظهر

(۴) بخلاف فتحه علی امامه فانه لا یفسد مطلقا لفتح واحد بكل حال (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوة و ما یکره فیها ج ۱ ص ۵۸۲، ط. س. ج ۱ ص ۶۲۲). ظهر

جواب: صحیح همین است کہ کسانی کہ در تشهد جمعہ شریک می شوند باید نماز جمعہ را پورہ کنند و نماز ظہر را نخوانند پس نماز آن دو شخص صحیح شدہ است^(۱).

مسبوق چگونه نماز جمعہ را تکمیل کند: سوال: ۱۸۵ شخصی در رکعت دوم شامل گردید، سپس وضوی او شکست و چون وضو کرد و دوبارہ آمد امام سلام گشتاند وی نماز خود را چگونه تکمیل کند؟

جواب: اگر آن شخص یک رکعت باقی مانده جمعہ را پورہ کردہ و قعدہ نماید و سلام بگرداند نماز جمعہ او اداء می شود زیرا در الدر المختار و شامی چنین آمده است^(۲).

حکم پکہ کردن بتد از آغاز خطبہ: سوال: ۱۸۶ بعد از آغاز خطبہ جمعہ پکہ کردن جائز است یا نا جائز؟

جواب: هنگام خطبہ خاموش بودن و نشیدن آن ضرور می باشد، در حدیث شریف آمده است: (من مس الحصا فقد لغا) یعنی کسی کہ بہ سنگریزہ ہا دست زد مرتکب لغو شدہ و از ثواب محروم گردیدہ است پس هنگام خطبہ پکہ بہ همین دلیل ممنوع می باشد و در الدر المختار آمده است: (وکل ما حرم فی الصلوۃ حرم فیہا) یعنی ہر چیزی کہ در نماز حرام باشد در خطبہ نیز حرام است.

نماز جمعہ در سہ مسجد یک شہر: سوال: ۱۸۷ در یک شہر سہ مسجد وجود دارد کہ از یکدیگر یک یک میل فاصلہ دارند و در ہر سہ نماز جمعہ خواندہ می شود صحیح است یا نہ؟

مسجد جامع کوچک بود بہ همین دلیل آنرا شہید نمودہ و مسجد را وسیع ساختند عہدہ ای می گویند کہ جمعہ باید در یک مسجد خواندہ شود و تعداد دیگری می گویند کہ در ہر سہ مسجد

(۱) ومن ادركها في الشهود او سجد سهر على القول به فيها يجمعها جمعة الخ كما يتم في المدة الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۷، ط. م. ج ۲ ص ۱۵۷). ظہر

(۲) ومن سبقه الحدث في الصلوة انصرف الخ ووجها وبني الخ (مداه باب الحدث في الصلوة ج ۱ ص ۱۱۵). ظہر

خوانده شود در این صورت چه باید کرد؟

جواب: نماز جمعه در هر جایی درست بوده و در هر سه مسجد اداء می شود ^(۱) اما بهتر آن است که نماز جمعه در یک مسجد جامع (بزرگ) خوانده شود.

تمام نماز گزاران در مسجد جامع گنجد چه باید کرد: سوال: ۱۸۸ تمام نماز گزاران در مسجد جامع نمی گنجد چه باید کرد؟

جواب: اگر تعداد نماز گزاران زیاد بوده و تمام نماز گزاران در یک مسجد ننگنجد در مسجد دیگری نیز نماز جمعه را اداء کنند.

کارمندی که به مسجد جامع رفته نمی تواند در مسجد دیگری نماز جمعه را بخواند:

سوال: ۱۸۹ اکثر مردم به دلیل نوکری نمی توانند به مسجد جامع بروند امامی توانند در مسجد نزدیکی گردهم آیند برای این نوع مردم چه هدایت می فرمائید؟

جواب: چنین مردمی در مسجدی که نزدیک است نماز جمعه را بخوانند زیرا نماز جمعه در یک شهر یا قصبه در چند محل جائز می باشد اما بهتر همان است که اگر تکلیفی نباشد همه در یک جا بخوانند ^(۲).

نماز جمعه در جایی که دو هزار نفر نفوس دارد: سوال: ۱۹۰ منطقه پلواره دوهزار نفر

نفوس دارد و در منطقه محمد پور که به پلواره ملحق می باشد یک هزار نفر زندگی می کنند و دوکان های بزازی و عطاری وجود دارد پس بدین ترتیب در هر دو منطقه نماز جمعه صحیح است

(۱) وژدی فی مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا (والذو المختار علی هامش رد المختار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۴) به شامی گوی: دُلْعًا للخرج ای لان فی الزام اتحاد المواضع حرجا بینا لاسدھاته طویل المسافة الخ (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۵). ظہیر

(۲) ولاجل ان الجمعة جامعة للجماعات قال الامام ابو يوسف لا يجوز تعدد الجمع فی مصر واحد (الی قوله) وقال الامام محمد ررواه عن الامام ابی حنيفة رحمہ اللہ وهذه الرواية هی المختارة وعليه الفتوى انه يجوز تعدد الجمعة مطلقا (رسائل الارکان ص ۱۱۸). ظہیر

یا دریک منطقہ؟

جواب: از عبارت سوال چنان معلوم می شود که پلواره قریه بزرگ بوده اما محمد پور چنان نیست پس بهتر چنان به نظر می آید که صرف در پلواره نماز جمعه خوانده شود البته اگر این هر دو قریه در شمار یکی باشند در آن صورت در هر دو نماز جمعه صحیح است ^(۱).

هنگام خطبه به امام پول دادن وبه سوی او پول انداختن درست نیست: سوال: ۱۹۱

هنگامی که امام مصروف خواندن خطبه می باشد بعضی بر منبر برای او پول سیاه می اندازند اینکار جائز است یا نه و برای امام گرفتن آن جائز می باشد یا نه؟

جواب: هنگام خطبه اینکار نا جائز است و منع ایشان از این حرکت لازم می باشد ^(۲) اما برای امام گرفتن آن جائز است.

نماز جمعه درجایی که سه هزار نفر نفوس دارد: سوال: ۱۹۲ در میان دو قریه به اندازه

رسیدن آواز دهل فاصله است، قریه اول سه هزار نفر نفوس داشته و در قریه دوم مسجد وجود دارد که در آنها نماز جمعه خوانده می شود، در قریه اولی و دومی جمعه فرض است یا نه؟

جواب: قریه اولی قریه بزرگ می باشد پس جمعه در آن فرض است و اگر قریه دومی نیز مانند قریه اولی باشد، نماز جمعه در آن نیز فرض خواهد بود ^(۳).

سنت های یجد از نماز جمعه: سوال: ۱۹۳ شش رکعت سنتی که بعد از نماز جمعه خوانده

می شود سنت های ظهر است یا سنت های جمعه؟

جواب: سنت های جمعه می باشد ^(۴).

(۱) و رفع فرض فی القصات و التقری الکبیره الی فیها اسواق (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظفر

(۲) در حدیث شریف آمده است: ((من مس الحما فقد لها)) او به درختان کی دی و کل ماحرم فی الصلوة حرم فیها ای فی الخطبة (المر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۹). ظفر

(۳) و رفع فی القصات و التقری الکبیره الی فیها اسواق (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط. س. ج ۱ ص ۱۳۸). غیر =

تسمیہ در خطبہ جمعہ وعیدین: سوال: ۱۹۴ در آغاز خطبہ جمعہ وعیدین (بسم الله) به جهر خوانده شود یا به سر؟

جواب: در الدر المختار آمده: (ویداء بالتعوذ سرّاً^(۱)) ودر شامی آمده: (ای قبل الخطبة الاولى بالتعوذ سرّاً ثم بحمد الله والثناء عليه...) بدین ترتیب جهر به (بسم الله) ثابت نیست پس نباید به جهر خوانده شود.

در روز جمعه نماز جمعه فرض است یا ظهر: سوال: ۱۹۵ در روز جمعه نماز جمعه فرض است یا ظهر و آیا جمعه قصر ظهر می باشد؟

جواب: صحیح آن است که فرض وقت ظهر بوده و جمعه بدل می باشد چنانچه در جلد اول شامی در بحث نیت آمده است: (لان الوقت عندنا الظهر لا الجمعة...) جمعه قصر نبوده بلکه فرض مستقل بوده و ظهر توسط آن ساقط می شود.

شروط نماز جمعه: سوال: ۱۹۶ نماز جمعه نزد احناف مطلقاً در هر جا فرض است یا به شروطی مقید می باشد؟

جواب: به شروطی مقید است^(۲).

اگر در قریه کوچک نماز جمعه خوانده شود ظفر ساقط نمی گردد: سوال: ۱۹۷ در قریه ای که هیچ یک از تعریف های مصر بر آن صدق نمی کند آیا نزد امام صاحب خواندن نماز جمعه نماز ظهر را ساقط می کند یا نه؟

جواب: نه.

(۱) والسنه قبل الجمعة اربع وبعدها اربع وغند ای يوسف عليه السلام السنه بعد الجمعة ست ركعات والافضل ان يهلي اربعاً ثم ركعتين للخروج عن الخلاف (غية المستملی ص ۳۷۲). ظفر

(۲) ردالمحتار ج ۱ ص ۷۵۹. ظفر

(۳) ره شرط لصحتها سبعة اشياء الاول المصر الخ (ردمختار باب الجمعة ط. س. ج ۴ ص ۱۳۷). ظفر

شرط وجود سلطان برای نماز جمعہ: سوال: ۱۹۸ اینکه اصحاب متون وجود سلطان را

شرط صحت نوشته اند مذهب امام ابوحنیفہ است یا نہ؟

جواب: از کتب فقہ معلوم می گردد کہ در صورتیکہ سلطان موجود باشد اذن او ضرور است و اگر سلطان نباشد ہر کسی را کہ امام جمعہ مقرر کنند جمعہ صحیح می شود^(۱).

حکم نماز جمعہ در صورت نبودن سلطان: سوال: ۱۹۹ آیا کدام تصریحی از امام صاحب

وجود دارد کہ در جایی کہ سلطان نباشد ہم جمعہ را بخوانید و ظہر را ترک کنید؟

جواب: وقتی فقہاء امری را مفتی بہ مذهب قرار داند برای ما ضرور نیست کہ بدانیم کہ این مسألہ صراحتاً از امام صاحب نقل گردیدہ یا نہ (اما نحن فعلینا اتباع ما رجحہ و صحوہ) (الد المختار) و در شامی آمدہ است: (قوله واما نحن یعنی اهل الطبقہ السابعة و هذا مع السؤال والجواب ماخوذ من تصحيح الشيخ قاسم قوله كما لو افتو في حياتهم كما نتجهم لو كانوا احيا وافتونا بذلك فانه لايسعنا مخالفتهم^(۲)...) و در معراج الدراية از مبسوط نقل شدہ است کہ: (فلو الولاة كفاراً يجوز للمسلمين اقامة الجمعة ويصير القاضي قاضياً بتراضي المسلمين ويجب عليهم ان يلتزموا والياً مسلماً^(۳)) و در الدر المختار آمدہ است: (ونصب العامة الخطيب غير معتبر مع وجود من ذكر امامع عدمهم فيجوز للضرورة)^(۴).

عمل بر قول متأخرين: سوال: ۲۰۰ کسی کہ بر قول متأخرين عمل کند آیا مقلد امام ابو

حنیفہ باقی می ماند یا نہ؟

جواب: بلی باقی می ماند. فقط

(۱) واذن السلطان اوامره بالقامع (در مختار) واما في بلاد عليها ولاية كفار فيجوز للمسلمين اقامة الجمعة والايجاد ويصير القاضي قاضياً بتراضي المسلمين و يجب عليهم طلب وال مسلم آد (رد المحتار باب القضاء ج ۳ ص ۳۵۰ ط. س. ج ۲ ص ۱۷۵). ظفر

(۲) و رد المحتار مقدمة مطلب في طبقات الفقهاء ج ۱ ص ۷۲ ط. س. ج ۱ ص ۷۷. ظفر

(۳) و رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۴ ط. س. ج ۲ ص ۱۴۴. ظفر

(۴) الدر المختار على هامش و رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۴ ط. س. ج ۲ ص ۱۴۳. ظفر

آیا وکیل گذر قائم مقام قاضی است یا نه: سوال: ۲۰۱ آیا وجود وکیل گذر، چوکیداران

وامان مساجد برای تکمیل شدن شرط مصر یا سلطان کافی می باشد؟

جواب: تنها این امور کافی نیست بلکه باید آن منطقه شهر قصبه ویا قریه کبیره بوده ودر آن بازار و دوکان ها وجود داشته و اشای مورد ضرورت در آن دستیاب گردد طوریکه درشامی بدان تصریح شده است.

احتیاط الظہر: سوال: ۲۰۲ اگر کدام حنفی مذهب به دلیل تعدد جمعه یا اشتباه فی المصر

بعد از نماز جمعه ظهر را بخواند آیا از مذهب خارج می شود؟

جواب: از مذهب خارج نمی شود.

نماز ظهر پس از نماز جمعه: سوال: ۲۰۳ آیا در کدام کتاب معتبر فقه نوشته شده که در

صورت اشتباه فی المصر نیز خواندن نماز ظهر پس از نماز جمعه منع است؟

جواب: وقتی منطقه ای مطابق کدام قول مفتی به به حیث منطقه ای شناخته شد که در آن جمعه اداء می گردد پس در آنجا بعد نماز جمعه خواندن نماز ظهر مانند آن است که شخص به دلیل مخالفت با تعدد جمعه نماز ظهر را احتیاطی بخواند و چون اینکار منع است آن نیز منع می باشد.

علیحده بودن خطبه جمعه در هر ماه ضروری نیست: سوال: ۲۰۴ علیحده بودن خطبه

جمعه در هر ماه ضرور است یا نه؟

جواب: علیحده بودن خطبه هر ماه ضرور نیست ^(۱).

اذان دوم جمعه: سوال: ۲۰۵ در مورد اینکه اذان دوم جمعه در داخل مسجد باشد چه حکمی

وجود دارد؟ آیا مکروه است؟ در فتاویٰ بریلی از آن ممانعت به عمل آمده و به حدیث ابو داود

استدلال شده است.

(۱) كما روت ام هشام اخذت فی القرآن المجید من فی رسول الله ﷺ یقرأ بها کل جمعة ، رواه مسلم ، لال شراح الحدیث کان سورۃ فی فی مدۃ کانت ام هشام حاضرة ولم یکن داتما (رسائل الاوکان ص ۱۱۶). ظہیر

جواب: جواب های متعدد این فتویٰ بریلی انتشار یافته و مدرسه مظاهر علوم سهارنپور جواب مکمل را طبع و نشر نموده جواب مذکور را از مدرسه مطالبه نموده و مطالعه کنید.

نتیجه تحقیق در این مسأله آن است که اذان دوم در داخل مسجد مکروه نمی باشد و این عبارت کتب فقه که: (لا یؤذن فی المسجد) در باره اذان دوم جمعه نمی باشد بلکه منظور از آن اذان نماز های پنجگانه است که غرض آن اعلام می باشد پس جای بلندی چون مناره و غیره برای آن مسنون می باشد و منظور از این عبارت آن است که اذان نمازهای پنجگانه نباید در مسجد طوری داده شود که اعلام صورت نگیرد مثلاً اذان در منزل پائین مسجد خلاف سنت است بهر حال اذان دوم جمعه در این حکم داخل نمی باشد، زیرا فقها بر خلاف آن تصریحاتی دارند^(۱) و حدیث ابوداود در مورد خارج بودن آن از مسجد نص نمی باشد زیرا در آن نیز این احتمال وجود دارد که هدف (علی قرب باب المسجد) باشد و در مورد ثبوت آن نیز گفتگو شده است.

حدیث لاصلاة ولا کلام: سوال: ۲۰۶ منظور از حدیث: (اذا خرج الامام فلا صلاة ولا کلام)

مطلق کلام است یا کلام دنیایی؟ از عبارت فقها چنان به نظر می آید که منظور سخن دنیایی باشد که قبل از آغاز خطبه سخنان دنیایی منع می باشد اما تسبیح اذکار و غیره ممنوع نیست پس جواب اذان خطبه و یا خواندن دعای وسیله جائز خواهد بود چنانچه از بعضی عبارات واضحاً آشکار می باشد مثلاً: (و اما الکلام فانما یکره منه قبل شروع الخطبة الدنیوی لا الدینی کالاذکار والتسبیح وبعد شروع فیها یکره مطلقاً هذا هو الاصح كما فی النهایه و غیره فلا تکره اجابة الاذان الذی یؤذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذلک من فعل معاویة (رضی) فی صحیح البخاری ولادعاء الوسيلة الماثورة بعد ذلک الاذان هذا عندابی حنیفة وعندهما لا باس بالكلام ای الدنیوی اذا خرج

(۱) یؤذن لابی بن یدیه ای الخطیب (الی قوله) اذا جلس علی المنبر (والمر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۰ ط. ص. ج ۲ ص ۱۶۱) قوله یؤذن لابی بن یدیه ای علی سبیل السنته كما ینظر من کلامهم (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۰ ط. ص ج ۲ ص ۱۶۱) ظنیر

الامام قبل ان یشرع فی الخطبة ما ذا نزل قبل یکبر لان الکراهة للاخلال بالاستماع ولا استماع ههنا بخلاف الصلاة فانها قد تمتد هدايه پس قول مفتی به صحیح کدام است جائز می باشد یا مکروه؟

جواب: در مورد حدیث (اذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام) مسلک حضرات فقهای ما عام نگهداشتن آن است طوریکه از اطلاق حدیث آشکار می باشد و اینکه آنرا به نماز ضم کرده اند موید آن است و اختلاف صاحبین (قبل شروع فی الخطبة) مشهور می باشد و بعضی از فقها نوشته اند که نزد امام صاحب نیز سخنان دینی بعد از خروج امام و قبل از آغاز خطبه جائز می باشد اما مذهب مشهور امام صاحب همین است که بعد از خروج امام کلام مطلقاً ممنوع می باشد چه کلام دینی باشد و چه دنیایی و نصوص زیادی از فقها بر آن دلالت دارد که امام صاحب از کلام معنی عام آنرا می گیرد پس اگر بعضی از فقها کلام دینی قبل از خطبه را جائز می دانند و آنرا اصح می شمارند طوریکه از (عناية و بنایة منقول است ایشان مذهب صاحبان را اختیار فرموده اند اما مذهب امام اعظم همین است که کلام مطلقاً مکروه بوده و جواب اذان بین یدی الخطیب نیز مکروه می باشد.

مرحوم مولانا عبدالحی که صاحب مختار را تخطیه نموده صحیح نمی باشد و عباراتی که شما از مولانا موصوف نقل کرده اید و در آخر آن کذا فی الهدایة نوشته شده بعد از مطالعه هدایة معلوم می گردد که حواله صحیح نیست و این امر بر کسانی که هدایه را مطالعه نموده اند پوشیده نمی باشد. اکنون من حقیر بعضی از عباراتی را می نویسم که از روی آنها معلوم می گردد که هدف از امام صاحب مطلق کلام می باشد چه دنیایی باشد و چه دینی و امام بعد از خروج امام مطلق کلام را منع فرموده است و نیز این مسأله که اجابت اذان دوم مکروه می باشد در الدر المختار در باب جمعه آمده است: (وقال لا یاس بالکلام قبل الخطبة وبعد ها اذا جلس عندالثانی والخلاف فی الکلام یتعلق بالاخرة اما غیره فیکره اجماعاً وعلی هذا فالترقیة المتعارفة فی زماننا تکره عنده لا

عندهما واما مايفعله المؤذنون حال الخطبة من الترضی ونحوه لمکروه اتفاقاً وتامة فی البحر والعجب ان المرقی ینهی من المعروف بمقتضى حدیثه ثم یقول انتصوا رحمکم الله قلت الا ان یحمل علی قولهما فنیة^(۱) ودر ردالمختار آمده است: (الا ان یحمل علی قولهما لانه یقول ذلك قبل الخطبة وهما یحملان قوله (ﷺ) والامام یخطب علی شروع فیها حقيقة فحینذ لا یكون المرقی مخالفاً لحدیثه بقوله انتصوا اما علی قول الامام من حمل قوله یخطب علی الخروج للخطبة بقرينة ما روى اذا خرج الامام فلا صلاة ولا کلام فیکون مخالفاً لحدیثه الذى یرویه ویکره^(۲) ودر شامی آمده است: (والظاهر ان مثل ذلك یقال ایضاً فی تلقین المرقی الاذان للمؤذن الظاهر ان یكون الکراهة علی المؤذن دون المرقی لان سنة الاذان الذى بین یدى الخطیب تحصل باذان المرقی واجابة الاذان حینذ مکروهه) آشکار می گردد که این کراهیت نزد احناف چنان مسلم ومشهور می باشد که در آن هیچ کسی محلی برای دقت واختلاف نمی بیند پس از این سخن صحت قول صاحب الدر المختار درباب الاذان واضح می گردد که می گوید: (وینیغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقاً فی الاذان بین یدى الخطیب) البته از کلمه (اتفاقاً) این شبه پدید می آید که این کراهیت نه مطابق قاعده امام صاحب است و نه موافق قول صاحبان مگر جواب آن این است که هدف صاحب الدر المختار آن است که مشایخ به اتفاق در این مورد قول امام صاحب را اختیار فرموده اند و به اتفاق فتوی داده اند که جواب اذان دوم جمعه مکروه می باشد.

ثانیاً اگر چه قاعده صاحبان مقتضى جواز آن است اما تصریح جواز آن از ایشان نقل نگردیده بلکه امکان دارد که کراهیت منقول باشد و می توان در این مورد قول صاحب الدر المختار را صحت دانست زیرا به مذهب اصحاب اعلم است پس در این صورت معنای اتفاق اتفاق نظر امام صاحب وصاحبان می باشد و چون چنین شخصیت بزرگی این اتفاق را نقل می کند پس برای ما

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمختار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۹، ط. س. ح. ۲ ص ۱۶۶-۱۶۷-۱۵۹، ظفر

(۲) ایضاً حواله بالا، ظفر

شایسته است که فقط به خاطر آنکه من حقیر می گویم که مقتضای قول صاحبان نیز کراهیت این اجابت می باشد زیرا اجابت آخرین کلمه اذان بعد از ختم اذان می باشد که وقت شروع خطبه بوده و به اتفاق وقت کراهیت کلام دینی و دنیایی است و اینکه گفته شود که امام نیز اذان را اجابت می کند و دعای وسیله را می خواند پس خطبه شروع نگردیده محل تامل است زیرا آغاز خطبه پس از ختم اذان متواتر می باشد و دعوی اجابت امام خود فرع ثبوت است حالانکه تصریح فقها بر خلاف آن می باشد.

خلاصه آنکه قول تخطیه کشده (الدر المختار) بسیار عجیب بوده و از تصریح علامه سامی آشکار می گردد که کراهیت اجابت اذان بین یدی الخطیب یک امر مسلم می باشد طوریکه سیاق عبارت آنرا نشان می دهد. در آخر این نکته را به عرض می رسانم که به علت اختلاف نیز ترک اجابت احوط می باشد.

نماز جمعه درجایی که یک هزار و سیصد نفر نفوس دارد: سوال: ۲۰۷ یک منطقه یک

هزار و دویست الی یک هزار سیصد نفر نفوس دارد و دوکان ها نیز در وجود داشته و اشیای مورد ضرورت نیز در آن دستیاب می باشد همیشه در آن نمازهای جمعه و عیدین خوانده می شود نماز جمعه و عیدین در این قریه چه حکم دارد؟

جواب: قریه مذکور قریه کبیره بوده و نمازهای جمعه و عیدین در آن واجب و اداء می باشد در شامی آمده است: (وتقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبيرة التی فیها اسواق قال ابو القاسم هذا بلا خلاف اذا اذن الوالی والقاضی بینا المسجد الجامع واداء الجمعة^(۱))

خطبه به زبان غیر عربی خلاف سنت است: سوال: ۲۰۸ بادلانل تحریر فرمائید که در

خطبه نظم یا نثر به زبان ینگری غیر از عربی جائز است یا ناجائز؟

(۱) و الدمخار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. غیر

جواب: از آنجائیکه هدف خطبه ذکر خداوند متعال می باشد نه وعظ بلکه وعظ یک چیز ضمنی است به این دلیل مذهب امام ابوحنیفه آن است که اگر در خطبه فقط ذکر خداوند صورت گیرد و پنده و غیره نباشد نیز جائز است (ولنا ان الخطبة ذکر والمحدث والجنب لا یمفان^(۱)) و در هدایه آمده است: (فان القصر علی ذکر الله تعالی جاز عند ابی حنیفه^(۲)) و در بعض از کتب فقه نیز می خوانیم که (یصح الاقتصار فی الخطبة ذکر خالص لله تعالی عند ابی حنیفه رح) از عباراتی که نقل کردیم مضمون فوق به اثبات می رسد پس چون خطبه در اصل فقط نام ذکر است پس ضرورتی به آن باقی نمی ماند که خطیب به خاطر بعضی از سامعین زبان قرآن پیامبر و جنت را گذاشته و به اردو، انگلیسی، جاپانی، فارسی و پشتو خطبه بخواند تعامل سلف صالحین صحابه و تابعین و ائمه نیز چنین بوده زیرا با وجود آنکه صحابه (رضی) به سر زمین فارس تشریف آوردند اما خطبه را به فارسی نخواندند بلکه به عربی می خواندند طوریکه این مسأله را شاه ولی دهلوی نقل کرده است^(۳) این عملکرد صحابه دلالت بر آن دارد که خطبه باید به عربی باشد اما به زبان غیر عربی چون فارسی یا اردو جائز مگر خلاف سنت پیامبر (ﷺ) و مخالف تعامل صحابه تابعین و ائمه مجتهدین می باشد. مولانا صاحب عبد الحی لکهنوی در عمدة الرأیة حاشیه شرح وقایه در باب الجمعة تحریر فرموده اند که خطبه به نظم و نثر اردو جائز اما مکروه تحریمی است.^(۴)

اجتماع عید و جمعه: سوال: ۲۰۹ در صورتیکه عید و جمعه در یک روز واقع شوند عده ای از مردم می گویند که نماز جمعه خوانده نشود و به روایت صحیح مسلم استدلال می نمایند این

(۱) مسوط ج ۲ ص ۲۶. ظفر

(۲) هدایه ص ۱۵۱ ج ۱. ظفر

(۳) مصنفی مسوی ج ۱ ص ۱۵۳. ظفر

(۴) فلوطی خطب بالفارسیه او بغيرها جاز کذا قالوا والمراد بالجواز هو الجواز فی حق الصلاة بمعنى انه یکنی لاداء الشرطية ونصح بها الصلاة لا الجواز بمعنى الاباحة المطلقة فانه لا شک فی ان الخطبة بغير العربية بخلاف السنة المتواترة من النبی ﷺ والصحابة رضی الله عنهم لیکون مکروها تحریمها رکذا فراءة الاشعار الفارسیة والهندیة لهما (حاشیه وقایه ج ۱ ص ۲۴۲). ظفر

سخن تاجہ اندازہ ای صحت دارد و آیا نماز جمعہ خواندہ شود یا نہ؟

جواب: در مسلم شریف بہ جستجوی این حدیث پرداختیم مگر از آن اثری ندیدیم اما در ابو داود فعل عبد اللہ بن زبیر نقل گردیدہ مگر چون غور صورت گیرد می دانیم کہ بہ دلیل یک صحابی قول و فعل پیامبر (ﷺ) را ترک کردن خلاف انصاف است در زمان پیامبر (ﷺ) نیز چنین تصادفی واقع شدہ بود اما پیامبر (ﷺ) جمعہ را اداء نمود و بہ مردم قریہ گفت کہ اگر شما می خواهید می توانید بروید مگر ما نماز جمعہ را اداء می کنیم کہ این مسالہ در ابو داود و غیرہ کتب موجود است. باید یاد اور شد کہ علما فعل عبد اللہ بن زبیر را تاویل کردہ اند نکتہ دیگر آن است کہ نماز جمعہ بہ آیت قرآنی ثابت می باشد کہ ترک و یا تخصیص آن بہ اساس فعل یک صحابی با عقل سلیم موافق نمی نماید.

نماز جمعہ در قریہ: سوال: ۲۱۰ نماز جمعہ در قریہ جائز است یا نہ و اینکه در حدیث شریف از حضرت علی (رضی اللہ عنہ) روایت گردیدہ کہ (لاجمعة ولا تشریق) عمل بہ ان ضرور است یا نہ؟

جواب: در قریہ کوچک نماز جمعہ درست نیست و عمل بہ حدیث حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نزد احناف لازم بودہ و مصر شرط وجوب و اداء نماز جمعہ می باشد^(۱).

مناجات پس از اذان دوم: سوال: ۲۱۱ در روز جمعہ بعد از اذان دوم مناجات کردن چطور است؟

جواب: مکروه و ممنوع می باشد زیرا در الدر المختار آمده: (وینبئ ان لا یجب بلسانہ اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب^(۲) ودر شامی آمده: (واجابة الاذان حينئذ مكروهة^(۳) ودر کتب^(۴)

(۱) الدر المختار باب الجمعة. ظفر.

(۲) الدر المختار باب الاذان ج ۱ ص ۹۵. ظفر

(۳) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۹، مطلب فی حکم المرفی بین یدی الخطیب. ظفر

(۴) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۷، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۸. ظفر

حدیث روایت گردیده (اذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام) پس آشکار گردید که باید پس از اذان دوم جمعه به زبان دعا و مناجات نشود. فقط

کار دیگری هنگام خطبه: سوال: ۲۱۲ پیامبر (ﷺ) در حالیکه خطبه می خواند دید که امام حسن و امام حسین (رضی) افتادند پس خطبه را قطع کرد و آنها را بلند نمود پس اکنون اینکار جائز است یا نه؟

جواب: این خصوصیت پیامبر (ﷺ) است و یا اینکه اندیشه از آن باشد که طفل زخمی خواهد شد در چنان حالتی اکنون نیز خطیب می تواند خطبه را قطع کند طوریکه در الدرالمختار در بعضی مواضع حکم قطع کردن نماز آمده است: (ويجب القطع لحو انجا غريق او حريق^(۱)).

نماز جمعه در صورتیکه پادشاه مسلمان نباشد: سوال: ۲۱۳ جایی که پادشاه مسلمان نباشد در آنجا نماز جمعه صحیح نمی شود آیا این سخن صحیح است یا نه؟

جواب: این تصور غلط است که جایی که پادشاه اسلام نباشد در آنجا جمعه اداء نمی شود در شامی تصریح این مسأله موجود است^(۲).

نماز جمعه در قریه: سوال: ۲۱۴ در یک قریه با وجود عدم جواز اکثر مردم بدانجهت نماز جمعه را می خوانند که از گذشته ها در آنجا جمعه خوانده می شود در این صورت چنین کسانی شرعاً مأخوذ هستند یا نه؟

جواب: در قریه ای که به علت کوچکی نماز جمعه در آن نزد احتیاف درست نیست در آنجا نباید به هیچ تصویری نماز جمعه خوانده شود در کتب فقه نوشته اند که در چنین جایی خواندن جمعه گناه

(۱) و یا ح لطمها لحر لقل حیه (الی لوله) و یجب لاثاثه ملهوف و غریق و حریق الخ (الدرا المختار باب ما یفسد الصلوة ج ۱ ص ۹۳). ظفر

(۲) و السلطان (الی لوله) و الاطلاق مشتر بان الاسلام پس بشرط وهذا اذا امکن استیثانه والا فالسلطان پس بشرط فلو اجتمعوا علی رجل و صلوا جاز (جامع الرموز باب الجمعة ج ۱ ص ۱۱۶) همه آنها تصح (ای الجمعة) فی البلاد التي استرعی علیها الکمار كما سذكره (ردالمحتار باب الجمعة ط. ص ج ۲ ص ۱۳۸) فلان الولاة کفار! يجوز للمسلمین إقامة الجمعة و یصر القاضی قاضیا بتراخی المسلمین و یجب علیهم ان یلتزموا و الیا مسلما (ایضا ج ۱ ص ۷۵۴ ط. ص. ج ۲ ص ۱۴۴). ظفر

بوده و بر علاوه گناه ترک جماعت ظهر نیز برگردن ایشان می افتد^(۱) بهتر آن است که به قصبه ای رفته و نماز جمعه را اداء کنند که باعث ثواب می شود و در حدیث شریف آمده است که مردم قریه ها به مدینه آمده و نماز جمعه را اداء می نمودند.

نماز جمعه مولانا نانوتوی (رح) در قریه ها: سوال: ۲۱۵ اکثر مردم اعتراض می نمایند که مولانا محمد قاسم و حضرت حاجی امداد الله نماز جمعه را در قریه ها اداء نموده اند اگر نماز جمعه در قریه ها جائز نباشد پس ایشان چرا اینکار را می کردند؟

جواب: اصل آن است که در کتب معتبر فقه مثل هدایه و شرح و قایه و الدر المختار و شامی ثابت می باشد که برای اداء جمعه و وجوب آن مصر شرط می باشد و شامی نقل می نماید که در قصبه و قریه کبیره نیز جمعه اداء می شود زیرا این دو نیز در حکم مصر می باشند^(۲).

در الدر المختار و شامی این نکته نیز نقل گردیده که در قریه کوچک جمعه درست نبوده بلکه مکروه تحریمی می باشد^(۳) پس اگر حضرت حاجی شاه امداد الله (قدس سره) یا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب (قدس سره) در قریه ها نماز خوانده اند آن قریه ها قریه های کبیره بوده اند زیرا بدون هیچگونه بحثی ناگفته پیداست که حضرت مولانا گنگوی که خلیفه حضرت حاجی صاحب (قدس سره) می باشد از کارهای پیر و برادر خویش بهتر آگاه بود و شما فتوای او را شاید دیده و شنیده باشید که به چه شدتی از نماز جمعه در قریه ها منع می کرد و در این مورد کتاب نیز نوشته است اگر قبول کنیم که در این مورد علما اختلاف دارند باز هم احتیاط ترک جمعه در قریه های کوچک می باشد زیرا اجتناب از امر مکروه نسبت به عمل برست یا مستحب مقدم است.

(۱) و فیما ذکرنا اشارة الى انه لا يجوز في الصلوة التي ليس فيها قاض ومبتر وخطيب كما في المضمرات والظاهر انه اريد به الكراهة للنقل بالجماعة الا ترى ان في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸)، ط (۲) تلح لرحنا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸)، ظهير (۳) و فیما ذکرنا اشارة الى انه لا يجوز في الصلوة التي ليس فيها قاض ومبتر وخطيب في الظاهر انه اريد به الكراهة لکراهة النقل بالجماعة الا ترى ان في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸)، ظهير

برای نماز جمعہ وجود مسجد جامع شرط نیست: سوال: ۲۱۶ شخصی در کتاب خویش

نوشتہ کہ وجود مسجد جامع برای اداء نماز جمعہ شرط نمی باشد مسئلہ چطور است؟

جواب: در مورد این مسئلہ باید گفت کہ ہلی برای نماز جمعہ مسجد جامع شرط نمی باشد در سائر مساجد شہر و یا میدان نیز اداء می شود کہ برای آن این شرط وجود دارد کہ در جایی کہ خوانندہ می شود باید شہر یا قصبہ یا قریۃ کبیرہ باشد در قریہ صغیرہ جمعہ نزد احناف درست نمی باشد^(۱) در حدیث از عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) روایت گردیدہ کہ: (لا جمعۃ ولا تشریق الا لی مصر جامع). فقط

نماز جمعہ شخصی ضعیف: سوال: ۲۱۷ شخصی کہ ضعیف است و نمی تواند فاصلہ تا مسجد جامع را طی کند و یا مسجد جامع در جایی ہلندی واقع باشد و نتواند بہ آنجا بالا شود نماز جمعہ را کجا اداء نماید؟

جواب: درہر مسجدی کہ جمعہ اداء شود می تواند نماز جمعہ را بخواند رفتن بہ مسجد جامع ضرور نیست. فقط

نمازہای سنت ہنگام خطبہ: سوال: ۲۱۸ ہنگام خطبہ خواندن نمازہای سنت چہ حکم دارد؟

جواب: ہنگام خطبہ نمازہای سنت درست نیست از وقتیکہ امام بر منبر بالا شود و بہ خطبہ شروع کند از ہمان وقت نماز و غیرہ ممنوع می باشد زیرا پیامبر (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمودہ است: (اذا خرج الامام فلا صلا ولا کلام^(۲)). فقط

دریک شیخ درچند محل نماز جمعہ درست یا نہ و چند سوال دیگر: سوال: ۲۱۹ اینکہ

دریک منطقہ درچند محل نماز جمعہ خوانندہ شود آیا در ثواب آن چیزی کمی نمی آید؟ امردی

(۱) وللع فرحا فی القصبات والقری الکبیرۃ الی ہذا اسواق (الی قولہ) ولیمّا ذکرنا اشارۃ ان لا تجوز فی الصغیرۃ الی ہذا قاض ومنبر وخطب الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظہر

(۲) الدر المختار باب الجمعة ص ۱۱۳ ج ۱. ظہر

که تنها باشد از شرکت او در جماعت چیزی نقصان پیش نمی شود؟ در تعلیم علوم دینی قید گیری مانند مدارس امروزی جائز است یا نه؟ قانون جرمه مدرسین را بصورت مستدل شرح فرمائید معاش گرفتن مدرسین به شکل تعیین شده ماهوار درست است یا نه؟

جواب: الف: در یک شهر در چند محل جمعه درست بوده و بدین ترتیب در ثواب نماز جمعه نقصان واقع نمی شود در الدر المختار آمده است: وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقاً علی المذهب وعلیه الفتوی. ^(۱)

ب: شریک شدن امر در جماعت درست است و اگر امر تنها و نابالغ باشد باز هم شریک کردن او در جماعت جائز می باشد چنانچه این مسأله در شامی آمده است ^(۲).

ج: اگر در مدارس دینی نظم تقسیم اوقات و غیره مانند مکاتب عصری باشد حرجی نیست و جرمه مالی در شریعت دوست نبوده اما معاش استادان و کارمندان مطابق قواعد وضع شده می تواند باشد عیدی گرفتن مدرسین از اطفال مطابق عرف درست می باشد. نماز عقب عالم دین افضل بوده و عالم دین باید متعصب باشد و منظور از متعصب پختگی در دین است.

آیا برای مکبر اجازه امام ضرور است: سوال: ۲۲۰ اگر در نماز جمعه و عیدین بدون اجازه امام کسی تکبیرات رکوع و سجده را به آواز بلند بخواند تا برای سائر نماز گزاران سهولت پیش آید، آیا جائز است یا نه؟ یکی از علما می گفت که اگر کسی بی اجازه امام چنین کند نمازش صحیح نمی شود آیا این سخن درست است یا غلط؟

جواب: برای سهولت و اطلاع نماز گزاران تکبیرات به رابه آواز بلند گفتن جائز بوده و اجازه امام برای آن ضرور نیست، این که اگر مقتدی بدون اجازه امام چنین کند جائز نبوده و نمازش فاسد

(۱) وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقاً علی المذهب وعلیه الفتوی (الدر المختار ص ۷۵۵ ج ۱).

(۲) یدف فی الرجال فی ثم الصیان طاهره تعددهم للو واحد دخل الصف (در مختار مختصر) وکذا لو کان المقتدی رجلاً رصباً یصلحهما

لحدث انس الخ (رد المختار ج ۱ ص ۵۳۴، ط. س. ج. ص ۵۶۸ - ۵۷۱). ظفر

می گردد غلط است. فقط

در قصبه ای که ۲۵۰۰ نفر نفوس دارد نماز جمعه جائز است: سوال: ۲۲۱ منطقه ای است که در گذشته هشت الی نه هزار نفر نفوس داشت و دارای ولسوالی و قوماندانی امنیه نیز بود اما بعداً ولسوالی منحل گشت و رفته رفته به اثر حوادث روزگار نفوس آن کم شد اکنون حدود ۲۵۰۰ نفر نفوس دارد و اشیای مورد ضرورت اکنون نیز در آن پیدا می شود دارای یازده مسجد بوده و هفته یکبار روز بازار می باشد و اکنون مسجد جامع در حال اعمار است آیا در آنجا نماز جمعه جائز می باشد یا نه؟

جواب: در منطقه ای که در سوال تذکر رفته جمعه واجب و اداء بوده و باید نماز جمعه خوانده شود، زیرا در حقیقت قصبه می باشد اگر چه حوادث روزگار نفوس آنرا کم ساخته و اکنون هم با قریه کبیره برابر است، در شامی آمده که در قصبات و قریه های کبیره نزد احناف نماز جمعه اداء می باشد لذا باید در این منطقه نماز جمعه خوانده شود^(۱).

وقت نماز جمعه: سوال: ۲۲۲ در الدر المختار نقل گردیده که از وقت نماز جمعه هیچ کسی آگاهی ندارد اما علما به این نکته اتفاق کرده که در وقت نماز ظهر خوانده شود وقت نماز جمعه چه وقت است؟

--

جواب: عبارت الدر المختار چنین است: (وجمعة کظهر اصلاً واستحباً) معنی این سخن آن است که وقت جمعه همان وقت ظهر می باشد^(۲) اینکه پرسنده می گوید که الدر المختار نوشته که هیچ کسی از وقت جمعه آگاهی ندارد کاملاً غلط بوده و در هیچ جایی از الدر المختار چنین نیامده است. فقط

(۱) ووقع (الجمعة) لرضا فی القصبات والقرى الکبریة الی فیها اسواق (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸).
ظفر الدین غفر الله له

(۲) والثالث وقت الظهر فیقبل الجمعة بخروجه مطلقاً (الدر المختار علی هامش و ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۷). ظفر

نماز جمعہ درجہ جایی جائز است: سوال: ۲۲۳ پنج یا ده نفر با هم یکجا غرض انجام کاری به جایی می روند که از محل سکونت ده دوازده چند رسیدن آواز دهل فاصله دارد و در این مدت روز جمعہ فرا می رسد آیا ایشان باید کماز جمعہ را بخوانند یا نه واضح سازید خداوند شما را اجر دهد؟

جواب: برای وجوب و اداء جمعہ نیز مصر یا فنی آن شرط است یعنی نماز جمعہ دو شهر، قصبہ و یا قریہ کبیرہ اداء می شود، در قریہ کوچک و یا سرزمین خالی از سکنہ نماز جمعہ اداء نمی گردد اما اگر جنگل یا منطقه خالی سکنہ قریب شهر بوده و در فنی آن شامل باشد در آنجا نیز می توان نماز جمعہ را اداء نمود^(۱).

بعد از نماز جمعہ چند رکعت سنت وجود دارد و به چه ترتیب: سوال: ۲۲۴ بعد از فرض نماز جمعہ چهار رکعت سنت خوانده شود یا شش، اگر شش خوانده اول چهار رکعت خوانده شود یا دو رکعت؟

جواب: شش رکعت بهتر است اول چهار رکعت و سپس دو رکعت^(۲).

اگر در قریہ صغیرہ نماز جمعہ خوانده شود نماز ظہر از ذمہ ایشان ساقط نمی گردد:

سوال: ۲۰۲۵ اگر شخصی در قریہ نماز جمعہ را اداء کند آیا نماز ظہر از ذمہ او ساقط می گردد و بانه و آیا گنہگاری شود یا نه؟

جواب: اگر کسی در قریہ صغیرہ نماز جمعہ را بخواند نماز ظہر از ذمہ او ساقط نمی گردد و در

(۱) و بشرط لصحبہا المصر الخ او شامہ (دمخمار ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷) و تقع (الجمعة) فرجا فی القصبات والقری الکبیرة الی لہا اسواق الخ ولہا ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ الی لیس لہا قاض و منبر و خطیب (رد المحتار ص ۷۴۸ باب الجمعة، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظہیر الدین علیہ السلام

(۲) و سن مؤکداً أربع قبل الظہر وأربع قبل الجمعة وأربع بتسلیمۃ (المر المختار علی هامش رد المحتار باب التوالم ج ۱ ص ۶۲۰) و ذکر فی الاصل أربع قبل الجمعة وأربع بعدها فی ذکر الطحاوی عن ابی یوسف "انہ قال یصلی بعدها ساعاً یعنی ان یصلی أربعاً ثم رکعتین (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۸۵). ظہیر

الدرد المختار آمده که چنین کاری مکروه تحریمی می باشد (۱).

دیرزگی قریه مسلمان و کافر حساب می گردد: سوال: ۲۲۴ قریه (سرسولی) از شهر هفده

میل فاصله دارد به اساس نفوس شماری تعداد مسلمانان در این قریه به شمول زنان و اطفال ۳۰۰ نفر می باشد، در این قریه مسجد وجود داشته و نمازهای جمعه و عیدین همیشه در آن خوانده می شود دارای مدرسه دولتی و پسته خانه نیز بوده هفته دو روز روز بازار بود و بر علاوه بیست بیست و پنج دوکان نیز دارد، دوازده قریه دیگر نیز به آن متعلق است که آن قریه ها جمعاً سه هزار نفر نفوس دارند و نفوس خود این قریه به شمول مسلمانان و غیر مسلمانان ۱۵۰۰ نفر می باشد نماز جمعه در این قریه درست است یا نه؟

جواب: در کوچکی و بزرگی تمام مردم (مسلمان و غیر مسلمان) حساب می گردد پس قریه ای که به اعتبار تمام نفوس خود قریه کبیره باشد نماز جمعه در آن واجب و اداء است، چنانچه تصریح این مسأله در شامی آمده است، پس اگر آن قریه قریه کبیره شمرده می شود مطابق تصریحات فقها نمازهای جمعه و عیدین در آن درست است (۲).

درجایی که بیش از هزار نفر نفوسی دارد نماز جمعه درست است: سوال: ۲۲۷ منطقه

سلیم پور از قصبه سهنپور که در آن جمعه واجب است یک میل فاصله داشته و متصل سلیم پور قریه (گدهی) قرار داشته و در میان سلیم پور و گدهی یک باغ واقع شده که از آن پنج وقت آواز اذان می آید، نفوس این منطقه جمعاً ۴۵۰۰ نفر بوده، سلیم پور ۲۳۰۰ نفر و گدهی ۲۲۰۰ نفر نفوس دارد، سلیم پور در گذشته ها ولسوالی بود و حدود هفت هزار نفر نفوس داشت اما به علت انقلاب و حوادث روزگار نفوس آن کم شد اما کنون هم تمام اشای مورد ضرورت در آن

(۱) ولما ذکرنا اشاره الی الله لا یجوز (الجمعة) فی الصغیرة الی لیس فیها قاض و منبر و خطیب الخ الا یری ان فی الجواهر لو صلوا فی القرى الصغیرة لزهم الظاهر (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸) ولی القیة صلاة العید فی القرى تکره لحرمة لانه اشغال بما لا یصح (درمختار) قوله صلاة العید و منة الجمعة (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷). ظفر

(۲) و تقع فرضاً فی القصبات و القرى الکبیرة الی فیها اسواق الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظفر

دستیاب می باشد آیا نماز های جمعه وعیدین در آن واجب است یا نه؟

جواب: سلیم پور اکنون هم قریه کبیره بوده و در قریه کبیره جمعه واجب و اداء می باشد طوریکه در شامی بدان تصریح کرده است، پس باید در سلیم پور نماز جمعه خوانده شود و هم چنین در (گدهی) جمعه اداء می باشد.

جایی که یک هزار و سیصد نفر نفوس داشته و دارای بازار باشد نماز جمعه در آن جائز

است: سوال: ۲۲۸ جایی که من اکنون در آن مقرر شده ام قبلاً قریه یا شهر نبوده بلکه به دلیل آنکه ایستگاه قطار آهن می باشد گدام در آن قرار دارد و قطار های آهن از سه جهت بد آنجا آمده ورد و بدل می گردند بیست، بیست و دو سال قبل در مقابل ایستگاه قطار آهن در سرک لاهور پیشاور چند دوکان ساخته شد و سپس طوری به مندوی تبدیل شد که فروشندگان اجناس خود از قبیل روغن، برنج و گندم را از مناطق دور دست غرض فروش می آوردند، اکنون در اینجا منازل پخته کاری آباد گردیده و حدود ۱۳۰۰ نفر نفوس دارد تمام اشیای مورد ضرورت در آن دستیاب بوده و دارای ماموریت پولیس و مکتب دولتی نیز می باشد و نفوس آن روز به روز زیاد تر شده می رود در نماز جمعه بیست الی بیست و پنج حاضر می باشد، نماز جمعه در آن خوانده شود یا نه؟

جواب: در منطقه ای که در این سوال از آن یاد شده، نماز جمعه در واجب و اداء می باشد، پس باید نماز جمعه در آن خوانده شود.

در خانه های که از قریه دور واقع شده اند جماعت می شود یا نه؟

سوال: ۲۲۹ مردمی که خانه های شان از مسجد ۴۰۰ - ۵۰۰ متر فاصله دارد و آواز آذان به ایشان نمی رسد اگر به جای مسجد حصه ای را در خانه برای نماز جماعت مخصوص گردانند و شش هفت نفر نماز با جماعت بخوانند آیا آن حصه خانه حکم مسجد را پیدا می کند یا نه؟

جواب: آن حصہ مخصوص خانہ در حکم مسجد نمی آید ^(۱) اما اگر در آنجا نماز با جماعت خوانده شود، ثواب جماعت حاصل می گردد.

نخست شهر بود واکنون دو دونیم هزار نفر نفوس دارد نماز جمعه در آن جائز است یا نه:

سوال: ۲۳۰ منطقه ای که قبلاً شهر بوده و اکنون نفوس آن کم گردیده و دوالی دونیم هزار نفر نفوس دارد نماز جمعه در آن جائز است یا نه، اگر جائز است به حساب وضعیت کنونی آن جائز می باشد یا وضعیت سابقه اش؟

جواب: قریه کبیره که دارای بازار باشد مانند قصبه است و علایم شهر بودن در آن دیده می شود پس جایی که قبلاً شهر بزرگی بوده و اکنون دو دونیم هزار نفر نفوس دارد و دارای دوکان بازار و غیره باشد در حقیقت مصر بوده و در ادای نماز جمعه در آن ترددی نیست و نشانه قریه کبیره آن است که مانند قصبه به نظر آید ^(۲).

خطبه جمعه فرض است یا سنت: سوال: ۲۳۱ (الف) خطبه جمعه فرض است یا سنت؟

هنگام خطبه ذکر جائز است یا نه: سوال: ۲۳۲ (ب) هنگام خطبه کدام نوع ذکر جائز است یا باید خاموش بود؟

جواب: در خطبه فرض ^(۳) فرض مطلق ذکر است تا جایی که اگر فقط (الحمد لله) یا (سبحان الله) بگوید فرض خطبه اداء می شود اما سنت آن است که دو خطبه باشد، طوریکه در الدر المختار و دیگر کتب آمده: (و کفت محمیده و تهلیل و تسبیح للخطبة المفروضة مع الکراهة...) ^(۴) و یسن

(۱) ولا یکره ما ذکر فوق بیت جعل لیه مسجد بل ولا لی لیه لانه لیس بمسجد شرعاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار، مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵، ط. س. ج ۲ ص ۶۵۷). ظفر

(۲) و یلغ فرضاً فی اللغات والقری الکبیرة الی لیه اسواق الخ (رد المحتار ص ۷۵۸ ج ۱ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ط

(۳) خطبه دجعی داداء و صحیح کدلو دیاره شرط ده (بشترط لصحتها سبعة اشياء الاول المصر الخ والرابع الخطبة لیه (الدر المختار باب الجمعة، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷). ظفر

(۴) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۸). ظفر

خطبتان.

ب: و هنگام خطبه باید خاموش بود و آنرا شنید، هیچ نوع نماز ذکر تسبیح و غیره نباید در این وقت صورت گیرد چنانچه تفصیل این موضوع در کتب فقه آمده کسی می خواهد به مراجعه کند. فقط

کسی که سنت قبل از نماز جمعه را قبل از خطبه نخوانده چه کند: سوال: ۲۳۳ چهار رکعت سنت قبل از نماز جمعه از شخصی مانده و اکنون خطبه شروع گردیده آن چهار رکعت را چه وقت بخواند؟

جواب: هنگام خواندن خطبه باید خاموش بود و به آن گوش فرا داد نباید هیچ نوع ذکر، تسبیح نماز و غیره را خواند، چنانچه این موضوع در کتب فقه آمده است ^(۱) بعد از شروع خطبه سنت را نخواند بلکه آنرا بعد از نماز جمعه بخواند و در وقت خطبه دیگری نیز نباید آنرا بخواند.

احاطه ای در فاصله یک میل از شهر قرار دارد نماز جمعه در آن جائز است یا نه: سوال: ۲۳۴ یک احاطه که دوازده میل مساحت دارد از شهر به فاصله یک میل واقع شده، نماز جمعه در آن درست است یا نه؟

جواب: اگر آن احاطه در شمار فنای شهر باشد نماز جمعه در آن صحیح است ^(۲).

در قریه های ایالت بنگال نماز جمعه جائز است یا نه: سوال: ۲۳۵ ما قولکم رحمکم الله در این مسأله که فی در ایالت بنگال جم غفیر در دهات نماز جمعه اداء می کنند به این دلیل که

(۱) اذا خرج الامام من الحجرة ان كان والا فللإمام للصعود فلا صلاة ولا كلام الى تمامها (درمختار) قوله فلا صلاة حمل السنة رخصة المسجد ثم قوله لا كلام اي من جنس كلام الناس اما الصبح ونحوه فلا يكره وهو الاصح كما في النهاية والنهاية وذكر الزيلعي ان الاحوط الانصات ومحل الخلاف قبل الشروع اما بعده فالكلام مكرره تحريما بالقاسم كما في البدائع وقال الباقي في مختصره واذا شرع في الدعاء لا يجوز للقرم رفع الدين ولا تأمين باللسان جهرا فان فعلوا ذلك المراء وقيل اسماء. ولا اثم عليهم والصحيح هو الاول وعليه الفتوى (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۸). ظفر

(۲) ويشترط لصحتها المصير او قضاءه. (درمختار باب الجمعة ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷). ظفر

مردم از گذشته در چنین قریه ها نماز جمعه را اداء کرده اند گروهی از علمای حنیفه آن دیار می گویند اگر چه نزد امام ابوحنیفه در دهات جمعه روا نیست مگر در این مسأله به تقلید از امام شافعی در قریه نماز جمعه را اداء می کنیم، این سخن ایشان چطور است و نماز ایشان اداء می گردد یا نه مطابق به مذهب حنفی جواب مدلل تحریر فرمائید.

جواب: نماز جمعه به اتفاق احناف مخصوص مصر بوده و در قری جائز نیست، طوریکه در هدایه آمده: (صلوة الجمعة لاتصح الا فی مصر جامع) و همچنان: (مصلی المصر ولا تجوز فی القری^(۱)) و در موضوع مصر از امام ابوحنیفه منقول است که دارای بازارها کوچه ها و حاکم نافذ کننده حدود باشد، چنانچه این موضوع در مواهب طرابلسی نقل گردیده اما اگر کفار غلبه کردند و حکومت اسلامی از میان رفت و تحقق شرط حاکم نافذ کننده مفقود گشت پس اگر قریه هایی که شما در مورد آنها پرسیده اید دارای بازارها کوچه ها باشند پس به موجب روایت مذکور نماز های جمعه و عیدین در آنها بدون شبه رواست و در غیر نه، طوریکه در (الشمعی) آمده است: (فلا یؤدی فی مفازة لما روی البیهقی فی المعرفة و عبد الرزاق و ابن ابی شیبة فی مصنفیهما عن علی انه قال لا جمعة ولا تشریق ولا صلوة الفطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او المدينة ولانه کان المدينة النبی ﷺ) فی کثیرة ولم ینقل عنه علیه السلام انه امر باقامة الجمعة فیها...) و کسانی که در قریه ها به تقلید امام شافعی نماز جمعه را می خوانند در نماز های پنجگانه و مسائل متعدد دیگر بر مسلک شافعی عمل نمی کنند اینکار ایشان تلفیق گفته می شود و تلفیق نزد فقها باطل است پس قول عده ای از علمای حنفی در باره جواز نماز جمعه در دهات هرگز درست زیرا بر خلاف ظاهر مذهب و مخالف قول مفتی به می باشد و نماز ایشان نه نزد احناف صحیح می شود و نه نزد شوافع پس گناه ترک نماز ظهر و قیام جمعه در حالیکه جائز نمی باشد بر گردن ایشان است والله تعالی اعلم. فقط

در بنگال جایی که قراء متصل یکدیگر اند نماز جمعه جائز نیست: سوال: ۲۳۶ در بنگال

بعضی از قراء متصل یکدیگر واقع شده اند و مردم از گذشته ها در آن مناطق نماز جمعه نمی خوانند اکنون بعضی از علمای بنگال می گویند که در این جاها بدون هیچگونه شکی نماز جمعه روا می باشد مردم منتظر فتوای شما هستند.

جواب: در قریه نماز جمعه نزد احناف واجب نبوده و اداء نمی باشد طوریکه در الدر المختار مشهور به شامی آمده است: (وفيما ذكرنا اشارة الى انها لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قافي ومنبر خطيب كما في المضمرات والظاهر انه يريد به الكراهة النفل بالجماعة الا ترى ان في الجواهر لو صلوا في لقرى لز مهم اداء الظهر^(۱)) قوله صلوة العيد ومثله الجمعة^(۲) از این روایت معلوم می گردد که در قریه های صغیره نماز جمعه صحیح نبوده و اداي نماز ظهر لازم است و خواندن نماز جمعه در قره صغیره مکروه تحریمی می باشد و دهات بنگال تا جایی که معلومات بدست آمده قریه های صغیره هستند پس به هیچ وجه نماز جمعه در آنها صحیح نیست.

در میان دو خطبه دست بلند نمودن و دعا کردن چه حکم دارد: سوال: ۲۳۷ در میان دو

خطبه جمعه دست بلند کردن و دعا نمودن درست است یا نه؟

جواب: در میان دو خطبه اگر کسی دعا می نماید باید در دل دعا کند دست بلند کردن و دعا نمودن در این هنگام درست نیست^(۳).

قبل از خطبه وعظ کردن چگونه است: سوال: ۲۳۸ یک مولوی صاحب قبل از خطبه

هنگامی که مردم نماز سنت را می خوانند وعظ می کند و بدین ترتیب کسانی که نماز سنت را می خوانند دچار مشکل می شوند در چنین حالتی باید نماز سنت را خوانند یا به وعظ گوش فرا داد؟

(۱) شامی باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ . ط.س. ج ۲ ص ۱۳۸ . ظفر

(۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ . ط.س. ج ۲ ص ۱۶۷ . ظفر

(۳) و اذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام الى تمامها الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۶۷ . ط.س. ج ۲ ص ۱۵۸) . ظفر

جواب: در وقتی که در نماز نماز گزاران خلل واقع گردد و نماز سنت از عده ای بماند نباید وعظ کرد زیرا فقها تصریح فرموده اند که در صورتیکه ذکر بالجهر و یا تلاوت قرآن به جهر باعث خلل در نماز نماز گزاران گردد باید چنین ذکر و چنین قرائتی صورت نگیرد پس وعظ این جمع اولی تر می باشد، لذا باید در چنین وقتی وعظ نشود و اگر مولوی صاحب مذکور وعظ را نمی گذارد چون سنت قبل از نماز جمعه سنت موکد می باشد لذا آنرا ترک ننموده و حتماً بخوانید^(۱).

نماز جمعه فرضی است یا نه و خطبه آن چه حکم دارد: سوال: ۲۳۹ دو رکعت نماز جمعه فرض است یا نه و خطبه اول و دوم فرض می باشد یا نه و آیا شنیدن خطبه واجب است یا نه و هنگام خطبه صحبت کردن و نماز خواندن چه حکم دارد؟

جواب: دو رکعت نماز جمعه فرض است^(۲) و خطبه فرض بوده^(۳) و دو خطبه سنت^(۴) می باشد و شنیدن همه خطبه ها فرض است.^(۵) در هنگام خطبه صحبت کردن و نماز خواندن درست نیست زیرا در حدیث روایت شده: اذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام...^(۶).

اذان دوم رو به روی منبر داخل مسجد باشد یا برون از آن: سوال: ۲۴۰ اذان دوم جمعه در داخل مسجد در نزدیکی منبر است یا برون از مسجد در دروازه مسجد و مراد از لفظ علی باب المسجد در حدیث ابو داؤد چیست؟

-
- (۱) ومن مؤکدا اربع لیل الظهر و اربع لیل الجمعة (در مختار) و لهذا كانت السنة المؤکدة قریة من الواجب فی لحوق الامم و مستوجب تاركها الفضل والبرم (ردالمحتار مطلب فی السنن التوافل ج ۱ ص ۶۳۰ ط. س. ج ۲ ص ۱۲).
- (۲) می فرض عین یکفر جاحدها لثبوتها بالدلیل القطعی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ ط. س. ج ۲ ص ۱۳۶). ظفر
- (۳) و بشرط لصحتها الخ الخطبة لیه (ایضا ج ۱ ص ۷۵۷ ط. س. ج ۲ ص ۱۴۷. باب الجمعة). ظفر
- (۴) و سن عظمیان بجلسته بینهما (ایضا ج ۱ ص ۸۵۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۴۸). ظفر
- (۵) یجب علیه ان یستمع (در مختار) حیث قال اذا الاستماع فرض کما فی المحيط او واجب الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸ ط. س. ج ۲ ص ۱۵۹). ظفر
- (۶) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۷ ط. س. ج ۲ ص ۱۵۸. ظفر

جواب: آذان دوم در داخل مسجد و روبه روی منبر مستنون است ^(۱) تفصیل این مسأله و تاویل حدیث ابو داود در رساله هایی که در این باره منتشر گشته موجود است آنرا مطالعه نمایند.

نماز جمعه به همین ترتیب درست است یا نه: سوال: ۲۴۱ من که به این نتیجه رسیده ام که

نماز جمعه در دار الحرب جائز می باشد نماز جمعه رابه ترتیب ذیل می خوانم: قبل از خطبه چهار رکعت سنت بعد از خط دو رکعت فرض با جماعت و پس از آن چهار رکعت تحت اما اگر وقتی به مسجد برسم که خطیب مصروف خواندن خطبه باشد خطبه را می شوم و پس از آنکه فرض را با جماعت خواندم، اول چهار رکعت سنت قبل از فرض و بعد چهار رکعت سنت پس از فرض را می خوانم، آیا این ترتیب صحیح است یا نه؟

جواب: بلی درست است باید همین ترتیب خوانده شود، اما اگر بعد از فرض جمعه شش رکعت سنت بخوانید بهتر است.

تعریف صحیح مصر چیست: سوال: ۲۴۲ یقیناً که نزد احناف برای وجوب جمعه مصر شرط

می باشد اما چون در تعریف مصر اختلاف زیاد وجود دارد لذا می خواهیم این مسأله را بدانیم که تعریف معتبر و مفتی به کدام بوده و ماخذ آن چیست که امید داریم این موضوع را به شکل مستدل بیان فرمائید قریه ۱۲۰۰ نفر نفوس داشته و دارای پنج مسجد نیز می باشد و تمام هوائج اهل قریه در همانجا دستیاب می باشد و مصداق کامل این قول صاحب هدایه است که گوید: (انهم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجد هم لم یسمعهم) و نیز با این قول صاحب شرح وقایه منطبق است که گوید: (ولا یسع اکبر مساجده اهل مصر) بر علاوه چون در قریه مذکور مردم شریف اهل علم سکونت دارند مردم از قریه های گرد و نواح نیز برای شرکت در نماز جمعه آنجا می آیند که جمعیت بزرگی تشکیل می گردد لذا بیان فرمائید که در قریه مذکور بنا بر تعریف

(۱) و یزید ثانی بین پده ای الخطیب الخ اذا جلس علی المنبر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۰ ط. س. ج ۲ ص ۱۶۱، باب الجمعة، ظفر

صاحب ہدایہ و شرح وقایہ جمعہ جائز است یا نہ؟ در صورتیکہ نا جائز باشد دلیل اعراض از این دو تعریف و ماخذ قول مفتی بہ را تحریر فرمائید خداوند شما را اجر دهد و مردم از شما مشکور باشد. فقط

جواب: این تعریف مصر (وہو ما لا یسع اکبر مساجد المکلفین بہا) منقوض می باشد صحیح آن است کہ جایی کہ عرفاً شہر، قصبہ و یا قریہ کبیرہ گفتہ شود و ضروریات مردم آن همانجا دست یاب باشد در حکم مصر است در شامی آمدہ: (وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ الی فیہا اسواق... و فیما ذکرنا اشارۃ الی: انہا لاتجوز فی الصغیرۃ الی لیس فیہا قاضی ومنبر وخطیب^(۱)) ودر الدر المختار در باب العیدین آمدہ: (صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ^(۲)) ودر شامی آمدہ: (مثله الجمعة^(۳)) پس معلوم گردید کہ در قریہ صغیرہ جمعہ درست نبودہ در حالیکہ تعریف: (ما لا یسع اکبر مساجد...) بر بسیاری از قریہ ہا صدق می کند بہ ہمین جہت شامی در ذیل این تعریف می گوید: (قوله وما لا یسع هذا یرد علی کثیر من القری...) بر علاوہ بر تعریف مذکور این اعتراض نیز گرفتہ شدہ کہ مسجد حرام در مکہ مکرمہ و مسجد نبوی در مدینہ منورہ از آن خارج می گردند زیرا ما لا یسع در مورد ایشان صدق نمی کند بلکہ آن دو مسجد زیادتہ از اہالی مکلف آن دو شہر گنجایش دارند چنانچہ این موضوع در شرح منیہ آمدہ است^(۴).

مولانا محمد قاسم ونماز جمعہ: سوال: ۲۴۳ حضرت مولانا محمد قاسم در مورد جواز صلوۃ الجمعة فی القری تحقیقاتی دارند آنرا ملاحظہ کنید وی در بخشی گوید: (واگر کسی در دہی

(۱) رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظہیر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷. ظہیر

(۳) رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۵. ظہیر

(۴) والفصل فی ذلک ان مکۃ والمدینۃ مصران تقام بہما الجمعة من زنہ ﷺ الی الیوم لکل موضع کان مثل احدہما لہو مصر لہ حنی التعریف الذی اعتارہ جماعۃ من المتأخرین کصاحب المختار والوقایۃ وغیرہما وہو ما لو اجتمع اہلہ فی اکبر مساجدہ لا یسمہم لانہ منقوض بہما الا کل مسجد منہما یسع اہلہ وزیادۃ لہ (غنیۃ المستملی ۵۱۱). ظہیر

جمعه قائم کند دست گریانش نزنند که اول این شرط مصر بودن ظنی..... در حالیکه این قول او خلاف جمهور است به چه ترتیب می توان قول او را با نظر جمهور تطبیق کرد.

جواب: مذهب احناف معلوم و مشهور است که در قریهٔ صغیره جمعه درست نمی باشد زیرا ایشان برای ادای جمعه مصر شرط می دانند و تحقیق این مسأله با دلائل قوی در اوثق العری و احسن القری موجود است کتاب های مذکور را ملاحظه کنید اما اینکه حضرت مولانا نانوتوی (رح) فرموده است: (دست و گریانش نزنند...) بدان جهت است که این مسأله ائمه اختلافی بوده و بر دلائل ظنی مبنی می باشد، لذا با کسانی که در قریه ها نماز جمعه را می خوانند جنگ و طعن نباید کرد زیرا در مسائل اختلافی مسلک محققین چنین است که نزاع و جدال در آن مناسب نمی باشد. فقط

جایی که چهار هزار نفر نفوس دارد نماز جمعه در آن جائز است: سوال: ۲۴۴ جایی که

چهار هزار نفر نفوس داشته و در فاصله یک میل از آن ایستگاه قطار آهن قرار دارد لذا بازار نیز در آنجا به وجود آمده و در بازار مذکور ماموریت پولیس و مکتب نیز وجود دارد و نفوس در آن بازار سه هزار نفر می باشد و جمعاً نفوس خود قریه ایستگاه قطار آهن به هفت هزار نفر می رسد، در منطقه مذکور نماز های جمعه و عیدین صحیح است یا نه؟

جواب: در قریه مذکور نماز های جمعه و عیدین واجب و اداء می باشد، زیرا در شامی تصریح اگر دیده که در قصبه و قریه کبیره جمعه فرض می باشد و قریه مذکور به اساس آنچه در سوال آمده، به ظاهر قریه کبیره است^(۱).

در قریه صغیره نماز جمعه جائز نیست: سوال: ۲۴۵: در قریه (هندواره) نود خانه زمینداران

قرار دارد در چنین قریه نماز جمعه ممنوع است یا نه؟

(۱) و تنوع فرض فی القصات و القری الکبیره الی فیها: نسوا الخ (شامی باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظفر

جواب: شامی از قہستانی نقل کرده: (وتقع فرضاً فی القصات والقری الکبیرۃ الی فیہا اسواق و فیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لاتجوز فی الصغیرۃ الی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب^(۱)) از این عبارت واضح می گردد کہ در قریہ مذکور کہ نود خانہ دارد جمعہ اداء نمی شود زیرا قریہ صغیرہ می باشد. فقط

در قصبہ بزرگ نماز جمعہ جائز است: سوال: ۲۴۶ در ولسوالی ہزارہ منطقہ ای قرار دارد بہ نام (شنکباری) کہ دارای چہار مسجد بودہ و در بازار آن ہشتاد دوکان می باشد ماموریت پولیس، پستہ خانہ و ادارات دولتی دیگر نیز دارد دو گاہگاہ کارمندان عالیرتبہ دولتی بہ آنجا می آیند و در آنجا نماز جمعہ خواندہ می شود اما اکنون شخصیتی از نماز جمعہ در آنجا مانع می شود در قریہ مذکور نماز جمعہ چہ حکم دارد؟

جواب: فقہا تصریح کردہ اند کہ در قصات و قریہ ہا کبیرہ جمعہ فرض بودہ و اداء می باشد و این را نیز واضح نمودہ اند کہ بہ اتفاق علمای حنفی در قریہ صغیرہ نماز جمعہ اداء نمی شود بلکہ جماعت جمعہ در قریہ صغیرہ بدان معناست کہ کسی نماز نفل را بہ جماعت بخواند کہ بہ اتفاق علما مکروہ می باشد، بزرگی و کوچکی قریہ بہ مشاہدہ و تعداد نفوس معلوم می گردد در قریہ ای کہ سہ الی چہار ہزار نفر نفوس دارد آشکارا قریہ کبیرہ بودہ و در حکم قصبہ می باشد و جایی کہ نفوس آن کمتر باشد. قریہ صغیرہ گفتہ می شود شامی از قہستانی نقل کردہ است: (وتقع فرضاً فی القصات والقری الکبیرۃ الی فیہا اسواق... و فیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ الی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب...^(۲)) و در الدر المختار آمدہ: (صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لایصح) قال فی الشامی: (قوله صلاۃ العید ومثله الجمعة^(۳)).

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظہیر

(۲) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظہیر

(۳) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷. ظہیر

جایی که دو نیم هزار نفر نفوس دارد نماز جمعہ در آن جائز است یا نہ: سوال: ۲۴۷ در

منطقه (راکیرہ) تعداد مسلمانان دو نیم هزار نفر می باشد و دارای چهار مسجد بوده و همچنان بازار و دوکان های عطاری زیاد نیز دارد و همیشه نماز جمعہ در آن خوانده می شود آیا نماز جمعہ در آن جائز است یا نہ؟

جواب: قریہ مذکور ظاہراً قریۃ کبیرہ بوده و در قریۃ کبیرہ نزد احناف جمعہ واجب و اداء می باشد، طوریکہ در شامی آمده: (وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة ...^(۱)).

نماز جمعہ در قریہ های مستقلی کہ در نزدیکی بازار قرار دارند جائز است یا نہ: سوال:

۲۴۸ منطقه (چوتا) متصل بازار (کمتول) واقع بوده و نفوس بازار از سه چهار هزار نفر کم نیست و تمام اشیای ضروری در آن دستیاب می باشند آیا می توان منطقہ مذکور را فئای مصر قرار داد مسلمانان به بازار مذکور رفته و نماز جمعہ را بخوانند و یا نماز جمعہ را در منطقہ خود قائم کنند یا نہ؟

جواب: در حالیکہ قریۃ مذکور به نام مستقل مشہور بوده و برای اغراض شهر نیست در حساب فئای مصر نمی آید (فالقول بالتحديد بمسافة يخالف التعريف المتفق على ماصدق عليه بانه المعد لمصالح المصر فقد نص الائمة على ان القنا ما اعد لدفن الموتى ولحوائح المصر كركض الخيل والدواب وجمع العساكر والخروج للرمي وغير ذلك^(۲)) پس مردم قریہ های کوچک کہ در گرد نواح آن بازار وجود دارند در همان قریہ های خویش نماز ظهر را بخوانند زیرا نماز جمعہ در آنجا ها درست نیست^(۳) اما اگر به شهر بروند در آنجا نماز جمعہ را بخوانند^(۴).

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

(۲) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۹ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۹. ظفر

(۳) و فیما ذکرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر الخ الا ترى ان في الجواهر لم يسلوا في القرى لزمهم اداء الظهر (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷ - ۷۴۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸) ولی الخایة المقیم فی موضع من اطراف المصر ان کان بینہ و بین عمران المصر فرجة من مزارع لا جمعة علیه وان بلعه انشاء (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۳). ظفر =

آیا برای مرد قراء رفتن به شهر جهت ادای نماز جمعه ضرور است: سوال: ۲۴۹ آیا برای مردم قراء ضرور است که غرض ادای نماز جمعه به شهر بروند یا نه و اگر نروند آیا گنهگار می شوند یا نه؟

جواب: برای مردم قریه های گرد و نواح رفتن به شهر جهت اداء نماز جمعه ضرور نیست و نه به اساس نرفتن گنهگار می شوند.

مقصد این عبارات چیست: سوال: ۲۵۰ اختلافی فی تفسیر المصر قال فی النهایة اختلافی فی فتن ابی حنیفة هو ما یجتمع فیہ مرافق اهلہ) همچنان: (وعن ابی حنیفة هو بلدة کبيرة فیہا سکک واسواق ولها رساتیق) مقصد این دو عبارت چیست؟

جواب: عبارات مختلفی که در تعریف مصر وارد شده مقصد همه آنها فقط این است که مصر شهر بزرگی می باشد که دارای دوکانها و بازارها بوده و اشیای مورد ضرورت در آن دستیاب باشد. فقط

آیا در قریه کوچک به اساس مصلحتی نماز جمعه جائز است: سوال: ۲۵۱ در یک قریه مردم خیلی ها علاقمند نماز جمعه هستند اما به اساس مذهب امام اعظم مانند دیگر ایام نماز ظهر را فرض عین دانسته و آنرا به جماعت اداء می کنند اکنون این خیال به وجود آمده که در روز جمعه برای جماعت جمع گردیده و به شنیدن مسائل دینی پرداخته و از آن فیض برند، آیا به دلیل مفاد دینی که از این کار متصور است اگر نماز جمعه را اداء نمایند، آیا نماز ظهر از ذمه ایشان ساقط می گردد؟ باید یاد آوری کنیم که قریه مذکور چهار صد نفر نفوس داشته و متصل آن قریه دیگری است که دو هزار نفر نفوس دارد.

(۱) و شرط لا لفرضاها (ای الجمع) الامة بمصر (در مختار) (قوله الإمام) خرج به المسافر وقوله بمصر اخرج الاقامة فی غیره الا ما استثنی بقوله فان كان یسمع النداء الخ ثم ظاهر رواية اصحابنا لا تجب الا على من یسکن المصر او ما یصل به فلا تجب على اهل السواد ولو قرأها وهذا اصح ما قبل فیہ (رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۲، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۳). ظفر

جواب: احناف باید از امام ابوحنیفه تقلید کنند و مطابق مذهب خویش در قریة صغیره نماز بخوانند بلکه نماز ظهر را با جماعت اداء نمایند اینکه قریه دیگری است که دو هزار نفر نفوس دارد ایم قریه را به قریه کبیره تبدیل نمی کند در شامی جلد اول در باب الجمعة آمده است: (ولیما ذکرنا اشارة الى انها لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات^(۱)).

تعریف مفتی به مصر چیست و در هندوستان نماز جمعه جائز است یا نه: سوال: ۲۵۲ نماز

های جمعه وعیدین در قریه جائز است یا نه و تعریف مفتی به مصر چیست و در مورد شرط وجود والی یا قاضی مسلمانان چه فتوایی وجود دارد و در سرزمین هندوستان نماز جمعه واجب است یا نه فی جایی که هشت هزار خانه دارد قریه است یا شهر؟ اگر حکم جواز جمعه باشد احتیاط الظاهر ضرور است یا نه؟

جواب: اگر قریه بزرگ بوده و مانند قصبه دارای بازار و دوکان ها باشد نزد احناف نماز های جمعه وعیدین در آن فرض است و اگر قریه کوچک باشد نمازهای جمعه وعیدین در آن درست نیست، طوریکه در شامی در باب الجمعة آمده: (وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق... ولیما ذکرنا اشارة الى انها لا تجوز فی الصغیرة ...^(۲)) در تعریف مصر اختلاف بوده و موضوع مذکور در کتب فقه آمده اما فیصله در مورد آن نیز در همین عبارت شامی صورت می گیرد و اینکه قصبه و قریه بزرگ شرعاً مصر می باشد و قریه کوچک مصر نیست تفصیلات بیشتر در مورد مصر را در کتب فقه ملاحظه فرمائید. در شامی تصریح گردیده که در سرزمین هایی که کفار بر آنها مسلط شده نماز جمعه صحیح است و نبودن امام مسلمانان باعث عدم جواز جمعه نمی گردد، بلکه باید مسلمانان آن دیار برای خود امامی تعیین نموده و عقب او نماز بخوانند

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ مطبوعه درسمادات ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

(۲) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

(۱) قریہ ای کہ ہشت ہزار خانہ ویا ہشت ہزار نفوس داشنہ باشد قصبہ ویا شہر بودہ ودر آنجا بدون هیچگونہ تردیدی نماز جمعہ اداء می شود، لذا بہ احتیاط الظہر ضرورتی نیست.

این تعریف مصر کہ شرح وقایہ وعدہ دیگری نقل کردہ اند کہ: (انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجد ہم لم یسعہم) یا (مالا یسع فی اکبر مساجدہ اہل مصر) صحیح نیست وعلامہ شامی آنرا واضح ساختہ وگوید: (قوله ما لا یسع هذا یرد علی کثیر من القری^(۱)) یعنی اگر تعریف مذکور را صحیح قبول کنیم، تعریف مذکور بر بسیاری از قریہ ہای کوچک صدق خواہد کرد در حالیکہ در آن قریہ ہا جمعہ درست نیست پس این نکتہ ہم گفتہ شدہ کہ بہ این اساس مسجد حرام ومسجد نبوی در حرمین شریفین از این تعریف خارج می گردند زیرا در آنجا (مالا یسع) یعنی کہ تمام نماز گزاران آن شہر در بزرگترین مسجد آنجا ننگند صادق نمی باشد، زیرا آن دو مسجد بیشتر از ساکنان نماز گزار آن دو شہر گنجایش دارند در شرح منیہ آمدہ است: (حتی التعریف الذی اختارہ جماعة من المتأخرین کصاحب المختار والوقایہ وغیر ہما وھو مالو اجتمع اہلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعہم فانہ منقوض بہما اذ مسجد کل منہما یسع اہلہ وزیادۃ...) غنیۃ المستملی ص ۵۱۱. لذا تعریف متأخرین را نمی توان درست دانست^(۲) زیرا تعریف باید چنان جامع باشد نہ بہ ہر ترتیبی تطبیق گردد. فقط

قریہ ای کہ یک ہزار دو صد نفر نفوس دارد نماز جمعہ در آن جائز است یانہ: سوال:

۲۵۳ در این قریہ ای وجود دارد بہ نام (سمیرا) کہ یک ہزار ودو صد نفر نفوس داشنہ اما ہمہ ایشان مسلمان نیستند بلکہ حدود ہشت صد الی نہ صد نفر آنان مسلمان می باشند در اینجا نہ

(۱) لئلا یؤثر کفاراً یجوز للمسلمین إقامة الجمعة ویرى القاضی قاضی براضی المسلمین وجب علیہم ان یلتزموا والیا مسلماً آہ
(ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۴، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۴). ظفر

(۲) (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۷).

(۳) صاحب الدر المختار پس از نقل اقوال متأخرین می نویسد: (وظاہر المنع انہ کل موضع لہ امیر وقاضی یقدر علی إقامة الحدود کما حرروا لہما خلفا علی الملتقى (ردمختار) قوله ظاهر المنع الخ قال فی شرح المنیۃ والحد الصحیح ما اختارہ صاحب الہدایۃ انہ الذی لہ امیر وقاضی یقدر علی الاحکام ویقیم الحدود الخ (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۷). ظفر

بازاری وجود دارد و نه پسته خانه ای و نه محکمه ای و مواد مورد ضرورت نیز هر وقت در آن دستیاب نمی باشد اماشش هفت دوکان کم سرمایه دارد که یکی از آنها بزاززی بوده و تکه های ار زان قیمت را می فروشد و در یک دوکان دیگر حلوا فروخته می شود و فقط یک مسجد دارد که روز جمعه حدود شانزده هفده نفر در آن جمع می شوند، البته این قریه مدرسه ای نیز دارد که - ۸۵ - شاگرد در آن به سر می برند، در این قریه نماز جمعه باید خوانده شد پانه؟ زید می گوید که در اینجا از گذشته نماز جمعه خوانده شده اکنون چگونه می توان آنرا ترک کرد؟

جواب: آشکار است که موضع مذکور که نفوس نزدیک یک هزار و دو صد نفر می باشد. قریه کبیره نبوده بلکه قریه صغیره می باشد پس به اساس قواعد فقهی و تصریحات فقها در منطقه (سمریا) باید نماز ظهر به جماعت خوانده شود طوریکه در ردالمحتار آمده: (وتقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبیره التى فيها اسواق و فیما ذکرنا اشارة الى انها لاتجوز فی الصغیره).

در جای که دو هزار هشتصد نفر نفوذ دارد نماز جمعه جائز است: سوال: ۲۵۴ منطقه

(رابدنه) دوهزار و هشتصد نفر نفوس داشته و هر چند تمام اشیای مورد ضرورت در آن دستیاب نمی شود اما مواد خوراکی از قبیل مرغ، نمک، ترکاری، برنج، دال و غیره در آن به فروش می رسد مجموعاً شانزده دوکان دارد که شکل بازار را نداشته و دور از هم واقع شده اند جمعاً چهار مسجد دارد که از آنجمله در دو مسجد نماز خوانده می شود لطف نموده بفرمائید که آیا قریه مذکور حکم قصبه را دارد یا قریه صغیره را همچنان بگوئید که نماز احناف عقب غیر مقلدین درست است پانه؟

جواب: از نامه شما معلوم گردید که قریه (رابدنه) تقریباً سه هزار نفر نفوس دارد که به نظر من قریه بزرگ است و در شامی نوشته شده که در قریه کبیره نماز جمعه واجب و اداء می باشد که عبارت آن این است: (وتقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبیره التى فيها اسواق....) اگرچه منطقه

مذکور بازار ندارد امامه اعتبار نفوس می توان آنرا به قصبه ملحق دانست. ^(۱) نماز احتاف عقب غیر مقلدین می شود مگر احتیاط بهتر بوده وتاجایی که ممکن باشد کوشش شود که چنین شخصی امام تعیین نگردند ^(۲).

حکم نماز جمعه درجایی که یک ونیم هزار نفر نفوس دارد: سوال: ۲۵۵ قریه ای که مجموع نفوس آن مسلمان وهندو جمعاً یک هزار وپنجمصد نفر می شود ودارای سه مسجد ومنازل پخته کاری می باشد هفته یکبار در آن روز بازار می شود وحدود ده دوکان کم سرمایه نیز دارد که اکثر اشیا چون غله جات، تکه، ادویه در آنها به فروش می رسد نماز جمعه درآن اداء می گردد یانه؟

جواب: مدار رجوب وعدم وجوب نماز جمعه را فقها بزرگی وکوچکی قریه نوشته اند وقریه کبیره آن است که مانند قصبه بوده وسه الی چهار هزار نفرنفوس داشته باشد پس قریه مذکور به اعتبار نفوس قریه کبیره به نظر نمی آید لذا ضرور است که در آنجا نماز ظهر به جماعت خوانده شود ^(۳). فقط

بعد از فوضى نماز جمعه چند رکعت سنت است: سوال: ۲۵۶ بعد از فرض نماز جمعه چند رکعت سنت وجود دارد؟

جواب: فقها حنفی نوشته اند که بعد از نماز جمعه چهار رکعت سنت مؤکد وجود دارد ودر بعضی روایات آمده که شش رکعت سنت می باشد لهذا احتیاط آن است که شش رکعت ^(۴)

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸. ظفر

(۲) ومخالفاً كشافى لكن فى وتر الحر ان يعقن المراءات لم يكره اوعدمها لم يصب و ان شك كره (ردالمحتار على هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۶، ط. س. ج ۱ ص ۵۶۲-۵۶۳). ظفر

(۳) ونفع فرضاً فى الفصبات والقرى الكبيرة التى فيها اسواق (الى قوله) ولما ذكرنا اشارة الى انها لا تجوز فى الصغيرة (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸). ظفر

(۴) وسن الخ قبل الظهر والجمعة وبعلها اربعة بتسليمه وشرح وقائه باب الوتر والوائل ج ۱ ص ۲۰۰. ظفر

خوانده شود و اگر نه خواندن چهار رکعت حتمی است.

منظور از نفوس برای قریه کبیره چیست: سوال: ۲۵۷ نوشته شده که قریه کبیره باید چهار

هزار نفوس داشته باشد منظور تعداد خانه ها است یا تعداد افراد؟

جواب: منظور تعداد افراد می باشد یعنی هر انسانی که در قریه زندگی می کند چه بزرگ باشد چه کوچک چه مرد باشد چه زن، چه مسلمان باشد چه هندو، اگر مجموع همه آنها به سه چهار هزار نفر برسد قریه مذکور قریه کبیره بوده و فقها نوشته اند که در قریه کبیره جمعه فرض می باشد طوریکه در شامی آمده: (وتقع فرضاً فی القصبات والقرى الکبیره...^(۱)).

در خطبه هنگام ذکر نام پیامبر (ﷺ) باید درود بخواند یا نه؟ سوال: ۲۵۸ وقتی در خطبه

نام گرامی پیامبر (ﷺ)، برده شود، سامعین درود بخوانند یا نه؟ خفیه بخوانند یا جهر یا قطعاً هیچ نخوانند؟

جواب: در الدر المختار آمده است: (والصواب انه یصلی علی النبی (ﷺ) عند سماع اسمه فی نفسه) ودر شامی آمده: (کذا اذا ذکر النبی (ﷺ) لایجوز ان یصلی علیه بالجهر بل بالقلب وعلیه الفتوی....) مفهوم این هر دو عبارت آن است که وقتی نام پیامبر (ﷺ) در خطبه شنیده شود در دل درود بخواند و به جهر نخواند و آهسته به زبان نیز نخواند بلکه در دل آنرا تصور کند.

جواب دوم: از عبارت حاشیه شامی این مسأله واضح می گردد که اگر دعا می کند به زبان ننماید اما در شرح منیه آمده: (اذا قرأ الإمام ان الله وملائکته یصلون علی النبی.... لایة لعن ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله انه ینعت عن ابی یوسف رحمه الله انه یصلی سرّاً وبه اخذ بعض المشائخ) از اینجا معلوم می شود که مسلک هر دو طرفت خاموش بودن می باشد و قول امام ابو

یوسف آن است که آهسته درود بخواند و شامی از معراج نقل کرده است که در دل دعا کند و نتیجه این همه عبارت آن می باشد که منظور از سر آن است که لفظ به زبان آهسته تلفظ شود لهذا اگر کسی آهسته به زبان درود بخواند نباید آنرا بد انگاشت زیرا امام ابو یوسف و بعضی از مشائخ آنرا اجازه داده اند اما در عبادات بهتر آن است که مسلک امام مراعات گردد پس سکوت ترجیح دارد.

دعا مقتدی در میان دو خطبه: سوال: ۲۵۹ وقتی امام یک خطبه را بخواند و بنشیند مقتدی دست ها را بلند کرده دعا کند یا در دل دعا نماید یا هیچ دعا نکند؟

جواب: وقتی که خطیب برای جلسه درمیانی بنشیند سامعین به زبان دعا نکنند اگر دعا می کنند باید در دل باشد.

بحث در مورد اذان دوم نماز جمعه: سوال: ۲۶۰ اینکه در تمام مساجد قبل از خطبه اذان دوم داده می شود نزد محدثین مکروه به نظر می آید و کتاب (المدخل) آنرا با شد فراوان مکروه نوشته و من هیچمدان نیز هیچ جاهی ندیده ام که فقها به تصریح نوشته باشند که حتماً نزدیک منبر باشد بلکه لفظ (بین یدیه) نوشته که می توان مطلب از آنرا رو به روی مسجد یا مناره مسجد گرفت و اذان داد چه جرجی دارد؟

جواب: در کتب فقه در این مورد ارشاد فرموده اند: (ویؤذن ثانیاً بین یدیه ای الخطیب) و در الدر المختار آمده: (قوله ویؤذن ثانیاً بین یدیه ای علی سبیل السنة ما یظهر من کلامهم) پس چون فقهای حنفی می فرمایند که این اذان روبرو روی خطیب سنت است پس به اساس نوشته مردم غیر مذهبی تذبذب درست نیست و لفظ (بین یدیه) آن وقت صدق می کند که مؤذن رو به روی امام اذان دهد که توارث نیز بر این است. فقط

تصفیه دوگرو در مورد نماز جمعه: سوال: ۲۶۱ کسانی که بعد از نماز جمعه احتیاط الظهر می

خوانند دو گروه هستند یکی از این دو گروه نماز جمعه را فرض ندانسته و فقط آنرا از جمله شعائر اسلام می دانند، گروه دیگر آنرا فرض می دانند اما باز هم احتیاط الظهر می خوانند می خواهیم این مسأله را بدانیم که نماز کسی که نماز جمعه را فرض می داند و احتیاط الظهر نمی خواند عقب ایشان درست است یا نه؟ اینکه کدام یک از آن دو گروه می شود و عقب کدام یک از دو گروه نمی گردد اقتدای قوی بر ضعیف در صورت اقتدا عقب هریک از دو گروه لازم می آید یا یکی از ایشان؟ واضح سازید خداوند شما را اجر دهد.

جواب: گروهی که جمعه را فرض نمی داند آشکارا غلط می کند، در الدر المختار آمده است: (فرض عین یکفر جاحدها لثبوتها بالدلیل القطعی كما حققه الکمال) یعنی نماز جمعه فرض عین بوده و منکر فرضیت آن کافر می باشد زیرا فرضیت آن به دلیل قطعی ثابت گردیده چنانچه شیخ کمال الدین ابن همام (رح) آنرا به اثبات رسانیده و شامی این قول ابن همام را نقل می کند که ما برای ثبوت فرضیت جمعه بدانجهت این قدر بحث طولانی نمودیم که عده ای از جاهلان می گویند که مذهب حنفی عدم فرضیت نماز جمعه می باشد. ببینید که علامه موصوف شخصی را که به فرضیت نماز جمعه قابل نیست جاهل می خواند و این قول منکر فرضیت نماز جمعه که می گوید چون پادشاه مسلمان نیست، لذا نماز جمعه فرض نمی باشد نیز جهل و بی خبری از مذهب حنفی می باشد، زیرا در الدر المختار تصریح گردیده که در صورت نبودن پادشاه مسلمان کسی را که عامه اهل اسلام امام جمعه مقرر کنند کفایت می کند عبارت مذکور این است: (اما مع عدمهم فيجوز للضرورة) و در شامی آمده: (فلو الولاة كفاراً يجوز للمسلمين إقامة الجمعة ويصير القاضي قاضياً بتراضى المسلمين^(۱)).

خلاصه آنکه عقب کسی که به فرضیت جمعه قائل نباشد نماز صحیح نمی شود و عقب کسی که به فرضیت جمعه قائل است اما احتیاط الظهر می خواند نماز درست است اگر چه حق آن است

که در شهرها لقبات و قریه های کبیره نماز جمعه صحیح بوده و به احتیاط الظهر ضرورتی نیست زیرا در کتب فقهی نوشته شده که در جاهایی که نماز جمعه جائز می باشد نباید احتیاط الظهر خواند که در ذهن کسی این شبه و خیال خطور نکند که نماز جمعه فرض نمی باشد الدر المختار این فتوی صاحب بحر نقل می کند: (قد اُفتت مراراً بعدم صلوة الاربع بعدها بنية آخر ظهر خوف اعتقاد فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا^(۱)) اما با این همه اگر شخصی به فرضیت نماز جمعه قائل باشد اما احتیاط الظهر هم بخواند عقب او نماز صحیح است.

در قریه نماز جمعه جائز است یا نه: سوال: ۲۶۲ نماز جمعه در قریه جائز است یا نه؟ شروط جواز و عدم جواز چیست؟ در قریه ای که نماز عید جائز باشد نماز جمعه جائز است یا نه؟ در شروط نماز جمعه وعید فرقی وجود دارد یا ندارد و اگر فرقی وجود داشته باشد چیست؟ قریه ای که ۵۰ نفر نفوس داشته و اکثریت مردم آن مسلمان باشند و اشیای ضروری همه در آن دستیاب گردد نماز جمعه در آن جائز است یا نه؟ مطابق آیات قرانی و احادیث نبوی جواب دهید مصر به چه جایی گفته می شود و باید چقدر نفوس داشته باشد و شروط مصر چیست به صورت مفصل تحریر فرمائید.

جواب: در قریه کوچک که یک هزار، دوهزار نفر هم نفوس نداشته باشد نزد احناف نماز جمعه جائز نیست، برای وجوب و ادای نماز جمعه نزد احناف مصر شرط می باشد و مصر به شهر و قصبه گفته می شود که دارای کوچه ها و بازارها باشد و هر قسم دوکان در آن وجود داشته باشد و قریه کبیره نیز در حکم مصر می باشد مگر قریه ای که از آن سوال شده فقط ۵۰ نفر نفوس دارد لذا قریه صغیره بوده و نماز جمعه دار آن درست نیست و در قریه ای که نماز جمعه نباشد نماز عید نیز صحیح نیست.

(۱) الدر المختار علی هامش و الدامخار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۶. ظفر

شروط وجوب ولادای نماز جمعه و نماز عید طوریکه در الدر المختار و سائر کتب آمده ازهم فرقی ندارند پس باید در آن گریه نه نماز عید خوانده شود و نه نماز جمعه، بلکه باید نماز ظهر به جماعت خوانده شود، مذهب حنفی چنین بوده و در تمام کتب فقه ذکر گردیده است علامه شامی به نقل از قهستانی گفته است: (وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیره الی فیها اسواق... و فیما ذکرنا اشارة الی انها لا تجوز فی الصغیره....) و در الدر المختار آمده است: (تجب صلوتهما فی الاصح بشر ائطها المتقدمة^(۱)).

نماز جمعه در قریه ها: سوال: ۲۶۳ در قریه صغیره نماز نجمعه جائز است یا نه و همچنان بگویند که در جایی که سلطان یا نائب سلطان نباشد نماز جمعه رواست یا نه؟

جواب: در قریه صغیره به اساس مذهب امام ابو حنیفه نماز جمعه درست نیست و تحقیق و تفصیل آن در کتب فقه به شکل مفصل آمده آنها را مطالعه نمایند اما در قریه کبیره که دارای کوچه ها و بازار باشد طوریکه شامی تصریح نموده نماز جمعه اداء می شود و در تعریف همان قول معتبر است که دارای کوچه ها و بازار ها و مقامگاه حاکمان باشد و در حقیقت تعریف شهر و قریه ضرورتی به وضوح ندارد، زیرا جایی که آنرا عرفاً شهر گویند شهر است و جایی را که قریه گویند قریه است، اما این نکته را باید متوجه بود که قصبه و قریه کبیره هم حکم مصر را دارد و اقامه نماز جمعه در آن جائز است در صورت عدم وجود سلطان و نائب او باز هم نماز جمعه در مصر واجب بوده طوریکه در شامی بدان تصریح کرده است، در آنجا چون مسلمانان امامی را معین مقرر نمایند کفایت می کند. در شهر ها قصبات و قریه های کبیره که اقامت نماز جمعه در آنها واجب است، ضرورتی به احتیاط الظهر نیست و الدر المختار از بحر فتاوی عدم جواز احتیاط الظهر رانقل نموده که احوط همان است، والله اعلم.

بحث در نماز جمعہ: سوال: ۲۶۴ علمای دین در این مسأله چه می فرمایند که سمت غرب و جنوب و لسوالی ارکان یک اداره بوده و بخش شرقی و شمال آن اداره دیگر می باشد که کوه بلندی در آن وجود دارد و تمام قریه ها طوری واقع شده اند که کم و بیش از یکی دیگر فاصله دارند و بعضاً میان دو قریه باغ ها واقع شده، هر قریه مطابق نفوس شماری دو دویسم هزار نفر و کم و بیش نفوس دارد و در بعضی حصص پسته خانه، بازار، مدرسه و مکتب دولتی وجود دارد مگر بازار آن دائمی نیست، اکنون می خواهیم بدانیم که آیا می توانیم به اساس آنکه تمام این قریه ها بخشی از یک واحد اداری هستند، آنها را متحد بدانیم و اگر متحد باشند نماز جمعہ در همه آنها جائز خواهد بود یا در بخشی از آنها؟ اگر جائز نباشد دلیل عدم جواز چیست زیرا تعریفی را که صاحب الدر المختار از مصر نموده به اینجا کاملاً صدق می کند و اگر این تعریف قبول نشود دلیل پذیرفتن تعریفی که شامی و دیگران از مصر نموده اند چیست و آیا حنفی مذهب می توان به اساس ضرورت در مورد جواز نماز جمعہ به مذهب ائمه ثلاثه فتویٰ دهد یا نه؟

جواب: اقول وبالله التوفیق مذهب حنفی در مورد نماز جمعہ آن است که در مصر واجب شده و در قریه غیره واجب نمی باشد اما قصبه و قریه کبیره که دارای دوکان ها بازار و غیره باشد نیز در حکم مصر بوده و در آنها نیز طوریکه شامی تصریح نموده نماز جمعہ درست است، پس قریه های جداگانه ای که در میان آنها باغ و غیره بوده صغیره هستند و نماز جمعہ در آن ها درست نیست اما اگر در آن میان قریه ای وجود داشته باشد که نفوس آن کم از کم از دو هزار نفر کم نبوده و دارای دوکان ها بازار ها و غیره باشد و عرفاً شهر قصبه و یا قریه بزرگ پنداشته شود نماز جمعہ در آن صحیح است. این تعریف مولف الدر المختار که گوید: (ما لایسع اکبر مساجده اهل المکلفین بها) تعریف نسبتاً خوبی بوده و بدین جهت شامی گوید: (هذا صدق علی کثیر من القرى) اما این تعریف با ظاهر روایت مخالف بوده و مخدوش نیز می باشد، زیرا گاهی بر قریه صغیره صدق نموده و گاهی بر بزرگترین شهر صدق نمی کند زیرا در آنها (لا یسع) اطلاق نمی

گردد چنانچه در شرح منیه آمده که این تعریف بر حرمین شریفین صدق نمی نماید زیرا همیشه در مساجد حرمین شریفین جای خالی باقی می ماند یعنی بهر صورت این تعریف بر هر جایی تطبیق نمی گردد اما اگر در جایی تعریف مذکور صادق آید مطابق فتوای تعداد از فقها اگر در آنجا نماز جمعه خوانده شود گنجایش آن وجود دارد.

بعد از خطبه سنت ها را باید خواند یانه: سوال: ۲۶۵ بعد از آغاز خطبه خواندن نماز سنت چه حکم دارد؟

جواب: بعد از آغاز خطبه نباید نماز های سنت را خواند نه هنگام خطبه اول و نه هنگام خطبه دوم زیرا طبرانی در معجم خود از ابن عمر (رضی) مرفوعاً روایت کرده است: (إذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام^(۱)).

هنگام قرائت آیت (صلوا علیه وسلموا) در خطبه درود به آواز چه حکم دارد: سوال:

۲۶۶ در اینجا میان مسلمانان رواج است که وقتی در خطبه امام آیت: (یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما) را می خواند مقتدیان همه به آواز بلند درود می گویند اینکار جائز است یانه؟

جواب: جائز نیست زیرا در کتب فقه نوشته شده که در این وقت باید درود در دل خوانده شود نه در زبان. فقط

جواب اذان خطبه ودعای پس از آن: سوال: ۲۶۷ من به اذان خطبه جواب می دهم و پس از آن دعا می کنم آیا این کار جائز است یانه؟

جواب: در کتاب شامی در صفحه ۸۵۷ آمده است؟ (لا یصلوا علیه بالجهر بل بالقلب^(۲)) و در

(۱) ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۷ ، ط. م. ج ۳ ص ۱۵۸. ظفر

(۲) وکذا لک اذا ذکر النبی ﷺ لا یجوز ان یصلی علیه بالجهر بل یتکلم وعلیه الفتوی رملی (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۸. =

الدر المختار آمده: وینبلی ان لایجب بلسانه اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب^(۱).

دعای اجتماعی بعد از نماز سنت بدعت است: سوال: ۲۶۸ بعد از پایان نماز وقتی که امام از نمازهای سنت فارغ گشت به آواز بلند دعا می کند و مقتدیان که سنتها را خوانده می باشند با او در دعا شرکت می ورزند و این دعا دور و دراز بوده و آنرا ضروری می پندارند امور مذکور چه حکم دارد؟

جواب: این امر از سنت ثابت نیست لهذا بدعت بوده و باید ترک گردد در مذمت بدعت احادیث زیادی وارد شده و قباح آن آشکار می باشد، بر علاوه فقهای از کاری که موجب خلل در نماز نماز گزاران گردد منع نموده اند پس اینکار پافشاری بر بدعت بوده و نهایت مذموم می باشد، پیامبر (ﷺ) فرموده است: (کل بدعة ضلالة) و همچنان فرموده است: (من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد).

نماز جمعه در دهات: سوال: ۲۶۹ اکثر مسلمانان این دیار در قریه ها سکونت دارند و نفوس هر قریه دو الی سه هزار نفر می باشد مگر در هر مسجد جامع بیشتر از بیست بیست و پنج نفر حاضر نمی باشد، زیرا در یک قریه چند مسجد جامع وجود دارد در چنین قریه ها نماز جمعه خوانده شود یا نه؟ احتیاط الظهر بخوانم یا نه؟ اکثر قریه ها طوری متصل اند که اگر نام جداگانه نمیداشتند یک قریه گفته می شد پس چنین قریه ها متصل یک قریه شمرده می شوند آیا متعدد؟

= ط.س. ج ۴ ص ۱۵۸. ظفر

(۱) ولا تلفت الی ما فی باب الجمعة من عمدة الرعاة وحاشیة الهدایة للفاضل للکهنوی من قوله فلا تکره اجابة الاذان الذی یؤذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذلك من فعل معاویة فی صحیح البخاری فی ان الطیرانی فی معجمه کما فی فتح الباری روی عن ابن عمر "مرقوعاً اذا خرج الامام فلا صلاة ولا کلام الحديث والكلام بمحموه لکونه تکره والتمه تحت الفی شامل لاجابة الاذان بین یدی الخطیب ایضا ولا یعارضه فعل معاویة (رضی الله عنه) لانه کان اماماً کما فی البخاری ایضا و جاز للامام ان یجیب بلسانه وحديث ابن عمر" ورد فی حق المؤمنین ومنعوا عن الکلام عند خروج الامام من المنزل او المصروعة لفرجه مانع للسامعین عن الکلام لا الامام لانه المتکلم علی المنبر وهو خارج عن حدیث ابن عمر (رضی الله عنه) وداعل فی حکم حدیث معاویة (رضی الله عنه) فلا یعارض کما لا یخفی، والفرق بین ابن عمر و بین معاویة (رضی الله عنه) معلوم مثبت فی موضع. هذا، وللتفصیل موضح آخر.

جواب: اگر قریہ کبیرہ باشد نماز جمعہ در آن درست است، زیرا شامی از قہستانی نقل نموده: (وتقع فرضاً فی القصابات والقرى الكبيرة التى فيها اسواق) واحتیاط الظہر در آنجا جائز نیست و اگر قریہ صغیرہ باشد نماز جمعہ در آن درست نیست و نماز ظہر با جماعت خوانده شود ہر جایی کہ نام علیحدہ ای داشته باشد، قریہ جداگانہ شمرده می شود.

بعد از بہ وجود آمدن منبر چرا عصا گرفتن هنگام خطبہ سنت است: سوال: ۲۷۰ چون بعد از بہ وجود آمدن منبر عصا گرفتن هنگام خطبہ منقول نیست پس چطور سنت است؟

جواب: چون پیامبر (ﷺ) بر عصا تکیہ نموده و خطبہ خوانده این کار سنت است زیرا برای سنت شدن امری مداومت پیامبر (ﷺ) بر آن ضرور نیست و سنتی کہ بر آن مداومت کردہ باشد سنت مؤکد گفته می شود.

هنگام خطبہ اذان گفتن این کلمات چہ حکم دارد: سوال: ۲۷۱ قبل از خطبہ اذان گفتن این کلمات (واستروا رحمکم اللہ) چہ حکم دارد؟

جواب: قبل از آذانی کہ پیش از خطبہ رو بہ روی خطیب داده می شود بہ گفتن این کلمات ضرورت نیست اما اگر امام قبل از تکبیر تحریمہ چنین گوید ممانعتی ندارد.

نماز جمعہ در کجا جائز است تعریف مصر چیست و نماز جمعہ چہ حکم دارد: سوال:

۲۷۲ بہ اساس مذهب حنفی نماز جمعہ در کجا جائز است مصر بہ چہ جایی گفته می شود و چہ شروطی دارد؟ جایی کہ مجدد الف ثانی (رح) مدفون می باشد در آنجا نماز جمعہ جائز است یا نہ؟

جواب: مذهب حنفی کہ در تمام کتب فقہی مذکور می باشد آن است کہ برای اداء و وجوب نماز جمعہ مصر شرط است و مصر بہ شہر و قصبہ گفته شدہ و قریہ کبیر نیز همان حکم را دارد طوریکہ در شامی چنین آمدہ پس بہ صورت مختصر در قریہ صغیرہ نماز جمعہ اداء نمی شود، در آنجا باید نماز ظہر را با جماعت خواند و در قریہ کبیرہ قصبہ شہر و مربوطات شہر باید نماز

جمعہ خواندہ شود و در آنجا به احتیاط الظهر ضرورتی نیست. جایی که مقبره حضرت مجدد الف ثانی قرار دارد متعلق به شهر سر هند می باشد که در آنجا نماز جمعہا درست است اگر قریہ کوچک بوده و دارای بازار و دوکان ها نباشد باید نماز جمعہ در آن خواندہ نشود و اگر دارای بازار ها و دوکان ها باشد باید نماز جمعہ را در آن اداء نمود به صورت مکرر باید به عرض برسانم کہ اگر حضرت مجدد صاحب به تصریح و تخصیص در منطقہ مذکور نماز جمعہ را جائز گفته باشد باید در آنجا نماز جمعہ خواندہ شود، زیرا حتماً در آنوقت در منطقہ مذکور شروط و جوب جمعہ وجود داشته پس اکنون هیچ دلیلی برای ترک نماز جمعہ وجود ندارد.

ہنگام خطبہ چرا تعوذ و تسمیہ آہستہ خواندہ می شود: سوال: ۲۷۳ در آغاز خطبہ چرا

اعوذ باللہ و بسم اللہ آہستہ خواندہ می شود؟

جواب: چون در اینجا خواندن اعوذ باللہ و بسم اللہ بہ جہر ثابت نیست ^(۱) واللہ تعالی اعلم.

بحث در مورد احتیاط الظهر: سوال: ۲۷۴ خواندن احتیاط الظهر درست است یا نہ؟ اگر

درست نیست اینکہ مولانا صاحب اشرف علی تھانوی در صفحہ ۱۰۳ - کتاب (بہشتی زیور) این را نگاشته چہ معنی دارد؟ عدہ ای از مردم بعد از نماز جمعہ احتیاط نماز ظهر را نیز می خوانند چون بہ اساس اینکار عقیدہ مردم در مورد نماز جمعہ دچار تذبذب شدہ است باید مطلقاً از آن منع نمود البتہ اگر شخصی کہ صاحب علم است آنرا می خواند کسی را از آن مطلع نسازد.

جواب: در مورد احتیاط الظهر مسألہ همان است کہ مولانا صاحب اشرف علی تھانوی در کتاب

بہشتی زیور نوشتہ اند واللہ تعالی اعلم. فقط

بہ جای مسجد جامع خواندن نماز جمعہ در مسجد محل چہ حکم دارد : سوال: ۲۷۵

(۱) ویما بالعمود سرا قال الشافعی ای لیل الخطبۃ الاولی الخ (شامی ج ۱ ص ۷۴۷ . ط. س. ج ۲ ص ۱۴۹). جمیل نعم ان ادی الی فلسفۃ لا لعل جہارا والکلام عند عدہما ولذا قال المقدسی نحن لا نأمر بذلك امثال العوام بل ندل علیہ الخواص (شامی جلد اول ص ۷۵۴ . باب الجمعة تحت قول صاحب البدر المختار: فصلی بعدہا اخر ظهر الخ). ظہر

عده ای از مردم مسجد جامع را گذاشته نماز جمعه را در مسجد محل اداء می کنند اینکار چه حکم دارد؟

جواب: در یک شهر در چند محل مطابق مذهب صحیح خواندن نماز جمعه درست بوده و این در الدر المختار^(۱) نیز آمده اما بدون دلیل مسجد جامع را گذاشتن کار پسندیده نیست اگر خوف و غیره باشد باکی نیست و اگر نه پسندیده آن است که حتی الوسع کوشش شود که نماز جمعه در یک جا و در مسجد جامع خوانده شود.

اگر در قریه نماز جمعه خوانده آیا نماز ظهر از ذمه ساقط می گردد یانه: سوال: ۲۷۶
نزد احناف نماز جمعه در قریه جائز است یانه و اگر در قریه صغیره نماز جمعه خوانده شود آیا نماز ظهر از ذمه ایشان ساقط می گردد یانه؟

جواب: در رد المحتار آمده است: (وفيما ذكرنا إشارة الى انها لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب.... والظاهر انه يربط به الكراهة لكرهة النقل بالجماعة الا ترى ان في الجواهر لو صلوا في القرى لزعمهم اداء الظهر شامي ص ۵۳۷ باب الجمعة ودر كتاب الدر المختار در باب العيدین آمده: (وفي القنية صلوة العيد في القرى تكره تحريما اي لانه اشتغال بما لا يصح لان المصر شرط لصحة قوله صلوة العيد ومثله الجمعة^(۲)) از این عبارات واضح می گردد که در قریه صغیره جمعه صحیح نبوده و اداء نمی باشد و اگر کسی آنرا بخواند نماز ظهر از ذمه او ساقط نمی گردد.

وعظ هنگام نماز سنت: سوال: ۲۷۷ قبل از نماز و قبل از خطبه یک واعظ در مسجد جامع همیشه وعظ می کند و مردم همیشه در آن وقت نماز های سنت را می خوانند و گاهی هم به اطفال درس قرآن شریف داده می شود بدین ترتیب در نماز نماز گزاران خلل واقع می گردد، در

(۱) نزدی بمصر واحمد بن ابراهيم كثيرة الفتاوى (الدر المختار على هامش و الدر المختار باب صلاة العيدین ج ۱ ص ۱۸۳). ظهر

(۲) ایضا. ظهر

جنین مواقع وعظ و خواندن قرآن شریف چه حکم دارد؟

جواب: فقها تصریح کرده اند که رفع صوت به ذکر که بواسطه آن در نماز نماز گزاران خلل واقع شود و یا موجب اذیت کسانی که در خواب اند گردد، ممنوع می باشد و در شامی آمده است: (ولا يعارض ذلك حديث خير الذكر الخفي لانه حيث خيف الرباء وتاذى المصلين او النيام فان خلا مما ذكر فقال بعض اهل العلم ان الجهر افضل (شامی ص ۴۹۱ ج ۱) پس چون به علت تکلیف نماز گزاران از ذکر الله به جهر منع گردیده لذا منع از وعظ به درجه اولی می باشد به همین ترتیب درس دادن قرآن شریف به جهر هنگامی که نماز گزاران نماز می خوانند و خواندن قرآن شریف شریف به آواز بلند که موجب خلل در نماز نماز گزاران می گردد ممنوع می باشد.

دعا بین الخطبتین: سوال: ۲۷۸ در مورد دعا همراه با بلند کردن دست ها در جلسه خفیه میان دو خطبه روز جمعه چه میگوئید آیا ثبوتی در این مورد از پیامبر (ﷺ) وجود دارد و آیا اتباع در انجام آن است یا در تبرک آن و آیا جائز است یا مکروه اگر مکروه است آیا مکروه تنزیهی می باشد یا مکروه تحریمی؟ به نقل صریح ما را آگاه سازید خداوند بر شما رحم کند.

جواب: طوریکه محدث دهلوی در شرح سفر السعادت و شرح مشکوٰۃ تصریح نموده خود دعا با صرف نظر از بلند کردن دست ها در این جلسه از پیامبر (ﷺ) ثابت نیست چنانچه گوید: (آنحضرت ﷺ) در میان دو خطبه بنهستی و خاموش بودی و دعا از آنحضرت (ﷺ) در این وقت به ثبوت نرسیده است، طحاوی گوید که در این جلسه هیچ دعایی از آنحضرت (ﷺ) ثابت نمی باشد مولانا صاحب عبدالحی در فتاویٰ خویش گوید که در این وقت خود دعا نقل نکرده تا چه جایی که بلند کردن دست ها روایت شده باشد پس اتباع در ترک آن است در کتاب غایة الاوطار شرح الدر المختار آمده است که دست بلند کردن غرض دعا میان دو خطبه غیر مشروع است و در جامع الخطب آمده است که دست بلند کردن میان دو خطبه غرض دعا

حرام می باشد پس از اقوال مذکور فهمیده شد که بلند کردن دست ها غرض دعا در جلسه مذکور غیر مشروع و مکروه تحریمی می باشد پس بر ما لازم است که از چیزی که به آن تصریح نموده و فتویٰ داده اند پیروی کنیم و شاید اصل در این موضوع حدیثی باشد که ترمذی در صحیح خود روایت نموده و گوید: (حدثنا احمد بن منیع حدثنا حصین قالی سمعت عمارة بن روية وبشر بن مروان یخطب فرفع یدیه فی الدعا فقال عمارة قبح الله هاتین یدین القصرین لقدر رایت رسول الله ﷺ) وما یزید علی ان یقول هكذا و اشار هیشم بالسبابة قال ابو عیسی هذا حدیث حسن صحیح قال ابو الطیب فی شرح هذا الحدیث و اشارته (ﷺ) لعلها كانت وقت التشهد ای التوبة والله تعالی اعلم قال النووی فیہ ان السنة ان لا ترفع الید فی الخطبة وهو قول مالک (رح) واصحابنا وغیر هم وحکی القاضی عن بعض السلف وبعض المالکیة اباحتہ لان النبی (ﷺ) رفع یدیه فی خطبة الجمعة حین استسقی واجاب الاولون بان هذا الرفع کان لعارض ففی التحریر المختار لرد المحتار علی قوله قلت وقد صرح به فی الدرر ایضاً من کتاب صفة الصلوة بعد کلام ان ترک السنة المؤکدة قریب من الحرام وان تارکها يستوجب التذلیل واللوم فکما ان بشیر بن مروان ارتکب امرأً مکروهاً حتی التحق اللوم والدعا علیه بقوله قبح الله هاتین یدین القصرین بسبب اتیانہ فعلاً فی الخطبة لم یفعله (ﷺ) وترک السنة النبوة (ﷺ) من یرفع یدیه فی الجلسة الخفيفة بین الخطبتین للدعا يستحق ان یدعی علیه ویقال فی حقه قبح الله هاتین یدین لانه (ﷺ) لم یفعله فهو تارک للسنة النبوة (ﷺ) ومرتکب امرأً مکروهاً تحریماً اذا لالوم علی الفعل المباح والمکروه تنزیهاً الذي مرجعه خلاف الاولی.

فصل شانزدهم: نماز عیدین

در عید گاه به آواز بلند تکبیر گفته نشود: سوال: ۲۷۹ در اکثر مناطق در عیدگاه قبل از

نماز عید باربار به آواز بلند تکبیر می گویند تا که مردم آنرا از دور شنیده و به زودی بیایند آیا

این شکل خواستن مردم مجاز است؟

جواب: قال عطا اخبرنی جابر بن عبد الله ان الاذان للصلاة يوم الفطر حين يخرج الامام ولا بعد ما يخرج ولا اقامه ولا نداء.....^(۱) رواه مسلم، از این حدیث معلوم می شود که در هر عید در عیدگاه باید هیچ آوازی غرض خواستن مردم گفته نشود.

کسانی که جماعت را جدami کنند آیا نماز ایشان می شود یانه: سوال: ۲۸۰ در اینجا

مردم شخصی را برای نمازهای عید و جمعه به حیث خطیب و امام مقرر کرده اند و همه مردم از این امام خوش می باشند اکنون یکی از روی فساد دعوی نموده که من امامت می کنم مردم او را مانع شدند و چون هیچ کاری نتوانست سه چهار نفر را با خود گرفته و به فاصله کمی جماعت دیگر را شروع نمود و اکنون همراه با ایشان علیحده نماز جماعت می خواند امید است تحریر فرمائید که نماز آن مفسدان می شود یانه؟

جواب: نماز این مدعی امامت و مقتدیان او^(۲) می شود مگر به دلیل تفرقه و فساد گناهکار می شوند. فقط

اگر یکی خطبه بخواند و دیگری نماز دهد باز نماز می شود: سوال: ۲۸۱ در نماز عید

شخصی امامت نمود و خطبه را شخص دیگری خواند آیا این صورت نماز درست است یانه؟

جواب: نماز می شود اما بهتر و مناسب آن است که خطبه و نماز را یک شخص بخواند در الدر المختار آمده: (لا ینفی ان یصلی غیر الخطیب لان فعل جاز^(۳)).

اگر در روز اول عید فطر به علت بارش نماز خوانده نشد روز دوم بخوانند: سوال:

۲۸۲ نماز عید فطر امروز به علت باران خوانده نشد آیا می توان آنرا در روز دوم خواند یانه؟

جواب: جائز است که در روز دوم خوانده شود.

(۱) مشکوٰۃ باب المیدین فصل ثالث ص ۱۲۷. فقیر

(۲) نزدی بمصر واحمد بسواحه کثیرة افلا (الدر المختار علی هامش والختار باب صلاة المیدین ج ۱ ص ۱۸۳). فقیر

(۳) الدر المختار علی هامش والختار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۷۱. ط. س. ح ۲ ص ۱۶۲. فقیر

اگر دو گروه در دو جا نماز عید بخوانند باز هم نماز درست است: سوال: ۲۸۳ یک گروه

نماز عید را در عید گاه شهر می خواند و گروه دیگر از روی فساد برون شهر علیحده می خواند
آیا این کار جائز است یا نه؟

جواب: خواندن نماز عید برون از شهر در عید گاه مستحب است اگر دو گروه در دو جای
جداگانه نماز عید را بخوانند نماز هر دو گروه اداء می شود.

تعداد تکبیرات زوائد در عیدین: سوال: ۲۸۴ خواندن نماز عید با دوازده تکبیرات جائز

است یا نه؟

جواب: در الدر المختار آمده: (و یصلی بهم الامام رکعتین مثنیاً قبل الزوائد وهی ثلاث تکبیرات
فی کل رکعة...) و در شامی آمده: (فا لعمل الان بما هو المذهب عندنا کذا فی شرح المنیة^(۱))
از اینجا معلوم می شود که باید احتیاط در هر رکعت مطابق مذهب بر سه تکبیر اکتفا نموده
و زیاده از آن نگیرند.

برون شدن برای نماز عید سنت است: سوال: ۲۸۵ ای علمای کرام خداوند بر شما رحم

کند چه می گوئید در مورد خروج به عید گاه در روز عید الفطر و عید قربان که آیا مستحب است
یا سنت مؤكد و شروط عید گاه و حکم آن چه بوده و شروط اداء نماز عیدین چه می باشد و اینکه
پيامبر (ﷺ) در مدت عمر شریف خویش نماز های عیدین را در کجا اداء نموده است؟ امید
واریم این پنج سوال را به عبارات واضح و به حواله کتاب جواب دهید از خداوند عزیز و هاب
برای شما اجر جزیل می خواهم.

جواب: خروج به سوی عید گاه مطابق قول معتبر و صحیح نزد عامه فقها مستحب بلکه سنت
مؤكد می باشد هر چند عده ای آنرا مستحب می دانند اما قول معتبر و صحیح آن است که خروج

به سوی عیدگاه در هر دو عید سنت مؤکد می باشد طوریکه این موضوع را علامه مولانا عبدالحی در کتاب خویش موسوم به (مجموعۃ الفتاوی) طی سوال و جواب در شماره ۱۸۷ در صفحات ۳۷۵ و ۳۷۶ به عبارت آتی که واقعاً درست می باشد محقق و بیان نموده است: بعضی فقهاء قائل به استحباب آن شده اند لیکن صحیح و معتبر نزد ایشان بودنش سنت مؤکده است در بحر الرائق از تجنیس نقل می سازد (والخروج الى الحبیانه سنة صلوۃ العید وان کان یسمهم المسجد الجامع عند عامة المشائخ وهو الصحیح) و همچنین است در بزازیه و جامع الرموز و مخ الفکار و شرح تنویر الانصار و غیره و از کتب احادیث و سیر ثابت است که آنحضرت (ﷺ) دایماً برای نماز عیدین به صحرا تشریف می بردند و فی عمره به جز یک مرتبه به عذر بارش که از اماکن به درجه ها افضل است نماز عیدین را اداء نفرموده اند و خلفای راشدین هم بر این کار مواظبت فرموده اند نه بر سبیل عادت بود و نه به وجه ضرورت بلکه بر سبیل عبادت بود تا به وجه کثرت جمیعت نزاید ثواب گردد و شوکت اسلام ظاهر شود و این نشانه تأکید است بر سنن برتن آن و در قسمت دیگر این کتاب به شکل سوال و جواب در شماره ۹۴ در صفحات ۳۸۵ و ۳۸۶ بدین ترتیب به جواب خروج پرداخته است: (خروج برای نماز عیدین سنت مؤکده است چنانچه محشی شرح وقایه مولوی عبدالحی دام فضلہ بر حاشیه شرح وقایه عمدة الرعاۃ تحریر فرموده اند قال فی شرح حجب یوم الفطر ان یاکل قبل صلوۃ و یستاک و یغتسل و یتطیب و یلبس احسن ثبانه و یودی فطرته و یمخرج الی المصلی غیر مکبر جهراً فی طریقہ... انتہی

فرله: حُبِّ بِصِفَةِ الْمَجْهُولِ مِنَ التَّحِیُّبِ وَالْمُرَادُ بِهِ اَعْمُ مِنَ السَّنَةِ الْمَوْكُودَةِ وَالْمُسْتَحَبُّ لَانْ یَعْضُ الْاُمُورَ الْمَذْكُورَةَ عَدُوهُ مِنَ السَّنَنِ الْمَوْكُودَةِ وَغَیْرِ قَوْلِهِ یَسْتَاكُ هَذَا مِنَ السَّنَنِ الْعَامَةِ عِنْدَ كُلِّ وَضِوءٍ وَ مُسْتَحَبُّ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ فِیْكَوْنُ مُسْتَحَبًّا وَ سَنَةً اِیْضًا فِی الْعِیْدِیْنَ بِطَرِیْقِ الْاَوَّلِی قَوْلُهُ وَ یُودِی فَطْرَتَهُ بِالْكَسْرِ اِیْ صَدَقَهُ الْفَطْرُ وَ هُوَ اَنْ كَانَ اِداءُ نَہَا وَاجِبًا لَکِنْ اِداءُ نَہَا قَبْلَ الْخُرُوجِ اِلِی الْمَصْلٰی مَسْنُونٌ وَ هُوَ مَنْقُولٌ عَنْ ابْنِ عَمْرٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ اَمَرْنَا رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ) یَوْمَ الْفَطْرِ اَنْ تُؤَدِّیَہَا قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ

الی الصلوة اخرجہ البخاری ومسلم قوله ويخرج الى المصلى بصيغة المفعول وهو موضع في الصحراء يصلى فيه صلوة العيدين ويقال له الجبانة ومطلق الخروج من بيته الي الصلوة وان كان واجباً بناءً على ما يتم به الواجب واجب لكن الخروج الى الجبانة سنة مؤكدة وان وسعهم المسجد الجامع فان صلوا في مساجد المصر من غير عذر جازت صلواتهم وتركوا السنة هذا هو الصحيح كما في الظهيرية وفي الخلاصة والخانية السنة ان يخرج الامام الى الجبانة ويستخلف غيره ليصلى في المصر بالضعفاء بناءً على ان صلوة العيدين في موضعين جائزه بالاتفاق (انتهى) والاصل فيه ان النبي (صلى الله عليه وسلم) كان يخرج الى المصلى ولم يصل صلوة العيدين في مسجده مع شرفه، مرة بعذر المطر كما بسطه ابن القيم في زاد المعاد والقسطلاني في مواهب اللدنية وغيرهما والاحاديث في هذا الباب مخرجة في كتب السنن وغيرها وقد وقع النزاع بين العلما في عصرنا في ان الخروج الى المصلى سنة ام مستحب فافتي اكثرهم بانه سنة مؤكدة وهذا هو القول المنصور الموافق للكتب الاصول والفروع المطابق كما عليه الجمهور وقيل انه مستحب وهو قول باطل لا وجه له وافرط بعضهم فقال انه واجب وهو قول مردود ولا عبرة به وللتفصيل مقام آخر (انتهى) ودر الدر المختار آمده: وندب يوم الفطر اكله الى قوله واداء فطرته صح عطفه على اكله لان الكلام كله قبل الخروج ومن ثم اتى بكلمة ثم خروجه ليفيد تراخية عن جميع ما مر ماشياً الى الجبانة وهي المصلى العام والواجب مطلق التوجه والخروج اليها الى الجبانة لصلوة العيد سنة وان يسعهم المسجد الجامع وهو الصحيح.

جواب دهنده مصيب بوده ومطابق سنت جراب داده است.

جواب صحيح وراي درست كه هيچ سهوى در آن وجود ندارد ومقتضى دلائل شرعى مى باشد اين است كه خروج به سوى عيدگاه سنت مؤكد مى باشد وقول به مستحب بودن نزد خردمندان معتبر نيست (محمد عبدالحى) تعريف مصلى در ضمن اين جواب گذشت اما حكم عيدگاه مانند حكم سائر مساجد بوده وشروط اداء ووجوب نماز هاى عيدين همان شروط وجوب واداء نماز

جمعه می باشد به استثنای خطبه چنانچه در شرح وقایه آمده که شروط وجوب واداء آن شروط نماز جمعه است مگر خطبه.

جایی که پیامبر (ﷺ) در آن نماز عیدین را می خواند منطقه ای است در صحرا خارج مدینه منوره به سمت غربی مسجد نبوی (ﷺ) و فاصله آنرا محمد عبدالحی در کتاب مذکور خود در جلد سوم صفحه ۶۶ چنین نوشته است: (از عادات نبوی (ﷺ) آن بود که به طرف مصلی تشریف می بردند و آن مکانی است بیرون مدینه منوره جانب غربی مسجد شریف و میان وی و مسجد شریف صوریکه ابن حجر گفته هزار ذراع است والله اعلم بالصواب.

دعا بتد از نماز عیدین: سوال: ۲۸۶ پیامبر (ﷺ) بعد از نماز عیدین دعا می نمود یانه؟

جواب: به صورت عام بعد از نماز دعا نمودن روایت شده لهذا بعد از نماز عیدین نیز دعا کردن مسنون و مستحب می باشد.

حکم سجده سهو در نماز عیدین و باز گشت از فرض به سوی واجب: سوال: ۲۸۷ امام در

نماز صعید بعضی از تکبیرات واجبه را فراموش نموده به رکوع رفت سپس بعد از رکوع به قومه آمده و تکبیرات را گفت و دوباره به رکوع رفت در این صورت نماز صحیح شده یا اعاده آن واجب است یا سجده سهو لازم می باشد و اگر تکبیرات فراموش گردد چه حکم دارد و در مورد کردن و نه کردن سجده سهو در نمازهای جمعه و عیدین معمول چیست و بازگشت از فرض به سوی واجب فاسد کننده نماز است یانه و اگر سجده سهو لازم نگردید مگر شک وجود داشت که ممکن سهوی واقع شده باشد حکم آن چیست؟

جواب: هر چند چنین کاری نباید می شد اما نماز اداء می گردد، در الدر المختار آمده: (کمالو رکع الإمام قبل أن یکبر فان الإمام یکبر فی الركوع ولا يعود الی القيام لیکبر فی ظاهر الروایة فلو عاد یبغی الفساد) شامی در این مورد گوید (وقد علمت ان العود روایة النوادر علی انه یقال علیه

ما قاله ابن الهمام فی ترجیح القول بعدم الفساد فیما لو عاد الی القعود الاول بعدما استتم قائماً بان
 فيه رفض الفرض لاجل الواجب وهو وان لم یجل فهو بالصحة لا یخل^(۱) شامی صفحہ ۵۶۱
 جلد اول.

تکبیرات را کاملاً فراموش کردن و یا آنها را در قومه گفتن به اعتبار ترک واجب برابر می باشند
 و در هر صورت نماز می شود: در ترک چنین اموری در اصل سجده سهو لازم می باشد و به
 واسطه سجده سهو جبران می گردند اما فقها در نماز های جمعه و عیدین ترک سجده سهو را
 اختیار کرده اند طوریکه در الدر المختار آمده: (والسهو فی صلاة العید والجمعة والمکتوبة
 والنطوع سواء والمختار عند المتأخرین عدمه فی الاولین لدفع الفتنة^(۲)) همچنان مشابه به این
 عبارت در شامی نیز آمده است. از تحقیق ابن همام ثابت می گردد که بازگشت از فرض به
 سوی واجب فاسد کننده نماز نیست و در صورتیکه سجده سهو لازم نباشد و غلطی و شبه صورت
 گیرد نماز می شود.

دعا بعد از نماز عید و مسلیک اکابر در این مورد: سوال: ۲۸۸ نشریه الرشید شماره اول ماه

رجب ۱۳۳۵ هجری قمری جلد چهارم جواب سوالی را به حواله شامی حصن حصین و غیره
 طوری نوشته که اتباع پیامبر (ﷺ) در دعا کردن بعد از نماز عیدین می باشد نه در ترک
 و پس از خطبه سنت دعا نکردن است.

در مجموعه فتاویٰ مولانا عبدالحی یک استفتاه همین مضمون است که جواب آنرا خود مولانا
 نوشته و گفته است که از روایات حدیث این قدر معلوم می گردد که پیامبر (ﷺ) پس از
 فراغت از نماز عید خطبه می خواند و پس از آن بازگشت می فرمود و دعا کردن پس از نماز یا
 پس از خطبه از او (ﷺ) ثابت نیست به همین ترتیب ثبوت آن از صحابه کرام و تابعین عظام به

(۱) الدر المختار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۲ مطبوعه در سعادت ، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۴. ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش و الدر المختار باب سجود السهر ج ۱ ص ۷۰۵. ط. س. ج ۲ ص ۹۲. ظفر

نظر نرسیده است، در کتاب (گوهر بهشتی) در بیان نماز عید نوشته شده: (دعا بعد از نماز عیدین یا بعد از خطبه از پیامبر ﷺ) و صحابه و تابعین منقول نیست و اگر ایشان در این وقت گاهی دعای کردند حتماً نقل می شد پس به غرض اتباع دعا نکردن از دعا کردن بهتر می باشد) در چنین حالتی برای ما واجب العمل چیست؟

جواب: معمول بزرگان و اکابر ما چون حضرت مولانا صاحب رشید احمد گنگوہی قدس سره حضرت مولانا صاحب قاسم نانوتوی (رح) و دیگر حضرات اساتذہ مانند حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رئیس مدرسین سابق مدرسه هذا (دار العلوم دیوبند) و حضرت مولانا محمد حسن رئیس این مدرسه (دار العلوم دیوبند) و غیره چنان است که بعد از نماز عیدین نیز مانند سائر نمازها دست بلند نموده دعا می کردند و از احادیث نیز مطلقاً بعد از نمازها ثابت بوده که در آن نماز عیدین نیز داخل می باشد لهذا راجح نزد ما این است که بعد از نماز عیدین نیز دعا مستحب می باشد فتوی مولانا صاحب عبدالحی را من نیز دیده امام فقط که بعد از نماز عیدین ذکر دعا نیامده که از آن دعا نکردن معلوم نمی گردد اما از دیگر احادیث بعد از همه نمازها دعا ثابت می باشد پس می توان نماز عیدین را نیز بر آن معمول داشت زیرا چون استحباب دعا پس از بعضی از نمازها ثابت شد پس دیگر ضرور نمی باشد که بعد از هر نمازی تصریح وارد شود و در کتاب (گوهر بهشتی) نیز به پیروی از فتاوی مولانا صاحب عبدالحی چنین چیزی نوشته شده که نزد من مسلم نمی باشد.

آغاز خطبه عیدین با تکبیر مستحب می باشد: سوال: ۲۸۹ مسنون آغاز خطبه عیدین با

تکبیر مسنون می باشد این تکبیرات به جهر گفته شود یا آهسته و بعد از آن خطبه شروع گردد؟

جواب: پیش از خطبه مستحب است که ۹ مرتبه به جهر و به صورت متواتر تکبیر گفته شود و پیش از خطبه دوم هفت مرتبه تکبیر به جهر گفته می شود درالدر المختار آمده است: (و یستحب

ان یستفتح الاولی بتسبع تکبیرات تتری ای متابعات والثانیة بسبع هو السنة^(۱).

نماز عید به اساسی شہادت گواہان عادل: سوال: ۲۹۰ عده ای از مردم روز پنجشنبه وعده

ای روز جمعه نماز عید الاضحی را اداء نمودند در این زمانه که صفت عادل بودن مفقود می باشد شرط عادل بودن وغیره برای گواہان رویت هلال ضروری است یا بعد از خواندن کلمه شہادت مقصود صحیح می شود و کسانی که روز پنجشنبه نماز عید را خوانده اند نماز ایشان شده یانه و کسانی که روز جمعه نماز خوانده اند نماز ایشان درست است یانه و یا در روز یازدهم ودوازدهم هم نماز عید اضحی اداء می گردد یانه؟

جواب: عدالت شاهدان برای ثبوت روئت هلال ضرور می باشد و در صورتیکه شاهدان عادل نبوده باشند نباید به شہادت ایشان اعتماد می شد پس روز پنجشنبه باید نماز خوانده نمی شد لذا آن نماز نشده است^(۲) کسانی که روز جمعه نماز عید را خوانده اند بر حق می باشند و صحیح آن است که نماز عید اضحی را می توان به علت عذر در روز یازدهم ودوازدهم ذی الحجه نیز خواند^(۳). فقط

خطبه عیدین در کجا خوانده شود: سوال: ۲۹۱ هنگام خطبه عیدین امام در کجا ایستاده شده

و خطبه دهد عده ای از مولوی صاحبان می گویند که امام در جایی که نماز خوانده می شود باید در همانجا خطبه را بخواند در جای دیگری خواندن آن جائز نیست؟

جواب: بعد از نماز عیدین امام بر منبر ایستاده شده و خطبه بخواند زیرا سنت همین است، نماز و خطبه در یکجا امکان ندارد برای نماز دادن امام پائین می ایستد و برای خطبه خواندن بر منبر بالا

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۵. ظہیر

(۲) لنصرم مع غیم و ہار خبر عدل ارمستور الخ لا فاسق الاثالا (والدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصوم ج ۱ ص ۱۲۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۳۸۵). ظہیر

(۳) لکن هنا یجوز تأخیرها (ای فی صلاة الاضحی) الی اخر ثلاث اہام النحر بلا عذر مع الکراهة و بہ ای بالعذر بدونها. (والدر المختار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۵). ظہیر

می شود. فقط

به اساس شهادت دو شاهد عادل رویت ثابت می شود: سوال: ۲۹۲ زید و عمرو که به ظاهر فاسق نیستند هلال ذی الحجه را در روز بیست و نهم ذیقعه دیدند و به نزد قاضی رفته و شهادت دادند و قاضی شهادت ایشان را قبول نمود و به اساس آن حکم کرد یک گروه به حساب سی روز بودن ذیقعه عید نمودند و گروه دیگر به بیست و نه بودن آن تعدادی از مردم در هر دو روز نماز عید را خواندند در اینصورت برای قاضی مذکور و شاهدان چه حکمی وجود دارد؟

جواب: اگر دو شاهد عادل به رویت هلال شهادت دهند رویت ثابت می گردد پس همه باید مطابق آن نماز عید را بخوانند و کسانی که به اساس شهادت شاهدان عادل عمل نکرده اند غلطی نموده اند اما اگر شاهدان مطابق قواعد شرعی عادل و متقی نبوده اند پس کسانی که مطابق شهادت ایشان عمل نکرده اند بر حق اند باید واضح ساخت که قاضی شرعی این روزگار طوری نیست که باوجود حکم او عادل و نفع نبودن گواهان را نافذ دانست^(۱).

دریوم النحر رعایت تمام شروط صوم مستحب است: سوال: ۲۹۳ در یوم النحر یعنی دهم ذی الحجه قبل از نماز فقط نخوردن و ننوشیدن مستحب است یا رعایت جمله شروط صوم ضروری می باشد و آیا باید از جماع نیز اجتناب نمود یا نه؟

جواب: رعایت جمله شروط صوم قبل از قربانی مستحب می باشد و در الدر المختار آمده که قبل از قربانی نخوردن مستحب است هر چند شخصی قربانی نکند و اگر بخورد کراهیتی وجود ندارد^(۲) و در شامی آمده که اجتناب از اموری که باعث شکستن روزه روزه دار می گردد مستحب است

(۱) ولو كانوا ببلدة لا حاکم فيها صاموا بقول لغة والظنوا باخبار عدلين مع العلة للضرورة والدر المختار على هامش رد المحتار. کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۲۵، ط. م. ج ۲ ص ۳۸۶. طهیر

(۲) ویندب تاخیر اكله عنها وان لم یصح فی الاصح ولو اكل لم یکره ای تحریرا والدر المختار على هامش رد المحتار باب صفة الصيام ج ۱ ص ۷۸۴، ط. م. ج ۲ ص ۱۷۶-۱۷۷. طهیر

چنانچه گوید: (یندب الامساک عما یفطر الصائم^(۱)).

خطبه عید باید مختصر باشد و شنیدن آن واجب است: سوال: ۲۹۴ زید در عید خطبه مولانا عبدالحی را خواند که طول هر دو خطبه آن مجموعاً شش صفحه می شود عمرو بر او اعتراض نموده گفت که هیچ ضرورتی برای شنیدن این خطبه طولانی وجود ندارد فوراً باید باز گشت آیا شرعاً حکم شنیدن خطبه طولانی مانند خطبه مختصر نیست؟

جواب: در المختار آمده: (وتکره زیادهما علی قدر سورة من طوال المفصل) ودر شامی آمده: (قوله وتکره عبارة القهستانی و زیادة التطویل مکروهة^(۲)) ودر مشکوة شریف این حدیث روایت گردیده: (وعن عمارة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان طول صلوة الرجل وقصر خطبته منة من فقهه فاطیلوا الصلوة واقصروا الخطبة وان من البیان لسحراً) رواه مسلم^(۳). لذا معلوم گردید که زیاد دراز کردن خطبه مکروه می باشد اما هر قدر باشد گوش دادن به آن ضرور است و کراهیت برای کسی می باشد که خطبه را دراز کرده است اما برای سامعین شنیدن تمام خطبه واجب می باشد در الدر المختار آمده: (وکذا یجب الاستماع لسانر الخطب کخطبة نکاح وخطبة عید و ختم علی المعتمد^(۴)). فقط

بهتر است که خطیب و امام یک شخص باشد: سوال: ۲۹۵ در عیدین دو شخص علیحده به حیث امام و خطیب مقرر شده اند یعنی یک شخص امامت می کند و خطبه را شخص دیگر می خواند آیا این کار جائز است و آیا در زمان پیامبر ﷺ و صحابه (رضی) چنین چیزی به نظر می رسد؟

(۱) ردالمحتار باب صلاة المصلین ج ۱ ص ۷۸۴، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۶. ظفر

(۲) ردالمحتار باب الجمعة (ج ۱ ص ۷۵۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۴۸). ظفر

(۳) مشکوة باب الخبئة والصلوة فصل اول ص ۱۳۳. ظفر

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۶۹. ظفر

جواب: بلی جائز است که یک شخص امام باشد و دیگری خطیب اما بهتر آن است که شخصی که امامت می کند خطبه را نیز بخواند، چنانچه این موضوع در الدر المختار آمده است ^(۱).

نبوت شش تکبیر زائد در نماز عیدین: سوال: ۲۹۶ آیا از پیامبر (ﷺ) ثابت است که به شش تکبیر نماز عیدین را خوانده باشد و آیا چنین حکمی فرموده اند؟

جواب: در شرح منیه آمده است که در هر رکعت نماز عیدین سه تکبیر بر علاوه تکبیر افتتاح از تعداد زیادی از صحابه جلیل القدر ثابت بوده و از پیامبر (ﷺ) منقول می باشد که تحقیق آن در کتب مطول موجود است ^(۲).

عیدگاهی که به ایسای وسیع شدن شهر داخل شهر گردد، حکم صحرا را ندارد: سوال:

۲۹۷ عیدگاه سابقه به علت وسیع شدن آبادی در داخل آبادی قرار گرفته و اکنون نمازهای پنجگانه به اذان و جماعت در آن اداء می شود اکنون چند نفر تحت عنوان اتباع سنت خواندن نماز عید را در صحرا تجویز می نمایند در این صورت حکم شرعی چیست؟

جواب: برای نماز عیدین طریقه مسنونه آن است که در صحرا و برون از آبادی خوانده شود کسانی که این تجویز را نموده اند که نماز عیدین برون از آبادی در صحرا خوانده شود بر حق اند زیرا عیدگاه قدم که اکنون که نمازهای پنجگانه در آن خوانده می شود و در داخل آبادی قرار گرفته حکم صحرا را ندارد ^(۳). فقط

خورد سالان در نماز عیدین در کجا ایستاده شوند: سوال: ۲۹۸ در ایستاده شدن خورد

(۱) ولا یبلی ان یبلی غیر الخطیب لانی کشی واحد فان فعل بان خطب صبی باذن سلطان و علی بالغ جاز هو المختار (در مختار) و لا یبلی ان یبلی غیر الخطیب لان الجمعة مع الخطبة کشی واحد فلا یبلی ان یقیمها اثنان وان فعل جاز (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۵۱، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۲). ظفر

(۲) غنیة المستملی باب العیدین. ظفر

(۳) والاعرج الیها ای الجبنة لصلوة العیدین سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۹). ظفر

سالان در عیدگاه در داخل جماعت یا نشستن ایشان پیش روی نماز گزاران و یا در ایستاده کردن پسران نابالغ در راست و چپ امام چه نقصی وجود دارد؟

جواب: برای نابالغان حکم آن است که اگر در جماعت شرکت می کنند در عقب صف بزرگان ایستاده شوند خواه جماعت عیدین باشد یا نماز های دیگر اگر به اساس مجبوری طوریکه در عیدگاه پیش می آید پسران خورد سال در داخل جماعت ایستاده شوند یا پیشروی نماز گزاران بنشینند یا به طرف راست و چپ بایستند نماز اداء می شود اما خلاف سنت و مکروه تنزیهی می باشد^(۱).

جماعت زنان در نماز عیدین مکروه می باشد: سوال: ۲۹۹ آیا زنان گوشه نشین می توانند نماز عیدین را در خانه اداء کنند و آیا جائز است که زنان مانند مردان نماز را به جماعت اداء کنند یا نه؟ اگر جائز است آیا زن امام شده می تواند یا نه؟ اگر می تواند زنی که امام است در صف با دیگر زنان ایستاده شود یا مانند امام مردان بایستد؟

جواب: درالدر المختار آمده: (ویکره تحریمًا جماعة النساء^(۱)) از اینجا معلوم گردید که جماعت زنان مکروه تحریمی است چه نماز فرض باشد چه واجب چه سنت و چه نفل زیرا در شامی چنین آمده است اما اگر زنان با وجود کراهیت تحریمی جماعت نمایند امام در وسط صف یکجا با مقتدیان ایستاده شود طوریکه در الدر المختار آمده: (فان فعلن تقف الامام وسطهن فلو تقدمت الثمت^(۲)) و سپس می نویسد که آمدن زنان و شرکت ایشان همراه با مردان در نماز های جمعه و عیدین نیز مکروه می باشد^(۳). فقط

(۱) و یصف الخ ثم الصبيان طاهره تعددهم فلو واحد دخل الصف والدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۳۴ ، ط. س.

ج ۲ ص ۵۶۸ - ۵۷۱. ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۸ ، ط. س. ج ۱ ص ۵۶۵. ظفر

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۹ ، ط. س. ج ۱ ص ۵۶۵. ظفر

(۴) و یکره حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعید (ایضا ط. س. ج ۲ ص ۵۶۶). ظفر

نماز عید در قبرستان در حالیکه نماز رو به روی قبر نباشد: سوال: ۳۰۰ در یک منطقه

نماز عید در قبرستان اداء گردید طوریکه تنها پیشروی امام دیوار قرار داشت نه پیشروی مقتدیان آیا ستره امام برای مقتدیان کافی شمرده می شود طوریکه در مرور پیشروی نماز گزار می باشد یا نه؟

جواب: اگر پیشروی نماز گزاران قبر باشد در نماز کراهیت واقع می شود، درشامی آمده: (لا بأس با لصلوة فیها اذا كان فیها موضع اعد للصلوة و لیس فیہ قبر ولا نجاسة کما فی الخانیة ولا قبلۃ الی قبر^(۱)). فقط

تکبیرات تشریق برای زنان نیست: سوال: ۳۰۱ تکبیرات تشریق برای زنان درست است یا نه؟

جواب: در مذهب امام صاحب برای زنان تکبیرات تشریق نیست^(۲).

سوال: بعد از باز گشت از نماز عید به خانه خواندن نوافل جائز است یا نه؟

جواب: بعد از باز گشت به خانه خواندن نوافل درست است، طوریکه در الدر المختار آمده: (وان تنفل بعدھا فی البیت جاز^(۳)). فقط

گفتن تکبیرات زوائد پس از برخاستن از رکوع: سوال: ۳۰۲ امام در رکعت دوم نماز عید

اضحی تکبیرات زوائد را فراموش کرد و به رکوع رفت دو صف اولی در رکوع شریک شدند اما صفوف بعدی و کسانی که در حویلی ملحق به مسجد ایستاده بودند به سبب بی خبری تکبیر رکوع و قیام راتکبیرات زوائد پنداشته تکبیر گفتند امام از رکوع سر بلند نمود و در قیام تکبیرات زوائد را گفت مقتدیان نیز همراه او تکبیر او گفتند سپس امام دوباره رکوع نمود که در این

(۱) و در المختار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۵۳ قبل مطلب نکره الصلوة فی الکیسة ط. س. ج ۱ ص ۳۸۰. ظفر

(۲) و بحسب تکبیر التشریق غف غف کل فرض ادى بجماعة ثم مستحبة عرج جماعة النساء والرجال لا العید (الدر المختار علی هاشم و در المختار باب المیدین، مطلب فی تکبیر التشریق ج ۱ ص ۷۴ و ص ۷۸۶، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۷). ظفر

(۳) الدر المختار علی هاشم و در المختار باب المیدین ج ۱ ص ۷۷۸. ظفر

رکوع تمام مقتدیان شرکت کردند امام مطابق مذهب متاخرینی سجده سهو نمود آیا اگر در اینصورت نماز دوباره خوانده شود کراهیتی نخواهد داشت؟

جواب: در صورت وقوع چنین امری علامه شامی تصریح نموده که نماز فاسد نگردیده بلکه باز گشت به قیام را از جمله روایت نادره نوشته وبدائع آنرا اختیار نموده اما ظاهر روایت آن است که امام در چنین حالتی به قیام بر نگردد بهرحال نماز به چنین حالتی می شود ومطابق فتوای متاخرین در نماز عیدین سجده سهو نیست لهذا می توان حکم کرد که نماز شده وبه اعاده آن ضرورتی نیست زیرا اعاده باعث تشویش وتفرق در جماعت می گردد پس به دلیلی که سجده سهو ساقط گردیده به همان دلیل نمی توان به اعاده حکم کرد^(۱).

بدون عذر خواندن نماز در دروازه چه حکم دارد: سوال: ۳۰۳ خواندن نماز عید بدون عذر در بازار مسجد یا بر درخانه جائز است یا نه اگر جائز نیست مکروه تحریمی است یا مکروه تنزیهی با دلائل صریح وحواله کتب تحریر فرمائید؟

جواب: در الدر المختار آمده: (والخروج اليها ای الجبنة لصلاة العيد سنة وان وسعهم المسجد الجامع وهو الصحيح....^(۲)) ودر شرح منیه آمده: (الخروج الى المصلى وهى الجبنة سنة وان كان يسعهم الجامع وعليه عامة المشايخ لما ثبت انه (عليه السلام) كان يخرج يوم الفطر ويوم الاضحى الى المصلى^(۳)) از این عبارت معلوم می گردد که بر آمدن به سوی عیدگاه در نماز عیدین سنت می باشد پس بدون عذر ترک آن مکروه تحریمی می باشد ودر شامی از بحر نقل گردیده که ترک سنت مؤکد مکروه تحریمی می باشد: (الحاصل ان السنة ان كانت مؤكدة قوية لا يبعد^(۴)

(۱) وقد عملت ان العود رواية التواتر على انه يقال عليه ما قاله ابن الهمام في ترجيح القول بعدم الفساد لهما لو عاد الى القعود الاول بعد ما استتم لائتمار (ردالمحتار باب المدينين ج ۱ ص ۷۸۲، تحت قوله: فلو عاد يبنى الفساد، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۴). ظهير

(۲) الدر المختار على هامش ودرالمحتار باب المدينين ج ۱ ص ۷۷۹، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۹، ظهير

(۳) غبة المصطفى باب العيد ص ۵۲۹، ظهير

(۴) ردالمحتار باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في بيان السنة والمستحب ج ۱ ص ۶۲۲، ط. س. ج ۲ ص ۶۵۳، ظهير

کون ترکھا مکروھا تحریمہ وان کانت غیر مؤکدة فترکھا مکروه تنزیہا).

ضرورت دلیل برای مکروه تحریمی: سوال: ۳۰۴ آیا برای ثبوت مکروه تحریمی به نص

ضرورت است یا نه؟

جواب: برای ثبوت مکروه تحریمی و حتی تنزیہی به نص ضرورت می باشد در شامی آمده:

(اقول لکن صرح فی البحر فی صلاة العید عند مسئلة الاکل بانه لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراهة اذ لابد لها من دلیل خاص^(۱)).

با نواختن باجه خانه به عید گاه رفتن و بر سر امام با چتری سایه کردن: سوال: ۳۰۵

رفتن نماز گزاران همراه با امام با نواختن باجه خانه به سوی عیدگاه و پس از نماز عیدین هنگام خطبه بر سر امام با چتری سایه کردن چه حکم دارد؟

جواب: نواختن باجه خانه و غیره حرام است کسانیکه چنین می کنند خاطی و گنهگار می باشند و هنگام خطبه بر سر خطیب نا چتر سایه کردن نیز درست نبوده و خلاف اداب خطبه و استماع خطبه می باشد.

کسی که قربانی نمی کند می تواند قبلاً موی خود را اصلاح نماید: سوال: ۳۰۶

کسی که قربانی واجب نیست برای او اصلاح موی چه وقتی مستحب است پیش از قربانی یا بعد از آن؟

جواب: در صحیح مسلم این حدیث روایت گردیده: ^(۱) قال رسول الله (ﷺ) اذا دخل العشر واراد بعضکم ان یضحی فلا یأخذن شعراً ولا یقلمن ظفراً فهذا محمول علی الذنب ^(۲) شامی و در

(۱) ردالمحتار باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها مطلب فی بیان السنة والمستحب والمندوب ج ۱ ص ۶۱۱، ط. س. ج ۲ ص ۶۵۳، ط.

(۲) مشکوٰۃ باب الاضحية ص ۱۲۷، طفر

(۳) ردالمحتار باب المیدین ج ۱ ص ۷۸۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۸۱، طفر

روایت دیگری چنین آمده: (من رأى هلال ذى الحجة واراد ان يضحي فلا يأخذ من شعره ولا من اظفاره) رواه مسلم. نتیجه این روایات آن است که شخصی که اراده قربانی دارد مستحب آن می باشد که بعد از نماز عید قربانی کرده و سپس ناخن های خود را گرفته و موی های خود را اصلاح نماید و کسی که اراده قربانی ندارد برای او چنین چیزی مستحب نیست و او می تواند قبل از نماز نیز موی های خود را اصلاح کند.

بازار در حکم صحرا نیست: سوال: ۳۰۷ آیا با زار را می توان جبهه قرار داد؟

جواب: در ردالمحتار آمده: (ثم خروجه ماشياً الى الجبابة وهي المصلى العام ای فی الصحرا)^(۱) لذا معلوم گردید که جبهه مصلى عام بوده که در صحرا قرار داشته پس بازار در حکم جبهه نیست. فقط

نماز عید در بازار: سوال: ۳۰۸ نماز عیدین در بازار بدون کراهیت درست است یا نه؟

جواب: اگر در بازار مسجد یا محلی وجود داشته باشد که در معرض عبور و مرور مردم نبوده و از شور و غالمغال خالی باشد اداء نماز در آنجا کراهیتی ندارد.

نماز عید در بازار در مقابل سرک عمومی: سوال: ۳۰۹ در بازاری که نماز عیدین خوانده

می شود اگر مقابل سرک عمومی قرار داشته باشد در آنجا نماز جائز است یا نه؟

جواب: اگر رو به روی سرک عمومی دیوار و غیره نباشد نماز در آنجا مکروه است چنانچه در شرح منیه آمده: (وتكره الصلوة فی طریق العامة)^(۲) مگر نماز اداء می شود.

نماز عید در راه: سوال: ۳۱۰ اگر بازار در میان راه قرار داشته باشد نماز عید در آن بازار

درست است یا نه؟

(۱) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶ ط. س. ج ۲ ص ۱۶۸ طعیر

(۲) غیة المستملی ص ۳۴۹ طعیر

جواب: جواب این سوال در ضمن جواب به سوال ۳۰۹ گذشت.

نماز عید در دهلیز: سوال: ۳۱۱ اگر صحرائی باشد آیا نماز عید بدون کراهیت در دهلیز جائز است؟

جواب: بدون کراهیت درست است.

نماز عید در فناء مسجد: سوال: ۳۱۲ اگر صحرائی نباشد خواندن نماز عید در مسجد یا فناء

مسجد بدون کراهیت درست است یا نه؟

جواب: بدون کراهیت درست است^(۱).

عرفه به روز نهم ذی الحجه گفته می شود: سوال: ۳۱۳ روز های عرفه چند است و در

کدام ماه و در کتاب تاریخ قرار دارند؟

جواب: عرفه یک روز است که روز نهم ماه ذی الحجه می باشد^(۲).

گفتن تکبیرات زوائد بعد از سوره فاتحه و پس از آن قرائت: سوال: ۳۱۴ امام در نماز

عید پس از تکبیر تحریمه به خواندن سوره فاتحه آغاز کرد و گفت (الحمد لله رب العلمین) و سپس

با یاد آوری مقتدی تکبیرات ثلاثه را گفت و دوباره به قرائت.. آغاز کرد در اینصورت نماز می

شود یا نه؟

جواب: طوریکه در شامی آمده در چنین ضرورتی نماز می شود^(۳).

دعا بعد از نماز عید بدعت نیست: سوال: ۳۱۵ دعای بعد از نماز عید را عده ای مکروه گویند

(۱) العروج الی المصلی وهی الحیة سنة الخ فان ضعف اللوم عن الخروج امر الامام من یصلی بهم فی المسجد (غیة المسلمی ص ۵۳۹ ، رد المحتار ط. س. ج ۲ ص ۱۲۹). ظفر

(۲) خطب الامام سابع ذی الحجة الخ ثم التاسع بعرفات وشرح وقایه کتاب الحج ح ۱ ص ۳۳۳، قوله ثم التاسع ای ثم یخطب فی یوم عرفه (عمدة الزعامة فی حل شرح وقایه ج ۱ ص ۳۳۳، کتاب الحج). ظفر

(۳) كما لو ركع الامام قبل ان يكرر فان الامام يكرر في الركوع ولا يعود الى القيام ليكرر في طهر اثرأية فلو عاد يسمى الضاد (درمختار) وقد علمت ان العود رواية التواتر على انه يقال عليه ما قاله ابن الهمام في ترويح القول بعدم الضاد فيما نوعاد الى التعود الاول بعد ان استتم قاتما بان فيه رفض العرض لاجل التواضع وهو وان لم يحل فهو بالنسبة لا يحل (رد المحتار باب العیدین ح ۱ ص ۷۸۲ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۴). ط

وعدہ ای بدعت وعدہ ای مستحب کدام یک از این اقوال درست است؟

جواب: دعا بعد از تمام نماز های مستون و مستحب است و در احادیث وارد شده طوریکه در حصن حصین و غیره کتب نقل گردیده پس در این حکم نماز عیدین هم داخل و شامل است؟ بدعت گفتن آنرا صحیح نیست و اکابر است مانند حضرت مولانا رشید احمد محدث و فقیه گنگوی و جمیع اکابر و اساتذہ ما بعد از نماز عیدین مانند نماز های مکتوبہ دعا می فرمودند پس هر کسی که آنرا بدعت گفته صحیح نیست^(۱).

خواندن نماز نفل در عید گاه پیش از نماز عید با بعد از آن چه حکم دارد: سوال: ۳۱۶

خواندن نماز نفل در عید گاه پیش از نماز عید یا پس از آن نزد علمای حنفی روا است یا نه؟

جواب: در الدر المختار آمده: (ولا يتنفل فيها مطلقاً وكذا لا يتنفل بعدها في مصلیها^(۲)) شامی گوید: (قوله وكذا لا يتنفل.... لما في الكتب السنة عن ابن عباس انه (رضی اللہ عنہ) خرج فصلى بهم يوم العيد لم يصل قبلها ولا بعدها وهذا النفي بعدها محمول عليه في المصلی^(۳)).

در صورت قرائت مفسد صلوٰۃ می توانند جماعت دیگری بکنند: سوال: ۳۱۷ اگر امام

عیدین غلط قرائت کند امامت او جائز است یا نه و امام دیگری نمی توان تعیین کرد زیرا عوام الناس نمی خواهند پس در چنین حالتی خواندن نماز عید در مساجد شهر چه حکم دارد؟

جواب: نماز عیدین در مساجد نیز صحیح می باشد^(۴) اگر امام عید در قرائت چنان غلطی کند که موجب فاسد شدن نماز گردد پس در مسجد می توان علیحده جماعت نمود^(۵) و اگر چنان

(۱) ردهو! ویختم بسبحان ربك الخ (الدر المختار علی هامش و المختار باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۵۹۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۵۳۰) عن ام عطية قالت امرنا ان نخرج الحيز يوم العیدین وذوات الخدود فيشهدن جماعة المسلمين وذرعتهم وتعتزل الحيز (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۵). ظفیر

(۲) الدر المختار باب العیدین ج ۱ ص ۱۱۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۹ - ۱۷۰. ظفیر

(۳) وتودی بمصر واحد بمواضع كثيرة اتفاقا (الدر المختار علی هامش و المختار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۶). ظفیر

(۴) الفاسق اذا كان يوم الجمعة وعجز القوم عن منعه قال بعضهم يقتدى به في لا الجمعة ولا ترك الجمعة بامامة وفي غير الجمعة يجوز ان

غلطی کند که مفسد صلاة نبوده وعلیحده شدن موجب فتنه باشد در آنصورت عقب همین امام نماز خوانده شود.

تکبیرات تشریق پس از نماز عیدین صرف یک مرتبه است: سوال: ۳۱۸: در ایام تشریق

پس از هر نماز فرض تکبیر تشریق بهفته می شود زید می گوید که گفتن این تکبیرات یک مرتبه واجب است و عمرو می گوید که سه مرتبه کدام یک از این دو بر حق اند؟

جواب: گفتن تکبیر تشریق یک مرتبه واجب بوده و زیاده واجب نیست والدیر المختار از عینی نقل کرده است که در زیاده گفتن آن ثواب بوده و حرجی نیست اما شامی از ابو السعود نقل می نماید که زیاده از یک مرتبه گفتن خلاف سنت می باشد پس بهتر آن است که به همان یک مرتبه اکتفا شود عبارت شامی چنین است (ان الاتیان به مرتین خلاف السنة^(۲)).

نماز عیدین با دوازده تکبیر درست است یا نه: سوال: ۳۱۹ اگر احتیاط با دوازده تکبیر نماز

عیدین را بخوانند نماز می شود یا نه؟

جواب: تعداد تکبیرات زوائد نزد احتیاط شش است پس باید دوازده تکبیر نگویند اما به هر حال نماز صحیح است.

اعاده جماعت به دلیل ترک تکبیرات زوائد: سوال: ۳۲۰ زید در نماز عید امامت نمود اما

تکبیرات زوائد را فراموش کرد و چون سلام گشتانند مقتدیان گفتند که نماز نشد لذا زید دوباره نماز داد از آن دو نماز کدام یک اداء شده است این نماز در مسجدی خوانده شده که آواز امام تاصف آخری می رسید.

(۱) ولا یجز امامة الا للذي لا یقدر علی التکلم ببعض الحروف الا لفظه اذا لم یکن من یقدر علی التکلم بثلک الحروف. فاما اذا کان فی القوم من یقدر علی التکلم بها فسدت صلاته و صلاة القوم مع ایضا ج ۱ ص ۸۰. ظفر

(۲) و یصلی الامام بهم رکعتین متبعا قبل الزوائد وهی ثلاث تکبیرات فی کل رکعة و لو زاد تابعه الی ستة عشر لانه مأمور والدیر المختار علی هامش ردالمحتار باب المهدین ج ۱ ص ۷۷۹ ، ط. م. ج ۲ ص ۱۷۲. ظفر

جواب: نماز اول شده بود اما به علت ترک واجب ناقص بود که سجده سهو می توانست آنرا جبران کند و چون از سوال معلوم می گردد که تعداد مردم در این جماعت زیاد نبود که در چنین وضعیتی در نماز عیدین نیز می توان سجده سهو نمود اما چون سجده سهو ننمود اعاده لازم بود که انجام گرفت پس بعد از اعاده نماز هیچ نقصانی در آن باقی نماند و جماعت دوم متمم و مکمل نماز اول گردید^(۱).

انتظار مقتدیان در نماز عید: سوال: ۳۲۱ در نماز عیدین تا چه وقتی باید برای مقتدیان انتظار نمود؟

جواب: وقت نماز عید قبل از زوال می باشد یعنی در انتظار قبل زوال حرجی نیست اما بعد از آن نمی توان انتظار کرد^(۲).

تعداد تکبیرات زوائد در نماز عیدین نزد احناف شش است: سوال: ۳۲۲ امام سابق قلعه لاهوری فرمود که صحیح بخاری تعداد تکبیرات زوائد را در نماز عیدین دوازده نوشته است یعنی در هر رکعت شش تکبیر، حکم صحیح در این مورد چیست؟

جواب: تعداد تکبیرات زوائد در نماز عیدین نزد احناف شش است یعنی در هر رکعت سه سه تکبیر و این امر از حدیث ابو داود ثابت می باشد: (وعن سعید بن العاص قال سألت ابا موسی وحذیفه کیف کان رسول الله ﷺ یكبر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسی کان یكبر اربعا فی رکعة الاولى مع تکبيرة الاحرام و فی الثانية مع تکبيرة الركوع) تکبيرة علی الجنائز فقال حذیفه (قی) رواه ابو داود. فقط

(۱) والسهر فی صلاة العید والجمعة والمکثوبة والتطوع سواء والمختار عند المناظرین عدمه فی الاولین لدفع الفتنة كما فی جمعة البحر وافره المصنف وبه جزم فی الدر (درمختار) لکنه قدده محشوها الوافی بما اذا حضر جمع کثیر والا فلا داعی الی التکرر (ردالمحتار باب سجود السهر ح ۱ ص ۷۵). ظفیر

(۲) ووقفها من الارتعاج فمر روح فلا تصح قبله الخ الی الزوال باسقاط الغاية والدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ح ۱ ص ۷۷۹ ط. س. ج ۲ ص ۱۷۱. ظفیر

در نماز عید نقاره جائز است یا نه: سوال: ۳۲۳ برای نماز عید نقاره زدن جائز است یا نه؟

جواب: اگر به قصد تفاخر باشد ممنوع است و اگر به نیت آگاهی باشد جائز است، طوریکه در الدر المختار آمده: (ومن ذلک ضرب التوبة للتفاخر فلو لتبیه فلا بأس به^(۱)).

بحث تکبیرات زوائد در نماز عیدین: سوال: ۳۲۴ در بخاری ترمذی و مشکوٰۃ ثابت است که در نماز عیدین دوازده تکبیر می باشد یعنی در رکعت اول هفت پیش از قرائت و در رکعت دوم پنج بعد از قرائت همچنان در ترمذی حدیثی از ابن مسعود (رضی الله عنه) روایت گردیده که در آن نه تکبیر آمده یعنی در رکعت اول پنج تکبیر پیش از قرائت و در رکعت دوم چهار تکبیر بعد از قرائت مگر اکنون دستور العمل آن است که نماز عیدین را با شش تکبیر می خوانند که سراسر با احادیث مذکور مخالف می باشد، آیا کدام حدیثی افضل و بهتر روایت شده که به اساس آن شش تکبیر به ثبوت رسیده باشد و حکم احیث مذکور چیست؟

جواب: دلیل احناف این حدیث می باشد: (عن سعید بن العاص انه سأل ابا موسى اشعری وحذیفة بن الیمان کیف کان رسول الله ﷺ یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسی کان یکبر اربعاً فی الركعة الاولى مع تکبيرة الاحرام ولی الثانية مع تکبيرة الركوع تکبيرة علی الجنائز فقال حذیفة صدق) (رواه ابو داود^(۲)) تفصیل آن در کتب فقه موجود است و در روایتی که نه تکبیر وارد نشده مقصد از آن نیز شش تکبیر می باشد، زیرا در رکعت اولی تکبیر تحریمه و تکبیر رکوع نیز حساب گردیده و در رکعت دوم تکبیر رکوع با آن حساب شده است.

تکبیرات تشریق قضایی ندارد: سوال: ۳۲۵ اگر تکبیرات تشریق قضا گیرد باید آنرا اداء کرد یا اینکه بر تارک آن مواخذه ای نیست؟

(۱) برای دانستن تفصیل غنیة المستملی باب العیدین ص ۵۲۷. طعیر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحه قبل فصل فی الیس ص ۳۰۶ ج ۵. طعیر

جواب: تکبیرات تشریق اگر در وقت خود تری گردد قضایی ندارد و با توبه کردن گناه آن عفو خواهد شد. (۱)

اگر در عیدگاه اول غیر مقلدین نماز بخوانند اعتبار ندارد: سوال: ۳۲۶ اگر بدون اجازه حنفی از روی عناد گروه غیر مقلدین در عیدگاه احناف پیش از امام حنفی نماز عید را بخوانند در فضیلت نماز جماعت امام تعیین شده کاهش رخ نخواهد داد؟

جواب: برای غیر مقلدین انجام این کار جائز نیست و جماعت آنها اعتباری ندارد و جماعت احناف که صورت که بعداً صورت گرفته اعتبار دارد و در ثواب و فضیلت آن کاهشی رخ نمی دهد.

ساختن عیدگاه جدید: سوال: ۳۲۷ از مدت طولانی عیدگاه در زمین یک هندو قرار دارد که او از حق ملکیت خویش صرف نظر نموده عیدگاه مذکور از آبادی یک میل فاصله داشته و بر علاوه در وقت باران راه آن دشوار می گردد اکنون برای مسلمانان ساختن عیدگاه دیگر در زمین مسلمانان در قصبه جدید جائز است یا نه و آیا می توان عیدگاه سابقه را ویران نمود و از مواد آن در ساختن عیدگاه جدید کار گرفت یا نه؟ و بعد از ساختن عیدگاه جدید آیا باید عیدگاه سابقه را به مالکش مسترد نمود یا مسلمانان آنرا در قبضه خود نگهدارند؟

جواب: اگر هندو از ملکیت خویش صرف نظر نموده و آن زمین را غرض عیدگاه به مسلمانان داده باشد زمین مذکوره وقف گردیده به کار بردن مواد آن در عیدگاه جدید و مسترد کردن آن به هندو جائز نیست. فقط

دو عیدگاه در یک شهر: سوال: ۳۲۸ اگر در یک شهر دو عیدگاه باشد و در هر دو نماز عید

(۱) عقب کل فرض بلا فصل الح (در مختار) فخر خرج من المسجد او تکلم عمداً اوساهاً او حدث عمداً سقط عنه التكبير (رد المحتار باب المهدین مطلب فی تکبیر التشریق ج ۱ ص ۷۸۶، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۷ - ۱۷۹). ظهیر

خوانده شود چه حکم دارد؟

جواب: در بودن در عیدگاه در یک شهر و اینکه در هر کدام به صورتی جداگانه نماز عید خوانده شود حرجی نیست ^(۱).

نماز عید در عیدگاه بیرون آبادی افضل است: سوال: ۳۲۹: یک عیدگاه بیرون شهر است و عیدگاه دیگر در داخل شهر خواندن نماز عید در کدام یک از این دو عیدگاه افضل است؟

جواب: مطابق طریقه سنت اداء نماز عید بیرون از شهر نسبت به داخل شهر فضیلت دارد ^(۲).

نماز در عیدگاهی که قصاب ها ساخته اند درست است: سوال: ۳۳۰ در اینجا قصاب ها عیدگاهی ساخته اند، آیا نماز عید کسانی که قصاب نیستند در آن جائز است یا نه؟ آیا عیدگاه به شکلی که اکنون ساخته می شود در زمان پیامبر (ﷺ) نیز چنین بود؟

جواب: نماز کسانی که قصاب نیستند در عیدگاه قصاب ها درست است و پیامبر (ﷺ) نماز عیدین را بیرون از شهر در صحرا اداء می فرمود و طریقه سنت همین است ^(۳).

تکبیرات تشریق بعد از نماز جماعت بوده و بر تنها گزار نیست: سوال: ۳۳۱ زید در تکبیرات ایام تشریق که پس از هر نماز واجب است فراموش می کند او تنها نماز می خواند آیا به علت تکبیر نگفتن در نماز وی نقصان روی می دهد یا نه؟

جواب: تکبیرات ایام تشریق بر مردمانی واجب است که نماز را به جماعت می خوانند و اگر شخصی تنها نماز بخواند گفتن تکبیرات تشریق بر او واجب نیست و در نماز او به اناس تکبیر نگفتن هیچ نقصانی روی نمی دهد ^(۴).

(۱) ولزودی بمصر واحد بمواضع کثيرة قالوا والذکر المختار علی هامش والمختار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۶. طفر

(۲) ثم حروجه الى ماشيا الى الجبنة وهي المصلى العام والمخرج اليها الى الجبنة لصلاة العيد سنة (در مختار) اي في الصحراء (والمختار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۸. طفر

(۳) والمخرج اليها الى الجبنة لصلاة العيد سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحيح والذکر المختار علی هامش والمختار باب العیدین

در نماز عیدین پس از تکبیرات زوائد بدون ارسال دست ها بسته می شود: سوال: ۳۳۲

در نماز عیدین پس از تکبیرات ثلاثه زوائد بعد از گفتن هر یک دست ها را ارسال کرده و بعد از تکبیر سوم نخست ارسال نموده و بعد دست ها را ببندیم یا مستقیماً پس از تکبیر دست ها را بسته کنیم.

جواب: در نماز عیدین در رکعت اول در دو تکبیر نخستین ارسال کنید و پس از تکبیر سوم ارسال ننموده مستقیماً دست ها را بسته نمایید زیرا که این وقت، وقت قرائت می باشد و در رکعت دوم پس از تکبیر سوم ارسال کنید و سپس تکبیر گفته و به رکوع بروید^(۱).

اگر تعدادی از مردم به دلیل عذری در مسجد نماز عید را بخوانند درست است: سوال:

۳۳۳ یک قاضی صاحب که امام مسجد عیدگاه است همراه با بажه خانه به عیدگاه می رود، تعدادی از مردم او را منع کردند اما او قبول نکرد لذا ایشان به عیدگاه نرفته و در جماعت شرکت نکردند بلکه در مسجد کسی را امام تعیین نموده و نماز عید را اداء نمودند آیا شرعاً ایشان می توانستند در مسجد نماز عید را بخوانند یا نه؟

جواب: نماز مردمی که با قاضی مذکور به عیدگاه نرفته و در جماعت با او شریک نشدند و در مسجد کسی را امام نموده و نماز عید را اداء نمودند صحیح است زیرا نماز عید در مسجد نیز اداء می گردد مگر سنت آن است به نماز عیدین برون از آبادی و در صحرا خوانده شود طوریکه در الدر المختار آمده: (والخروج اليها ای الجبانه ای الجبانه لصلوة العيد سنة وانا وسعهم المسجد

(۱) رجب تکبیر الشریع مره الخ عقب کل فرض بلا فصل ادى بصحابة مستحبة الخ (الدر المختار علی هامش ودر المختار باب العیدین ج ۶ ص ۷۸۴ و ص ۷۸۶ ط . ج ۲ ص ۱۷۷ و ص ۱۷۹ ط غیر

(۲) و وضع الرجل بینه علی ساره تحت سرتة الخ کما فرغ عن التکبیر بلا ارسال فی الاصح وهو سنة قیام الخ له قرار فیہ ذکر مسون فیصح حالة الشاء و فی الفوت و تکبیرات الجنابة لا یسن فی قیام بکنوع و سجود لعدم القوار لا بین تکبیرات العید لعدم الذکر (الدر المختار علی هامش ودر المختار باب حفة الصلاة، فصل تألیف الصلاة ح ۱ ص ۴۵۵ ط . ج ۲ ص ۴۸۶ - ۴۸۷) و یوقع یدیه فی الزوائد الخ و لیس بین تکبیرة ذکر مسون ولذا یرسل یدیه (در مختار) ای فی الشاء التکبیرات و یضعهما بعد الثالثة الخ (باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۲ ط . ج ۲ ص ۱۷۴ ط غیر

الجامع وفي الشامي تحت قوله اي الجبانة وهو المصلى العام اي في الصحرا بحر عن المغرب^(۱) شامي).

چگونگی قبول زمین هندو برای عیدگاه: سوال: ۳۳۴ وسیع کردن عیدگاه قصبه (سیانه) ضرور گردیده در اطراف آن زمین یک ثروتمند هندو قرار دارد (و او عده دادن مقداری زمین را کرده است آیا می توان عطیه زمین او را برای عیدگاه قبول کرد؟

جواب: شکل جواز بلا اختلاف آن این است که آن ثروتمند هندو زمینی را که ضرورت است جدا نموده، نشانی نموده و ملکیت مسلمانی سازد سپس آن مسلمان اراضی مذکور را وقف کند، زیرا در وقف کردن خود آن ثروتمند هندو حسب روایات فقهی تردد است.

هیچ بخشی از وقف عیدگاه را به کسی نمی توان داد: سوال: ۳۳۵ در سمنی که آن ثروتمند هندو می خواهد زمین خود را به صحن عیدگاه بدهد برای درست کردن دیوار آن سمت به سوی قبله یک گوشه مثلث شکل از عیدگاه سابقه جدami گردد و آن ثروتمند هندو می خواهد آنرا در اراضی خود داخل سازد آیا دادن این گوشه برای او جائز است؟

جواب: دادن هیچ حصه موقوفه عیله گاه به کسی درست نیست، زیرا در وقف هیچگونه تصرفی از قبیل هبه بیع یا مبادله درست نمی باشد^(۲).

پای پیاده رفتن به عیدگاه سنت بوده و پول انداختن درست نیست: سوال: ۳۳۶ رفت و آمد سواره به عیدگاه و بر خود پول و غیره چیز ها را انداختن جائز است یا نه؟

جواب: سنت رفتن پای پیاده به عیدگاه می باشد و سواره رفتن خلاف سنت است و اگر سواره باز

(۱) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۶، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۵) مگر رفتن همراه باجه گاه است و مردمی که جبر می کند باید از آن توبه نمایند. ظفر

(۲) لانا اتم الوقف و لزمه لایملک ولا یملک و لایهرن (درمختار) لایملک ای لایکون مملوک لصاحبه ولا یملک ای لایقل التملیک لغيره بالبیع و نحوه (ردالمحتار الوقف ج ۱ ص ۵۰۷، ط. س. ج ۲ ص ۳۵۲-۳۹۱). ظفر

گردد جائز می باشد، زیرا در (الدر المختار) چنین آمده است ^(۱) و پول انداختن بر خود نیز درست نیست.

نماز عید در زندان: سوال: ۳۳۷ نماز عیدین در زندان می شود یا نه؟

جواب: نماز های جمعه و عیدین در زندان واجب نبوده ^(۲) و در اداء شدن آنها در زندان هم اختلاف است ^(۳).

بعد از زوال نماز عید درست نیست به علت عذر می توان آنرا در روز دوم خواند:

سوال: ۳۳۸ به علت بارش نماز عید اضحی در وقت معین خوانده نشد که در اینصورت باید آنرا در روز دوم باسوم خواند اما عده ای از مردم بی خبر و نادان در همان روز اول ساعت دو یا سه بعد از ظفر آنرا اداء نمودند نماز شده است یا باید آنرا اعاده نمود؟

جواب: در الدر المختار آمده است: (وتؤخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط فوقتها من الثانی کالاول وتكون قضا لا اداء ...) و در شامی آمده: (قوله فقط راجع الی قوله بعذر فلا تؤخر من غیر عذر والی قوله الی الزوال فلا تصح بعده والی قوله من الغد فلا تصح فیما بعد غد ولو بعذر ^(۴)) پس واضح گردید که آن نماز عید اضحی که بعد از ظهر خوانده شده درست نیست بلکه باید در روز بعد قبل از زوال قضائی آن خوانده می شد و بعد از آن قضایی خواندن آن نیز جائز نمی باشد.

(۱) لم یخرجہ الخ ماشیا الی النجاة الخ ولا یجوزہ واکفا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیدین ج ۱ ص ۷۷۶ - ۷۷۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۸). ظفر

(۲) و شرط لافراضها لثمة تختص بها الامة بمصر الخ وصحة الخ وعدم حبس الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۱۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۲). ظفر

(۳) چون شرط اذن عام در آن وجود ندارد لذا بعضی از مردم علم جواز را رجحان می دهند، اما ترجیح من خاکسار به سوی جواز است در عصر حاضر چون فتوی و عمل هر دو به تعدد جمعه در یک شهر می باشد شرط اذن محض لغو است از بحثی که در این مورد در الدر المختار و شامی وجود دارد نیز جواز ثابت می گردد. علامه شامی وقتی بحث اذن عام را ختم می کند چنین می نویسد قلت وینی ان یکون محل الرأع ما اذا كانت لا تقام الا فی محل واحد، اما لو تعدد فلا لانه لا یتحقق التفریق کما الماده التعلیل لامل (ردالمحتار باب الجمعة ح ۱ ص ۷۷۲ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۵۲). ظفر

(۴) ردالمحتار باب المیدین ج ۱ ص ۷۸۳. ظفر

نماز عیدین و تکبیرات زوائد هر دو واجب است: سوال: ۳۳۹ در نماز عیدین شش تکبیر واجب می باشد یا دو رکعت نماز نیز واجب است اگر امامی چنین نیت کند که دو رکعت نماز نفل عید اضحیٰ باشش تکبیر واجب، چون لفظ نفل استعمال گردید آیا نماز مذکور درست است یا نه؟

جواب: نماز عیدین نیز واجب بوده و تکبیرات زوائد نیز واجب می باشد^(۱) در آینده در نیت نباید نماز نفل گفت و در دل نیز نباید چنین خیال کرد اما به هر حال نماز شده است زیرا با گفتن لفظ نفل نماز فاسد نشده است^(۲).

سنت صرف یک مرتبه گفتن تکبیرات تشریق است: سوال: ۳۴۰ تکبیرات تشریق را بیش از یک مرتبه گفتن جائز است یا نه؟

جواب: حکم یک مرتبه گفتن بوده و بیشتر گفتن خلاف سنت است.

مقصد حدیث دعوت دو عید چیست: سوال: ۳۴۱ (وعن ام عطیه قالت امرنا ان نخرج الحيض يوم العيد وذوات الخدور فيشهدن جماعة المسلمين ودعوتهم وتعتزل الحيض على المصلى) منظور از لفظ (دعوتهم) چیست؟ عده ای می گویند که این حدیث منسوخ است.

جواب: لفظ دعوتهم عام است که دعای بعد از نماز نیز در آن شامل خواهد بود لذا منسوخ گفتن آن غلط است.

در عید بتد از خطبه دعا نیست: سوال: ۳۴۳ عیدگاه پادشاهی که دارای زمین انعامی می باشد برای خطیب دولتی بر علاوه زمین انعامی خلعت عیدین نیز داده می شود عیدگاه مذکور پیش

(۱) تاج صلاتهما فی الاصح علی من تجب علیه الجمعة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۴، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۶). ظفر

(۲) ولو علم ولم یبصر الفرض من غیره ان لوی الفرض فی الککل جاز (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلاة ج ۱ ص ۳۸۸، ط. س. ج ۱ ص ۴۱۸). ظفر

روی آبادی شهر قرار دارد اما تا کنون نماز عیدین در آن خوانده می شود زمین عیدگاه کاملاً خالی بوده و در آن هیچ ساختمانی وجود ندارد، اکنون اگر در عمارت مذکور ساختمانی بنا گردد حیثیت آن منجیث عیدگاه از میان خواهد رفت؟ آیا اعمار بنایی در آن جائز است یا نه باید تذکر دهم که در صورت اعمار ساختمانی امکان ضبط زمین انعامی وجود دارد؟

جواب: عیدگاه مذکور وقف بوده و در آن هیچ نوع تصرف و تعمیر منزل درست نیست ^(۱) اما اگر برای آرامش نماز گزاران و محافظت آنها از افتاب و بارش سقفی مانند مسجد اعمار گردد ممانعتی نیست.

در تعمیر عیدگاه مصرف کردن پول هندو جائز است: سوال: ۳۴۴ در تعمیر عیدگاه مصرف کردن پول هندو جائز است یا نه؟
جواب: جائز است.

زمین عیدگاه را نمی توان فروخت: سوال: ۳۴۵ الف: در قریه کندوه در نزدیکی عیدگاه محلی قرار دارد که از آن سنگ می برند که در گذشته فاصله آن زیاد بود مگر اکنون به اندازه گردیده که وقتی در سنگ سرنگ پرانده می شود، دیوار های عیدگاه به شدت می لرزد که بدین جهت احتمال افتادن آن وجود دارد، لذا اگر دولت معاوضه زمین و تعمیر عیدگاه را بدهد آیا می توان در جای دیگری عیدگاه ساخت و آیا عیدگاه موجود را دولت برای کار های خویش به کار برده می تواند یا نه؟

ب: عیدگاه در حکم مسجد است یا نه؟

جواب: (الف و ب) عیدگاه وقف بوده و در حکم مسجد می باشد و چنین تصرفاتی در آن درست نیست ^(۲).

(۱) اذا تم الوقف ولزم لایملک ولا یملک ولا یرهن (المر المختار علی هامش و المختار کتاب الوقف ج ۱ ص ۵۰۷، ط. س. ح ۲ ص ۳۵۱ - ۳۵۲). طفر

(۲) اذا تم الوقف ولزم لایملک ولا یملک ولا یرهن (المر المختار علی هامش و المختار کتاب الوقف ج ۱ ص ۵۰۷، ط. س. =

تماشا بازی در عیدگاہ درست نیست: سوال: ۳۵۶ در داخل عیدگاہ با اعلان عام کارهای

چون تماشا و بازی و ہار مونیہ یا ہاجہ نواختن بدون اجازہ متولی عیدگاہ شرعاً جائز است یا نہ؟

جواب: عیدگاہ در بسیاری از امور حکم مسجد را دارد، لہذا در عیدگاہ تماشا و بازی ہار مونیہ و ہاجہ و آواز خوانی جملہ ناجائز می باشد و متولی عیدگاہ نمی تواند ہر گز بہ چنین کسی اجازہ بدهد و بہ اجازہ متولی و یا بدون اجازہ او انجام اینکار در عیدگاہ درست نمی باشد چنانچہ این مسألہ در الدر المختار و شامی نیز آمدہ است ^(۱).

تعداد تکبیرات زوائد در نماز عیدین و نتائج اختلاف در آن: سوال: ۳۴۷ هنگام نماز عید

امام صاحب بہ جای شش تکبیر نیت نہ تکبیر را بست و هنگام نماز صرف ہفت تکبیر خواند، نماز درست شد یا نہ افضل در نماز عیدین شش تکبیر است یا بیش از آن؟

جواب: نماز اداء شدہ و تعداد تکبیرات زوائد در ہر رکعت سہ تکبیر می باشد کہ جمعاً شش و تکبیر می شود، زیادہ ہر این مذهب حنفی نیست ^(۲).

در خطبہ عید خواندن نور نامہ وغیرہ درست نیست: سوال: ۳۴۸ امام پس از خواندن نماز

عید بہ خطبہ شروع نمود و خطبہ را بسیار طولانی ساخت، در حالیکہ مقتدیان در آفتاب ایستادہ بودند، او نور نامہ و وفات نامہ را خواند اینکار چہ حکم دارد؟

جواب: برای خطیب چنین کاری مکروہ بودہ و خطبہ باید مختصر باشد خصوصاً در وقتی کہ مردم بہ تکلیف می شوند خواندن وفات نامہ، نور نامہ درست نیست. فقط

= ج ۲ ص ۳۵۱ - ۳۵۲. ظہیر

(۱) اما المختار الصلاة جنازة أو عید فهو مسجد فی حق جواز الاقتداء به لا فی حق غیر بہ یعنی، نہایہ، فعل دخولہ لجنب وحائض کفأ، مسجد (در مختار) قال فی البحر ظاہرہ انہ يجوز الوطؤ والبول والتخلی فیہ، ولا یغنی ما فیہ فان البانی لم یعدہ لذلک لینی فی ان لا يجوز (رد المحتار باب ما یفسد الصلاة وما یکبرہ فیہا مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۱۶۵، ط. س. ج ۲ ص ۲۵۷). ظہیر

(۲) وہی ثلاث تکبیرات فی کل رکعة ولو زاد تابعہ الی سعة عشر لانه مالور (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۹ - ۷۸۰، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۲). ظہیر

کسانی کہ در نماز عید رکوع نکرده اند نماز ایشان نشده است: سوال: ۳۴۹ در رکعت

دوم نماز عید فطر امام تکبیرات زوائد را فراموش کرده و به رکوع رفت و مقتدیان ایستاده بودند پس از آن امام به سجده رفت و مقتدیان نیز سجده کردند در حالیکه اکثریت ایشان رکوع ننموده بودند، پس از نماز امام سجده سهو کرد این نماز امام و مقتدیان شده است یا نه اگر نشده چه وقت قضای آنرا به جا آرند؟

جواب: در اینصورت نماز امام و آنعده مقتدیان که رکوع کرده اند شده است و کسانی که رکوع نکرده اند، ایشان بعداً در رکعت نماز بخوانند^(۱).

در قریه می توان تکبیرات تشریق را گفت: سوال: ۳۵۰ در قریه باید تکبیرات تشریق را گفت
یا نه علمای کشمیر در این مورد اختلاف دارند کدام قول صحیح است؟

جواب: امام ابو حنیفه تکبیرات تشریق را بر مردم قریه ها واجب نمی داند و صاحبان آنرا بر مردم قریه ها نیز واجب می شمارند، در (الدر المختار) آمده: (ویجب تکبیر التشریق علی امام مقیم بمصر و علی مقتد مسافر او قروی و قالابوجیه فور کل فرض مطلقاً ولو منفرداً او مسافراً او مراعاةً لانه تبع المكتوبة.... و علیه الاعتماد... و علیه الاعتماد والعمل والفتوی فی عامة الامصار بحر كافة الاعصار (قوله مقیم بمصر) فلا یجب علی قروی و لامسافر..... علی الاصح بحر عن البدائع الاصح علی قول الامام..... قوله و علیه الاعتماد... هذا بناء علی انه اذا اختلف الامام و صاحباه فالعبرة بقوة الدلیل وهو الاصح^(۲) شامی) از این عبارت معلوم می گردید که معتمد و احوط در این باره قول صاحبان است که بر اهل قریه تکبیر تشریق واجب می باشد.

خطبه عید در حالیکه منبر در میان صفوف گذاشته شده باشد درست است یا نه: سوال:

(۱) کما لو رکع امامه فرکع معه مقارناً او معالیا و شارکه فیه فلولم یرکع اصلاً الخ بطلت صلاحه (ردالمحتار باب صفة الصلوة ، مهم متابعة الامام ج ۱ ص ۴۹ ، ط. س. ج ۲ ص ۴۷۱) - ظفر

(۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۷ - او ص ۱۸۰ - ظفر

۳۵۱ اگر در خطبه عیدین به دلیل کثرت نماز گزاران امام از جای خود به یک بلندی در میان صفوف برود و خطبه را بخواند، جائز است یا مکروه؟

جواب: ظاهراً آن است که اینکار بدون کراهیت جائز است زیرا به آن ضرورت می باشد.

در عیدگاه به آواز بلند یکجای تکبیر گفتن درست نیست: سوال: ۳۵۲ به عیدگاه رفتن و طوری تکبیر گفتن که اول یک نفر تکبیر بگوید بعد دیگران به آواز یکجای و به طور متفق تکبیر بگیرند و این سلسله تا نماز دوام کند آیا اینکار با کراهیت جائز است یا بدون کراهیت؟

جواب: اینکار جائز نبوده و در آن کراهیت وجود داشته و در احادیث چنین وارد شده: (عن ابن عباس و جابر بن عبدالله قال لا یکن یوذن یوم الفطر ولا یوم لاضحی ثم سأله (یعنی عطا) بعد حین عن ذلک فاخبرنی قال اخبرنی جابر بن عبدالله ان لا اذان للصلوة یوم الفطر حین ینخرج الامام ولا اقامة ولا نداء ولا شی ولا نداء یومئذ ولا اقامة^(۱) رواه مسلم).

اگر کسی در تکبیرات زوائد نماز عید ارسال نکند چه حکم دارد: سوال: ۳۵۳ امام در نماز عید فطر پنج تکبیر زائده خواند و در هر تکبیر ارسال نکرد بلکه دست ها را بر ناف بست او خطبه و نماز را در محراب خواند و میان دو تکبیر درود شریف خواند و دعا نمود و در خطبه قرائت غلط نمود نماز او درست خواهد بود یا نه؟

جواب: اموری که از امام مذکور صادر شده وجب فساد نماز نبوده اما خلاف سنت می باشد پس در آینده باید بر او تاکید کرد که در هر رکعت سه تکبیر بگیرد و هنگام تکبیر ارسال کند و مطابق به آنچه در کتب فقه حنفی آمده عمل نماید^(۲).

(۱) مشکوٰۃ باب العیدین فصل ثالث ص ۱۲۷. ظفر

(۲) ویراع یدیه فی الزوائد فی ولس بن تکبیراته ذکر مستون ولذا یرسل یدیه (در مختار) ای فی اثناء التکبیرات وبعدهما بعد الثالثة كما فی شرح المنية لان الوضوء سنة قیام طویل فیه ذکر مستون (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۲. ط. م. ج ۲ ص ۱۷۴ - ۱۷۵). ظفر

بعد از نماز عید دعا از پیامبر (ﷺ) ثابت است یا نه: سوال: ۳۵۴ پس از نماز عیدین یا پس از نماز خطبه دعا کردن از پیامبر (ﷺ) ثابت است یا نه؟ عن ام عطیة ان رسول الله (ﷺ) کان یخرج الایکار والعوائق ... فی العیدین (الحديث) زید می گوید که از این حدیث دعا بعد از نماز عیدین و خطبه ثابت می گردد این قول صحیح است یا نه؟

جواب: از این حدیث دعا پس از خطبه و غیره ثابت نمی گردد، زیرا مراد از (دعوة المسلمين) اجتماع مسلمانان غرض خطبه و غیره بوده البته دعا بعد از نماز عیدین از عموم احادیثی ثابت می شود که دعا بعد از هر نماز راسخ می داند و برای مستثنی کردن نماز عیدین از آن هیچ دلیلی وجود ندارد و احادیث مذکور در حص حصین و غیره کتب مذکور می باشد^(۱) اما بعد از خطبه دعا کردن نه به شکل عمومی و نه به شکل خصوصی وارد شده است.

در مورد تکبیرات تشریق قول امام صاحب احوط است یا از صاحبان: سوال: ۳۵۵ در مورد تکبیرات تشریق مذهب امام صاحب آن است که مقیم بوده و در شهر باشد و نماز را به جماعت بخواند، تکبیرات تشریق بر چنین شخصی واجب است و صاحبان آنرا مطلقاً واجب می دانند خواه مرد باشد یا زن خواه منفرد باشد یا مسافر، صورت احوط کدام است

جواب: ظاهر آن است که قول صاحبان احوط می باشد و عمل بر آن مختار و احوط است اما در مورد وجوب اکثر علما مذهب امام را اختیار کرده اند یعنی تکبیرات تشریق با شروط مذکور واجب می گردد، اما اگر منفرد، مسافر و غیره نیز تکبیرات را بگویند حرجی نیست زیرا بر آن فتوی داده شده است^(۲).

(۱) عن ثوبان قال کان رسول الله ﷺ اذا انصرف من صلاته استغفر ثلاثا وقال اللهم انت السلام ومنک السلام تبارک یا ذا الجلال والاکرام . رواه مسلم (مشکوٰۃ ص ۸۸) . ظفر

(۲) و يجب تکبیر التشریق علی امام مقیم بمصر و علی مقدّم مسافر او فروی او امرأة بالنسبة لهما والا بوجوبه فورکل فرض مطلقا ولو منفردا و مسافرا او امرأة لانه تبع للمکتبة و علیه الاعتماد والعمل والفتوی فی عامة الامصار وکافة الاعصار (درمختار) قوله: لانه تبع للمکتبة فحب علی کل من تبع علیه الصلوة المکتبة قوله و علیه الاعتماد لهما هذا بناء علی انه اذا احتلف الامام و صاحباه فالعبرة بقوة الدلیل وهو =

فقط با نیت بدون عمل نماز نمی شود: سوال: ۳۵۶ چند نفر وقتی به عیدگاه رسیدند که

نماز خوانده شده بود، امام صاحب گفت چون شما به نیت نماز خواندن آمده بودید نماز شما شده است و ایشان نماز نخواندند آیا با نیت کردن نماز اداء می شود یا نه و آیا در عیدگاه دوباره می توان نماز خواند یا نه؟

جواب: قول مفتی به آن است که تعدد نماز عیدین درست است یعنی در یک شهر یا یک قصبه در چند محل نماز عیدین اداء می شود پس مردمی که پس از نماز عید رسیدند برای آنها جائز بود که غیر از عیدگاه در جای دیگر چون میدان یا مسجد نماز عید را اداء کنند زیرا در عیدگاه که نماز عید خوانده شده دوباره خواندن آن مکروه می باشد این نکته غلط است که به محض نیت کردن نماز اداء می شود، پس کسانی که نماز نخوانده اند نماز ایشان نشده است مگر اکنون قضایی هم ندارد و امام غلطی کرده که چنین سختی گفته است ^(۱).

در نماز عیدین تفریق جماعت به خاطر امامت درست نیست: سوال: ۳۵۷ برای امام شدن

در نماز عیدین جماعت را دوحصه کردن درست است یا نه و آیا نماز این دو گروه می شود یا نه؟

جواب: تفریق جماعت کار خوبی نیست اگر چه به این دلیل که تعدد نماز عیدین در یک شهر جائز است یعنی در یک شهر می توان چند جانماز جمعه را خواند نماز هر دو گروه شده است ^(۲).

دلیل وجوب نماز عیدین و قضایی نداشتن آن: سوال: ۳۵۸ نماز عیدین واجب است یا نفل

و چرا قضا ندارد، در حالیکه وتر قضایی دارد.

جواب: نماز عیدین واجب ^(۳) است و اگر از شخصی جماعت عیدین فوت شود قضایی ندارد

= الاصح (ردالمحتار، باب العیدین مطلب فی تکبیر الشریق ج ۱ ص ۷۸۴، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۷ - ۱۸۰). ظفر

(۱) ولا یصلها وحده ان فاتت مع الامام الخ و لو اسکته الذهاب الی امام آخر فعل لانها تؤدی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی هامش و ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۹). ظفر

(۲) لانها تؤدی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (ایضا، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۹). ظفر

(۳) تجب صلاتهما فی الاصح علی من تجب الجمعة علیه بشرائطها المتقدمة سوی العطله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب

زیارت جماعت در آن شرط می باشد در حالیکه در وتر جماعت شرط نیست و در آن تهدید وقت وجود ندارد^(۱).

قبل از نماز عیدین یا بعد از آن نوافل نیست: سوال: ۳۵۹ قبل یا بعد از نماز عیدین نماز

های نفل جائز است یا نه؟

جواب: نه^(۲).

نماز عید فطر به علت عذر در روز دوم درست است: سوال: ۳۶۰ هلال عید فطر روز جمعه

به علت ابر آورد بودن هوا دیده نشد اما صبح روز شنبه محقق گردید که عید است لذا مردم فطر نمودند اما مردم دهات به دلیل آنکه این خبر به ایشان نرسید، نماز عید را روز یکشنبه خواندند آیا این نماز ایشان شده است یا نه؟

جواب: نماز عید فطر را می توان به علت عذر در روز دوم خواند پس روز یکشنبه نماز ایشان شده است، طوریکه در (الدر المختار) آمده: (وتوخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد...) و در شامی آمده: (قوله کمطر دخل فيه ما اذا لم يخرج الامام وما اذا غم الهلال فشهدوا به بعد الزوال او قبله بحيث لا يمكن جمع الناس^(۳)).

اگر در نیت نماز عید سنت گفته شود نماز می شود یا نه: سوال: ۳۶۱ اگر کسی نماز عید

را این طور نیت کند: (بیت کردم نماز سنت عید فطر را همراه شش تکبیر) در اینصورت نماز می شود یا نه؟

= العیدین ج ۱ ص ۷۷۴، ط. س. ج ۴ ص ۱۶۶. ظفر

(۱) ولا یصلیها وحده ان فاتت مع الامام فی ولواته الذی ینال الی امام اخر فعل لانها تزدی بمصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳، ط. س. ج ۴ ص ۱۷۹). ظفر

(۲) ولا یتنفل قبلها مطلقا فی رکعة لا یتنفل بعدها فی مصلاتها فانه مکروه عند العامة وان تنفل بعدها فی المیت جاز (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۷ - ۷۷۸، ط. س. ج ۴ ص ۱۶۹، ۱۷۰). ظفر

(۳) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۸۳، ط. س. ج ۴ ص ۱۷۹. ظفر

جواب: با این نوع نیت نماز درست است زیرا بعضی از فقها نماز عید را سنت گفته اند اما صحیح آن است که واجب می باشد ^(۱) لذا احوط آن است که لفظ واجب گفته شود اما اگر سنت بگویند باز هم نماز درست است.

برای نماز عید نیز پاک بودن فرش ضرور است: سوال: ۳۶۲ در جایی که غیر محفوظ بوده و پاک و صاف نباشد نماز عید درست است یا نه؟

جواب: پاک بودن جا برای صحت نماز شرط است اگر نماز عید وغیره در جای ناپاک خوانده شود صحیح نیست ^(۲)؛

چهار رکعت نفل به جماعت خواندن پس از نماز عید غلط است: سوال: ۳۶۳ در جایی که ما هستیم پس از نماز عیدین چهار رکعت نفل به جماعت خوانده می شود این نفل خواندن جائز است یا نه؟

جواب: پس از نماز عیدین خواندن نفل به جماعت درست نیست ^(۳).

نماز عیدین در قریه صغیره درست نیست: سوال: ۳۶۴ یک قریه که دارای چهل پنجاه منزل و یک مسجد پخته و قدیمی می باشد که در آن همیشه نماز های پنجگانه و عیدین اداء می شود اکنون مردم محل می خواهند که برای نماز های عیدین عیدگاه بسازند اینکار جائز است یا نه؟

(۱) ولجب صلاحتهما فی الاصح (در مختار) قوله: فی الاصح، مقابله القول بانها سنة وصححه النسلی فی المنافع لکن الاول قول الاکثرین کمالی المجتبی ونص علی صحیحته فی العیة والمدافع والمهایة والمختار الکافی للنسلی ولی العیة هو المختار لانه علیهما وسماعا فی الجامع الصغیر سنة لان وجوبها ثبت بالنسبة، علیه فی (ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۴، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۶).
ظہیر الدین غیر له

(۲) والشرط فی شرعا ما یعرف علیہ الشیء ولا یدخل فیہ فی سنة طهارة یدنه فی من حدث بزرعہ وعبث مانع فی وثوبه فی مکانه ای موضع قدمه او احدیهما فی موضع سجوده اتفاقا فی الاصح فی (المرآة المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الفلوة ج ۱ ص ۳۷۳ - ۳۷۴، ط. س. ج ۱ ص ۴۰۲). ظہیر

(۳) ولا یتخلل قبلها مطلقا الخ وکذا لا یتخلل بعدها فی مصلحتها لانه مکروه عند العامة (ایضا باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۷، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۶ - ۱۷۰). ظہیر

جواب: اینکار جائز نیست زیرا در چنین جایی نماز های جمعه وعیدین صحیح نمی باشد^(۱).

اگر خطر غرق شدن عیدگاه باشد آیا می توان مواد تعمیراتی آنرا به جای دیگر انتقال

داده: سوال: ۳۶۵ یک عیدگاه در کنار دریا قرار دارد و اگر امسال سیلاب بیاید امکان شهید شدن عیدگاه وجود دارد زیرا به علت سیلاب همیشه بخشی از زمین در دریا می رود در اینصورت آیا می توان خشت و دیگر مواد تعمیراتی آنرا انتقال داد تا جای دیگری عیدگاه ساخته شود یا نه؟

جواب: در حالیکه یقین است که عیدگاه غرق خواهد شد مسلمانان می توانند سامان آنرا انتقال داده و در جای دیگر عیدگاه بسازند^(۲) اما اگر این عیدگاه سابقه غرق نگردد کما کان وقف بوده و در آن هیچگونه تصرفی جائز نیست^(۳).

در عیدگاهی که در قبرستان ساخته شده نماز جائز است یا نه: سوال: ۳۶۶ در عیدگاهی

که در قبرستان ساخته شده نماز جائز است یا نه؟

جواب: جائز است^(۴).

ضحی صحیح است یا اضحی: سوال: ۳۶۷ ضحی یا اضحی کدام یک صحیح است اگر

کسی ضحی گفته نماز بخواند، نماز او می شود یا نه؟

(۱) ولا یصلی الزور ولا بطریق جماعة خارج رمضان ای مکره ذلک ولو علی سبیل التداوی وایضا باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۳۶۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۴۸. ظفیر

(۲) ونلع فرض فی النصات والقری الکبیرة الی فیها اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة الی لیس فیها فاض ومنیر الخ ولو صلوا فی القری لریمهم اداء الظهور (ردالمحتار باب الجمعة ج ۱ ص ۷۴۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۳۸) . ظفیر

(۳) کالمسجد اذا غرب واستمعی عنه اهل القرية فرغ ذلک الی الفاضی بیاع الخشب وحرف الثمن الی مسجد اخر جاز الخ فمنهم من افی بنقل بناء المسجد ومنهم من افی بنقله ونقل ماله الی مسجداخر الخ (ردالمحتار، کتاب الوقف احکام المسجد، مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوه ج ۳ ص ۵۱۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۳۵۹). ظفیر

(۴) وکذا نکره فی اماکن کثوف کعبة ومزبلة ومجزرة ومقبرة الخ (درمختار) ولا بأس بالصلاة فیها (ای المقبرة) اذا کان فیها موضع اعد للصلاة ولیس فیہ فر ولا نجاسة کما فی النخابة (ردالمحتار ج ۱ ص ۳۵۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۳۸). ظفیر

جواب: برای این عید در عربی (یوم الاضحی^(۱)) استعمال می گردد و (الاضحی) به معنای قربانی می باشد پس این عید را (الضحی) یا (ضحی) گفتن غلط است اما نماز می شود.

شخصی در دو جا در نماز عید امامت کرد کدام یک جائز است: سوال: ۳۶۸ زید در

دو جا در نماز عید امامت نمودا از آن دو نماز از کدام یک درست است؟

جواب: زید نمی تواند در نماز جمعه یا عیدین در دو جا امامت کند اما اگر چنین بنماید نماز کسانی که در مرتبه دوم عقب او نماز خوانده اند نمی شود زیرا که نماز دوم او نفل بوده و عقب کسی که نفل می خواند. نماز کسی که فرض می خواند نمی شود.^(۲)

در مقابل اجوره امامت در نماز جمعه وعیدین جائز است یا نه: سوال: ۳۶۹ در نماز های

جمعه وعیدین امامت در مقابل اجوره جائز است یا نه؟

جواب: فقها نوشته اند که گرفتن اجوره در بدل امامت جائز است.^(۳)

در عیدین چه وقتی دعا جائز است بعد از نماز یا بعد از خطبه: سوال: ۳۷۰ در عیدین

چه وقتی دعا شود بعد از نماز یا بعد از خطبه؟

جواب: بعد از نماز عیدین مانند سایر نمازها دعا نمودن مستحب است اما بعد از خطبه استجاب دعا از هیچ روایتی ثابت نیست و استجاب دعا بعد از نماز عیدین از همان احادیث و روایاتی معلوم میگردد که در آنها دعا بعد از عموم نماز ها وارد شده و دعا بعد از نماز مقبول می باشد این احادیث در (حصن حصین) موجود بوده و معمول بزرگان ما نیز چنین بوده است و به نظر من قول آنده از علما که دعا بعد از نماز عیدین را بدعت و غیر ثابت می گویند صحیح نیست زیرا

(۱) الدر المختار علی هاشم ردالمحتار ج ۵ ص ۲۷۱ . ط . س . ج ۲ ص ۳۱۱ - ۳۱۲ . ظفر

(۲) ولا مفترض بمقتل (الدر المختار علی هاشم ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۱۲ . ط . س . ج ۱ ص ۵۷۹) . ط

(۳) وفتی الیوم بصحتها لتعلم القرآن والفقه والامامة والاذان (الدر المختار علی هاشم ردالمحتار کتاب الاجارة جلد پنجم . ط . س . ح ۶ ص ۵۵) . ظفر

عموماً بعد از نمازها استحباب دعا ثابت می باشد^(۱) که در کتب معروف و مشهور حدیث چون مشکوٰۃ حصن حصین و غیره احادیث مذکور وارد شده و برای مستثنی قرار دادن نماز عیدین از آن هیچ دلیلی وجود ندارد.

نماز عیدین در مسجد جائز است یا نه: سوال: ۳۷۱ کسانی که نماز عیدین را در مسجد جمعه می خوانند نماز ایشان منی شود یا نه؟

جواب: نماز می شود مگر خواندن نماز در عیدگاه سنت است و بدون عذر نخواندن نماز عیدین در عیدگاه خلاف سنت می باشد.

این سخن غلط است که خواندن خطبه عیدین بر منبر درست نیست: سوال: ۳۷۲ این سخن غیر مقلدین که می گویند خطبه عیدین بر منبر درست نیست بلکه باید روی زمین ایستاد و خطبه عیدین را خواند چطور است؟

جواب: مذهب احناف این است که خواندن نماز عیدین در عیدگاه و صحرا افضل و مستحب بوده و در مؤرد انتقال منبر به آنجا اختلاف نقل شده است علامه شامی نوشته که انتقال منبر به عیدگاه مکروه می باشد اما اگر در عیدگاه منبر ساخته شود حرجی نیست پس این قول غیر مقلدین که می گویند خواندن خطبه بر منبر نا جائز می باشد غلط است.

نوافل روز عید: سوال: ۳۷۳ در روز عید حکم خواندن نوافل چیست؟

جواب: قبل از نماز عید خواندن نوافل مطلقاً مکروه می باشد و بعد از نماز عید حکم آن این است که در عیدگاه نخواند و اگر بعد از بازگشت به خانه بخواند درست است، در الدر المختار آمده: (ولا ینتقل قلبها مطلقاً و کذا لا ینتقل بعدها فی مصلایا فانه مکروه عند العامة وان تنقل بعدها

(۱) و مستحب ان یتستغفر ثلاثاً الخ و یدعو و یخیم بسبحان ربک (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صفة الصلاة ج ۱ ص ۴۹۵ . ط.

فی البیت جائز^(۱).

پس از نماز عید دوباره خواندن آن به نیت نفل چه حکم دارد: سوال: ۳۷۴ زید در نماز

عید اضحی امامت نمود و پس به جای دیگر نزدیک از بزرگان خود رفت در آنجا یک روز بعد عید شد، پس زید در نماز عید به نیت نفل اقتدا نمود، او آیا با اینکار گنهگار شده است یا نه؟

جواب: با نیت نفل شرکت در جماعت برای زید باعث گناهی نیست زیرا در شریعت در بعضی موارد به آن امر شده است، چنانچه در کتب فقه آمده که اگر کسی که نماز ظهر یا عشا را خوانده به وقت اقامت در مسجد باشد از مسجد بیرون نشود بلکه به نیت نفل در جماعت شرکت کند^(۲).

نماز عید در مساجد متعدد: سوال: ۳۷۵ نماز های جمعه و عیدین در مساجد متعدد اداء می

شود یا نه؟

جواب: می توان نماز های مذکور را در مساجد متعدد خواند زیرا حکم چنان است که در یک آبادی که نماز جمعه و عیدین جائز باشد در آنجا خواندن آنها در چند مسجد نیز جائز می باشد^(۳) البته بهتر آن است که نماز های جمعه و عیدین دو یکجا خوانده شوند.

و خواندن نماز عیدین برون از آبادی در صحرا سنت می باشد^(۴).

بستن دست ها در تکبیرات زوائد: سوال: ۳۷۶ در تکبیرات زوائد نماز عیدین باید دست ها

را بست یا نه؟

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب المیدین ج ۱ ص ۷۷۷ و ۷۷۸.

(۲) والا لمن صلى الظهر والعشاء وحده مرة فلا يكره خروجه في الا عند الشروع في الاقامة فيكره لمخالفة الجماعة بلا عذر بل بقصد متعمدا (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ادراك الفريضة ج ۱ ص ۶۶۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۵۵). طبر

(۳) در الدر المختار آمده: وتؤدى بمصر واحد بمواضع كثيرة مطلقا (بر حاشیه ردالمحتار ج ۱ ص ۸۴۲ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۶). طبر

(۴) در الدر المختار آمده: والمخرج اليها اي الجبنة سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحيح (ج ۱ ص ۷۷۶ ، ط. س. ج ۲ ص

۱۲۹) سپس جبهانه و اشرح لموده ومی نویسد ماشيا الي الجبنة وهي المصلى العام ای فی الصحراء (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۷۶). طبر

جواب: در تکبیرات زوائد دست ها را نباید بست^(۱).

خواندن نوافل بعد از نماز عید بدعت است: سوال: ۳۷۷ خواندن نماز های نفل به صورت منفرد یا به جماعت پس از نماز عید شرعاً چه حکم دارد؟

جواب: خواندن نمازها در عیدگاه پس از نماز عید چه به صورت منفرد و چه به جماعت بدعت ناجائز و مکروه تحریمی می باشد^(۲).

اعمار عیدگاه از پول رشوت چه حکم دارد: سوال: ۳۷۸ عایدات خمس من از درک رشوت و زراعت مخلوط است و او از پول خود عیدگاهی ساخته حکم خواندن نماز در این عیدگاه چه بوده و خوردن غذای او چه حکم دارد؟

جواب: نماز در عیدگاه مذکور صحیح بوده اما خوردن غذای او خوب نیست^(۳).

نماز عیدین در مسجد جامع: سوال: ۳۷۹ امام عیدگاه بدعتی می باشد پسر آیا خواندن نماز عید در مسجد جامع درست است یا نه؟

جواب: ادای نماز عیدین در مسجد جامع نیز درست می باشد لیکن مستون و افضل آن است که در صحرا اداء گردد، اگر امام عیدگاه بدعتی می باشد در جای دیگری در صحرا نماز عید را خوانده و این منت را به جا کنيد^(۴).

اگر در نماز عیدین بیشتر مقتدیان شافعی باشند امام چگونه نماز بدهد: سوال:

۳۸۰ امام عیدین حنفی مذهب بوده در حالیکه بیشتر از نصف مقتدیان او شافعی مذهب و کمتر از

(۱) ثم بکبر ثلث تکبیرات بفصل بین کل تکبیرین بسکة قدر ثلث تسبیحات (الی قوله) ویرفع یدیه عند کل تکبیرة منهن ویرسلها فی الثانیة ثم إذا قام الی الرکعة الثانیة یدعی بالقراءة ثم بکبر بعدها ثلث تکبیرات علی هیئة تکبیرة فی الاوّلی (غیة المستملی ص ۵۲۵). ظفر

(۲) ولا یتنفل قبلها مطلقا (الی قوله) وکلذا لا یتنفل بعدها فی مصلحتها فانه مکروه عند العامة (الدر المختار ج ۱ ص ۱۱۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۹ - ۱۷۰ ، باب العید). ظفر

(۳) آکل الربوا وکاتب الحرام اهدی الیه اوصافه وغالب ماله حرام یقبل ولا یأکل ماله یخیر ان ذلک المال اصله حلال ورنه او استقرضه (عالمگیری مصری ج ۵ ص ۳۵۵ ، ط. م. ج ۵ ص ۳۴۳). ظفر

(۴) والخروج الیها ای الجنبه للصلاة سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحيح (الدر المختار ج ۱ ص ۱۱۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۹ ، باب العیدین). ظفر

نصف ایشان حنفی مذهب اند پس امام باید مطابق کدام مذهب نماز بدهد؟

جواب: امام حنفی مذهب در نماز عیدین مطابق مذهب خویش تکبیرات زوائد را بگوید یعنی بر علاوه تکبیر افتتاح و تکبیر رکوع در هر رکعت سه تکبیر بگوید کسانیکه شافعی مذهب اند اگر نزد ایشان جائز باشد که عقب امام حنفی تکبیرات را تکمیل کنند می توانند تکبیرات را مطابق مذهب خویش پوره نمایند مقصود آنکه برای امام حنفی اتباع مذهب ایشان ضرور نیست اما اگر امام غرض رعایت با ایشان تکبیرات را مطابق مذهب آنها بگوید نیز حرجی نیست زیرا در الدر المختار آمده: (ووصلی الامام بهم رکعتین مثلیا قبل زوائد وهی ثلاث تکبیرات لی کل رکعة ولوزاد تابعه الی سسة عشر لانه ماثور^(۱) لکن یندب للخروج من الخلاف لاسیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروه مذهبه)

عیدگاه در هر سمتی که بیرون از آبادی باشد حرجی نیست: سوال: ۳۸۱ خواندن نماز عیدین در کدام سمتی اولی می باشد در صورتیکه عیدگاه ساخته شود و گردد آن چهار دیواری گردد.

جواب: در شریعت تخصیص سمت برای نماز عیدین وجود ندارد بلکه مستون صرف آن است که از شهر بیرون رفته و نماز عیدین را اداء نمود دراین نیز حرجی وجود ندارد که عیدگاه بسازید و آنرا چهار دیواری کنید و در آن نماز اداء کنید^(۲).

برای نماز عیدین اذان و غیره وجود ندارد: سوال: ۳۸۲ حکم اذان و تکبیر بالصلاة برای نماز عیدین چیست؟

جواب: عن ابن جریح قال اخبرنی عطا عن ابن عباس وجابر بن عبد الله قال لم یکن یؤذن یوم الفطر

(۱) الدر المختار باب العیدین ج ۱ ص ۱۱۵ . ط . س . ج ۲ ص ۱۷۲ . ظفر

(۲) عن ابی سعید الخدری قال: کان النبی ﷺ ینخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۵) بود آنحضرت (صلی الله علیه وسلم) که بیرون می آمد روز عید فطر و عید قربان به سوی مصلی که جای مشهور است در مدینه بیرون شهر آنجا عید می گذراندند و حالا گردد آن چهار دیواری کشیده اند (اشعة اللمعات ص ۶۳۸ ج ۱)

ولا يوم الاضحى ثم سألته یعنی عطا بعد حين عن ذلك فاعبرني قال اخبرني جابر بن عبد الله ان اذان للصلاة يوم الفطر حين يخرج الامام ولا بعد ما يخرج ولا اقامة ولا نداء ولا شئ لانداء يومئذ ولا اقامه رواه مسلم^(۱). ودر الدر المختار آمده: (لايسن لغيرها كعيد^(۲)) از ابن حديث وروایت فقه معلوم گردید که در عیدین آذان تکبیر نداء الصلاة وغيره چیزی وجود ندارد وطریقه مسنون همین است^(۳).

تکبیرات تشریق: سوال: ۳۸۳ هنگامیکه از نماز فرض سلام می گردانند نخست امام به تنهایی تکبیر می گوید و دیگران به خاموشی گوش فرا می دهند و چون امام فارغ شد مقتدیان به جهر و به آواز یکجایی و وزن واحد تکبیر می گویند و در مرتبه دوم و سوم نیز اینکار را به همین شکل انجام می دهند و علمای این سرزمین در مؤرد مسئله مذکور به دو گروه تقسیم شده اند گروهی می گوید که همین شکل مشروع است و گروه دیگر می گوید که چنین روشی در زمان پیامبر (ﷺ) وجود نداشت بلکه کیفیت مشروع این تکبیرات چنان است که هر کسی امام مقتدی شخصاً و به شکل مستقل و بدون آواز اجتماعی تکبیر بگوید پس حق در این مسأله با کدام یک از این دو گروه است؟ خداوند بر شما رحم کند.

جواب: به توفیق خداوند عزوجل می گویم که حق با گروه دوم است که به سنت و توارث ثابت می باشد وعده ای گفتن آنرا سه بار نوشته اند در الدر المختار به نقل از حمدی آمده که گفتن آن دو مرتبه خلاف سنت می باشد پس عمل به سنت اولی و واجب و از احداث دور می باشد^(۴).

بعد از خطبه دعا ثابت نیست: سوال: ۳۸۴ بعد از نماز عید دعا کردن چه حکم دارد و آیا دعا بعد از خطبه جائز است؟

(۱) مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۷. ظفر

(۲) الدر المختار ج ۱ ص ۶۲، ط. س. ج ۲ ص ۳۸۵، باب الاذان. ظفر

(۳) ترجمه حدیث مذکور چنین است: (نه بود اقامه و نه آذان دادن چنانکه گویند الصلوة ومالند آن (اشعة المعات ص ۶۶ ج ۱)

(۴) ردالمحتار باب العیدین فی تکبیر التشریق، ط. س. ج ۲ ص ۱۷۸. ظفر

جواب: دعا بعد از نماز عیدین مانند سائر نمازها مسنون و مستحب می باشد اما بعد از خطبه دعا کردن ثابتاً و جائز نیست^(۱).

رفتن زنان به عیدگاه: سوال: ۳۸۵ برای زنان مانند مردان رفتن به عیدگاه غرض اداء نماز عید درست است یا نه؟

جواب: در این زمان بلکه از زمان های بسیار سابقه رفتن زنان به مسجد و عیدگاه غرض شرکت در جماعت ممنوع و مکروه است و اینکار در همان زمان صحابه (رضی) ممنوع شده بود طوریکه که موضوع مذکور در احادیث وارد شده است. در الدر المختار آمده: (ویکره حضورهن الجماعة ولو جمعة وعید ووعظ^(۲) مطلقاً ولو عجزوا دلیلاً علی المذهب المفتی به لفساد الزمان واستثنی الکمال بحثاً العجائز المتفانية....)

نماز عیدین واجب است یا نفل: سوال: ۳۸۶ یک امام صاحب نماز عیدین را نماز نفل قرار داده و قبل از نماز عید به مردم اعلان نمود که نماز نفل را نیت نموده و نماز واجب را نیت نکنید این مسأله امسال ایجاد گردیده، حکم صحیح چیست؟

جواب: در نماز عید باید نیت واجب شود نه نفل زیرا نماز عید واجب می باشد در الدر المختار آمده: (تجب صلواتها فی الاصح) و شامی گوید: (وقد ذکرنا مراراً انها بمنزله الواجب) ص ۷۷۳ ج ۱، پس این جهالت و نادانی امام مذکور است که به مردم حکم داده که نماز نفل را نیت کنند تلاش جهت تبدیل کردن حدود الله سخت جهالت بوده و معلوم نیست که در این کار چه مفاد بوده است، از اینکار اجتناب کنید و نماز واجب را نیت نمائید.

عیدگاه باید در کجا باشد: سوال: ۳۸۷ عیدگاه به طرفت راست شهر باشد بهتر است یا به سمت دیگری؟

(۱) عن ام عطية قالت امرنا ان نخرج الحصى يوم العیدین ولوات الخدود ليشهدين جماعة المسلمين ودمعتهم الخ، الحديث متفق عليه (مشکوٰۃ باب العیدین ص ۱۲۵). طبر

(۲) الدر المختار باب الامامة ج ۱ ص ۸۳، ط. س. ج ۲ ص ۵۶۶. طبر

جواب: برای عید گاه هیچ سمت شهر تعیین نیست هر جایی که امکان و سهولت آن باشد عید گاه بسازید.

در عید گاه به جهر تکبیر گفتن چه حکم دارد: سوال: ۳۸۸ در روز عید قبل از نماز عید در عید گاه یا مسجد به جهر تکبیر گفتن درست است یا نه؟ در بعضی جاها رواج است که تا هنگامی که مردم برای نماز عید جمع می شوند شخصی از میان کسانی که جمع شده اند به آواز بلند تکبیر می گوید سپس دیگران در جواب او به تکبیر گفتن آغاز می کنند آیا به اساس این رواج به آواز بلند در مسجد یا عید گاه تکبیر گفتن جائز است یا نه؟ اگر جائز نبوده و مکروه باشد آیا می توان کسانی را که به چنین شکلی تکبیر می گویند منع نمود؟

جواب: فقهاء کرام در عید فطر در مسجد یا عید گاه از تکبیر گفتن منع می نمایند و در مورد عید اضحی روایات مختلف وجود دارد عده ای از فقهاء می گویند که صرف در راه تکبیر گفته شود و عده ای گویند که در عید گاه نیز تکبیر گفتن درست است در الدر المختار آمده: (ولا یکبر فی طریقها) و در شامی آمده: (قوله فی طریقها لیس التکید للاحتراز عن البیت او المصلی وانما هو البیان المخالفة بین عید الفطر والاضحی فان السنة فی الاضحی التکید فی الطريق کما سیاء فی) (۱) در کبیری که شرح منیه است در این باره آثار مختلف نقل گردیده، طوریکه که گویند: (روی الدار قطنی موقوفاً عن نافع ان ابن عمر کان اذ عداً یوم الفطر والاضحی یجهر بالتکبیر حتی یتای المصلی ثم یکبر حتی یتای الامام وقال البیهقی الصحیح وقفه علی ابن عمر وهو قول صحابی قد عارضه قول صحابی آخر روی ابن المنذر عن ابن عباس انه سمع الناس یکبرون فقال لقائده اکبر الامام قبل لا قال افجن الناس ادرکنا مثل هذا الیوم مع النبی ﷺ) فاما کان احد یکبر قبل الامام فبقی مفاد الایة بلا معارض.. (۲) ومنظور از آیت این آیه مبارکه می باشد: (واذکر ربک فی

(۱) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۷، ط. م. ج ۲ ص ۱۶۶. ظفر

(۲) عبة المستملی ص ۵۲۵. ظفر

نفسک تضرعاً وخیفهً ودون الجهر) مگر آنچه که به اجماع خاص شده باشد ^(۱) سپس به ذکر استدلال از جواب صاحبان می پردازد و در الدر المختار آمده: (وقال الجهر به سنة کالاضحی وهی رواية عنه ووجهها ظاهر قوله تعالى: (ولتکملوا العدة ولتکبروا الله علی ما هداکم..)) وجه اول این مسأله آنکه: (بلند کردن آواز به ذکر بدعت می باشد) پس به موارد شرعی اکتفا می گردد شامی گوید: (فیقتصر علی مورد الشر او هو ما فی البحر عن القنیة التکبیر جهراً فی غیر ایام التشریق لا یسن الا بازاء العدو واللصوص ^(۲) خاصه آنکه شکلی که در سوال مطرح گردیده اختراع بوده باید ترک گردد و از آن ممانعت به عمل آید.

سوال در مورد غیر مقلدین: سوال: ۳۸۹ دلائل غیر مقلدین: الف. در نماز عیدین در دو رکعت دوازده تکبیر گفتن از قول و فعل پیامبر (ﷺ) ثابت است ب- گفتن تکبیرات زوائد در هر دو رکعت نماز عیدین قبل از قرائت از قول و فعل پیامبر (ﷺ) ثابت می باشد

ج: قرائت پیامبر (ﷺ) در نماز های جمعه و عیدین خاص بود نه عام.

د: از پیامبر (ﷺ) خواندن نماز عید فطر وقتی که آفتاب دو نیزه بلند شده بود و نماز عید اضحی وقتی که آفتاب به اندازه یک نیزه بلند گشته بود ثابت است.

دلیل دعوی الف وب: عن عائشة ان رسول الله (ﷺ) کان یکبر فی الفطر والاضحی فی الاولی سبعاً و فی الثانیة خمساً و ایضاً روی هذا الحدیث عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قال النبی (ﷺ) التکبیر فی الفطر فی الاولی سبعاً و فی الثانیة خمساً وعن عبدالله بن عمرو بن العاص قال قال النبی (ﷺ) التکبیر فی الفطر سبع فی الاولی وخمس فی الثانیة القراءة بعدهما کلیتهما وروی هذا الحدیث ایضاً عن عمرو بن شعیب.. الخ از این سه روایت در هر رکعت نماز عیدین دوازده تکبیر قبل از قرائت ثابت گردید.

دلیل دعوی ج: عن النعمان بن بشیر (رضی الله عنه) ان رسول الله (ﷺ) کان یقرأ فی العیدین و فی الجمعة

(۱) غیبة المسلمی ص ۵۲۵. ظفر

(۲) ردالمحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۸. ط. س. ج ۲ ص ۱۷۰. ظفر

(بسیح اسم ربک الاعلی) و (هل اتاک حدیث الفاشیة).

دلیل دعوی د: عن جندب (رضی اللہ عنہ) قال کان النبی (ﷺ) یصلی بنا یوم الفطر والشمس علی قدر رمحین والاضحی علی قدرمح.

جواب: کذب ودبی ودروغگویی خاصیت غیر مقلدین بدون هیچ دلیلی می گویند که فلان کار خلاف سنت است گویا ایشان همه بر همه کتب حدیث دسترسی دارند ما وقت نداریم که به قصه های غیر مقلدین گوش فرا دهیم و نوشتن جواب سخنان دروغ ایشان از آنجهت بی فایده است که حال ایشان مانند روافض می باشد زیرا چندین مرتبه به اعتراضات ایشان جواب داده شد اما باز هم سخنانی را برای مردم نا آگاه عرضه می دارند پس بر احناف که پیرو سنت اند ضرور می باشد که از این گروه گمراه و گمراه کننده دوری نمایند و شبهات و اعتراضات بی اساس ایشان را نشوند و به اجمال بدانند که جماعت بزرگ احناف که در میان ایشان فقها و علمای بسیار بزرگ و اولیا الله شامل می باشند نمی توانند خلاف حق و خلاف سنت باشند و این فرقه باطله مصداق (من شذذ فی النار است) مگر آنعه از احناف قابل تعجب اند که با این مردم رابطه بر قرار کنند و دنبال تحقیق در مسائل ایشان باشند. با این بدانید که مذهب امام ابو حنیفه از قرآن و حدیث مأخوذ بوده و در هیچ امری مخالف این دو مرجع اصلی احکام شرعی نیست اما هر شخصی قابلیت فهمیدن آنرا ندارد بلکه فقط علمای بزرگ، این مسائل را می دانند نه دشمنان عقل پس احناف نباید دنبال چنین اموری باشند بلکه وظیفه ایشان تقلید است و اگر مسأله ای را ندانند، در مورد آن از عالم متدینی معلومات حاصل نمایند.

اکنون به صورت مختصر جواب آن همه سوالات نگاشته می شود:

الف و ب: شش تکبیر در هر دو نماز رکعت نماز عیدین مطابق سنت نبوی می باشد از جمله دلایل بسیار صرف یک دلیل مرا می نویسم همچنان در رکعت اول تکبیرات قبل از قرائت و در

رکعت دوم تکبیرات بعد از قرائت مطابق سنت می باشد.

مصنف فتح القدیر گوید: (وفی ابی داود مایعارضها وهوان سعید بن العاص سال ابی موسی الاشعری وحذیفة بن الیمان کیف کان رسول الله ﷺ) یکبر فی الاضحی والفطر فقال ابو موسی کان یکبر اربعاً تکبیرة علی الجنائز فقال حذیفة صدق فقال ابو موسی كذلك کنت اکبر فی البصیرة حیث کنت علیهم..... سکت عنه ابو داود قال الترمذی قد روی عن ابن مسعود (ﷺ) قال فی التکبیر فی العید تسع تکبیرات فی الاوّلی خمساً قبل القراءة وفی الثانية یبدأ بالقراءة ثم یکبر اربعاً تکبیرة الركوع وقد روی عن غیر واحد من الصحابة نحو هذا وهذا اثر صحیح قاله بحضرة جماعة من الصحابة ومثل هذا یحمل علی الرفع لانه مثل نقل اعداد الركعات .. فتح القدیر ص ۴۴ ج ۲- واینکه مدعی به فتح القدیر استدلال نموده به نافی می او دلالت می نماید، زیرا عبارت فتح القدیر بر ادعای او تطبیق نمی شود واز آن این قول پیامبر (ﷺ) نفی نمی گردد ودر ابو داود روایت گردیده که: (ابن عمر بن الخطاب سأل ابا واقد اللیشی ما ذا کان یقرأ به رسول الله ﷺ) فی الاضحی والفطر قال کان یقرأ-- فیهما بقاف والقرآن المجید واقتربت الساعة وانشق القمر) از این حدیث معلوم گردید که پیامبر (ﷺ) در نماز عیدین سورة قمر وسورة قاف رانیز قرائت می نمود پس گفتن این سخن که قرائت در نماز عیدین به (سیح اسم) و(هل اتاک) مخصوص می باشد غلط است در مورد این مسأله اجماع منعقد گردیده که وقت نماز عیدین از هنگامی که آفتاب یک نیزه یا دویزه بلند شود تا زوال آفتاب می باشد مصنف الدر المختار گوید که وقت آن از بلند شدن آفتاب به اندازه یک نیزه تا زوال می باشد.

در عیدین گفتن الصلاة الصلاة چه حکم دارد: سوال: ۳۹۰: در عیدین اذان تکبیر ویا الصلاة

گفتن چه حکم دارد؟

جواب: عن ابن جریج قال اخبرنی عطا عن ابن عباس وجابر بن عبد الله قال لا یمکن یوذن یوم الفطر

ولا يوم الاضحى ثم سألته یعنی عطاء بعد حين عن ذلك فاخبرني قال اخبرني جابر بن عبدالله ان لا اذان للصلوة يوم الفطر حين يخرج الامام ولا بعدما يخرج ولا اقامة ولا نداء ولا شئ لانداء يومئذ ولا اقامة رواه مسلم) ودر الدر المختار آمده: (لايسن لغيرها كعيد)^(۱) از اين روايت حديث وفقه معلوم گرديد كه در عيدين اذان تكبير وصدای الصلاة الصلاة وغيره وجود ندارد كه طريقه مسنون همين است.

فصل هفدهم : استسقاء

(طريقه طلب باران)

خواندن نماز استسقاء به جماعت مستحب است يا منفرد: سوال: ۳۹۱ خواندن نماز استسقاء به جماعت سنت و مستحب است يا بدون جماعت؟

جواب: در ردالمحتار در باب استسقاء به نقل از شرح منية نوشته است: (فالحاصل ان الاحاديث لما اختلفت في الصلوة بالجماعة وعدمها على وجه لا يصح به البات السنة لم يقل ابو حنيفة (رح) رحمه الله تعالى بسنيها ولا يلزم منه قوله بانها بدعة كما نقله عنه بعض المتعصين بل هو قائل بالجواز قلت والظاهر ان المراد به الندب والاستحباب بقوله في الهداية قلنا انه فعله عليه الصلاة والسلام مرة وتركه اخرى فلم يكن سنة اى لان السنة ما واطب عليه وفعل مرة مع ترك اخرى يفيد الندب^(۲)) ودر الدر المختار آمده: (وقالا تفعل كالعيد وعليه العمل^(۳)) از اين عبارت معلوم گرديد كه جماعت نماز استسقاء نزد امام صاحب مستحب برده و صاحبان به سنت بودن آن قائل اند لذا بايد نماز استسقاء به جماعت خوانده شود.

وقت نماز استسقاء: سوال: ۳۹۲ زيمى گويد كه چون عصر شود نماز استسقاء را نبايد خواند؟

(۱) الدر المختار على هامش و ردالمحتار باب الاذان ج ۱ ص ۳۵۷ . ط. س. ج ۴ ص ۳۷۵ ظهير

(۲) و ردالمحتار باب الاستسقاء ج ۱ ص ۷۹۱ . ط. س. ج ۲ ص ۱۸۴ ظهير

(۳) و ردالمحتار باب الاستسقاء ج ۱ ص ۷۹۱ . ط. س. ج ۲ ص ۱۸۴ ظهير

جواب: بهترین وقت نماز استسقاء صبح است بعد از بلند شدن آفتاب که باید نماز خطبه و دعا کرده شود در حدیث آمده که پیامبر (ﷺ) در چنین وقتی برای نماز استسقاء تشریف برده، الفاظ حدیث چنین است: (قالت عائشة فخرج رسول الله ﷺ) حين بدأ حاجب الشمس^(۱).

آیا بعد از نماز استسقاء باید با پشت دست دعا نمود: سوال: ۳۹۳ الف: بعد از نماز استسقاء باید با پشت دست دعا نمود یا مانند سایر اوقات با روی دست؟

ب: آیا در نماز استسقاء غیر حاکم، خطیب و قاضی باید شخص دیگری امامت نکند و آیا اشتراک آنها شرط است؟

جواب: الف: در دعاها عام طریقه مسنونہ آن است کہ کف دست بہ طرف روی باشد و در حدیث شریف این حکم عام می باشد، طوریکہ روایت گردیدہ: (إذا سألتم الله فاسئلوا ببطون اكفكم) بدین جهت احناف نماز استسقاء را نیز تحت این قاعدہ عمومی قرار دادہ اند و در حدیث ہردو طریقه روایت شدہ، چنانچہ دریک روایت آمدہ: (فاشار بظهر كفه الى السماء^(۲)) و در روایت دیگری آمدہ: (قائما يدعو يستقي رافعاً يديه قبل وجهه^(۳)) پس احناف این حدیث را اصل قرار دادہ اند و حدیث اول را بر تفاول حمل کردہ اند لہذا تفاولاً چنین چیزی جائز می باشد و اصل سنت است کہ در ہر دعایی ثابت می باشد^(۴).

ب: اینکار شرط نیست بلکہ ہر کسی را کہ امام بسازند جائز است اما بہتر آن می باشد کہ شخص صالح، متقی و عالم را امام بسازند.

حکم جماعت خطبہ و قلب و رداء در نماز استسقاء: سوال: ۳۹۴ در نماز استسقاء شرعاً حکم جماعت چیست؟ و حکم خطبہ و قلب و رداء بعد از نماز استسقاء چیست؟ قول امام اعظم ابو حنیفہ

(۱) مشکوٰۃ باب الاستسقاء فصل ثالث ص ۱۳۲. ظہیر

(۲) فتح القدیر باب الجنائز ص ۶۸ ج ۴.

(۳) مشکوٰۃ عن ابی داؤد و الترمذی و النسائی، باب الاستسقاء ص ۱۳۱. ظہیر

(۴) ہو دعاء و استسقاء (در مختار) و ذالک ان يدعو الامام قائماً مستقبلاً القبلة رافعاً يديه و الناس قعود مستقبلي (رد المحتار باب الاستسقاء ص

(رح) در این مورد چیست وصاحبان (رح) در این مسأله با او چه اختلافی دارند وفتویٰ بر قول کیست؟

جواب: امام صاحب (رح) در نماز استسقاء جماعت را مسنون نمی داند، بلکه آنرا مستحب و مندوب می شمارد، طوریکه در شامی آمده: (والظاهر ان المراد الندب والاستحباب لقوله في الهداية قلنا انه فعله عليه الصلوة والسلام مرة وتركه اخرى فلم يكن سنة اى لان السنة ما واظب عليه والفعل مرة مع البترك اخرى يفيد الندب، ص ۷۹۱ ج ۱) لذا چون نماز استسقاء نزد امام صاحب مندوب و مستحب و نزد صاحبان سنت می باشد پس بهتر است که جماعت خوانده شده و خطبه نیز خواند شود شامی گوید: (قال محمد صلى الله عليه وسلم او نائبه ركعتين كما في الجمعة ثم يحطب اى يسن له ذلك والاصح ان ابا يوسف مع محمد، ص ۷۹۱ ج ۱).

خلاصه آنکه سنت بودن یا مستحب بودن خطبه به اساس اختلاف دو قول مربوط سنت بودن و یا مستحب بودن جماعت استسقاء می باشد.

نزد امام صاحب جماعت مستحب و مندوب می باشد طوریکه از فعل پیامبر (ﷺ) که یکبار عمل نموده و بار دیگر ترک فرموده آشکار می باشد و چون صاحبان جماعت نماز استسقاء را سنت می گویند پس خطبه را نیز سنت می دانند و چون معلوم گردید که مفتی به قول صاحبان است پس مسنون چنان می باشد که نماز استسقاء به جماعت اداء و خطبه نیز خوانده شود اما نماز استسقاء را به جماعت خواندن و خطبه را ترک کردن قول جدیدی می باشد که با هیچ مذهب و قولی مطابقت ندارد.

قلب رداء ثابت است، شامی نقل می کند: (ان في قلب رداء الفتوى على قول محمد حيث قال واختار القدوري قول محمد (رح) لانه عليه الصلوة والسلام فعل ذلك نهر وعليه الفتوى كما في الشرح درر البحار وفي الدر المختار في رسم المفتي واما نحن فعلمنا اتباع ما رجحوه وما صحروه كمالو افتوا في حياتهم) الدر المختار ص ۷۲ وفيه ايضاً واما العلامات للافتاء منقوله وعليه الفتوى

وبہ یفتی وبہ ناخذ) مقدمہ الدر المختار ص ۶۶ و ۶۷ ودرشامی آمده: (وعن ترواهم قد یرجحون قول بعض اصحابہ علی قوله کما رجحوا قول زفر (رح) وحده فی سبع عشرة مسئلة فتتبع ما رجحوہ لانہم اهل النظر فی الدلیل)

کتاب الجنازة

فصل اول

چگونگی روش با کسی کہ در حال نزع است

محتضر را بہ پشت خواباندن چطور است: سوال: ۳۹۵ صاحب ہدایہ در مورد محتضر می نویسد: (واختار فی بلادنا الاستلقاء لانه ایسر من خروج الروح) آیا اینکار از حدیث و تعامل صحابہ ثابت می باشد وبر آن عمل کردن چطور است؟

جواب: تعامل سلف وتوارث خلف ہمین است کہ صاحب ہدایہ اختیار نموده البتہ ہمراہ با استلقاء (بہ پشت خواباندن) باید روی بہ طرف قبلہ باشد زیرا احادیث تصریحات ودلائل فقہا آنرا اقتضاء می کند قید شق ایمن از ہیج حدیث واثری صراحتاً ثابت نمی گردد پس طریقہ سالم آن است کہ توجہ بہ سوی قبلہ واستلقاء ہردو صورت گیرد بہ ہر ترتیبی کہ سہولت باشد اینکار صورت گیرد از این دو یکی را نیز نمی توان خلاف سنت خواند بحر از مبتغی چنین نقل می کند: (و الاصح انه یوضع کما تیسر لاختلاف المواضع والاماکن^(۱)) ودر محیط آمده: (واختیر الاستلقاء^(۲)) ودر فتح آمده: (ثم اذا القی علی القفا یرفع راسہ قليلاً یصیر وجہہ الی القبلة دون السما^(۳)) همچنان: (والاول هو السنة اما توجیہہ فلانہ علیہ عليه السلام لما قدم المدينة سئل عن البراء بن معرور فقالوا توفي واوصی بثلاث لك واوصی ان یوجه الی القبلة لما احتضر فقال علیہ عليه السلام اصاب

(۱) البحر الرائق کتاب الجنائز ج ۲ ص ۱۷۰. ظہیر

(۲) ایضاً. ظہیر

(۳) فتح القدیر باب الجنائز ج ۲ ص ۶۸. ظہیر

الْفَطْرَةِ) واما ان السنة كونه على شقه الايمن فقليل يمكن الاستدلال عليه بحديث النوم^(۱) لذا معلوم گردید که هیچ نص حدیث در مورد توجیه شق راست وجود ندارد.

حدیث روبه سوی قبله بودن هنگام غسل و مرگ: سوال: ۳۹۶ آیا کدام حدیثی در این مورد وجود دارد که باید متوفی هنگام غسل رو به قبله باشد و روی شخص قریب الموت نیز باید طرف قبله شود اگر چنین حدیثی موجود است لطفاً آنرا بنویسید.

جواب: در مورد توجیه شخص نزدیک به مرگ در شرح منیه این حدیث نقل شده است که در مورد وصیت براء بن معرور می باشد: (واوصی ان یوجهه الی القبلة فقال بیتکم اصاب الفطرة) این حدیث را حاکم روایت نموده و آنرا صحیح دانسته است و در کبیری صفحه ۵۳۳ چنین آمده است: (والسنة ان یكون على شقه الايمن كما هو السنة فی النوم) ودر مورد رو به سوی قبله نمودن متوفی هنگام غسل حدیثی به نظر نرسید و فقهای کرام نیز در این مورد حدیثی را نقل نفرموده اند و به همین جهت در مورد آن اختلاف وجود دارد، در الدر المختار و شامی آمده که اصح آن است که هر سوی غسل دادن آسان باشد به همان پهلو قرار داده شود، طوریکه مرده در قبر گذاشته می شود؟ عبارت الدر المختار چنین است: (ویوضع کما تیسر فی الاصح فی سریر ... وقل یوضع الی القبلة طولا وقل عرضاً کما فی القبر...) شامی ص ۱۹۴ ج ۱. ودر شرح منیه چنین آمده: (قال فی المبسوط والبدائع والمرغینانی یوضع علی التخت طولاً الی القبلة... قال الاسبیجانی لاروایة فیہ عن اصحابنا والعرف ان یوضع علی قفاه طولاً نحو القبلة هذا ان التسع المكان والا فالاصح ان یوضع کما تیسر قاله صاحب البدائع والمرغینانی).

بعث تلقین لا اله الا الله همراه با محمد رسول الله: سوال: ۳۹۷ مطلب حدیث (لقنوا موتاکم لا اله الا الله) چیست و آیا باید صرف لا اله الا الله را تلقین نمود و یا اینکه همراه با آن تلقین محمد رسول الله نیز صورت گیرد؟

جواب: در تلقین محمد رسول الله نیز حرجی نیست و اگر صرف به تلقین (لا اله الا الله) اکتفاء شود نیز جائز می باشد ^(۱).

تلقین چه وقتی باید صورت گیرد: سوال: ۳۹۸ تلقین در وقت نزع اولی می باشد یا پس دفن یا در هر دو وقت؟

جواب: نزد احناف تلقین در وقت نزع است طبر ریکه در الدر المختار آمده: (و یلقن ندبا و قیل وجوبا بذكر الشهادتين.... قبل الغر غره...) و اگر بعد از دفن نیز تلقین صورت گیرد، مضایقه نیست در شامی آمده: (وانما لاینبی عن التلقین بعد الدفن لانه لا ضرر فیه بل فیه نفع لان المیت یستانس بالذکر علی ما ورد فی الآثار).

دروقت نزع حنا کردن زن ناجائز است: سوال: ۳۹۹ حنا کردن زن هنگام نزع سنت است یا نه؟

جواب: اینکار نه مسنون بوده و نه جائز می باشد بلکه نا جائز است ^(۲).

فصل دوم: غسل دادن میت

کسیکه جنب وفات نموده یک غسل برای او کافی است یا نه و دختر نابالغ را چه کسی

غسل دهد: سوال: ۴۰۰ اگر شخصی در حال جنابت بمیرد یک غسل برای او کافی می باشد

یا اینکه نخست غسل جنابت داده شده و سپس غسل میت داده شود همچنان اگر دختر نابالغی بمیرد و در آنجا زن مرده شوی نباشد آیا او را شوهرش یا یکی از محارمش غسل داده می تواند

(۱) و یلقن ندبا و قیل وجوبا بذكر الشهادتين لان الاولى لاتقبل بدون الثانية عنده قبل الغرغرة (در مختار) قال فی الامداد و إنما انصرت علی ذکر الشهادة بما للحديث الصحيح، وإن قال فی المصنفی وغيره: و لقن الشهادتين لا إله إلا الله محمد رسول الله، و تعطيله فی الدرر بان الاولى لا تقبل بدون الثانية ليس علی إطلاقه، لان ذلك فی غیر المؤمن، و لهذا قال ابن حجر من الشافعية: و قول جمع: یلقن محمد رسول الله أيضا لان القصد موده علی الاسلام ولا یسی مسلما إلا بهما، مردود بانه مسلم، و إنما المراد ختم كلامه بلا إله إلا الله في (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۹۵، ط. م. ج ۲ ص ۱۹۰). ظفر

(۲) ولا یسرح شعره ای بکوه تحریم و لا یقص ظفره الا المکسور و لا شعره و لا یخن (در مختار) كما فی الفقه ان التزین بعدها و الامتشاط و لقطع الشعر لا يجوز (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳، ط. م. ج ۲ ص ۱۹۷ - ۱۹۸). ظفر

یانه واگر تصادفاً محرمی نباشد آیا نامحرم می تواند او را غسل دهد یانه ویا اینکه به اساس مجبورت بدون غسل کفن وغيره دفن گردد؟

جواب: یک غسل کافی می باشد اما اگر متوفی جنب باشد باید مضمضه واستنشاق نیز برای او داده شود، طریقه در الدر المختار آمده: (ولو كان جنباً او حائضاً او نساءً وفعلاً امر المضمضة والاستنشاق اتفاقاً^(۱)) شامی در این مورد به بحث پرداخته اما باز هم رعایت احتیاط مذکور لازم می باشد^(۲). دختر نابالغ اگر مراهقه نباشد هر مرد وزنی می تواند او را غسل دهد در فتح القدیر آمده: (الصغير والصغيرة اذا لم يبلغا حد الشهوة يفسلهما الرجال والنساء^(۳)) وحکم مراهقه در این مورد مانند حکم بالغه می باشد وزن بالغه را هیچ کسی غیر از زنان نمی تواند غسل دهد، شوهر نمی تواند زن متوفیه خود را غسل دهد اگر محرمی موجود باشد او را تیمم دهد واگر محرمی نباشد، نامحرم تکه ای را بر دست خود پیچانده او را تیمم دهد وكفن كند ونماز خوانده او را دفن نماید، در الدر المختار آمده: (ماتت بين الرجال او هو بين نساء يتيمة المحرم فان لم يكن فارلجبي بخرقه^(۴)) وهمچنان: (ويمنع زوجها من غسلها ومسها^(۵)).

شوهرش نمی تواند زن متوفیه خود را غسل دهد البته می تواند او را ببیند: سوال:

۱۰۱ آیا برای شوهر جائز است که زن متوفیه خود را غسل دهد یانه؟

جواب: شوهر می تواند به سوی زن متوفیه خود را ببیند، اما غسل دادن او برایش جائز نمی باشد در الدر المختار آمده: (ويمنع زوجها من غسلها لامن النظر اليها على الاصح) وآنچه بر جواز

(۱) الدر المختار علی هامش ودالمختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۱، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۶. ظفر

(۲) قوله: ولو كان جنباً لم يغسل أبو السعد عن شرح الكفر للشمس أن ما ذكره الخلعي: أي في شرح القلوري من أن الجنب بمضمض ويستحق غريب مخالف لعامة الكتب. اهـ. قلت: وقال الرملي أيضاً في حاشية البحر: إطلاق المعون والشروح والفارسي يشمل من مات جنباً، ولم أر من صرح به لكن الإطلاق يدخله والعلّة لفتويه. اهـ. وما نقله أبو السعد عن الزيلعي من قوله: بلامضمضة واستنشاق ولو جنباً، صريح في ذلك، لكن لم أره في الزيلعي. (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۱، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۶). ظفر

(۳) رد المحتار باب صلاة الجنائز قبل مطلب في الكفن ج ۱ ص ۸۰۶، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۱. ظفر

(۴) الدر المختار باب صلاة الجنائز قبل مطلب في الكفن ج ۱ ص ۸۰۶، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۱. ظفر

(۵) ايضاً ج ۱ ص ۸۰۳، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۸. ظفر

(۱) غسل زوجہ متوفیہ از فعل حضرت علی (علیه السلام) کہ حضرت فاطمہ الزہرا را پس از وفاتش غسل داده استدلال می نمایند مصنف الدر المختار آنرا چنین جواب داده کہ فعل حضرت علی (علیه السلام) مخصوص بہ خود ایشان است زیرا علاقہ زوجیت ایشان پس از وفات باقی می باشد بہ دلیل قول پیامبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ فرمودہ: (کل سبب ونسب یقطع بالموت الاسبی ونسبی) (۲) ودر شامی از شرح مجمع نقل کردہ کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) ام ایمن غسل داده نہ حضرت علی (علیه السلام).

اگر زنی در حال جنابت بمیرد طریقه غسل او چطور است: سوال: ۴۰۲ اگر زنی در حال جنابت وفات کند، طریقه غسل او چطور می باشد؟

جواب: بہ واسطہ وفات در حال جنابت تفاوتی در غسل روی نمی دہد بلکہ او نیز مانند سایر اموات غسل داده می شود، البتہ الدر المختار از (امداد الفتح) نقل می کند کہ بہ متوفی جنب باید مضمضہ واشتقاق نیز داده شود، اما شامی آنرا رد نمودہ واز زلیعی نقل نمودہ کہ غسل متوفی بدون مضمضہ واشتقاق می باشد (۳).

سرمہ کردن وشانہ نمودن سر متوفی چہ حکم دارد: سوال: ۴۰۳ پس از کفن سرمہ کردن چشم وشانہ کردن سر متوفی درست است یا نہ؟

جواب: درست نیست، در الدر المختار آمدہ: (ولا یسرح شعرہ ای یکمرہ تحریماً) ودر شامی از قیہ نقل گردیدہ: (ان التزئین بعد الموت والامشاط وقطع الشعر لا یجوز) (۴).

(۱) الدر المختار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳. ظہیر

(۲) قلنا هذا محمول على بقاء الزوجية لقوله (صلی اللہ علیہ وسلم) كل سبب ونسب یقطع بالموت الاسبی ونسبی، ایضا ج ۴ ص ۸۰۳. ط. س. ج ۲ ص ۱۹۸. ظہیر

(۳) ویرضا من یؤمر بالصلاۃ بلا مضمضہ واشتقاق للحرج، وقيل یفعلان بحرقہ، وعليہ العمل اليوم، ولو كان جنباً أو حائضاً أو مفسأً فعلا الفلاح تصحیحاً للطهارة كما في إمداد الفتح (وہمختار) نقل ابو السعد عن شرح الکفر للشیخی اما ذکرہ الخلیعالی ای فی شرح القدوری من ان الجانب مضمض یستحق غریب مخالفة لعمامة الکتاب اہـ (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۱. ط. س. ج ۲ ص ۹۶ و ۱۹۵). ظہیر

(۴) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳. ط. س. ج ۲ ص ۱۹۸ و ۱۹۷. ظہیر

آیا شوهر زن وزن شوهر خود را غسل داده می تواند یانه: سوال: ۴۰۴ آیا شوهر زن وزن

شوهر خود را غسل داده می تواند یانه طریقه احسن کدام است؟

جواب: زن می تواند شوهر خود را غسل دهد اما شوهر زن متوفیه خود را غسل داده نمی تواند البته اجازه دارد که او را ببیند^(۱).

آیا محرم کی تواند زن متوفیه را غسل دهد یانه: سوال: ۴۰۵ آیا مرد می تواند زنی را

که محرمش باشد پس از وفاتش غسل دهد یانه؟

جواب: نه، نمی تواند غسل دهد البته در چنین موردی حکم تیمم است^(۲).

منخت مشکل را چه کسی غسل دهد: سوال: ۴۰۶ منخت مشکل را چه کسی غسل دهد؟

جواب: منخت مشکل را هیچ کسی نمی تواند غسل دهد نه مرد و نه زن بلکه تیمم داده می شود، در الدر المختار آمده: (وتیمم الخشی المشکل ولو مراحقاً^(۳))

کسیکه طریقه غسل دادن را نمی داند اگر غسل بدهد چه حکم دارد: سوال: ۴۰۷

شخصی که طریقه غسل دادن میت را نمی داند اگر غسل دهد چه حکم دارد؟

جواب: شرعاً هیچ گناهی بر او نیست اما حتی الوسع باید کوشش شود که شخص متوفی را غسل دهد که طریقه غسل دادن مسنون را بداند.

آیا برای متوفی در ظروف خانه آب گرم کردن واو را غسل دادن درست است: سوال:

۴۰۸. در این روزگار روش مردم آن است که ظروف پاک خانه خود را برای گرم کردن آب

برای غسل دادن متوفی استعمال نمی کنند آیا این رواج صحیح است؟

(۱) يمنع زوجها من غسلها ونسها لا من النظر اليها على الاصح وهي لا تمنع من ذلك (الدر المختار على هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۰۳، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۸). فقیر

(۲) اذا كان للمرأة محرم يمهما بيده واما الاجنبى فيخرقة على يده ويلقى بصره (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۶). فقیر

(۳) الدر المختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۶، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۶. فقیر

جواب: درگرم کردن آب در ظروف خانه و غسل دادن متوفی با آن حرجی نیست. فقط

اگر زن در میان مردان یا مرد در میان زنان بمیرد غسل دادن چه شکلی دارد: سوال:

۴۰۹ اگر زن در میان مردان بمیرد وزنی نباشد یا مردی در میان زنان بمیرد و مردی نباشد غسل تکفین و تجهیز چه شکلی خواهد داشت؟

جواب: در الدر المختار این چنین نوشته شده: (ماتت بین الرجال وهو بین النساء یتیممه المحرم فان لم یکن فالاجنبی بخرفة) یعنی اگر زنی در میان مردان بمیرد اگر محرمی باشد بدون پوشانیدن تکه بر دست او را تیمم دهد و اگر محرمی نباشد شخص تکه ای را به دست خود پیچانیده و او را تیمم دهد.

آیا شوهر می تواند زن متوفیه خود را غسل دهد یانه: سوال: ۴۱۰ در فتاویٰ عالمگیری

آمده که شوهر نمی تواند زن متوفیه خود را غسل دهد اما بلوغ المرام به حواله نسائی و ابن ماجه می نویسد که پیامبر (ﷺ) فرمود که ای عائشه اگر تو قبل از من وفات کنی من خود بدست خود ترا غسل می دهم) این فرموده پیامبر (ﷺ) بطور است و آیا نوشته عالمگیری صحیح است؟

جواب: طوریکه در عالمگیری است همین طور در الدر المختار شامی و غیره کتب فقه نیز آمده و مذهب احناف چنین است و فرموده حضرت پیامبر (ﷺ) از خصوصیات خود او می باشد طوریکه فعل حضرت علی (رضی الله عنه) مبنی بر غسل دادن حضرت فاطمة الزهرا از خصوصیات خود اوست چنانچه حضرت عبدالله بن مسعود چنین جواب داده است (۱).

برای غسل دادن مرده به چه وضعیتی قرار داده شود: سوال: ۴۱۱ اکثراً دیده می شود

که متوفی را غرض رویه قبله بودن از مشرق به سوی مغرب قرار می دهند آیا این طریق بهتر است

(۱) فتحمل رواية الفضل لعلي (رضی الله عنه) على معنى التيمم والقيام التام بأسبابه ولئن ثبت الرواية فهو مختص به لا ترى ان ابن مسعود يرفعه لما اعترض عليه بذلك اياهه اما علمت ان رسول الله (ﷺ) قال ان فاطمة زوجتك في الدنيا والآخرة فادعاء الخصوصية دليل على ان المنع عنهم عدم الجواز (ردالمحتار باب صلوة الجنازة ج ۱ ص ۸۰۳ . ط . س . ج ۲ ص ۱۹۸ . نظیر

یا اینکه از شمال به جنوب گذاشته شود، کدام طریقہ مسنون است؟

جواب: طوریکہ در شامی آمدہ ہر دو طریقہ صحیح بودہ ومطابق شرع می باشد ^(۱).

متوفی را توسط شخصی غیر متدین غسل دادن خوب نیست: سوال: ۴۱۲ در این روزگار

مردم این مسالہ محکم گرفتہ اند کہ متوفی را فقیری غسل دہد در حالیکہ در اینجا اکثریت ایشان یعنی کسانیکہ بہ نام فقیر شہرت دارند زانی بودہ وبہ روزہ ونماز حتی نزدیک نمی شوند واحکام غسل را نیز نمی دانند متوفی را توسط چنین اشخاص غسل دادن درست است یا نہ؟

جواب: غسل دادن متوفی توسط چنین اشخاص خوب نیست غسل دہندہ باید شخص صالح باشد ^(۲).

پای میت هنگام غسل دادن کدام طرف باشد: سوال: ۴۱۳ پای میت وقت غسل دادن

کدام سو باشد عدہ ای از مردم می گویند کہ طرف قبلہ باشد؟

جواب: این نیز یک قول است اما بہتر آن است کہ روی بہ طرف قبلہ، سر بہ جانب شمال وبہائیش بہ سوی جنوب قرار دادہ شود ^(۳).

میت هنگام غسل بہ چه وضعیتی باشد: سوال: ۴۱۴ هنگام غسل پای میت بہ کدام سو

باشد؟

جواب: در الدر المختار آمدہ: (ویوضع کما مات کما تیسر فی الاصح علی سریر مجمر...) ودر شامی چنین آمدہ: (وقیل یوضع الی القبلة طویلاً وقیل عرضاً کما فی القبر ^(۱)) افادہ فی بحر کتاب الجنائز ج ۱ ص ۵۷۳.

(۱) ردالمحتار نلسامی ج ۱ ص ۸۰۰، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۵ باب الجنائز. طبر

(۲) والاولی فی الفاسل ان یکون القرب التام الی المیت فان لم یحسن الغسل فاعل الامانة والورع وغیة المستملی ص ۵۳۷. طبر

(۳) ویوضع کما مات کما تیسر فی الاصح علی سریر مجمر وترا (ردمحتار) وقیل یوضع الی القبلة طویلاً وقیل عرضاً کما فی القبر افادہ فی البحر (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۹۹ - ۸۰۰، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۵).

از این عبارت اشکار گردید که عده ای گفته اند که هنگام غسل میت طوری خوابانده شود که پایش به سوی قبله باشد و بعضی گفته اند که طوری گذاشته شود که رویش به سوی قبله باشد اما اصح آن است که هر طوری که آسان باشد به آن عمل شود معمول نزد مردم آن است که روی را سوی قبله می کنند.

هنگام غسل پای پیامبر (ﷺ) کدام طرف بود: سوال: ۱۵ هنگام غسل پای پیامبر (ﷺ)

کدام طرف بود و سرش کدام طرف؟

جواب: این مسأله نقل نگردیده که هنگام غسل پای پیامبر (ﷺ) کدام سو بود و سرش کدام سو اما فرموده پیامبر (ﷺ) در مورد خانه کعبه که در زندگی و مرگ قبله شما می باشد اشاره بدان دارد که طوریکه میت در قبر گذاشته به همان شکل هنگام غسل نیز قرار داده شود که اکنون معمول نیز همین است.

آیا زن شوهر می تواند پس از مرگ یکدیگر را ببینند: سوال: ۱۶ اگر زن وفات کند

آیا شوهرش می تواند پس از مرگش او را ببیند یا نه همچنان اگر شوهر بمیرد آیا برای زنش جائز است که او را ببیند؟

جواب: اگر زن بمیرد برای شوهرش جائز است که او را ببیند همچنان برای زن جائز است که سوی شوهر متوفای خود نظر کند چنانچه این موضوع در الدر المختار آمده است (۱).

خنثی را مرد غسل دهد یا زن: سوال: ۱۷ میتی که هم برای زن ستر است و هم برای مرد

چه کسی او را غسل دهد؟

جواب: اگر میت خنثای مشکل باشد نه مرد او غسل دهد و نه زن بلکه تیمم داده شود چنانچه

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۰۰ ج ۱، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۵. ظفر

(۲) ومنع زوجها من غسلها وسها لا من النظر اليها على الاصح الخ ومي لاتمتع من ذالك ولو ذمة (الدر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۸). ظفر

در الدر المختار آمده: (ویتمم الخنثی المشکل ولو مراحقاً...) ^(۱)

مردہ را چرا غسل می دهند: سوال: ۴۱۸ دلیل غسل دادن مردہ چیست؟

جواب: هدف از غسل دادن میت نطافت او و اظهار حرمت پرايش می باشد ^(۲).

آیا غیرمسلمان می تواند جسد مسلمانی را لمس کند: سوال: ۴۱۹ اگر غیر مسلمان

جسد مسلمانی را لمس کند یا پرايش طلب مغفرت کند یا نماز جنازه او را بخواند آیا ممانعت او

ضروری می باشد؟

جواب: آنچه بر ذمه مسلمانان است چون غسل نماز و غیره آنرا انجام دهند و اگر کافری او را

لمس کند یا پرايش طلب مغفرت نماید یا مطابق مسلک خود نماز جنازه اش را بخواند از آن نه

به کسی ضرر می رسد و نه به کسی نفع اگر قدرت داشته باشد منع کنید و اگر نه خاموشی اختیار

نمائید ^(۳).

هر کسی می تواند میت را غسل دهد و بر غسل دهنده غسل ضرور نیست: سوال: ۴۲۰

غسل دهنده اموات شخصی معنی باشد یا اینکه هرکسی که به مسائل غسل آگاه است می تواند

غسل دهد و آیا بعد از غسل میت غسل کردن غسل دهنده ضرور می باشد یا مسنون؟

جواب: هر شخصی که به مسائل غسل آگاه باشد می تواند میت را غسل دهد و بهتر آن است

که شخصی میت را غسل دهد که در مقابل آن عرض و اجرتی نخواهد ^(۴) و بر شخصی که میت

را غسل دهد غسل کردن ضرور نمی باشد.

(۱) الدر المختار علی هامش و الدر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۶ . ط. س. ج ۲ ص ۲۰۱ . ظفر

(۲) دلیل غسل را فلها چنین نوشته اند: لتجسسه بالموت قبل نجاسة حیث و قبل حدث (در مختار) و القدوری فی حدث ابی هریرة ؓ

سبحان الله المؤمن لا یجسی حیا ولا میتا الخ و قد اخرج الحاكم عن ابن عباس ؓ قال قال رسول الله ﷺ لا تنحسروا موتاكم فان المؤمن لا یجسی حیا ولا میتا، و قال صحیح علی شرط البخاری و مسلم فیرجع القول بانه حدث الخ فانما یظهر بالبدل کرامة للمسلم (در المختار باب صلاة

الجنائز ج ۱ ص ۷۹۹ . ط. س. ج ۲ ص ۱۹۴ و ۱۹۳ . ظفر

(۳) قال الله تعالی وما دعاء الکافرين الا فی ضلال . ظفر

(۴) و الا فضل ان یسئل الميت مجاناً الخ (الدر المختار علی هامش و الدر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴ . ط. س. ج ۲ ص ۱۹۹).

ظفر الدین غفر الله له

آیا شوهر می تواند به جنازه زن خون دست زند: سوال: ۴۲۱ زن شوهر داری وفات نموده

آیا شوهرش می تواند میت او را به قبر بگذارد یا به آن دست زند یا نه؟

جواب: بعد از مردن زن شوهر برایش بیگانه می شود و علاقه نکاح ایشان قطع می گردد به همین جهت فقها غسل دادن توسط شوهر و دست زدن شوهر به میت زن را منع قرار داده اند طوریکه این موضوع در الدر المختار آمده است اما دیدن و جنازه اش را برداشتن درست است و در قبر گذاشتن او نیز به اساس ضرورت درست می باشد زیرا هنگام گذاشتن در قبر کفن حائل می باشد، لذا از بالای کفن دست گذاشتن به ضرورت درست است یعنی در صورتیکه محرمی نباشد و اگر محرمی باشد باید او جنازه زن متوفی را در قبر بگذارد در الدر المختار آمده: (ویمنع زوجها من غسلها ومسها لامن النظر اليها....) و در شامی به نقل از (خانیه) چنین آمده: (انه اذا كان للمرأة مجرم يمسه بیده واما الاجنبی فبخرقه علی یده^(۱)).

به میت به چه شکل غسل داده شود: سوال: ۴۲۲ در صورت غسل دادن به میت به چه شکل غسل داده شود آیا غسل میت فرض یا واجب یا سنت؟ و چگونه غسل داده شود و اگر شخصی بدون ترتیب مرده را غسل دهد و خوب آب بر بدنش بریزد و از اصول غسل با خبر نباشد این غسل درست است یا نه؟

جواب: کیفیت غسل میت چنان است که پس از استنجاء وضو داده شود و بر سر بر تمام بدن او آب گرم شده توسط آب جوش ادا شده با برگ سدر انداخته شود و سر و ریش با خطمی شستشو گردد و به پهلوی چپ قرار داده شده و به طرف چپش آب انداخته شود سپس به پهلوی راست قرار داده شد و به طرف چپش آب انداخته و شسته شود و بعداً به اتکا به چیزی نشانده شده و آهسته آهسته شکمش مالش داده شود و اگر نجاستی برون آید شسته شود و سپس خوابانده شده و بر تمام بدنش آب انداخته شود بدین ترتیب فرض و سنت غسل همه اداء می شود البته فرض یکبار

شستن بدن است بالی تمام امور سنت می باشد اگر بدون ترتیب به میت غسل داده شود درست است اما بهتر آن می باشد که مطابق سنت به شرحی که در فوق نگاشته شد غسل داده شود.

برای غسل میت چه نوع آبی لازم است: سوال: ۴۲۳ مشهور آن است که برای غسل میت اول آب گرم شده با برگ سدر مرتبه دوم آب جوش داده با کافور و مرتبه سوم آب بدون جوش لازم می باشد آیا آنچه نوشتیم صحیح است؟

جواب: در شامی راجع به غسل میت چنین تفصیل آمده که آب اول خالص آب دوم جوش داده شده با برگ سدر و آب سوم آمیخته با کافور باشد اما فتح القدیر نقل نموده که بهتر آن است که آب اول و دوم جوش داده شده با برگ سدر و آب سوم آمیخته با کافور باشد (۱).

آیا در حالت مجبوریّت شوهر می تواند زن متوفیه خود را غسل دهد: سوال: ۴۲۴ اگر زنی موجود نباشد آیا زید می تواند میت زن خود را غسل دهد؟

جواب: در شامی آمده به شوهر زن خود را غسل ندهد بلکه با تکه ای دست خود را پوشانده و او را تیمم دهد (فلا يغسل الرجل المرأة وبالعكس... ونقل عن الخانية انه اذا كان للمرأة محرم يتممها بيده واما الاجنبى فبخرقه على يده ويفض بصره عن ذراعيها وكذا الرجل في امرأة الالهى غرض البصر ولعل وجهه ان النظر اخف من المس فجاز لشبهة الاختلاف شامی ص ۸۰۳ ج ۱).

به شخصی مبتلا به جذام غسل داده شود یا نه: سوال: ۴۲۵ به مینی که به جذام مبتلا بوده غسل داده شود یا نه؟

جواب: شخص مصاب به جذام چون وفات کند مانند سایر مسلمانان غسل داده شد، تجهیز و تکفین گردیده، نماز جنازه اش خوانده شود و دفن گردد.

(۱) و ذکر شیخ الاسلام أن الأولى بالقراح: أي الماء الخالص، والثانية بالمغلي فيه سدر، والثالث بالذي فيه كافور. قال في الفتح: والأولى كون الأولين بالسدر كما هو ظاهر الهداية، لما في أبي داود بسند صحيح أن أم عطية تغسل بالسدر مرتين والثالث بالماء والكافور. (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۲، ط. م. ج ۲ ص ۱۹۷). ظفر

غسل دادن حضرت علی (علیه السلام) به فاطمه (رضی) چگونه بود: سوال: ۴۲۶ زید می گوید که حضرت علی (علیه السلام) فاطمه (رضی) را غسل داده است ما چرا اینکار را کرده نمی توانیم؟ فرزندان می توانند روی و پیشانی مادر خود را بپوشند، گروه دیگری می گوید که سخنان زید مردود است اینکه حضرت علی (علیه السلام) (زوج خود را غسل داده از خصوصیات خود او می باشد.

جواب: علامه شامی قصه غسل دادن حضرت علی (علیه السلام) به فاطمه (رضی) را نقل نموده و از شرح مجمع چنان معلوم می شود که حضرت فاطمه را ام ایمن غسل داده است و حضرت علی بدانجهت مجازاً غسل دهنده خوانده شده که لوازم غسل را مهیا کرده بود و اگر قبول کنیم که شخص حضرت علی او را غسل داده پس این امر از خصوصیات حضرت علی می باشد، طوریکه پیامبر (صلی الله علیه و آله) فرمود: (ان فاطمه زوجک فی الدنيا و الآخرة) همچنان دلیل خصوصیت حدیث دیگری نیز می باشد که پیامبر (صلی الله علیه و آله) فرموده است: (کل سبب ونسب ینقطع بالموت الاسبی ونسبی) بهر حال درست نیست که شوهر زن متوفیه خود را غسل دهد قول زید غلط بوده و قول گروه دوم که غسل زوجه متوفیه و بوسیدن و لمس او را حرام می داند صحیح و معتبر می باشد.

موضوع بوسیدن اطفال مادر خود را از این بحث خارج بوده و در آن حرجی نیست زیرا مادر محرم فرزندان خود بوده و نمی توان بوسیدن را ممنوع خواند همچنان پدر و مادر می توانند فرزندان خود را بپوشند بهر حال شوهر به هیچ وجه نمی تواند کارهای مذکور را با زوجه متوفیه خود انجام دهد زیرا نادرست می باشد.

فصل سوم : کفن

پس از پوشانیدن کفن رفته دادن برای امام بی اصل است: سوال: ۴۲۷ بعد از پوشانیدن کفن رفته نوشتن و آنرا با دو دست به امام تقدیم کردن جائز است یا ناجائز؟

جواب: کاملاً ہی اصل است از چنین فعل بیهوده ای باید اجتناب نمود^(۱).

در زندگی برای خویش ساختن گفن و قبر چطور است: سوال: ۴۲۸ آیا برای شخص جائز است یانه که در زندگی برای خویش گفن و قبر سازد؟

جواب: در الدر المختار آمده: (و یحضر قبراً لنفسه وقیل یکره والذی ینفی انه لایکره تهیئه نحو الکفن بخلاف القبر^(۲)) وراجع نزد شامی آن است که قبر کردن جائز می باشد: (وفی التتارخانیة ولا یاس به ویوجر علیه هکذا عمل عمر بن عبدالعزیز والربیع بن خثیم وغیرهما^(۳)).

تعداد کفن پسران ودختران چند است: سوال: ۴۲۹ تعداد کفن پسران ودختران چند است؟ **جواب:** اگر کفن پسران ودختران خورده سال مطابق کفن بالغان باشد بهتر است اما یکبار چه ودو پارچه بودن آن نیز جائز می باشد چنانچه در الدر المختار آمده: (والمراهق کالبالغ ومن لم یزاهق ان کفن فی واحد جاز) ودر شامی آمده (اقول قوله فحسن اشارة انه لو کفن بکفن البالغ یکون احسن^(۴)).

در کفن زن سینه بند بالا باشد یا پائین: سوال: ۴۳۰ آیا مرد می تواند زن متوفیه خود را ببیند یانه؟ آیا می تواند او را به قبر بگذارد یانه؟ همچنان آیا زن می تواند شوهر متوفی خود را ببیند یانه؟ ودر اکفن زن سینه بند باید بالا تمام پارچه ها باشد یا پائین پیراهن؟ ومقصود از بالاو پائین چیست؟

جواب: شوهر می تواند زوجه متوفیه خود را ببیند و او را در قبر بگذارد وزن نیز می تواند به سوی شوهر متوفی خود نظر کند. سینه بند باید بالای لفافه سینه وپائین پیراهن باشد یعنی لفافه از همه

(۱) قال رسول الله ﷺ (من أحدث فی امرنا هذا مالس منه فهو رد متفق علیه (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۴۷)

(۲) الدر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵ ، ط. م. ج ۲ ص ۲۴۴ ، طقیر

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵ ، ط. م. ج ۲ ص ۲۴۴ ، طقیر

(۴) ردالمحتار ج ۱ ص ۸۰۹ ، ط. م. ج ۲ ص ۲۰۴ ، طقیر

بالتر وتحت آن سینه بند و اگر سینه بند باید لفافه قرار داده شود باز هم جائز است ^(۱) در الدر المختار آمده: (ویمنع زوجها من غسلها ومسها لامن الینظر الیها علی الاصح... وهی لاتمتع من ذلک ^(۲)).

دوباره نماز جنازه درست است یا نه: سوال: ۴۳۱ وقتی که نماز جنازه خوانده شده و میت دفن گردد سپس بر قبر این میت دوباره نماز جنازه جائز است یا نه؟ اگر جائز است کسانیکه یکبار تمام جنازه خوانده اند آیا می توانند دوباره دو نماز جنازه شریک شوند و امامی که بار اول نماز جنازه را داده آیا می تواند دوباره امامت کند یا نه؟

جواب: اگر نماز اول را ولی میت داده باشد یا به اجازه او خوانده شده و خودش شامل جماعت گردیده باشد پس برای شخص دیگری درست نیست که بر میت یا قبرش دوباره نماز جنازه او را بخواند در الدر المختار آمده: (وان صلی هو ای الولی بحق... لایصلی غیره بعده ^(۳)) و اگر ولی نماز جنازه را نخوانده باشد حق اعاده آنرا دارد اما کسانیکه بار اول در نماز جنازه شرکت کرده اند دوباره آنرا نخوانند.

تصریح ذیل در مورد کفن درست است یا نه: سوال: ۴۳۲ کفن مسنون برای مرد صرف سه پارچه می باشد که عبارت انداز: کفنی ازار و جادر و کفن زن مشتمل بر پنج پارچه می باشد که عبارت می باشد از سه پارچه قبل الذکر همراه با سینه بند و جادر سر انداز هر یک از پارچه های مذکور عبارت است از کفنی از گردن تا بجلک و ازار از سر تا باها و جادر یک دست دراز تر از ازار و عرض ازار و جادر باید آنقدر باشد که میت در آن خوب پیچانده شود و جادر سر برابر طول تمام دست و سینه بند از سینه تا ران ها آیا این تصریح درست است یا نه؟

(۱) وهی تلبس للردع و یجمل شعرها (ع) (الی قوله) و التعمار فله ای الشعر تحت اللفافة (در مختار) تربط الخرقه علی التبدین فوق الاکفان یحتمل ان یراد به تحت اللفافة و فوق الازار و التیمیم وهو الظاهر آمد (رد المحتار ج ۱ ص ۸۰۹ . ط. س. ج ۲ ص ۲۰۴).

(۲) الدر المختار علی هامش و رد المحتار ج ۱ ص ۸۰۳ . ط. س. ج ۲ ص ۱۹۸ . ظفر

(۳) الدر المختار علی هامش و رد المحتار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۸۲۶ . ط. س. ج ۲ ص ۲۲۳ . ظفر

جواب: تفصیلی کہ شما در خورد خورد کفن مرد وزن نوشته اید صحیح بوده و مطابق تفصیل کتب فقہ می باشد.

چادر بالائی و دستکش در کفن داخل است یا نه: سوال: ۴۳ چادر بالائی و دستکش و غیره کہ برای مرده شود ساخته می شود آیا در کفن؟ داخل می باشد یا نه؟

جواب: چادر بالای چار پایی و دستکش مرده شو و غیره در کفن داخل نمی باشد اما چادر بالائی از آنجهت مستحسن است کہ میت باید به عزت برده شود و دستکش به خاطر ضرورت غسل و مس عورت ضرور می باشد ^(۱).

هنگام کفن کردن دست میت در کجا گذاشته شود: سوال: ۴۴ هنگام کفن کردن میت دو دستش بر شکم گذاشته شود یا راست گردیده و به موازات ران هایش قرار داده شود؟

جواب: هر دو دست را راست کرده و در دو کنارش قرار داده شود ^(۲).

در کفن عمامه مگره می باشد: سوال: ۴۵ برای علما در کفن عمامه دادن درست است یا نه؟

جواب: در الدر المختار آمده (و تکره العمامه للمیت فی الاصح مجتبی واستحسنها المتأخرون للعلما والاشراف) و در شامی آمده: (واوضح انه تکره العمامه بکل حال ^(۳)) پس معلوم گردید کہ کراهیت عمامه راجح می باشد.

در کفن مرده وزن گریبان کدام طرف باشد: سوال: ۶۳۶ میت مرد باشد یا زن آیا جائز است کہ گریبان پیراهن کفنش به طرف پشت گردن باشد یا نه؟

(۱) ردالمحتار باب صلوة الجنائز مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۶ . ط . س . ج ۲ ص ۲۲۳ . ظفر

(۲) راجع بده فی جانبہ لا علی صدره لانه من عمل الکفار (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳ . ط . س . ج ۲ ص ۱۹۸) . ظفر

(۳) ردالمحتار باب صلوة الجنائز مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۶ - ۸۰۷ . ط . س . ج ۲ ص ۲۲۳ . ظفر

جواب: اگر در کفن مرد وزن مساوات باشد نیز حرجی نیست زیرا بسیاری از فقها درع. و قمیص (پیراهن) را مترادف قرار داده اند و فقہایی که میان آن دو فرق قابل شده اند از آن نیز لزوم ثابت نمی گردد و حتی شرح منیه چنین تصریح می نماید که این امر موقف بر عادت است پس اکنون چون عادت چنان است که شق گریبان کفن مرد وزن هر دو روی سینه می باشد، لذا در کفن هر دو چنین چیزی درست می باشد و اگر میان هر دو فرق گذاشته شود نیز حرجی نیست و خلاصه آنکه تفريق لازمی نمی باشد^(۱).

بالای جنازه چادر انداختن چطور است: سوال: ۴۳۷ بر میت مرد اکثراً بر علاوه کفن مسنون دستار و بر میت زن چادر رنگدار می اندازند که بواسطه آن وارث عزت خویش را آشکار می سازد و آنرا پس از دفن قبر کن می گیرد این پارچه مسنون است یا نه؟ همچنان امام پارچه مذکور را گرفته و بر آن نماز جنازه می خواند آیا اینکار جائز است یا نه؟

جواب: بر علاوه کفن مسنون در (انداختن) چادر سفید بر جنازه مرد وزن طوریکه رواج می باشد حرجی نیست اما انداختن پارچه رنگدار بر جنازه زن کار خوبی نیست و چون پارچه مذکور پاک می باشد لذا نماز خواندن بر آن جائز است و اصولاً برای نماز خواندن به هموار کردن آن ضرورتی نمی باشد و بهتر آن است که پارچه رنگدار گذاشته نشود زیرا مستحب آن است که پارچه سفید بر میت انداخته شود^(۲).

آزار در کفن چه حکم دارد و پس از گذاشتن در قبر آیا بند باز شود: سوال: ۴۳۸ در کفن برای مرد آزار دادن چطور است و آیا پس از آنکه مرده در لحد گذاشته می شود بند کفن باز

(۱) واللمیص من المنكب الى القدم والذراع هو اللمیص الا الله الذی یفتح جیه علی الصدر والقمیص یفتح جیه علی الكتف و قد كان اللمیص من عادة الرجال والذراع من عادة النساء فی الحیاة لكننا فی الموت (غبة المستملی، فصل فی الجنائز، بحث ثالث تكفین ص ۵۳۷ - ۵۳۸). ظفر غفره

(۲) ولا یلبس فی الكفن یبرد وكتان فی النساء و مزعفر و معصر بجوازه بكل ما یجوز لیه حال الحیاة و احبه البیاض (درمختار) و الحدید و الفسل لیه سواء (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۱۰، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۵). ظفر

گردد یا نه؟

جواب: در کفن مرد سه پارچه سنت می باشد که عبارت انداز پیراهن ازار و چادر یعنی پارچه ای که میت در آن پیچانده می شود بنام چادر یاد می گردد که آنرا گره می زنند^(۱) و تمام گره های مذکور در لحد باز کرده می شود چنانچه اکنون رواج نیز چنین است پس همین طریقه مطابق سنت می باشد^(۲).

تلقین بعد از تدفین: سوال: ۳۴۹ از این روایت الدر المختار (ولا یلقی بعد تلحیده) معلوم می گردد که تلقین کردن و نکردن بعد از دفن برابر می است اما از عبارت شامی معلوم می شود که تلقین نکردن بعد از دفن مذهب معتزله می باشد، عبارت شامی چنین است: (ذكر فی المعراج انه ظاهر الرواية ثم قال ولی..... الکافی عن الشیخ الزاهد الصفار ان هذا علی قول المعتزله لان الاحیاء بعد الموت عندهم مستحیل اما عند اهل السنة فالتحیث ای لقنوا موتاکم.... الحدیث) امید است موضوع را کاملاً شرح نموده و ما را مطمئن فرماید.

جواب: قرله معتزله ممانعت و مستحیل بودن تلقین پس از تلحید است و حاصل مذهب اهل سنت و جماعت چنان است که ممنوع نمی باشد حتی مطابق تحقیق محققین اولی تلقین پس از تلحید است و در حدیث حقیقت حدیث: (لقنوا موتاکم...) بر مجاز محمول بوده یعنی قریب الموت را میت خوانده اما اگر بر حقیقت حمل شود تلقین پس از تلحید مستحیل نبوده بلکه جائز می باشد و بر عکس آنچه معتزله می گویند^(۳) مستحیل و ممنوع نیست.

(۱) و بسن فی الکفن ازار و لمیسه و لفافه (درمختار) قرله ازار هو من القرن الی القدم الخ و لفافه نزدیک علی ما فرق القرن و القدم لیس فیها المیت و تربط من الاعلی و الاسفل (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۶ . ط. س. ج ۲ ص ۲۰۲)

(۲) و یستحب ان یدخل من قبل القبلة الخ و تحمل المقعدة للاستغناء عنها و یسوی اللبن علیه و یقصب (الدر المختار علی هامش و ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی دفن المیت ج ۱ ص ۸۳۶ - ۸۳۷ . ط. س. ج ۲ ص ۲۳۵ . ط)

(۳) و لا یلقی بعد تلحیده و ان لم یل لای ینهی عنه. ولی الجوهرة انه مشروع عند أهل السنة الخ و من لا یسأل ینهی أن لا یلقی و الاصح أن الاینها لا یسألون و لا اطفال المؤمنین (درمختار) قال فی شرح المیت ان الجمهور علی ان المراد منه مجاره لم قال و انما لا ینهی عن التلقین بعد الدفن لانه لا ضرر له بل فیه نفع فان المیت یستأسی بالذکر علی ما روید فی الآثار (ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۷۹۷). ظفر

جای نماز برای نماز جنازه و حکم آن: سوال: ۴۴۰ حقیقت جای نماز میت در شریعت

چیست و اینکه امامی که نماز جنازه میت را بخواند این جای نماز را بگیرد و خواه خود آنرا استعمال کند یا به دیگری ببخشد در شریعت چه حکم دارد و اگر امام جای نماز میت را گرفته و از آن برای خود لباسی بسازد و آنرا بپوشد با آن لباس نماز می شود یا نه و نماز خواندن عقب چنین امامی چه حکم دارد؟

جواب: جای نماز در کفن شامل نیست^(۱) پس نباید آنرا جزء کفن دانست پس ولی میت به هر کسی که آنرا ببخشد ملکیت او می گردد، مگر باید دانست که اصولاً به ماندن این جای نماز ضرورتی نیست و اگر کسی غلطی کند و آنرا بگذارد پس خود ولی آنرا نگهدارد یا به شخص محتاجی بدهد و اگر ولی میت آنرا به امام بدهد و امام از آن برای خود لباس بسازد و آنرا بپوشد نماز عقب او درست است.

کفن ساختن پارچه ای که توسط هندو ساخته شده درست است: سوال: ۴۴۱ در

هندوستان هندوها و دیگران رخت می سازند آیا کفن دادن از رختی که ایشان ساخته درست است؟ و همچنان اگر کسی رختی را که ایشان ساخته اند بپوشد نمازش درست می باشد یا نه؟

جواب: درست است^(۲).

کفن رنگه برای مرد چه حکم دارد: سوال: ۴۴۲ حکم کفن رنگه برای مرد چیست؟

جواب: در الدر المختار آمده: (واحب البیاض^(۳)) یعنی سفید محبوب ترین و پسندیده ترین است

(۱) صراحته که در کتب حدیث و فقه در مورد کفن وجود دارد در آن جای نماز دیده نمی شود: ویسن فی الکفن ازار و قمیص و لعافه الخ. (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۶، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۲). ظفیر

(۲) هر کسی که رخت را ساخته باشد پاک بودن آن شرط می باشد و رخت هایی که ساخته شده و در بازار به فروش می رسد حکماً پاک هستند مگر آنکه به ناپاکی آن علم حاصل شود: ولو شک فی نجاسة ماء اولوب او طلاق او عنت لم یضر و تماعه فی الاشياء (در مختار) فی الفارحانة من شک فی اتاه اولوبه او بدنه اصابتة نجاسة اولاً فهو طاهر الخ و کذا ما یتخذہ اهل الشرک او الجھلۃ من المسلمین کالمس والعمز والاطعمة والياب اھد ملخصاً (رد المحتار کتاب الطهارة قبل ابتهال الفسل ج ۱ ص ۱۲۷). ظفیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۰، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۵. ظفیر

وشامی مرعقر و معصفر را برای مرد مکروه نوشته است^(۱).

برای میت مرد وزن تعداد پارچه های کفن چند است: سوال: ۴۴۳ چند چند پارچه برای

کفن مرد وزن سنت می باشد؟

جواب: برای مرد سه پارچه در کفن سنت می باشد که عبارت انداز: قمیص ازار و لفافه و برای زن پنج پارچه سنت است که عبارت انداز: قمیص ازار خمار لفافه و سینه بند^(۲) نخست لفافه هموار می گردد بر پس از آن قمیص و پس از آن ازار و در کفن زن بر لفافه قمیص گذاشته می شود سپس خمار و پس از آن ازار و پس از آن سینه بند و در بعضی از کتب فقه نوشته شده که سینه بند بالای قمیص و پائین لفافه باشد^(۳).

کفن ساختن از غلاف کعبه و گذاشتن آن در قبر چطور است: سوال: ۴۴۴ از غلاف

زیرین کعبه برای میت کفن ساختن جائز است یا نه و پارچه ای از غلاف بالائی کعبه را که بر آن کلمه شریف نوشته شده باشد با میت در قبر گذاشتن چطور است؟

جواب: از این پارچه متبرکه که برای میت کفن ساختن جائز بوده و موجب برکات می باشد و گذاشتن پارچه ای از غلاف کعبه که کلمه شریف بر آن نوشته شده باشد در قبر بر شکم میت نیز جائز می باشد اما بهتر آن است که بر سینه میت گذاشته شود زیرا طوریکه در شامی آمده در گذاشتن آن بر شکم خطر تلویث وجود دارد.

(۱) و لایس بالکفن یبرود و کتان ولی النسیانی بحریر و مزعفر و معصفر (در مختار) قوله فی کفن النساء و احمرز عن الرجال لانه یکره لهم ذالک (ردالمحتار باب صلا الجنائز ج ۱ ص ۸۰۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۵). ظفر

(۲) السنة ان یکن الرجل فی قلعة الثوب ازار و قمیص و لفافه الخ و تکفن المرأة فی خمسة الثوب درع و ازار و خمار و لفافه و حزله و ربط لثیها (هدایه لصل فی التکفین ج ۱ ص ۱۶۱). ظفر

(۳) ثم یسبغ اللفافة اولاً ثم یسبغ الازار علیها و یقمیص و یوضع علی الازار و یلف بساتره ثم یمین ثم الملافاة کذلک و هی تلبس الذراع و یجعل شعرها ضفیرین علی صدرها فوقه ای الذراع و ربط الخرقه علی الذمین فوق الاکفان یحتمل ان یواد به تحت اللفافة و فوق الازار و اللقمیص و هو الظاهر اهـ. و فی الاختیار: تلبس القمیص ثم الخمار فوقه، ثم ربط الخرقه فوق القمیص الخ (ردالمحتار باب الجنائز مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۸-۸۰۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۴). ظفر

رواج تاخیر نماز جنازه میت در روز جمعہ غلط است: سوال: ۴۴۵ در میان عوام رواج است کہ اگر کسی شب جمعہ یا صبح جمعہ وفات کند بہ زودی او را تجهیز و تکفین نمی نمایند بدین جهت کہ نماز جمعہ خوانده شود و تعداد زیادی در نماز جنازه او شرکت کنند آیا این رواج شرعاً جائز است یا نہ؟

جواب: کہ در تجهیز و تکفین باید عجلہ گیرد و نباید برای نماز جمعہ انتظار کشید^(۱).

چہ چیزی را قمیص می گویند: سوال: ۴۴۶ در کتب فقہ در بیان کفن ازار لفافہ و قمیص نوشته اند ازار و لفافہ عبارت می باشند از دو چادر بزرگ و کوچک پس قمیص چیست و بہ چہ شکلی و مہنتی می باشد و از کجا تا کجا؟ یک مولوی صاحب می گوید کہ هدف از قمیص تنبان می باشد و معنی قمیص چیست؟

جواب: معنای قمیص پیراہن است و تنبان ترجمہ ازار است شامی در مورد قمیص نوشته است: (والقمیص من اصل العنق الی قدمن بلاد خریص و کمین^(۲)) یعنی پیراہن باید از گردن تا قدمن باشد بدون یغین و آستین و شکل قمیص آن است کہ حدود سہ و نیم گز رخت را گرفته آنرا دور دادہ و میانش انقدر پارہ گردد کہ سو در آن داخل شود و باید از گردن تا قدم ہا باشد.

کفن مرد وزن: سوال: ۴۴۷ کفن مرد وزن چقدر باید باشد و چادر بالای اگر مستعاراً افگندہ شود چہ حکم دارد و مستحق چادر بالای کیست؟

جواب: در کفن مرد سہ پارچہ و در کفن زن پنج پارچہ مستحب می باشد^(۳) و چادری کہ در بالا افگندہ می شود شامل کفن نیست و شخصی کہ غریب است و نمی تواند چنان چادری بخرد

(۱) و کرہ لاغیر صلاۃ و دفنہ لیسلی علیہ جمع عظیم بعد صلاۃ الجمعة الا اذا خیف فوثها بسبب دفنہ (در مختار) و الا فضل ان یعجل بتجهیزہ کلہ من حین موت، بحر (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۴۳، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۲). ظہیر

(۲) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۶، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۲. ظہیر

(۳) کفن الرجل سہ ازار و قمیص لفافۃ الخ کفن المرأة سہ دوح و ازار و عمار و لفافۃ و خرقة تربط بها لہا (معالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۰۰). ظہیر

بلکہ چادر خود را یا از دیگری را گرفته وبه شکل عاریت می افکند باز هم حرجی نیست که آن چادر را دوباره به مالکش بدهد و اگر کسی چادر بخرد و آنرا بیفکند طوری که در میان مردم رواج است ملکیت هیچ کسی نبوده بلکه ملکیت شخصی می باشد که آنرا افکند پس اگر بخواهد می تواند آنرا برای خود نگهدارد یا به محتاجی ببخشد.

کسی را که مادرش نصرانی است آیا می تواند او را مطابق دین نصرانیت تکفین کند:

سوال: ۴۴۸ یک زن عیسوی مسلمان شده اما مادرش هنوز هم مسیحی بوده و همراه همین دختر مسلمان خود زندگی می کند و او به دختر خود وصیت کرده است که چون من وفات کنم مرا مطابق روش دین مسیحیت تکفین و تدفین بنما، اگر والده او بمیرد آیا برای دخترش که مسلمان می باشد جائز است یانه که خود به وصیت او عمل کند یا از دیگری بخواهد که اینکار را انجام دهد؟

جواب: در این مورد حکم شریعت آن است که مرد یا زن مسلمان اقارب و والدین خویش را که بر کفر بمیرند مطابق سنت تکفین و تجهیز نکنند بلکه آنها را مانند رختی که ناپاک باشد شسته و در رختی پیچانده و در قبری دفن کنند پس در مورد مسأله ای که سوال شده نیز باید همین کار صورت گرفته وبه وصیت او عمل نشود چنانچه در (الدر المختار) آمده: (و یغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه الکافر الاصلی... من غیر مراعات السنة فیغسله غسل الثوب النجس ویلقه فی خرقه ویلقیه فی حفرة^(۱))

آیا زن وشوهر می توانند بعد از مرگ یکدیگر را ببینند: سوال: ۴۴۹ آیا شوهر وزن می توانند در صورتیکه یکی فوت آنکه زنده است او را ببیند؟

جواب: یکدیگر را دیدن درست بوده و در الدر المختار آمده (و یمنع زوجها من غسلها ومسها لا

(۱) الدر المختار علی هامش رد المختار باب صلاة الحائز قبل مطلب فی حمل الميت ج ۱ ص ۸۳۲، ط.س. ج ۲ ص ۲۳. ظفر

من النظر اليها على الاصح... وهي لاتمتع من ذلك^(۱).

در وقت کفن کردن اگر از مرده نجاست خارج شود ضرورت اعاده غسل نیست: سوال:

۴۵۰ پس از آنکه میت غسل داده شده اگر هنگام کفن کردن از او نجاست خارج شود آیا اعاده غسل لازم است یا نه؟

جواب: غسل اعاده نگردد بلکه فقط ناپاکی شسته شود^(۲).

زنان نا محرم نمی توانند میت مرد را ببینند: سوال: ۴۵۱ نشان دادن روی میت مرد برای

زنان محرم و نا محرم جائز است یا نه؟

جواب: برای زنان نامحرم طوریکه در زندگی دیدن روی مرد اجنبی حرام می باشد پس از مردن

نیز مصنوع است و در حدیث ابن ام مکتوم آمده: (فعميا واتما الستما تبصرانه^(۳))

پول باقی مانده از تکفین در چه چیزی به مصرف رسد: سوال: ۴۵۲ سال گذشته هنگامی

که تب و با شیوع یافته بود و مسلمانان فقیر بیشتر به آن مبتلا می شدند و وفات می نمودند به

دلیل افلاس اولیای ایشان نمی توانستند لوازم تجهیز و تکفین را تدارک بینند لذا عده ای از

مسلمانان اعانه جمع کردند تا در تجهیز و تکفین آنعه از فقرای مسلمان که بر اثر تب و بایی

مذکور فوت می کنند به مصرف رسد و کسی که تا جدی استطاعت دارد برای او به نرخ ارزان

کفن داده شود اکنون که تب و بایی مذکور از میان رفته مقداری از پول مذکور باقی مانده است

آیا مصرف آن در کار خیر دیگری جائز است یا نه؟

جواب: پول مذکور میان فقرا بیوهها و محتاجان تقسیم گردد زیرا معلوم است که از طرف کسانی که

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۸۰۳ ، ط. س. ج. ۲ ص ۱۹۸ ظفر

(۲) ولا یعاد غسله لا وضوءه بالخارج منه لان غسله ما وجب لرفع الحدث الخ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحائض ح ۸۰۲ ، ط. س. ج. ۲ ص ۱۹۷ ، ظفر

(۳) مشکوٰۃ باب النظر الی المخطوٰبة ص ۲۶۹ ظفر

اعانه داده اند اجازه می باشد یا اینکه اولاً در تکفین و تجهیز فقرایی که وفات می کنند به مصرف رسد و سپس بافقراء مواد خوراکی و لباس مساعدت شود، هدف آنکه پول مذکور صدقه و خیرات گردیده و باید در چنین اموری به مصرف رسد اصل آن است که از مردمی که این اعانه را داده اند معلومات گرفته شود و در هر کاری که ایشان بخواهند به مصرفاً برسد و اما اگر اینکار دشوار باشد چون دلالتاً از طرف ایشان اجازه است لذا می توان پول مذکور را به فقرا و مساکین تقسیم کرد و همچنان می توان آنرا در تجهیز و تکفین فقرا به مصرف رساند زیرا برای چنین مقصدی جمع آوری گردیده بود و این تخصیص در شریعت وجود ندارد که فقط در تجهیز و تکفین کسانی به مصرف رسد که در تب و بایی مذکور مرده باشند و چون اکنون آن مرض به فضل خداوند متعال رفع گردیده پس مصرف آن در تکفین و تجهیز عامه فقرا درست می باشد^(۱).

دلیل آنکه حضرت علی (علیه السلام) فاطمه (رضی) را غسل داده است: سوال: ۴۵۳: مولانا

صاحب عبدالحی در کتاب خویش نفع المفتی صفحه ۱۴۲ می فرماید: (اذا ماتت الزوجة حرم علی الزوج آن یغسلها او یسها) پس حضرت علی (علیه السلام) فاطمة الزهرا (رضی) را غسل داد و عکس آن نیز جائز می باشد زیرا ابوبکر صدیق (رضی) را زوجه اش اسما بنت عمیس غسل داده است.

جواب: فقهای حنفی نوشته که اینکار از خصوصیات حضرت (علیه السلام) بود چنانچه حضرت علی (علیه السلام) در برابر اعتراض حضرت عبدالله بن مسعود چنین جواب داد: (اما علمت ان رسول الله (صلی) قال ان فاطمة زوجتك فی الدنيا والاخرة^(۲)). فقط

و دلیل جواز عکس آن این است که در صورت وفات شوهر بر زن عدت لازم می باشد که از

(۱) فعلى المسلمين نكفنه فان لم یقدروا سالوا الناس له ثوبا فان فضل شيء رد للمصدق ان علم والا کفن به مثله والا تصدق به (در مختار) قلت فی محاررات النوازل لصاحب الهدایة فقیر مات لجمع من الناس الدرهم وکفوه وفضل شيء ان عرف صاحبه یرد علیه والا یصرف لی کفن فقرا اخر ویتصدق به (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۰-۸۱۱، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۶) ظه

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ح ۱ ص ۸۰۳، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۸ طغیر

جمله علامات نکاح می باشد لذا بقای ارتباط ازدواج اقتضاء می کند که زن شوهر متوفی خود را لمس کرده و غسل داده بتواند، در (الدر المختار) آمده: (وهی لا تمنع من ذلك.... ای من تغبیل زوجها دخل بها اولا كما فی المعراج ومثله فی البحر عن المجتبی قلت ای لانها تلزمها عدة الوفاة لو لم يدخل بها وفي البدائع المرأة تغسل زوجها لان اباحة الغسل مستفادة بالنكاح فتبقى مابقی النکاح والنکاح بعد الموت باق الی ان تنقضى العدة بخلاف ما اذا ماتت فلا يغسلها لانتهاء ملک النکاح لعدم المحل فصار اجنبياً^(۱)).

اگر در کفن و غسل نقصی باشد مؤاخذه ای بر میت نیست: سوال: ۴۵۴ اگر در تجهیز و تکفین و غسل میت کدام نوع بی احتیاطی صورت گیرد مثلاً از پول حرام کفن خریده شده باشد یا در آب غسل کدام نوع نجاست بوده باشد مسئولیت آن بدوش چه کسی خواهد بود و کدام نوع مواخذه ای بر میت نخواهد بود و از کسی که این بی احتیاطی صورت گرفته چطور عفو خواهد شد و اکنون برای متوفی چطور باید دعا کرد و برای ایصال ثواب چه نوع تدبیری وجود دارد؟

جواب: از این وجه بر میت هیچگونه مواخذه ای نیست زیرا او مجبور و معذور است^(۲) و از کسیکه بی احتیاطی صادر شده توبه و استغفار نماید و برای میت دعا نموده و برای میت ایصال ثواب نماید.

بر میت مرد کفن شده چادر انداختن و او را بردن چطور است: سوال: ۴۵۵ در وقت انتقال جنازه مرد مسلمان چادر و غیره را برای او پرده کردن یعنی بر او چادر هموار کردن و او را بردن درست است یا نه؟ اگر ثبوتی برای آن در حدیث و فقه وجود دارد مرا مطلع فرمائید؟

جواب: قال رسول الله ﷺ (ما راه المومنون حسن فهو عند الله حسن) و در الدر المختار آمده:

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۰۳، ط. س. ج ۳ ص ۱۹۸. فقیر

(۲) حدادند عز و حل فرموده: (ولا ترز وازرة وذر اخرى) (القرآن الکریه) طعیر

(ولا باس بالزیادة علی الثلاثة و یحسن الکفن) و در حدیث آمده (حسبوا اکفان الموتی^(۱)) لذا چون در انداختن چادر تجسین و اعزاز میت می باشد و مطابق روایت فقه در آن حرجی نیست و امر معروف در میان مسلمانان می باشد لذا در آن حرجی به نظر نمی آید.

مصارف تجہیز و تکفین: سوال: ۴۵۶ زید ولات نموده و از او دو پسر و چهار دختر و یک زن باقی مانده یکی از پسران و دو تن از دخترانش نابالغ بودند لذا پسر بزرگش تمام مصارف تجہیز و تکفین را از پول شخصی خود نمود همچنان عروسی دو خواهر نابالغ و یک برادر نابالغ خود را از پول شخصی خود کرد پس آیا او از مال متروکه پدر مستحق مصارف تکفین و تجہیز و مصارفی که در عروسی ها مذکور نموده می باشد یا نه و به هر یک از ورثه زید از متروکه چه سهمی می رسد؟

جواب: می تواند مصارف تجہیز و تکفین مطابق سنت را بگیرد^(۲) اما حق گرفتن مصارف اضافی از قبیل دادن غذا به محتاجان و خویشانندان و غیره را ندارد همچنان نمی تواند پولی را که در عروسی نابالغان (خواهران و برادران خویش) به مصرف رسانیده بگیرد.

متروکه زید به طور ذیل تقسیم می گردد، پس از ادای حقوق مقدم بر میراث ترکه او به شصت و چهار حصه تقسیم می گردد و از آن هشت حصه به زنش چهارده چهارده حصه به هر یک از دو پسرش و هفت هفت حصه به هر یک از چهار دخترش می رسد.

فأین ازار دیخته شده و کلاه در کفن برای میت چه حکم دارد: سوال: ۴۵۷ دادن ازار و کلاه به میت و پوشانیدن هنگام دفن به او چه حکم دارد؟

جواب: از سوال چنان معلوم می گردد که تنبان و کلاه علیحده از کفن مسنون داده شود که کاملاً اضافی و ناجائز می باشد زیرا کلاه و تنبان در کفن شامل نبوده و ثبوتی برای آن وجود ندارد

(۱) الدر المختار علی ما فی صلوۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۲. ظہیر

(۲) الاول یسأل بکفنه و تجہیزه من غیر تلخیص ولا تلخیص (سراجی ص ۱۹). ظہیر

در شرح منیه آمده: (الستة ان یحکن الرجل فی لثاته الثواب قمیص وازار ولفافه...) پس تنبان دوخته شده و کلاه در کفن شامل نبوده و باید به میت پوشانده نشود و دوختن با تار خام و تار پخته برابر بوده با هیچ تاری دوخته نشود بلکه ازار بدون دوختن به میت داده شود^(۱).

کُفْنِ نَابِلِیْنِ: سئوال: ۴۵۸: آیا به طفل نابالغ دادن کفن مثل بالغان درست است یا نه؟

جواب: درست است^(۲).

با چاقوری که بر میت انداخته می شود چه باید کرد: سئوال: ۴۵۹: بعضاً ولی میت جادری را که بر میت انداخته به فقیری که در قبرستان موجود می باشد خیرات می دهد اما بعضاً اولیای میت آنرا به مسجد روان می کنند و متصدی امور مسجد سال ها چادر مذکور را در انتظار میت لاواری در صندوق نگه میدارد که بعضاً مورثانه آنرا صدمه رسانیده و سوراخ سوراخ می کند و چون شخص لا وارثی وفات می کند از چادر مذکور برایش کفن می سازند پس چنین کاری شرعاً جائز است یا نه؟ عده ای از مردم فتوی می دهند که مستحق چادر مذکور فقیری می باشد که همراه میت به قبرستان می رود اگر چنین چادر یا رختی به امام مسجد، مودن یا طالب العلمی که مسکین باشد داده شود جائز است یا نه؟ و اگر امام مسجد بدون اجازه متصدی امور مسجد آنرا به طالب مسکینی بدهد جائز است یا نه؟

جواب: چادر مذکور ملکیت اولیای میت می باشد یعنی کسیکه به میت کفن می دهد و چادر را بر میت می الگند چادر ملکیت او می باشد پس بهتر نیستی که آنرا به متصدی امور مسجد می فرستد در همان امر به کار رود، اگر اولیای میت آنرا برای کفن میت لا وارثی روان می کنند

(۱) از لفظ ازار نیز تنبان دوخته شده ثابت نمی گردد بدیهیست به نقل یا روایت فقهی ضرورتی نیست هدف ازار دوخته شده می باشد که ب میت پوشانده شود البه اگر عرض آن کم باشد می توان جهت مرخص شدن پارچه دیگری را با آن دوخت.

(۲) قوله لحسن اخذها الى انه لو کفن بکفن البالغ یكون احسن لما فی الحلیة عن المنااة والخلاء الطفل الذی لم یبلغ حد الشهرة الاحسن ان بکفن لیما بکفن لیه البالغ الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۰۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۴). فنی.

چادر مذکور برای همان کار نگهداشته شود و هر گز در این مورد فکر نگردد که مور یانه آنرا خراب خواهد کرد زیرا نیت و هدف مالک در آن اعتبار دارد و اگر مالک مذکور چادر را بدانجهت روان کرده که به طالب العلم مسکینی داده شود مطابق خواست او عمل گردد و نباید از طرف خویش هیچ تصرفی بدون امر واراده مالک نمود و اینکه می گویند فقیری که همراه میت به حضیره می رود یا در حضیره ای که میت دفن می گردد اقامت دارد مستحق چادر مذکور می باشد، غلط است هیچ شخص خاصی در آن هیچگونه حق ندارد پس معلوم گردد که هر تصرفی که می گردد به امر و اجازه مالک صورت گیرد و هیچ تصرفی بر خلاف امر مالک نشود، اگر مالک چادر تصرف در آنرا به متصدق امور مسجد می گذارد در هر چیزی که او مناسب بیند به مصرف رسد و برخلاف اجازه او هر نوع تصرفی در آن ناجائز است.

فصل چهارم : برداشتن جنازه

در انتقال جنازه استعمال نابوت ناپردار درست است یانه: سوال: ۴۶۰ حضیره شمله از شهر دونیم میل فاصله دارد که انتقال جنازه به آن کارمشکلی می باشد همراه جنازه ثروتمندان تعداد کثیری از مردم به آنجا می روند اما در جنازه فقرا با وصف اجوره دادن کسی پیدا نمی شود که جنازه را به حضیره انتقال دهد و همین مشکل هنگام جنازه مردمان بی وارث نیز پیش می آید اکنون عده ای از مردم فکر کرده اند که تابوتی بسازند که دارای تابر باشد، آیا با در نظر داشت تکالیفی که یاد آوری شد استعمال چنین تابوتی جائز است یانه؟

جواب: در برداشتن جنازه سنت آن است که جنازه را چهار نفر بردارند و برشانه های خویش بگذارند، الدر المختار همین طریقه انتقال جنازه را بیان کرده است و انتقال آن بر پشت حیوانات مکروه می باشد و انتقال در موتر نیز همین حکم را دارد^(۱) اما به اساس ضرورت و مجبورت

(۱) ویکره عندنا حمله بین عمودی السریر بل یرفع کل رجل لثمعة باید لا علی الصق کالاتعة ولذا کره حمله علی ظهر دانه (الرمحانحار باب صلاة الجنائز مطلب فی حمل الميت ج ۱ ص ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶ ص ۲۳۱). ظفر

طوریکه در شامی آمده است درست می باشد^(۱).

انتقال جنازه در ریل: سوال: ۴۶۱ در اینجا قبرستان از شهر سه میل فاصله دارد، لذا مردم نمی توانند که جنازه را برداشته و پای پیاده بروند و حکومت یک کامیون ریل را غرض انتقال جنازه مسلمانان اختصاص داده است در آن کامیون جنازه را طوری انتقال می دهند که میت را در قسمت پیشروی آن می گذارند و تمام مردم در پشت می نیشنند اینکار جائز است یا نه؟ اگر جائز است آیا چهار نفر آنرا در کامیون بلند گرفته نگهدارد و چقدر بلند بگیرند و یا آنرا پائین بگذارند؟

جواب: وقتی که عذری نباشد مستحب و سنت آن است که جنازه را چهار نفر برداشته و انتقال دهند و انتقال سواره آن مکروه می باشد، چنانچه در الدر المختار آمده: (اذا حمل جنازه وضع ندباً علی یمنه ثم موخرها علی یمنه ثم مقدّمها علی یساره ثم موخرها...) ولذا کره حمله علی ظهر الدابة^(۲) اما اگر ضرورت و عذری باشد، طوریکه در سوال بیان گردیده که حضیره دور بوده و با پای پیاده جنازه را انتقال دادن دشوار می باشد در حالت مجبوری شکلی که در سوال مطرح گردیده درست است^(۳) یعنی میت را در حصه پیشروی کامیون بگذارند و تمام مردم در عقب بشینند جائز می باشد و در گذاشتن جنازه در کامیون قید چهار نفر و دو نفر وجود ندارد هر چند نفری که می توانند اینکار را انجام دهند و بهتر آن است که همان چهار نفری آنرا در کامیون بگذارند که هنگام رسیدن به حضیره او را از کامیون پائین کنند و تا قبر انتقال دهند و هنگامی که میت در کامیون می باشد ضرورت نیست که از پایا بلند قرار داشته باشد.

(۱) قوله: ربکرة عندنا لا لان السنة التریع وما نقل عن بعض السلف من الحمل بین العمودین ان ثبت للعارض قضیة المكان او کثرة الناس اولیة الحاملین کما یسطه فی فتح القدیر (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی حمل الميت ج ۱ ص ۸۳۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۱).
ظفر الدین غفر الله له

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۳ ط. س. ج ۲ ص ۲۳۱. ظفر

(۳) وما نقل عن بعض السلف من العمل بین العمودین ان ثبت للعارض قضیة المكان او کثرة الناس اولیة الحاملین (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۱). ظفر

طریقہ مسنونہ برداشتن جنازہ: سوال: ۴۶۲ در اینجا چهل قدمی مت را به دو شکل انجام می دهند یکی آنکه جنازه را بردوش برداشته به اندازه ده قدم می روند پس چهار نفر دیگر پایه ها چهار پایی را می گیرند همچنین ده قدم دیگر پایه های دیگر را می گیرند.

طریقہ دیگر آنکه یک نفر پایه هارا تبدیل می کند و دیگران نه و ایشان پایه های چار پایی را بر دست می گیرند و برشانه های خویش نمی گذارند این هر دو صورت جائز است یا نه؟

جواب: مستحب آن است که مردم به شیوه بدلیه جنازه را بردارند و هر نفر بردارنده جنازه اول مقدمه جنازه را بردوش یمن خود بردارند و بعد از آن موخر جنازه را بردوش یمن بردارند و بعد از آن مقدم جنازه را بردوش یسار خود بردارند و پس از موخر جنازه را بردوش یسار خود برداشته و ده قدم ضروری نیست اگر میسر شود بهتر می باشد و اگر نه حرجی نیست (۱).

شوهر می تواند جنازه زن خود را انتقال دهد: سوال: ۴۶۳ بعد از وفات زن آیا شوهر می تواند او را ببیند یا لمس کند یا پایه جنازه او را بردارد یا نه؟

جواب: شوهر می تواند به سوی زن موفیه خود نظر کند اما لمس بدن او بدون پوششی برایش منع می باشد و برداشتن پایه جنازه اش برایش جائز است (۲).

عقب جنازه به آواز بلند خواندن کلمه و اشعار درست نیست: سوال: ۴۶۴ یک نفری از مطبعه حمیدی احمد آباد انشار یافته و در آن خواندن کلمه و اشعار نعمیه و قرآن شریف در عقب جنازه مستحب خوانده شده و عبارت کتب معتبر فقه را چنین تأویل نموده که این حکم در مورد سلف بود اما اکنون به اساس آنکه عصر تغییر نموده حکم مذکور باقی نمانده است در این مورد

(۱) ولاحمل الجنازة وضع لها مقدمة على خمسة عشر خطوات الخ ثم وضع مؤخره على خمسة كذلك ثم مقدمة على يساره ثم مؤخرها الخ (المواصع على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی حمل الميت ج ۱ ص ۸۳۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۱). ظفر

(۲) ویمتع زوجها من غسلها ومسها لامن النظر اليها علی الاصح (المواصع على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۰۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۸). ظفر

حکم شرعی چیست؟

جواب: در الدر المختار آمده: (کما کره فیها رفع صوت بذكر او قراءة فتح قوله كما کره لیل تحریمًا ولیل تنزیها كما فی البحر عن الغایة وفيه عنها وینفی لمن تبع الجنائز ان یطیل الصمت وفيه عن الظهیریة فان اراد ان یذكر الله تعالی یذكره فی نفسه بقول تعالی (انه لا یحب المعتدین) ای الجاهرین بالدعا وعن ابراهیم انه کان یکره ان یقول الرجل وهو یمشی معها استغفروا له غفر الله لکم... قلت واذا کان هذا فی دعا والذكر فما ظنک بالفنا الحادث فی هذا الزمان^(۱)) از اینجا معلوم گردید که سلف صالح فقها و محققین در این موقع از ذکر جهر و غیره منع فرموده اند.

وفتن یا جنازه همسایه غیر مسلمان درست است یا نه: سوال: ۴۶۵ اگر کدام نصرانی همسایه کسی باشد یا به وجه دیگری با او ارتباطات داشته باشد آیا پس از مردن او می تواند همراه جنازه اش به گورستان آنها برود یا نه؟ به همین ترتیب اگر مسلمان بمیرد آیا دوست نصرانی اش می تواند همراه جنازه او به حضیره برود یا نه؟

جواب: به ضرورت اینکار جایز است طوریکه روایت گردیده: (ان النبی ﷺ) عاد یهودیاً مرض فی جواره^(۲) هدایه ودر النوادر آمده: (جار یهودی او مجوسی مات ابن له او قریب ینبی ان یغریه ویقول اخلفه الله علیک خیرا منه واصلحک^(۳)) ص ۲۴۸ باب حظر و آباحة.

اگر شخصی فردی روزی بهیچ وجه حکم دارد: سوال: ۴۶۶ اگر روزی داری به دلیل روزه بودن بمیرد و افطار نکند مرگ او چگونه است؟

جواب: در شامی آمده که اگر روزی دار صبر کند و افطار ننماید و بمیرد مستحق ثواب بوده و گنهگار نمی شود^(۴).

(۱) ردالمحتار باب صلا الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵. ظفر

(۲) هدایه آخرین کتاب الکراهیة مسائل مطرقة ج ۴ ص ۴۵۸. ظفر

(۳) الدر المختار علی هامش و ردالمحتار کتاب الحظر و الاباحة فصل فی البع ج ۵ ص ۳۴۱. ظفر

شخص ناباک جنازه را بردارد یانه: سوال: ۴۶۷ برای شخص ناباک گرفتن پایه چار بایی

میت جائز است یانه؟

جواب: درست است (۲).

سر جنازه باید پیش باشد: سوال: ۴۶۸ وقتی جنازه از خانه تا حضیره برده می شود پاهایش

پیش و سرش در عقب باشد آیا این روش درست است یانه زیرا امام مسجد شکوه آباد می گوید

که بردن جنازه تا حضیره در حالیکه سرش مقدم باشد ممنوع است قول او درست می باشد یانه؟

جواب: سرمقدم بودن مطابق سنت است و اینکه با مقدم باشد و سر در عقب درست نبوده و خلاف

سنت است (۲).

اعمال بر وزن میت تأثیر نمی کند: سوال: ۴۶۹ اکثراً میت شخص چاق سبک می باشد واز

شخص لاغر وزین آیا وزن زیاده نشانه بیشترین اعمال صالحه و کم وزن بودن نشانه زیادی اعمال

بد می باشد یا بر عکس آن؟

جواب: به اسابر این گرانی و سبکی نمی توان حکمی نمود این امر به حکم خداوند عزوجل

مفوض است که چه کسی خوب و چه کسی بد می باشد.

ولی زن متوفیه عصبه اوست نه شوهرش: سوال: ۴۷۰ به اساس وفات یکی از زن و شوهر

ارتباط ایشان قطع می گردد یانه؟ یعنی اگر زن بمیرد آیا شوهرش می تواند او را ببیند و جنازه اش

را بردارد یانه؟ ولی زن متوفیه شوهرش می باشد یا پدر و برادرش؟

جواب: در صورتیکه زن بمیرد ارتباط او با شوهر قطع می شود به همین جهت غسل دادن

و لمس کردن او برای شوهر درست نیست مگر فقها اجازه دیدن را داده اند و اگر شوهر بمیرد تا

(۱) روبرو لو صبر مثله سائر حقوقه تعالی فافساد صوم و صلاه الخ (ردالمحتار فصل فی العوارض المبهمة لعدم الصرم ج ۲ ص ۱۵۸). ظفر عفی الله عنه

(۲) برای کسیکه جنازه را می بردارد پاک بودن شرط نیست البته برای نماز پاک بودن ضرور می باشد. ظفر

(۳) وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الرأس کما فی المضمرات (عالمگیری مصری باب الجنائز فصل رابع ج ۱ ص ۱۵۲). ظفر

سپری شدن عدت ارتباط زنش با او قطع نمی گردد به همین جهت است که زن می تواند شوهر متوفی خود را غسل دهد، برداشتن جنازه هر زنی برای هر مردی جائز است به همین جهت شوهر می تواند جنازه زن متوفیه خود را بردارد. ولی زن متوفیه پدر برادر و غیره عصبه او می باشند نه شوهرش.

جنازه را ده ده قدم بردن ثابت است یانه: سوال: ۴۷۱ هنگام انتقال جنازه مردم ده ده قدم

حساب نموده و چهل قدم را پوره می کنند آیا اینکار به اساس حدیث صحیح ثابت است یانه؟

جواب: این حدیث در الدر المختار نقل گردیده: (من حمل جنازة اربعین خطوة كفرت عنه اربعین کبيرة^(۱)) و شامی آنرا از زبلی نقل نموده و در بحر از بدائع منقول بوده و در شرح منیه آمده که این حدیث را ابوبکر صدیق (رضی الله عنه) روایت کرده است^(۲) پس اگر حدیث ضعیف هم باشد عمل بر آن درست است؟

اگر قبرستان سوی مشرق باشد سر میت کدام سو گذاشته شود: سوال: ۴۷۲ اگر قبرستان

به سوی مشرق باشد هنگام بردن جنازه سرش کدام طرف مانده شود؟

جواب: حضیره هر طرفی که باشد خواه سوی مشرق و خواه سوی مغرب یا شمال یا جنوب به هر حال سر باید در پیشروی چار پایی مانده شود یعنی سر میت باید مقدم باشد^(۳).

بردن جنازه با مژتر مکروه است: سوال: ۳۷۳ بردن جنازه با حضیره بر چیزی که تایر داشته

باشد چه حکم دارد؟

جواب: در الدر المختار آمده: (ویکره عندنا حمله بین عمودی السریر بل یرفع کل رجله قائمة بالید لاعلی العنق کالامتعة ولذا کره حمله علی ظهر دابة^(۱)) از این عبارت معلوم گردید که انتقال

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی حمل الميت ج ۱ ص ۸۳۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۱. ظفر

(۲) ردالمحتار مطلب فی حمل الميت ج ۱ ص ۸۳۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۱. ظفر

(۳) وفی حالة المشی بالجنازة یقدم الراس کذا فی المضمورات (عالمگیری کشوری باب الجنازة ح ۱ ص ۱۵۹). ظفر

میت در چیز تاییدار مکروه است زیرا از قول او (کلامتہ) آشکار می باشد اما به ضرورت و عذر آنچه سهل است جائز می باشد.

عقب جنازه بروید: سوال: ۴۷۴ پیشروی جنازه رفتن الفضل است یا عقب آن؟

جواب: در الدر المختار آمده: (وندب المشی خلفها^(۱)) پس مستحب رفتن به تعقیب جنازه می باشد.

جنازه را از راه دور بردن خوب نیست: سوال: ۴۷۵ مولوی صاحب اسحاق هنگام وعظ فرمود که جنازه را نباید از راه دور و دراز برد این قول او صحیح است یا نه؟

جواب: مقتضای الفاظ حدیث (عجلوا به^(۲)) و عبارت الدر المختار (ویسرع فی جهازه^(۳)) و حدیث ابو هریره (عجلوا بالجناز^(۴)) بدون شک و شبه آن است که بدون ضرورت بردن جنازه از راه دور و دراز که موجب تاخیر دفنش گردد خؤب نبوده و خلاف مستحب است.

هنگام غسل سر میت در کجا باشد: سوال: ۴۷۶ در وقت غسل سر میت باید کجا باشد؟

جواب: هنگام غسل هر طوریکه سهل باشد به همان ترتیب میت را بگذارید به هر شکلی درست است خواه سر میت به طرف قبله باشد یا پایش یا اینکه از شمال به جنوب گذاشته شود زیرا در الدر المختار به همین طوریکه گفتیم آمده است، اما بهتر آن می باشد که مانند قبر رویش بسوی قبله باشد^(۵).

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۸۰۰ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۵ . ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۸۳۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۱ . ظفر

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۷۹۹ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۳ . ظفر

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۷۹۹ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۳ . ظفر

(۵) مشکوٰۃ باب المشی بالجنازه ص ۱۴۴ . ظفر

(۶) ووجه کما مات کما یسر لی الاصح وقل یوضع الی القبلة طولاً وقل عرضاً کما فی القبر (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب

صلاة الجناز ج ۱ ص ۸۰۰ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۵ . ظفر

شوہر فہمی تواند میت زن متوفیہ خود را بیوسد: سوال: ۴۷۷ اگر زن کسی بمیرد آیا می

تواند میت او را بیوسد یعنی آیا شوہر حق دارد کہ میت زن متوفیہ خود را ہوسہ کند یا نہ؟

جواب: شوہر نمی تواند زن متوفیہ خود را لمس نماید پس ہوسہ گرفتن از او نیز ہر ایش جائز نمی باشد، چنانچہ در الدر المختار آمدہ: (ویمنع زوجها من غسلها ومسها لامن النظر الہا علی الاصح^(۱)).

ہیئت میت هنگام غسل: سوال: ۴۷۸ هنگام غسل کیفیت گذاشتن میت طولاً الی القبلہ وجنوباً وشمالاً منقول بودہ و ہر دو صورت جائز وثابت می باشد لیکن من در دو مسألہ استفتا می نمایم: الف از این دوشکل کدام یک افضل وبیشتر قابل اعتماد می باشد؟ ب: غسل پیامبر (ﷺ) بہ چہ شکلی بود؟

جواب: فقہا می گویند کہ راجح واصح ان است کہ ہر طریقی کہ سہل باشد اختیار شود، زیرا در الدر المختار چنین آمدہ در شرح منیہ چنین نوشتہ شدہ: (والعرف ان یوضع علی قفاه طولاً نحو القبلۃ هذا ان اتسع المكان والا فاصح انہ یوضع کما تیسر^(۲)) وقبل از آن چنین نوشتہ شدہ: (وقال الاسبیجانی لاروایۃ فیہ عن اصحابنا^(۳)) در نقلی کہ از کیفیت غسل پیامبر (ﷺ) ذکر این مسألہ در آن نیست کہ هنگام غسل او (ﷺ) را بہ چہ وضعیتی قرار دادہ بودند بہ ہمین جہت است کہ اکثریت فقہا فرمودہ اند کہ ہر شکلی کہ آسان باشد اختیار شود و در بلاد مامعروف آن است کہ حتی الوسع سر را بہ سوی شمال وہای رابطرف جنوب قرار می دهند طوریکہ یک شکل نماز مریض می باشد ومطابق حدیث (قبلتکم احیاناً وامواتاً^(۴))، طوریکہ در

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۳، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۸. ظہیر

(۲) یوضع کما مات کالتیسر فی الاصح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۰۰، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۵).

ظہیر الدین علی اللہ

(۳) و(۴) غیۃ المستملی فصل فی الجنائز ص ۵۳۴. ظہیر

گذاشتن قبر مراعات می شود و سنت خوانده شده است.

هنگام انتقال جنازه سر میت مقدم باشد: سوال: ۴۷۹ هنگام بردن جنازه به سوی قبرستان

روی جنازه کدام سو باشد یعنی پا هایش کدام طرف باشد و سرش کدام طرف؟

جواب: هر طرفی که برده شود سرمقدم باشد^(۱).

هدف بعضی از عبارات: سوال: ۴۸۰ اینکه در عالمگیری در باب حمل جنازه چنین آمده

(علی طریق التعاقب) چه شکلی دارد و از مفهوم این عبارت قاضی خان: (لیطوف کل واحد منهم

علی جوانبها الاربع....) یکبار طواف به چهار طرف جنازه مسنون به نظر می آید؟

جواب: هدف از آن صرف این است که هر چهار پایه جنازه را بردارد که سنت بوده و برای آن

به دور ضرورت است اینکه مقصود طواف به دور جنازه باشد^(۲) و این گمان وهم باطلی می

باشد.

برداشتن جنازه زن نامحرم درست است: سوال: ۴۸۱ برداشتن جنازه زن نامحرم چه حکم

دارد؟ آیا گرفتن هر چهار پایه چهار پائی ضرور است یا نه؟ و هر پایه را چقدر راه بردن احسن

است؟

جواب: برداشتن جنازه زن نامحرم نیز مستحب و باعث ثواب است و گرفتن هر چهار پایه

مستحب بوده و بردن هر پایه ده قدم بهتر است و اگر نه هر قدر که میسر شود درست است^(۳).

مردان توانند جنازه زن نامحرم را بردارند: سوال: ۴۸۲ برداشتن جنازه زن نامحرم از سوی

(۱) در الدر المختار آمده: و اذا حمل الجنازة وضع لها مقدما علی یمنه ثم وضع مؤخرها علی یمنه (در مختار) قوله نذا لان فيه اشارة

اليمن والمقدم علی اليسار والمؤخر (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۳۳، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۱). ظفر

(۲) اذا حمل الجنازة وضع نذا مقدما وكذا المؤخر علی یمنه ثم وضع مؤخرها علی یمنه كذلك ثم مقدما علی يساره ثم مؤخرها

كذلك (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۱۲۳ - ۱۲۴، ط. س. ج ۱ ص ۲۳۱). ظفر

(۳) و اذا حمل الجنازة وضع نذا مقدما علی یمنه عشر خطوات الخ ثم مؤخرها الخ ثم مقدما علی يساره الخ ومؤخرها الخ (الدر المختار

علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنازة. مطلب فی حمل الميت ج ۱ ص ۸۳۳، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۱). ظفر

مردان چه حکم دارد؟

جواب: برداشتن جنازه زن نامحرم از سوی مردان درست و باعث ثواب است.

بردن جای نماز همراه جنازه اصلی ندارد: سوال: ۲۸۳ بردن جای نماز همراه جنازه چه

حکم دارد؟

جواب: جای نماز در کفن نبوده بی اصل است و ضرورتی به آن نمی باشد.

رفتن مسلمان همراه میت هندو و اشتراک در تکفین و تدفین اومباح است: سوال: ۴۸۴

رفتن مسلمان همراه جنازه هندو و اشتراک در تکفین و تدفین او جائز است یا ناجائز و همچنان

رفتن هندو همراه جنازه مسلمان جائز می باشد یا ناجائز؟

جواب: در الدر المختار آمده: (ویفسل المسلم ویکفن قریه الکافر الاصلی... عند الاحتیاج فلو

له قریب فالاولی ترکه لهم^(۱)) حاصل این عبارت آن است که مسلمان خویشاوند نزدیک خود

را که کافر باشد عند الضرورت می تواند تکفین و تدفین کند و در جنازه او شرکت نماید اما

بدون ضرورت خوب نیست پس چون در مورد خویشاوند چنین باشد در مورد اجنبی این حکم به

درجه اولی است اما تا جایی که مربوط به ادای مراسم ایشان می باشد در حرمت آن جایی برای

تامل و بحث نیست و اگر کدام هندو به سبب دوستی و غیره در جنازه مسلمان بیاید نباید از او

جلوگیری کرد، زیرا چنین کاری از اخلاق اهل اسلام بعید است.

بردن قرآن شریف همراه جنازه خلاف سنت است: سوال: ۴۸۵ اینکه همراه میت قرآن

شریف را در چار پایی می گذارند و تاقبرستان می برند چه حکم دارد؟

جواب: این روش خلاف سنت و ناجائز بوده و باید کاملاً ترک گردد^(۲).

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنازة لیل مطلب فی حمل المیت ج ۱ ص ۸۳۲، ط. س. ج ۱ ص ۲۴ ظفر

(۲) در قرآن دست لابت نیست و نه فقها چنین نوشته اند بلکه ابتکار خلاف طریقه ای می باشد که از پیامبر (ﷺ) و صحابه (رضی) نقل گردیده است.

انداختن چادری که رنگ شوخ دارد بر جنازه چطور است: سوال: ۴۸۶ انداختن چادر

سرخ زرد وغیره رنگ کلاهی شوخ بر جنازه چه حکم دارد؟

جواب: مکروه است. ^(۱)

سوال: ۴۸۷ آوردن چارپایی وزین طوریکه هر شخصی نتواند آنرا بلند کند، جائز است یا ناجائز؟

جواب: در جواز آن شکی نیست اما بهتر آن است که چهار پایی سبک استعمال گردد تا هر شخصی بتواند آنرا بلند کند و پایه آنرا بردارد.

خواندن نیت، درود و یا قرآن به آواز بلند همراه جنازه ثابت نیست: سوال: ۴۸۸

خواندن کلمه توحید قرآن شریف درود و یا نعت وغیره به آواز بلند همراه جنازه شرعاً ثابت است یا نه، اگر ثابت نیست چه حکم دارد؟

جواب: این طریقہ از سلف صالح صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین ثابت نیست لذا بدعت و مکروه بوده و از روی تصریحات و قواعد فقه ممانعت آن به نظر می آید لذا ترک آن لازم است. ^(۲)

بردن جنازه بر زینہ بانگسی درست است یا نه: سوال: ۴۸۹ بردن جنازه بر تابوت یا چار

پایی در دوران پیامبر (ﷺ) رواج داشت یا نه؟ در اینجا مردم از بانگس زینہ ساخته و مانند اهل هند میت را توسط آن انتقال می دهند این طریقہ بردن میت تا قبرستان درست است یا نه؟

جواب: بردن جنازه مسلمان بر زینہ بانگسی مانند اهل هند درست نیست، بلکه جنازه مسلمان باید با عزت و احترام برده شود و بردن میت بر چار پایی از زمان پیامبر (ﷺ) تا اکنون رواج دارد و جنازه به تخت و چارپایی گفته می شود که میت در آن باشد از هری گوید: (لا یسمی جنازه

(۱) و المستحب فی الباحی الخ بکفه للرجل المضعف والمضعف والحریر ولا یکره للنساء اعیاناً بحال الحیاة (غنیة المستفی من ۳۸ فی تکفیه) حکم کفن آن است که چنانچه که بعضی رنگ های مخصوص در زندگی برای مرد مکروه می باشد به همین ترتیب بعد از مرگ نیز برایش مکروه می باشد.

(۲) پیامبر (ﷺ) فرمود: من احدث فی امرنا ما لیس منه فهو رد مقبول علیه (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۲۷). غیر

حتی یشد المیت علیه مکفنا^(۱).

مسئول مخارج تکفین وتدفین زن کیست: سوال: ۴۹۰ مسؤل مخارج تکفین وتدفین زن متوفیه کیست؟

جواب: مسؤل مخارج تکفین وتدفین زن متوفیه شوهر می باشد، در الدر المختار آمده: (واختلف فی الزوج والفتوی علی وجوب کفنها علیه عندالثانی وان ترکت مالا خانیة ورجحه فی البحر... وذكر فی شرح المنیة عن شرح السراجیة لمصنفها ان قول ابی حنیفة کقول ابی یوسف^(۲)).

قرار گرفتن پایی میت به طرف قبله هنگام بردن جنازه به طرف مشرق درست است: سوال: ۴۹۱ اگر جنازه به طرف مشرق برده شود سر میت به طرف قبله قرار داده شود یا به طرف مشرق زیرا اگر سر به طرف مشرق قرار داده شود پاهایش به طرف قبله خواهد بود؟

جواب: سر میت باید مقدم و هیچ حرجی نیست اگر پایش به سوی قبله قرار گیرد^(۳).

فصل پنجم: نماز جنازه

رواج نشستی بعد از نماز جنازه غلط است: سوال: ۴۹۲: بعد از سلام گشتاندن از نماز جنازه اکثراً می نشینند الحمد درود شریف وغیره را خوانده وبه ارواح پاک پیامبر (ﷺ) وصحابه اربعه می بخشد وبه روح میت حاضر نیز ثواب آنرا اهدای کنند اینکار جائز است یا نه؟

جواب: بعد از نماز هیچ دعای دیگر مشروع نیست لذا اینکار پس از نماز جنازه نباید صورت

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۷۴۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۸۹. طبر

(۲) الدر المختار علی معنی ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۰، و عبارتها اذا ماتت المرأة ولا مال لها قال ابو یوسف (ﷺ) البحر الزوج علی کفنها الخ وقال محمد (ﷺ) لا یجوز الزوج والصحيح الاول اه (ردالمحتار باب الجنازة ج ۱ ص ۸۱۰، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۹. طبر

(۳) فی حالة المشی بالجنازة یقدم الرأس کذا فی المضمومات (المکبری مصری باب فی حمل الجنازة ج ۱ ص ۱۵۲، ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۶۲. طبر

گیرد^(۱).

کسیکه به علت طاعون فرار کند و در آنجا بمیرد نماز جنازه اش خوانده می شود:

سوال: ۴۹۳ شخص بی نماز یا کسانی که از طاعون می گریزند اگر در آنجا دیگر بمیرد نماز جنازه او باید خوانده شود یا نه؟

جواب: نماز جنازه اش باید خوانده شود^(۲).

تارک نماز کافر نیست باید نماز جنازه اش خوانده شود: سوال: ۴۹۴ عمرو مردم را وعظ

و نصیحت نمود و بر پابندی به نماز تأکید کرد همه مردم بر غفلت و سستی خویش پشیمان گردیده و وعده کردند که نماز می خوانند اما زید گفت من نماز بخوانم یا نخوانم به تو چه ارتباط دارد، من به دلیل وظیفه اینقدر وقت ندارم که نماز بخوانم، این سخنان زید توهین به امر شرعی است یا نه؟ اگر زید قبل از توبه بمیرد نماز جنازه او خوانده شود یا نه؟ شیخ عبدالقادر گیلانی در (غنیة الطالبین) نوشته که چنین شخصی باشمیر کشته شود و نماز جنازه اش نیز خوانده نشود آیا این سخن صحیح است یا نه؟

جواب: شیخ عبدالقادر گیلانی حنبلی مذهب بود یعنی پیرو مذهب امام احمد بن حنبل بود و مذهب ایشان همین است که در غنیة الطالبین نوشته است و مذهب امام اعظم و دیگر ائمه چنان می باشد که تارک نماز فاسق و واجب التعزیر بوده و کافر نیست لذا باید نماز جنازه اش خوانده شود زیرا پیامبر (ﷺ) فرموده است: (صلوا علی کل بر وفاجر) پس در اینصورت زید فاسق بوده و بر اولازم است که توبه کند و نماز را شروع نماید و حکم نماز جنازه در فوق ذکر گردیده، البته اگر زجر کسانی که مقتدا هستند در نماز جنازه او شریک نشوند و دیگران نماز جنازه را

(۱) ولایدعوا للبعث بعد صلوٰة الحادة لانه يشبه الزيادة في صلاة الجنازة (مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۳۲۹). ظہیر

(۲) می لرحس علی کل مسلم (درمختار ج ۲ ص ۲۱۰). ظہیر

بخوانند درست است.

طفل زنده متولد گردیده و سپس مرد حکم آن چیست: سوال: ۴۹۵ در خانه شخصی پسری زنده متولد گردید و پس از سه چهار ساعت مرد، ایشان او را بدون نماز جنازه دفن کردند، در این صورت نماز جنازه چه حکم دارد و برای مردمی که چنین کرده اند چه جزایی وجود دارد؟

جواب: طفلی که زنده متولد گردد، خواندن نماز جنازه او فرض است ^(۱) او اینکه او را بدون نماز جنازه دفن کرده اند کسانی که از مسأله اطلاع داشته اند گنهگار شده اند و حکم جنازه ای که بدون نماز جنازه دفن شده باشد آن است که تا وقتی که گمان تفسیح او نباشد نماز جنازه بر قبرش خوانده شود و بعضی از علما گفته اند که مدت آن سه روز می باشد اما صحیح آن است که وقت معینی ندارد بلکه تا وقتی که گمان تفسیح او نباشد خواندن نماز جنازه اش فرض است ^(۲) پس اکنون چون آن مدت سپری شده مردم مذکور گنهگار شده اند و کفاره آن این است که توبه و استغفار نمایند و درآینده چنین نکنند همین قدر کافی می باشد بیشتر از این تشددی بر ایشان نشود زیرا به علت جهل چنین کرده اند.

در صورتیکه میت بدون غسل و نماز جنازه دفن شده باشد آیا خواندن نماز جنازه بر قبر او درست است: سوال: ۴۹۶ میت را بدون غسل و بدون نماز جنازه دفن کرده اند آیا بدون غسل خواندن نماز جنازه بر قبر او جائز است یا نه؟

جواب: به روایت ابن سماعه تا سه روز یا تا عدم ظن تفسیح میت بر قبر او نماز اداء کرده شود

(۱) ومن ولد فمات بغسل و یصلی علیه الخ ان اسهل ای وجدته مایدل علی حیاته بعد خروج اکثره (عالمگیری مصری ح ۱ ص ۸۲۸ ، ط.

م. ج ۲ ص ۲۲۷). ظفر

(۲) وان دفن و اهل علیه التراب بغیر صلاة او بها بلا غسل الخ صلی علی قبره استحسانا مالم یطلب علی لظن نسخه من غیر تقدیر هو: الاصح (درمختار) لانه یختلف باختلاف الاوقات حرا و بردا او الیهت سمینا و هزالا و امکنه، بحر، و قبل یقدر بثلاثة ایام و قبل عشرة و قبل شهر (ردالمحتار باب صلاة الجنازه ج ۱ ص ۸۲۶ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۴). ظفر

وبعد از آن ساقط می گردد، در الدر المختار آمده: (وبها بلا غسل) ودر شامی آمده: (هذا رواية ابن سماعه والصحيح انه يصلى على قبره في هذه الحالة.... ثم قال وقال الكرخي يصلى وهو الاستحسان^(۱)).

نماز جنازه شخصی که خود گشتی کرده خوانده شود: سوال: ۴۹۷ کسی که خودکشی می کند نماز جنازه اش خوانده شود یا نه؟

جواب: در این مورد اختلاف بوده و به خواندن نیز فتوی می باشد طوریکه در الدر المختار آمده: (من قتل نفسه ولو عمداً يغسل ويصلى عليه به يفتي^(۲)).

گذشتن جای سجده میان صفوف نماز جنازه اصل ندارد: سوال: ۴۹۸: مشهور چنان است که هنگامی که برای نماز جنازه صف می بندند در میان صفوف به اندازه جای سجده جای خالی می گذارند اینکار چه اصلی دارد؟

جواب: اینکار اصلی نداشته و به آن ضرورتی نیست^(۳).

آیا زن می تواند جنازه را بخواند: سوال: ۴۹۹ زن می تواند نماز جنازه را امامت کند یا نه؟

جواب: ظاهر است که زن نمی تواند امام مردان باشد اما در مورد نماز جنازه نوشته اند که اگر زن در نماز جنازه برای مردان امامت کند اگر چه امامت او صحیح نیست و نماز مردان عقب او نمی شود اما چون نماز خود او می شود لذا فرضیت ساقط می گردد، زیرا که اگر نماز جنازه را فقط یک زن بخواند فرض کفایه اداء می شود، در الدر المختار آمده: (للسقوط فرضها بواحد كما لو امت امرأة.... ای امت رجلاً فان صلاحها تصح وان لم يصح الاقتداء بها^(۴)).

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۶ - ۸۲۷، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۴. ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۵، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۱. ظفر

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۲، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۸. ظفر

(۴) چون در نماز جنازه سجده وجود ندارد پس فایده ماتنن جای برای آن چیست؟

آیا دوباره نماز جنازه درست است: سوال: ۵۰۰ در مورد دوباره خواندن نماز جنازه چه

حکمی وجود دارد و نشان دادن روی مرده هنگام دفن چطور است؟

جواب: دوباره خواندن نماز جنازه درست نیست و در این مورد تفصیلاتی وجود دارد که در کتب فقه مذکور می باشد و آن اینکه نماز اول را ولی نخوانده و به اجازه او خوانده نشد باشد بلکه کسانی خوانده باشند که حق تقدم ندارند ولی می تواند دوباره نماز بخواند و اگر ولی نماز بخواند باز دیگران اجازه ندارند که مکرراً آنرا بخوانند درالدر المختار آمده: (وان صلی هو ای الولی بحق بان لم يحضر من يقدم علیه لایصلی غیره بعده... وفيه ایضاً لان تکرارها غیر مشروع^(۱)) و نشان دادن روی میت درست است اما پس از بستن آن در کفن باز کردن چهره خوب نیست. فقط

نماز جنازه شخصی حرام کار: سوال: ۵۰۱ زید بازن هنده نکاح نمود سپس غیر حقیقی او را نیز نکاح کرد، اکنون هر دو خواهر در نکاح زید هستند و یکی از آنها را هم رها نمی کند پس مسلمانان با او چه نوع معامله کند و اگر بمیرد نماز جنازه او را بخوانند یا نه؟

جواب: نکاح زید با حفیظن نشده است^(۲) و بر او لازم می باشد که حفیظن رها نموده و توبه کند و اگر نه عاصی و فاسق بزرگ خواهد بود و مسلمانان باید او را ترک نمود و خورد و نوش را نیز با او ترک نمایند و از میان مردم او را دور سازند البته هر گاه که توبه کند و حفیظن را رها نماید، مسلمانان با او نشست و برخاست نمایند و اگر زید در همین حالت موجوده بمیرد باید نماز جنازه اش بخوانده شود طوریکه در حدیث شریف آمده: (صلوا علی کل بر وفاجر) یعنی نماز جنازه هر شخص نیک و بد را بخوانید.

وصیت در مورد نماز جنازه و حکم آن: سوال: ۵۰۲ شخصی وصیت نمود که نماز جنازه ام را

(۱) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۲۶، ط. م. ج ۳ ص ۲۲۳. غفر

(۲) خداوند معال فرموده است: حرمت علیکم امهاتکم بالغ و ان تجمعوا بین الاختین (النساء). غفر

نماز جنازه نباید بایوت خوانده شود: سوال: ۵۰۶ نماز جنازه بایوت جائز است یا نه؟

جواب: چون بوت اعتبار ندارد به همین وجه در حالیکه بوت در پاها باشد نباید نماز جنازه را خواند. ^(۱)

حکم اذان در گوش ولد الزنا و نماز جنازه او: سوال: ۵۰۷ دادن اذان در گوش ولد الزنا و خواندن نماز جنازه او ضرور است یا نه؟

جواب: دادن اذان در گوش او مستحب بوده و خواندن نماز جنازه اش فرض می باشد زیرا در حدیث شریف آمده: صلوا علی کل بر وفاجر ^(۲) پس طوریکه در کتب فقه آمده باید نماز جنازه ولد الزنا خوانده شود. کذا فی کتب الفقه ^(۳) فقط

کسی را از نماز جنازه نباید باز داشت: سوال: ۵۰۸ شخصی زن شوهر داری را باخود برد سپس از آن زن طفلی متولد گردید و پس از چند ماه مرد شخص مذکور در نماز جنازه او شرکت نمود آیا بر امام لازم است که او را از نماز جنازه اش باز دارد یا نه؟

جواب: نباید از نماز جنازه کسی را منع کرد زیرا فرض کفایی می باشد و هیچ مسلمانی را هر چند فاسق باشد نباید از ادای فرض منع کرد. ^(۴)

نماز جنازه زنان فاحشه نیز خوانده شود: سوال: ۵۰۹ نماز جنازه زنان فاحشه و بچه های مفقول جائز است یا ناجائز و ضرور است یا غیر ضرور؟

(۱) لم الشرط الخ شرعاً ما يتوقف عليه الشيء ولا يدخل فيه هي سنة طهارة بدنه الخ ومكانه ای موضع قدمه او احدھما ان رفع الاغری وموضع سجود اتفاق فی الاصح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوة ج ۱ ص ۳۷۳، ط. س. ج ۱ ص ۴۰۲). ظفر

(۲) شرح لقه اکبر للملاعلی قاری ص ۲۹۱، ظفر

(۳) وهي فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بغاة ولفطاع الطريق الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰). ظفر

(۴) والصلاة علیه فرض کفایة بالاجماع (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۷). ظفر الدین غفر الله له

جواب: نماز جنازه ایشان نیز باید خوانده شود زیرا پیامبر (ﷺ) فرموده است: صلوا علی کل بر وفاجر.^(۱)

کسیکه هیچگاه نماز نخوانده نماز جنازه او نیز ضرور است: سوال: ۵۱۰ شخصی که مردم هر گز نماز خواندنش را ندیده اند خواندن نماز جنازه او جائز است یا نه؟
جواب: جائز است بلکه ضروری می باشد.^(۲)

کش کردن میت بی نماز غلط است: سوال: ۵۱۱ این سخن مشهور است که شخصی که در عمر خود نماز نخوانده نماز جنازه او را نباید بخواند مگر آنکه او را تا چهل قدم کش کنند و پس از آن نماز جنازه اش را بخوانند این سخن در حقیقت درست است یا نه؟
جواب: این قول غلط مشهور می باشد نماز جنازه هر نیک و بد باید خوانده شود کش کردن درست نبوده و باید برای او طلب استغفار گردد و نباید او را ذلیل نمود زیرا هر چه باشد مسلمان کلمه گو بوده است.

نماز جنازه در مسجد جماعت مکرره است: سوال: ۵۱۲ نزد احناف در مساجدی که فرائض باجماعت اداء می شود نماز جنازه در حالیکه جنازه در مسجد گذاشته شده باشد جائز است یا نه؟
جواب: در الدر المختار آمده: قال فی الدر المختار وکرهت تحریمها وقیل تنزیهاً فی مسجد جماعة هو ای المیت فیہ وحده أو مع القوم واختلف فی الخارجة عن المسجد وحده أو مع بعض القوم والمختار الکراهة مطلقاً خلاصه، بناءً علی أن المسجد انما بنی للمکتوبة وتوابعها البخ وهو الموافق لاطلاق حدیث أبی داؤد من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاة له، قال فی ردالمحتار قوله فلا صلاة له هذه رواية ابن ابی شیهة ورواية احمد وابی داود. فلا شيء له وابن ماجه فلیس له

(۱) الصلوة واجبة علی کل مسلم برا کان اوفاجرا وان عمل الکبائر رواء ابو داود (مشکوٰۃ باب الامامة ص ۱۰۰). ظفر

(۲) الصلوة واجبة علی کل مسلم برا کان اوفاجرا وان عمل الکبائر رواء ابو داود (مشکوٰۃ باب الامامة ص ۱۰۰). ظفر

شیء، وروی فلا اجر له، وقال عبد البر هی عطاء فاحش والصحيح فلا شيء له الخ^(۱) من صلی علی میت فی مسجد یقتضی کون المصلی فی المسجد سواء کان المیت فیہ أو لا، فیکره ذلک أخذاً من منطوق الحدیث، ویؤیدہ ما ذکرہ العلامة قاسم فی رسالته من أنه روی: أن النبی ﷺ لما نعی النجاشی إلى أصحابه خرج فصلی علیہ فی المصلی قال: ولو جازت فی المسجد لم یکن للخروج معنی آھ. مع أن المیت کان خارج المسجد. شامی ج ۱ ص ۵۹۴ باب صلوة الجنائز.

از این روایت واضح گردید کہ نماز جنازہ در مسجد جماعت نزد احناف مکروه بوده و در این امر کہ مکروه تحریمی می باشد یا تنزیہی اختلاف است.^(۲)

واقعه حضرت سعد و جواب آن: سوال: ۵۱۳ این حدیث مسلم شریف برای ما احناف حجت و واجب العمل می باشد یانہ (عن ابی سلمة بن عبد الرحمن ان عائشة لما توفی سعد بن ابی وقاص قال ادخلوا به المسجد) الخ.

جواب: نہ حدیث مذکور تاویل گردیدہ و مبنی بر عذر بوده بر علاوہ دیگر حضرات از آن انکار ورزیدہ اند.^(۳)

اگر بہ علت نادانی نماز جنازہ طفل ترک گردد چه حکم دارد: سوال: ۵۱۴ طفلی در خانہ شخص متولد گردید و پس اندک مدتی مرد بہ علت نادانی او را بدون نماز جنازہ دفن کردند روز چهارم یا پنجم وقتی کہ مسالہ را فہمیدند نماز جنازہ اش را خواندند اکنون مردم قریہ بہ علت دشمنی او را تجرید نمودہ و ادیت می کنند در این مورد چه حکم است؟

(۱) ایضاً ج ۱ ص ۸۲۸، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۹. ظہر

(۲) و یظهر ان الاولى كونها تنزیہاً اذ الحدیث لیس هو نما غیر مصروف ولا قرن الفعل بوعید (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۴۵). ددی شعبہ معلومہ سہ چی مکروه تنزیہی لہ ترجیح ده. واللہ اعلم. ظہر

(۳) حدیث مذکور چنین است: (قلت ادخلوا به المسجد حتی اصلى علیہ فانکر ذلک علیہا فقالت والله لقد صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم علی ابني یسراء فی المسجد سهیل واعمیه، رواه مسلم (مشکوٰۃ باب المشی بالجنازة والصلوة علیہا ص ۱۴۵) ورتبه عائشة رضی اللہ عنہا یحوز ان یكون ذلک بضرورة دعت الیه ولقد روی ان رسول الله ﷺ کان متکفلاً لهذا صلی فی المسجد وایضاً قالوا ان مصلی المسجداکان مکاناً متصل المسجد فیحتمل ان رواية الصلوة فی المسجد باعتبار كونه قریماً من المسجد (اللمعات حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۴۵). ظہر

جواب: در الدر المختار آمده: که طفلی که زنده پیدا شود وبعد بمیرد باید غسل داده شده و نماز جنازه اش خوانده شود ^(۱) همچنان در همین کتاب آمده که اگر بدون نماز دفن گردد تا وقتی باید نماز جنازه بر قبرش خوانده شود که گمان تفسخ بدنش نباشد و اندازه گیری آن در هر جایی فرقی می کند، عده ای از فقها گفته اند که تا سه روز می توان بر قبرش نماز جنازه را خواند و عده ای مدت مذکور را ده روز گفته اند ^(۲) بهر حال تا مدت مذکور باید بر قبرش نماز جنازه خوانده شود این حکم شریعت است پس بدین علت نماز گزاران را طعن کردن و ادیت نمودن و مقاطعه و ترک نمودن ایشان حرام و ناجائز بوده و کننده آن فاسق و گنهگار می باشد.

نماز جنازه در روز جمعه قبل از سنت: سوال: ۵۱۵ هر وقت جنازه ای به مسجد جامع (انباله) آورده می شود نماز جنازه او را بعد از فرض نماز جمعه و قبل از سنت ها می خوانند و جنازه را برون مسجد گذاشته و نماز جنازه را می خوانند این کار جائز است یا نه؟

جواب: اینکه جنازه برون مسجد باشد و نماز جنازه در داخل مسجد خوانده شود بعضی از فقها آنرا جائز گفته اند اما اصح آن است که این شکل نیز مکروه می باشد که در الدر المختار چنین آمده است و اینکه نماز جنازه بعد از فرض جمعه و پیش از سنت های آن خوانده شود، جائز می باشد. فقط

خواندن نماز جنازه شخصی که مردم را از نماز و روزه و حج و تلاوت قرآن کند جائز است یا نه: سوال: ۵۱۶ زید ادعا دارد که صوفی و عارف کامل می باشد و مریدان خود را از

نماز، روزه، زکات، حج، تلاوت قرآن مجید و غیره منع می کند و به مریدان خود می گوید که به مرشد سجده تعظیمی بنمایند و زنان را به عدم رعایت ستر و حجاب امر می کند و غیره و غیره؟

(۱) ومن ولد فمات بفسل و یصلی علیه ان استهل ای وجد معه ما یدل علی حیاته بعد خروج اکثره «الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۸ - ۸۲۹ ط. ص. ج ۲ ص ۲۲۷. ظفر

(۲) رد المحتار باب صلاة الجنائز ص ۸۲۶ ج ۱. ظفر

درمورد چنین شخص چه حکم وجود دارد و خواندن نماز جنازه او و دفن کردنش در حضیره مسلمانان جائز است یا نه؟

جواب: دعوی زید مخالف نصوص قطعیہ صریحه می باشد و از این سخنان انکار شریعت ظاهر می گردد و انکار نماز روزه زکات و غیره امور قطعی خود کفر است ^(۱) و تجویز سجده به غیر الله نیز کفر می باشد خداوند متعال فرموده است: (لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذی خلقهن ^(۲)) پس چون زید به کلمات کفری قائل و عقاید کفریه محدثه و محرمة معتقد می باشد او عارف و ضوفی نه بلکه ملحد و مضل و مصداق حدیث (اتخذو رؤساً جهالا فضلو و اضلوا ^(۳)) است پس او را پیر گرفتن و بیعت کردن به او حرام می باشد: ای بسا ابلیس آدم رو که هست پس به هر دستی نباید داد دست. و اگر شخصی مذکور بر این اعتقاد بمیرد باید نماز جنازه اش خوانده نشود و در حضیره مسلمانان نگردد.

از «واجب با خواهر رضاعی کفر نموده و نماز جنازه چنین شخصی درست است:

سوال: ۵۱۷ مسلمان فوت نمود بعضی اشخاص او را کافر گفته و در نماز جنازه اش اشتراک نکردند و کسانی را که نماز جنازه او را خوانند ملامت نموده و ایشان را نیز کافر گفتند و دلیل آنها این بود که متوفی با پسر خود قطع رابطه نکرده بود و پسر او کافر بود زیرا با زنی که ازدواج کرده شیر مادر او را خورده است، در این صورت حکم شرعی چه می باشد؟

جواب: در این حالت بر این شخص و پدر او حکم کفر نمی شود، لذا خواندن نماز جنازه او لازم و فرض می باشد زیرا پیامبر (ﷺ) فرموده است صلوا علی کل بر و فاجر ^(۴) پس کسانی که نماز

(۱) من قال لا اصلی جرحوا و استغفالا اوعلی انه لم یؤمر اولی بواجب فلا شک انه کفر فی الکلی (شرح فقه اکبر ص ۲۰۹). ظفر

(۲) خم السجده: ۹۹. ظفر

(۳) من کامل حدیث چنین است: حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤساً جهالا فسلوا لافترای بهر علم فضلو و اضلو. منفق علیه (مشکوٰۃ

کتاب العلم فصل اول ص ۳۳). ظفر

(۴) شرح فقه اکبر ص ۹۱. ظفر

جنازه او را خوانده اند مطابق شریعت عمل کرده اند و کسانی که نماز جنازه او را نخوانده اند و خوانندگان نماز جنازه او را ملامت کرده اند بر غلط بوده و گنهگار می باشند که باید توبه نمایند.

اگر هندو مسلمان یکجا بسوزند نماز جنازه را چگونه باید خواند: سوال: ۵۱۸ چند نفر

هندو مسلمان یکجا در آتش سوختند و از هیچ عضوی از ایشان معلوم نگردید که کدام یک مسلمان است و کدام یک هندو نماز جنازه را چگونه باید خواند؟

جواب: در شامی آمده که نیت جنازه مسلمان را نموده نماز بخوانید ^(۱).

اگر میت بر چار پای ساخته شده از ریسمان گذاشته شود نماز جنازه جائز است یا نه:

سوال: ۵۱۹ اگر میت بر چارپایی ساخته شده از ریسمان که نماز بر آن جائز کیست گذاشته شود خواندن نماز جنازه اش جائز می باشد یا نه؟ و اگر چارپایی مذکور نجس باشد، آیا گذاشتن رخت پاک بر آن کفایت می کند یا نه؟

جواب: بر چار پای ساخته شده از ریسمان نماز نیز جائز بوده و اگر جنازه بر آن گذاشته شده و دره پیشرو قرار داده شود نماز جنازه نیز صحیح می باشد و اگر ناپاک باشد رخت پاک بر آن هموار گردد و میت در آن گذاشته شود.

نماز جنازه شخصی را که در اسلامش شک بود نخواندند در این مورد حکم چیست:

سوال: ۵۲۰ زن کافری مسلمان گردیده و مدتی بعد دوباره کافر شد و باز مسلمان گردید و باز کافر شد و به همین ترتیب چند مرتبه اینکار تکرار گردید و چون آخرین بار مسلمان گردید باز هم کاری غیر از شراب خواری و زنا نداشت و هیچ کاری را مطابق شریعت انجام نمی داد و چون

(۱) اختلط مولانا بکوار ولا علامه اعتر اکثر فان اسعوا هسلوا واعتلف لی الصلوة علیهم ومحل دفعهم کدفن ذمیه حبلی من مسلم قالوا والا حرط دفنها علی حدة (در مختار) اختلف فی الصلوة علیهم قال فی الحلیة فان کان بالمسلمین علامة فلا اشکال فی اجراء احکام المسلمین علیهم والا فلا المسلمین اکثر صلی علیهم ونوی بالدعاء المسلمین الخ (رد المحتار باب الاجتنان ج ۱ ص ۸۰۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۰ - ۲۰۱). غفر اللین غفر الله له

برادرش مریض شد بزی را برای بتی قربانی نمود و به او سجد نیز کرد زن مذکور چند روز بیمار گشت و وفات نمود، مردم محله مرا گفتند که نماز جنازه اش را بخوانم من انکار ورزیده و نماز جنازه اش را نخواندم در این مورد چه حکمی وجود دارد؟

جواب: در حدیث شریف آمده: (صلوا علی کل بر وفاجر) یعنی نماز جنازه هر شخص نیک و بد را بخوانید، بدین جهت باید نماز جنازه این زن نو مسلمان خوانده می شد اگر چه فاسقه و فاجره بود پس اگر نماز جنازه او را عده ای از مسلمانان اداء کرده باشند خیر و در غیر آن همه گنهگار شده اند که باید توبه کنند.

صف های نماز جنازه: سوال: ۵۴۱ در کشور ماشانع است که هنگام خولندن نماز مقتدیان از یکدیگر فاصله می گیرند آیا نماز جنازه با دیگر نمازها در این مورد فرق دارد؟

جواب: در این مورد نماز جنازه با سائر نمازها فرقی ندارد صف ها باید متصل باشد و فاصله گذاشتن مکروه است^(۱).

اشتراک در نماز جنازه غیر مقلدین درست است: سوال: ۵۲۲ یک شخص عالم فاضل غیر مقلد وفات نمود و شخص غیر مقلدی در نماز جنازه او امامت نمود و یک عالم حنفی با وجود یک قبلاً مردم را از نشت و برخاست با او منع می نمود در نماز جنازه او شرکت کرد آیا بر این عالم حنفی مواخذه ای است؟

جواب: اینکار عالم حنفی که نماز جنازه شخص غیر مقلد را عقب غیر مقلد اداء نمود قابل مواخذه نیست زیرا در حدیث شریف آمده: (صلوا خلف کل بر وفاجر و صلوا علی کل بر^(۲) وفاجر) یعنی عقب هر شخص نیک و بدی نماز بخوانید و نماز جنازه هر شخص نیک و بد را

(۱) وینی ان یأمرهم بان یترعوا ویسعدوا الخلل ویسوا مناکهم والدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الإمامة ح ۱ ص ۵۳۱ . ط. س.

ج ۱ ص ۵۶۸. ظفر

(۲) شرح فقه اکبر ص ۹۱. ظفر

بخوانید پس چون غیر مقلد کافر نیست که این قدر تشدد شود درست است که باید به اساس فساد عقیده غیر مقلدین حتی الوسع کوشش شود که ایشان امام نگردند اما اگر اتفاقاً چنین کار صورت گیرد و غیر مقلدی امامت کند و کسی عقب او نماز بخواند خصوصاً نماز جنازه بر شخص حنفی که چنین کرده است طعن و تشیع بیجا و ناجائز بوده و تفسیق و تضلیل او ناروا می باشد. فقط

خواندن سوره فاتحه در نماز جنازه: سوال: ۵۲۳ خواندن سوره فاتحه در نماز جنازه جائز است یا نه؟ اگر جائز باشد پس از کدام تکبیر خوانده شود؟

جواب: نزد امام ابو حنیفه (رح) خواندن سوره فاتحه در نماز جنازه درست نیست مگر آنکه به نیت دعا خوانده که درست می باشد و محل آن پس از تکبیر اول است ^(۱).

اگر هنگام نماز عید جنازه بیاید چه باید کرد: سوال: ۵۲۴ اگر در وقت نماز عید جنازه ای برسد نماز جنازه پس از نماز عید خوانده شود یا بعد از خطبه؟

جواب: نماز جنازه باید قبل از خطبه خوانده شود و بعد از فراغت از آن باید خطبه را خواند، زیرا نماز جنازه فرض بوده و خطبه عیدست بوده و ظاهر است که فرض بر سنت مقدم می باشد شامی گوید: (وتقدم صلوة الجنائز علی الخطبة ودلک بفرضیتها وسنية الخطبة ^(۲)).

در عیدگاه نماز جنازه مکروه نیست: سوال: ۵۲۵ در عیدگاه نماز جنازه مکروه است یا نه؟

جواب: در کتب فقه تصریح گردیده که نماز جنازه در مسجد جماعت مکروه می باشد یعنی مسجدی که در آن نمازهای پنجگانه به جماعت خوانده می شود یا جماعت جمعه صورت می

(۱) ورحمن الشامی الفاتحة فی الاولى وعیننا تجوز بنية الدعاء وتكره بنية القراءة لعدم ثبوتها فيها عنه رحمه الله (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلوة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۴ - ۲۱۵)، ظفر

(۲) ردالمحتار الشامی باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷، ظفر

گردد، چنانچه در الدر المختار آمده: (وكرهت تحريماً وقيل تنزيهاً في مسجد جماعة^(۱)) پس از این قید (مسجد جماعة) معلوم می گردد که در عیدگاه نماز جنازه جائز می باشد لیکن احوط آن است که چون بانی عیدگاه آنرا به خاطر خواندن نماز جنازه نساخته است پس نباید در آن جنازه خوانده شود البته مسجدی که برای خواندن نماز جنازه مخصوص باشد خواندن نماز جنازه در آن درست است.

اگر کسی بگوید نماز جنازه ام را بخوانید کفر نیست باید نماز جنازه اش خوانده شود:

سوال: ۵۲۶ شخصی فوت نمود او در زندگی خود گفته بود که هیچ کسی نماز جنازه مرا نخواند و اگر نه در روز قیامت دامنش را خواهم گرفت به این جهت عده ای قسم خورده بودند که نماز جنازه او را نخوانند چنانچه اکثریت از خواندن نماز جنازه او انکار ورزیدند زیرا قول او را کفر گمان می کردند اما من حقیر قول او را به جهالت حمل نموده و نماز جنازه او را خواندم و به کسانی که قسم خورده بودند گفتم که کفارہ یمین بدهند لطفاً بگوئید که اینکار من درست است یا نه؟

جواب: باید نماز جنازه او خوانده می شد زیرا این قول او موجب کفر نیست لذا کسانی که نماز جنازه او خوانده اند کار درستی کرده اند و اگر کسی از جمله اشخاصی که قسم خورده بودند نماز جنازه او را خوانده باشد کفارہ یمین بر او واجب است شما درست گفته اید.

نماز جنازه شخصی که عقب اونمازهای پنجگانه را نمی خواند: سوال: ۵۲۷ اگر سه

چهار نفری عقب امامی نماز نخوانند آیا نماز جنازه ایشان عقب امام مذکور می شود یا نه؟

جواب: عقب او نماز جنازه می شود اما اگر این امام به دلیل عیب و نقص شرعی از امامت کشیده شده باشد یعنی دلیل آن فسق باشد تمام نمازها و متجمله نماز جنازه عقب او مکروه می باشد^(۲).

(۱) الدر المختار باب الجنائز مطلب صلاة الجنائز فی المسجد ج ۱ ص ۸۲۷ . ط. س. ج ۲ ص ۲۲۴ . غیر

(۲) وکبره امامه عبدالحق ولسلی (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الإمامة ج ۱ ص ۵۲۳ . ط. س. ج ۱ ص ۵۵۱) . غیر

اگر نكسى نياشد كه بتواند نماز جنازه را بخواند چه بايد كرد: سوال: ۵۲۸ اگر در يك

قریه شخصی وفات کند و کسی نباشد که بتواند در نماز جنازه امامت کند (هیچ کسی ترتیب خواندن نماز جنازه را ندارد) هر چند کسی باشد که می خواهد نماز جنازه را بخواند اما ترتیب آنرا نمی داند چه باید کرد؟

جواب: نماز جنازه حتماً باید خوانده شود لا اقل باید یک نفر نماز جنازه را بخواند که به این ترتیب فرضیت اداء می شود و در غیر آن همه گنهگار خواهند شد ^(۱).

نماز جنازه زن به اجازه شوهرش خوانده می شود یا پدرش: سوال: ۵۲۹ زنی وفات نموده و شوهر و پدرش هر دو موجود اند نماز جنازه به اجازه کدام یک از آن دو اعتبار خواهد داشت؟

جواب: در اینصورت پدرش حق دارد که خودش نماز جنازه او را بخواند و یا به دیگری اجازه دهد، در الدر المختار آمده: (ثم الولی بترتیب عصوبة لانکاح... وله... الاذن لغيره فیها لانه حقه فیملک ابطاله. ^(۲)

به دلیل منکرات نباید نماز را ترک کرد: سوال: ۵۳۰ اگر در پیشروی جنازه پیر و مریضی اهل هند باجه بنوازند و با وصف منع اعضای خانواده او منع نشوند در اینصورت عامه مسلمانان و علما باید در نماز جنازه اش اشتراک کنند یا نه؟

جواب: در شامی آمده که نباید اتباع جنازه را به دلیل منکرات ترک کرد بلکه باید از منکرات منع نمود: (ولا تترك لما حصل عندها من منکرات ومفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغير ذلک لان القربات لا تترك لمثل ذلک بل علی الانسان فعلها وانکار البدع بل وازالتها ان امکن

(۱) والصلاة علیه الخ فرض کفایة بالاجماع (ابن ح ۱ ص ۸۱۱، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۷). طبر

(۲) الدر المختار علی هامش ودرالمختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۲ و ص ۸۲۴، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۰. ط

قلت ویؤید ذلك مامر من عدم ترك اتباع الجنازة وان كان معها نساء نالحات^(۱).

نماز به شبیه فاسد نمی گردد: سوال: ۵۳۱ زید نماز جنازه را خواند و پس از آنکه چند قدم رفت معلوم گردید که یک قطره بول از ذکرش خارج گردیده پس بعد از دفن میت تنها بر قبرش نماز جنازه خواند، کدام یک از این دو نماز او صحیح است؟

جواب: نماز اول صحیح شده است زیرا با چنین شبهی نماز فاسد نمی گردد^(۲) و نباید بر قبر دوباره نماز جنازه خوانده می شد.

نماز جنازه در شب: سوال: ۵۳۲ در شب خواندن نماز جنازه جائز است یا نه؟

جواب: در شب نماز جنازه درست است^(۳).

بر استخوان های مرده غسل و نماز نیست: سوال: ۵۳۳ شخصی در جنگل وفات یافت و مردم پنج روز بعد از آن اطلاع یافتند اما تمام جسم او پیدا نشد صرف بخشی از استخوان های سر او دستیاب گردید که نزد مسئولین دولتی می باشد در این حالت تجهیز و تکفین و تدفین مرده چه صورت دارد؟

جواب: هیچ صورتی برای غسل و تکفین آن استخوان ها وجود ندارد پس هر وقتیکه آن استخوان ها از نزد حکومت بدست آید آنها را در جایی دفن کنید در الدر المختار آمده: (وجود رءس آدمی او احد شقیه لا یغسل ولا یصلی علیه بل یتلفن الا ان یوجد اکثر من نصفه ولو بلا رأس^(۴)). فقط

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی زیارة القبر ج ۱ ص ۸۴۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۲. ظفر

(۲) وشک بالحدث اذ بالمعکس اخذ بالیقین (المر المختار علی هامش ردالمحتار نوافل الروض ج ۱ ص ۱۴۰ ، ط. س. ج ۱ ص ۱۵۰). ظفر الدین غفر الله له

(۳) وکره تحرهما صلوة ولو علی جنازة الخ مع شروق واستواء وغروب (ردمختار) قوله علی جنازة ای اذا حضرت فی ذلك الوقت (ردالمحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ، ط. س. ج ۱ ص ۳۷۰). ظفر

(۴) امضا ج ۱ ص ۸۰۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۳۷۰. ظفر

نماز جنازه درحالیکه جنازه بر چارپایی باشد: سوال: ۵۳۴: نماز جنازه در حالیکه جنازه بر چارپایی باشد جائز است یا نه؟ و اینکه در فتاویٰ عبدالحی آمده که نماز جنازه پیامبر (ﷺ) در حالی خوانده شد که جنازه اش بر سریر (تخت) قرار داشت آیا هدف از سریر چارپایی می باشد یا تخت و در جنازه پیامبر (ﷺ) چهارپایار کبار همه موجود بودند یا نه؟ وجه کسی در نماز جنازه او امامت نمود؟ مسأله چهارپایی را بدانجهت یاد آوری کردم که علمای کرام در اینجای گویند که برای خواندن نماز جنازه شرط می باشد، در این مورد هر چه در شامی و سایر کتب فقه آمده باشند تحریر فرمائید.

جواب: طوریکه معمول سلف و خلف می باشد جائز است^(۱).

خواندن نماز جناز در مسجد در حالیکه جنازه برون مسجد باشد: سوال: ۵۳۵: نماز گزاران یک مسجد می خواهند که در محراب دروازه کوچکی بسازند و میت را به روی محراب مسجد گذاشته و دروازه را باز کنند و خود نماز گزاران در داخل مسجد باشند بدین ترتیب خواندن نماز جنازه در مسجد جائز است یا نه؟

جواب: صحیح و مختار آن سبب که بدین ترتیب کراهیت از میان نمی رود طوریکه در (الدر المختار آمده: (والمختار الکراهه مطلقاً.... ای سواء كان الميت فيه او خارجه هو ظاهر الرواية (... شامی- وهو الموافق لاطلاق حدیث ابی داود- (من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاة له^(۲) فقط

(۱) روضه و کونه هو اواکثره امام المصلی الخ فلا تصح علی غالب و معمول علی نحو دابة و موضوع خلفه (در مختار) علی نحو دابة ای معمول علی ابدی الناس فلا تجوز الا من علو الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۲ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۸) از اینجا معلوم گردید که اگر جنازه بر چارپایی گذاشته شود، نماز جنازه جائز است زیرا چارپایی مانند انسان و حیوان چیزی جاندار نیست و بر چارپایی بودن حکما مانند بودن بر زمین است هنگامیکه نماز جنازه پیامبر (صلی الله علیه وسلم) خوانده شد جسد مبارکش بر سریر قرار داشت اینکه منظور از سریر چیست صراحه چیزی معلوم نگردیده است در نماز جنازه پیامبر (ﷺ) هیچ کسی امامت نکرده بلکه به صورت انفرادی خوانده شد و این طریقه را ابو بکر صدیق (رضی) گفته بود. ظفر

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز: مطلب فی کراهة صلاة الجنائز فی المسجد ج ۱ ص ۸۲۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۴. ظفر

پس از نماز جنازه دعا مشروع نیست: سوال: ۵۳۶ عن ابی هريرة قال قال رسول الله

(ﷺ) اذا صليتم الميت فاخلصوا فيه الدعاء (ابو داود وابن ماجه) عن والدة بن الاسقع قال صلى بنا رسول الله (ﷺ) على اجل من المسلمين فسمعتة يقول اللهم ان فلان في ذمتك وحبل جوارك فقه من فتنه القبر وعذاب النار واتت اهل الوفا والحق اللهم اغفرله وارحمه انك انت الغفور الرحيم (ابوداود وابن ماجه) با در نظر داشت اين احاديث دعا بعد از نماز جنازه مشروع است يانه؟

جواب: دعا پس از نماز جنازه مشروع نیست ^(۱) ومنظور از دعا در آن احاديث دعای نماز جنازه می باشد يعنی مقصود حديث اولی آن است که هنگام که شما نماز جنازه رامي خوانيد دعای آنرا به اخلاص کنيد ودر حديث دومی آشکارا معلوم است که هدف دعا در داخل نماز جنازه می باشد. فقط

نماز جنازه در مسجد حضيرو: سوال: ۵۳۷ در قبرستان ما مسجدی وجود دارد که دارای سه محراب و دو مناره می باشد، کرسی آن قدری بلند بوده و صحن آن پخته است برای بالاشدن در سمت مشرق زينه وجود دارد مگر به علت نبودن سقف درست دومی آنرا چبوتره می نامند واز وقتی که ساخته شده تا اکنون در آن اذان و نماز جماعت خوانده می شود و به علت ندانستن مسأله ما از سال ۱۳۳۶ هجری تا اکنون نماز جنازه را نیز در آن ادا بهره ايم، آیا نماز جنازه در آن جائز است يانه؟

جواب: در مورد نزاع مذکور امر مختصر فيصله کن آن است که اگر چبوتره مذکور که دارای محراب ها و غيره می باشد برای ادای نماز های پنجگانه به جماعت ساخته شده و برای آن وقف باشد پس مطابق اصطلاح فقها مسجد جماعت است و نماز جنازه در مسجد جماعت نزد احناف

(۱) ولا يبعدوا للميت بعد صلاة الجنازة لانه يشبه الزيادة في صلاة الجنازة (مرآة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ج ۲ ص ۳۲۹).

مکروه می باشد؟ طوریکه در الدر المختار آمده (و کرهت تحریماً وقیل تنزیهاً فی مسجد جماعة هو ای المیت فی وحده او مع القوم واختلف فی الخارجة علی ان المسجد انما بنی للمکوبة وتوابعها... لا طلاق حدیث ابی داود من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاة له ^(۱)) و در شامی تفصیلات مزید در این باره وجود دارد به آن مراجعه شود.

اما اگر چپوتره برای ادای نماز جنازه ساخته شده باشد نماز جنازه در آن بدون کراهیت درست است طوریکه در کتب فقه آمده (واما المتخذ للصلاة جنازة او عید فهو مسجد فی جواز الاقتداء لا فی حق غیره ^(۲)) پس از لفظ (المتخذ للصلاة الجنازة) جواز نماز جنازه در آن واضح می گردد اما این مسأله باقی می ماند که آیا چپوتره مذکور برای ادای نماز جنازه ساخته شده بود آیا برای ادای نمازها پنجگانه که مربوط به نیت وقف کننده و تعامل آن روزگار و زمان بعد از آن مربوط می باشد، این موضوع را به صورت واضح مردمی می دانند که در همانجا سکونت دارند و هیچ کسی از دور نمی تواند آنرا مشخص سازد اما این قدر می توان گفت که در صورت اشتباه و احتمال هر دو امر احوط آن است که نماز جنازه در آن خوانده نشود زیرا در صورت خواندن نماز جنازه احتمال حصول کراهیت یاد شده و وعید مذکور در حدیث من باشد اما در نخواندن حرج و اندیشه ای نبوده بلکه دوری از شهادت می باشد که در احادیث به آن امر شده است.

اگر هندو و مسلمان در یک خانه بمیرد و هیچ نشانه تشخیص دهنده باقی نماند نماز

جنازه چه صورت دارد: سوال: ۵۳۸ دو هندو و یک مسلمان در یک خانه زندگی می کردند تصادفاً خانه مذکور آتش گرفت و همه ایشان سوخته و مردند و هیچ نشانه مشخص کننده ای باقی نماند که معلوم گردد که کدام یک مسلمان است نماز جنازه آن مسلمان چگونه خوانده شود؟
جواب: جنازه هارا در پیشرو گذاشته و نیت نماز جنازه مسلمان را نموده و نماز جنازه را بخوانید ^(۳).

(۱) الدر المختار علی هامش و المختار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۲۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۴. ظفر

(۲) ایضا باب ما یفسد الصلاة مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵ ، ط. س. ج ۱ ص ۶۵۷. ظفر

(۳) لولم یمر مسلم ام کافر ولا علامة فان فی دارنا غسل و صلی علیه و الا لا (در مختار) ان العلامة مقدمة و عند فقدها بمیر المكان فی =

پس از نماز جنازه و قبل از دفن دعا جائز است یا نه: سوال: ۵۳۹ بعد از خواندن نماز جنازه بر میت و قبل از دفن کردن او دعا برایش جائز است یا بدعت؟ و در مورد (الفی) در کتب فقه و حدیث ثبوتی وجود دارد یا نه؟

جواب: در کتب فقه نوشته شده که نماز جنازه دعا برای میت بوده پس از آن هیچ دعایی مشروع نیست در شامی آمده: (فقد صرحوا عن اخرهم بان صلوة الجنائز هی الدعا للمیت...^(۱)) و در خلاصه الفتاوی آمده: (لا یقوم بالدعا بعد صلوة الجنائز)^(۲) و در البزازیة چنین آمده: (لا یقوم بالدعا بعد صلاة الجنائز)^(۳) و در شرح مشکوٰۃ چنین آمده: (ولا یدعو للصیت بعد صلوة الجنائز لانه یشبہ الزیادة فی صلوة الجنائز)^(۴) پس معلوم گردید که بعد از نماز جنازه دعا دیگری نشود زیرا خود نماز جنازه برای میت دعا می باشد.

و (الفی) یعنی پیراهن یا قمیص در کفن سنت است (در الدر المختار) آمده: (ویسن فی الکفن له ازار و قمیص و لفافه) و در حدیث متفق علیه چنین آمده: (اتی رسول الله ﷺ) عبدالله بن ابی بعد ما ادخل حفرة فامر به فاخرج فوضعه علی ركبته فتفت فیہ من ريقه والبسه قمیصه قال وکان کما عباسا قمیصاً) این حدیث را بخاری و مسلم از جابر (رضی الله عنه) روایت کرده اند^(۵) و ابن حنبل از نخعی روایت نموده: ان رسول الله ﷺ کفن فی حلة یمانیة و قمیص^(۶)

نماز جنازه غائبانه جائز نیست: سوال: ۵۴۰ نماز جنازه غائبانه چه حکم دارد؟

= الصحیح لانه یحصل به غلبة الظن کما فی التهر عن البدائع و فیها ان علامة المسلمين اربعة الختان والخضاب و لبس السواد و حلق العانة اذ هللت فی زمانا لبس السواد لم یبق علامة للمسلمین و رد المحتار باب صلاة الجنائز لیل مطلب فی الکفن ج ۱ ص ۸۰۵ . ط. س. ج ۲ ص ۲۰۰ - ۲۰۱ . ظفر

(۱) رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴ تحت قول و رکنه التكبيرات الخ ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰ . ظفر

(۲) خلاصه الفتاوی، الفصل الحاسی فی الجنائز ج ۱ ص ۲۲۵ . ظفر

(۳) الفتاوی البزازیة ص ظفر

(۴) مرقاة شرح مشکوٰۃ باب المشی بالجنائز و الصلاة علیها فصل ثالث ج ۱ ص ۳۶۹ . ظفر

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۶ . ط. س. ج ۲ ص ۲۰۲ . ظفر

(۶) مرقاة باب غسل الميت و تکفینه فصل اول ج ۲ ص ۳۴۵ . ظفر

جواب: بر جنازه غائب نماز جنازه نزد احتاف درست نیست زیرا در الدر المختار آمده: (فلا تصح علی غائب^(۱))

چرا نماز جنازه قطاع الطريقان و باغیان جائز نیست: سوال: ۵۴۱ چرا از نماز جنازه قطاع الطريقان و باغیان ممانعت می شود؟

جواب: غرض از آن عبرت و تنبیه دیگران می باشد در شامی آمده: (وانما لم یفعلوا ولم یصل علیهم اهانة لهم و زجراً لغيرهم عن فعلهم^(۲)).

نماز جنازه مرتکب گناه کبیره خوانده شود اما از کافر نه: سوال: ۵۴۲ مرتکب گناه کبیره و کافر اگر قبل از توبه بمیرد نماز جنازه اش درست است یا نه؟

و آیا برای توبه ضرور است که بدست پیری توبه کند یا نه؟

جواب: نماز جنازه مرتکب گناه کبیره خوانده می شود اما نماز جنازه کافر خوانده نمی شود او بر هیچ شخصی که روایت عدم کفر موجود باشد حکم کفر نمی گردد پس باید نماز جنازه اش خوانده شود زیرا در حدیث آمده: (صلوا علی کل بر وفاجر) و اگر از زبان شخصی کلمه کفر برون شد و پس توبه نمود و تجدید اسلام کرد اگر چه بدست پیری نباشد او مسلمان شده است باید نماز جنازه اش خوانده شود^(۳).

اگر دزد در حالت دزدی کشته شود نماز جنازه اش خوانده شود یا نه: سوال: ۵۴۳ اگر دزد مسلمان در حالت دزدی به قتل برسد آیا ایمان او باقی خواهد ماند و آیا نماز جنازه اش جائز است؟

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۸۱۳ . ط. س. ج ۲ ص ۲۰۹ . ظفر

(۲) ردالمحتار باب الجناز ج ۱ ص ۸۱۴ . ط. س. ج ۲ ص ۲۰۹ . ظفر

(۳) وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بهاء الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۸۱۴ . ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰) . ظفر

جواب: چنین شخصی فاسق بوده و کافر نیست پس باید نماز جنازه اش خوانده شود زیرا پیامبر (ﷺ) فرموده است: (صلوا علی کل برو فاجر^(۱)).

نماز جنازه زانی خوانده شود یا نه: سوال: ۵۳۴ اگر مسلمان در حالت زنا بمیرد آیا ایمان او باقی خواهد ماند یا نه و نماز جنازه اش جائز می باشد یا نه؟

جواب: چنین شخصی فاسق بوده و کافر نیست پس باید نماز جنازه اش خوانده شود.

نماز جنازه میت مسلمان چه وقت خوانده نمی شود: سوال: ۵۴۵ نماز جنازه میت مسلمان به چه دلایل خوانده نمی شود؟

جواب: در مورد باغیان و قطاع الطریقان حکم آن است که نماز جنازه شان خوانده نشود که ایشان چهار گروه اند: باغی، قطاع الطریق، مکابر اهل عصبه و قاتل یکی از والدین: عبارت آن چنین است: وهی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بغاة و قطاع الطریق... و مکابر فی مصر لیلاً بسلح و خناق... و فیه ایضاً من قتل نفسه ولو عمداً یغسل ویصلی علیه به یتقی... لایصلی علی قاتل احد ابویه

اگر ولی شخصی غیر عالمی را امام نماز جنازه بسازد اعاده آن لازم است یا نه: سوال:

۵۴۶ اگر ولی در نماز جنازه شخص غیر عالمی را امام بسازد آیا اعاده آن نماز لازم می باشد یا نه؟

جواب: اقول وبالله التوفیق بعد از آنکه ولی نماز جنازه را بخواند راجح و احوط آن است که اعاده نشود طوریکه در شامی آمده: (وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعد... ونحوه فی الکنز وغیره فقله لم یجز لاحد یشمل السلطان ثم رایت فی غایة البیان قال ما نصح هذا علی سبیل

(۱) نماز جنازه زانی ضرور است که خوانده شود اما نماز جنازه دزد خوانده نمی شود: وهی فرض علی مسلم مات خلا اربعة بغاة و قطاع الطریق (ع) الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۱۴ - ۸۱۵، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰، طغیر

العموم حتی لا تجوز الاعاده لا للسلطان ولا غیره^(۱) و چون تکرار نماز جنازه نزد احناف مشروع نیست لذا احوط در صورت اختلاف روایات عدم اعاده است^(۲).

نماز جنازه مختث: سوال: ۵۴۷ خواندن نماز جنازه مختث جائز است یا نه؟

جواب: خواندن نماز جنازه مختث فرض است^(۳).

اگر تنها رافضی نماز جنازه را بخواند فرض ساقط می شود یا نه: سوال: ۵۴۸ اگر تنها

رافضی نماز جنازه را بخواند فرض کفایی از ذمه اهل سنت اداء می شود یا نه و اقتدای اهل سنت به رافضی جائز است یا نه و در نماز جنازه حکم صبی اهل سنت چیست؟

جواب: رافضی اگر غالی بوده و رفض او بدرجه کفر رسیده باشد به اینکه او نماز جنازه را بخواند فرض کفایی اداء نمی شود و اقتدا به او نیز درست نمی باشد^(۴) و اقتدا به صبی نیز در هیچ نمازی درست نیست^(۵).

اگر قبل از نماز عید جنازه ای بیاید اول باید نماز عید خوانده شود: سوال: ۵۴۹ اگر

قبل از نماز عید جنازه ای بیاید اول باید نماز جنازه خوانده شود یا نماز عید؟

جواب: در الدر المختار آمده که نماز عیدین قبل از نماز جنازه اداء گردد و پس از آن نماز جنازه خوانده شود و بعد از آن خطبه (و تقدم صلواتها علی صلوة الجنازة... و تقدم صلوة الجنازة علی الخطبة). فقط

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴ - ۸۱۵ . ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰ . ظفر

(۲) رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۶ . ط. س. ج ۲ ص ۲۲۳ . ظفر

(۳) وهی لرض علی کل مسلم مات خلا أربعة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴ . ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰ . ظفر

(۴) وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها الخ فلا یصح الا قضاء به اصلا (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۴ . ط. س. ج ۲ ص ۵۶۱). ظفر ولا یصح القضاء وجب بامرة و معنی وصی مطلقا ولو فی جنازة (درمختار) الصبی اذا ام صلاة الجنازة ینی ان لا یجزز وهو الظاهر (رد المحتار باب الامامة مطلب الواجب کلامه هل یسقط بفعل الصبی وحده ج ۱ ص ۵۲۹ . ط. س. ج ۲ ص ۵۷۶ - ۵۷۷). ظفر

(۵) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ . ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰ . ظفر

بعد از غسل دادن میت غسل کردن ضرور نیست: سوال: ۵۵۰ یک شخص بی وضو میت را غسل می دهد و پس از آنکه او را غسل داد بدون آنکه خود غسل کند، نماز جنازه می خواند، آیا عقب چنین شخصی نماز های پنجگانه و نماز جنازه جائز است یا نه؟

جواب: پس از غسل دادن میت غسل کردن ضرور نیست و اگر وضو کند و نماز جنازه را بخواند یا در نماز های پنجگانه امامت کند نماز عقب او درست است ^(۱).

در نماز جنازه گفتن (الدعاء للمیت) ضرور نیست: سوال: ۵۵۱ در نماز جنازه گفتن (الدعاء لهذا المیت) سنت است یا ضرور؟

جواب: گفتن (الدعاء لهذا المیت) ضرور نیست، صرف نیت نماز جنازه کافی می باشد ^(۲).

اگر میتی بدون نماز جنازه دفن گردد تا چند روز اجازه است که نماز جنازه اش خوانده شود: سوال: ۵۵۲ اگر میتی بدون آنکه نماز جنازه اش خوانده شود دفن گردد تا چه مدتی می توان نماز جنازه او را خواند، سه روز یا زیادتراً؟

جواب: صحیح آن است که قید سه روز وجود ندارد بلکه تا مدتی که گمان تفسخ میت نباشد تا آن وقت می توان نماز جنازه را بر قبرش خواند طوریکه در الدر المختار آمده: (وان دفن بغير صلاة صلي على قبره... ما لم يغلب على الظن تفسخه... من غير تقدير ^(۳) هو الاصح).

چند مرتبه خواندن نماز جنازه یک میت چه حکم دارد: سوال: ۵۵۳ حکم دو سه بار

(۱) ریندب الفصل من غسل الميت (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۶ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۲). ظفر

(۲) واصلی الجنائز بنوی الصلاة لله تعالی وبنوی ایضا الدعاء للمیت لانه الواجب علیه ليقول اصلی لله دعایا للمیت (فروغی) ورجیه ما ذهب إليه المصنف ابن الهمام حيث قالوا: المعلوم من كلامهم أن أركانها الدعاء والقيام والتكبير، لقرائتها: إن حقیقتها هي الدعاء وهو المقصود منها ۱ هـ. وإن قلنا: إنه ليس بركن فيها علی ما اختلفوا فی البحر وغيره في فالضمیر في قوله: لانه الواجب يعود علی الدعاء في وأما علی القول بالسنة فلان المراد بالدعاء ماحية الصلاة لا نفس الدعاء الموجود فيها، لما علمت من أن حقیقتها الدعاء في وإن لم يلفظ بالدعاء قوله: (ليقول الخ) بان للية الكاملة اهد قلت: وفي جنازة الفتاوى الهندية عن المعصنات أن الامام والقرم يرون ويقولون: نويت أداء هذه القرية عبادة لله تعالی في (ردالمحتار باب شروط الصلاة ، مطلب في النية ج ۱ ص ۳۹۳ ، ط. س. ج ۱ ص ۴۲۳). ظفر

(۳) الدر المختار علی هامش (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۶ - ۸۲۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۳). ظفر

خواندن نماز جنازه یک میت چیست؟

جواب: اگر نماز جنازه میت را شخصی خوانده باشد که حق اوست، پس شخص دیگری نمی تواند آنرا دوباره بخواند زیرا الدر المختار آمده: (وان صلی من له حق التقدیم... لا یعید) شامی ص ۸۳۶ ج ۱.

پیش از سلام گشتاندن دست ها باز باشد یا بسته: سوال: ۵۵۴ زید می گوید که پس از تکبیر چهارم نماز جنازه دست ها باید باز (ارسال) شده و سلام گشتانده شود اما عمرو در این باره با زید شدیداً مخالفت می نماید می گوید که اینجا ارسال نیست کدام یک از این دو قول صحیح می باشد؟

جواب: قول زید مطابق قاعده فقهی است مولانا عبدالحی مرحوم در جلد دوم (سعیه) در باب صفة الصلوة با تصریح چنین می نویسد: (ومن ههنا یرج الجواب عمام سئلت فی سنة ست وثمانین ایضاً من انه هل یضع مصلی الجنازه بعد التکبیر الاخیر من تکبیراته ثم یسلم ام یرسل یسلم وهو انه لیس بعد التکبیر الاخیر ذکر مسنون فیس فیہ (الارسال) سعیه مطبوعه مصطفائی ص ۱۵۹ والله اعلم بالصواب.

ابوالقاسم محمد عبدالسلام مدرّس انجمن هدايت الاسلام

با طلب استعانت از خداوند متعال می گویم که قول عمرو صحیح بوده و با تصریح فقها موافق می باشد طوریکه در الدر المختار آمده: (یضع حالة الثنا ولی القنوت وتکبیرات الجنازة) پس لفظ تکبیرات عام بوده که هر چهار تکبیر را در بر می گیرد و تکبیر چهارم را از آن مستثنی ننموده و با قاعده وضع ید و عمل امت مطابق می باشد.

باید واضح نمود که بعد از هر تکبیر ذکر مسنون وجود دارد بعد از تکبیر اول ثناء، پس از تکبیر دوم درود شریف پس از تکبیر سوم دعا و بعد از تکبیر چهارم تسلیم که هر یک از اینها ذکر

مسنون می باشد.

در الدرالمختار آمده: (و هو ای الرضع سنة قیام... فی ذکر مسنون قال فی الشامی فی ذکل مسنون ای مشروع فرضاً کان او واجباً او سنة) شامی باب صفة الصلوة ص ۴۵۵ ج ۱.

در الدر المختار باب الجنائز چنین آمده: (ویسلم بلا دعا بعد الرابعة قال شامی قوله بلا دعاء ظاهر المذهب وقيل يقول اللهم ربنا انا في الدنيا حسنة... خلاصه اینکه قول زید که نه ارسا بعد از تکبیر قائل است از روی روایت ودرایت صحیح نیست وقول عمرو که به وضع قائل م باشد صحیح است بعد از تکبیر چهارما در بودن ذکر مشروع بحثی نیست بلکه اختلاف درمور مفسر و رعیت دعا می باشد و ذکر عام است که سلام نیز در آن شامل می شود و اینکه فقها تکبیرات جنازه وضع را مسنون فرموده اند دلیل کافی می باشد در حالیکه مخالف آنرا واضع نکرده اند پس عمل خلاف آن صحیح معلوم نمی شود- عزیز الرحمن.

نماز جنازه فرض کفائی است یا فرض عین: سوال: ۵۵۵ در نماز جنازه نیت فرض عین شود یا فرض کفائی؟ و هنگامی که میت حاضر گردد در آنوقت نماز جنازه فرض کفائی می باشد یا فرض عین می گردد؟

جواب: هنگامیکه جنازه حاضر گردد در آنوقت نیز جنازه همچنان فرض کفائی باقی می ماند در الدر المختار آمده: (والصلاة علیه صفتها فرض کفایة با لاجماع)

هنگامیکه روزندگی عضو از انسان جدا گردد حکم آن چیست: سوال: ۵۵۶ اگر در حالیکه انسان زنده است عضوی از او جدا گردد، بر آن عضو نماز جنازه خوانده شود یا نه؟ و اگر جسم علیحده علیحده گردد مثلاً سر جدا و تنه جدا و یکی از آن بدست بیاید و دیگری نه یعنی اگر سر باشد تنه نباشد و اگر تنه باشد سر نباشد در این حالت حکم نماز جنازه چیست؟

جواب: چون عضوی از انسان جدا گردد، نماز جنازه بر او نیست و اگر تنها سری بدست آید باز

ہم نماز جنازہ خواندہ نمی شود و اگر بدون سر اضافه از نصف تنہ بدست آید نماز جنازہ آن خواندہ می شود و در غیر آن نہ در الدر المختار چنین آمده: (وجد راس ادمی او احد شقیہ لا بغسل ولا یصلی علیہ الا ان یوجد اکثر من نصفہ ولو بلا راس) الدر المختار ص ۸۰۴ ج ۱.

شرکت شوہر در نماز جنازہ زن جائز است:- سوال: ۵۵۷ برای شوہر جائز است کہ نماز جنازہ زن متوفیہ خود را بخواند یا نہ؟

جواب: برای شوہر خواندن نماز جنازہ زن متوفیہ اش درست است و باید ضرور آنرا بخواند بہ دلیل قول پیامبر (ﷺ) کہ بہ 'ام المومنین عائشہ (رضی) گفت: (لومت قبلی ففسلنک و کفتک و صلیت علیک) مشکوٰۃ ص ۵۴۵.

تکفین و تدفین بجه ای کہ مردہ تولد شدہ است: سوال: ۵۵۸ اگر طفلی مردہ تولد گردد آیا باید او را تکفین و تدفین نمود و بر او نام گذاشت یا نہ؟

جواب: اگر طفلی مردہ تولد شود بر او نام بگذارید و او را غسل دهید، در الدر المختار آمدہ (و الا یستہل غسل رسمی عند الثانی و هو الاصح^(۱))

در دعای مرد وزن بالغ فرقی وجود ندارد: سوال: ۵۵۹ در نماز جنازہ بالغان تمیز مرد وزن ضرور است یا نہ؟

جواب: در نماز جنازہ بالغان مرو وزن ضرور نیست زیرا دعای مرد وزن یکی می باشد^(۲).

آیا خواندن نماز جنازہ بر تمام حاضران ضرور می باشد: سوال: ۵۶۰ زید می گوید کہ ہمہ کسانی کہ ہمراہ جنازہ می باشند نماز جنازہ را بخوانند خواہ وضو داشتہ باشند یا نہ و خواہ لباس های شان پاک باشد یا نہ و نماز جنازہ فرض کفائی می باشد.

(۱) الدر المختار علی هامش و الدر المختار باب الحائز ج ۱ ص ط. س. ج ۲ ص ۲۲۸. ظہیر

(۲) ثم یکبر آخر ویدعوا للمیت و جمیع المسلمین الخ و عن رسول اللہ ﷺ انه یقول اللهم اغفر لحینا و ممیتنا الخ (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۶۶). ظہیر

جواب: این سخن درست که همه حاضرین نماز جنازه را بخوانند زیرا این نماز فرض است یعنی فرض کفائی که چون یک تعدادی آنرا بخوانند از ذمه دیگران ساقط می گردد اما فرض بر همه است پس لازم است همه حاضرین نماز جنازه را بخوانند اما طهارت لباس و بدن شرط می باشد پس نباید با لباس ناپاک یا بی وضو آنرا خواند^(۱).

اگر امام به اساس فراموشی بی وضو نماز جنازه را خواند چه باید کرد: سوال: ۵۶۱
اگر امام نماز جنازه را بخواند و بعداً بداند که بی وضو بوده است در این حالت چه حکمی وجود دارد؟

جواب: در اینصورت نماز جنازه نشده است زیرا در الدر المختار آمده: (فلو ام بلا طهارة والقوم بها اعيدت^(۲)) لذا باید نماز جنازه اعاده شود و در این حالت بعد از دفن جمیع تا وقتی خواندن نماز جنازه بر قبرش لازم است که گمان غالب به تفسخ او نباشد که بعضی از فقها مدت آنرا سه روز تعیین کردند و اگر مدت مذکور گذشته است اکنون هیچ کار نمی توان کرد^(۳).

خواندن سورة فاتحه بجای دعا پس از تکبیر سوم چه حکمی دارد: سوال: ۵۶۲ در نماز جنازه نابالغ پس تکبیر سوم خواندن سورة فاتحه بجای دعا تا چه حدی صحیح است؟

جواب: طریقه نماز جنازه نابالغ چنین است که پس از تکبیر اول (سبحاک اللهم...) و پس از تکبیر دوم درود شریف و پس از تکبیر سوم (اللهم اجعله لنا فرطاً...) و پس از تکبیر چهارم سلام گشایده شود، خواندن سورة فاتحه پس از تکبیر سوم ضرور نشدت و اگر سورة فاتحه به نیت دعا خوانده شود درست است^(۴).

(۱) و شرط صححتها شرائط الصلوة المطلقة الخ (فتاویٰ المسملی ج ۱ ص ۵۳۹). ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار جلد اول ص ۸۱۲، ط. ص. ج ۲ ص ۲۰۸. ظفر

(۳) وان دفن و اقبل علیه التراب بغير صلاة الخ صل علی قبره استحصانا عالم یطلب حل الظن تفسخه من غیر تقدیر هو الاصح (ردمختار) و لیل

یقدر بثلاثة ايام (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۲۶، ط. ص. ج ۲ ص ۲۲۴). ظفر

(۴) و صلاة الجنازة اربع تکبیرات ولو ترک واحدة منها لم تجز صلاته فیکبر للافتتاح و یقول سبحانک اللهم الخ ثم یکبر اخری و یصلی علی النبی ﷺ ثم یکبر اخری و یدعو للمیت و جمیع المسلمین الخ لِانْ كَانَ الْمَيِّتُ صَبِيْرًا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى - اَنَّهُ يَقُولُ : اَللّٰهُمَّ =

شخصی در نماز جنازه به جای ثنا و دعا سوره های (قل هو الله) و (انا اعطینا) را خواند

حکم آن چیست: سوال: ۵۶۳ شخص بی علمی در نماز جنازه امامت نمود و به جای ثنا و دعا

(قل هو الله...) و انا اعطینا... را خواند حکم آن چیست و آیا این نماز شده است یا نه؟

جواب: در اینصورت نماز جنازه شده است اما او کاری بدی کرده زیرا خواندن آیات و سوره های قرآن در نماز جنازه مکروه می باشد به استثنای سوره فاتحه که در مورد آن اختلاف است پس در آینده نباید چنین شخصی را اقام ساخت و برای او نیز لازم است که ثنا و دعای نماز جنازه را یاد گیرد و برای او جزایی وجود ندارد^(۱).

امامی به جای چهار تکبیر پنج تکبیر گفت آیا نماز جنازه شده است یا نه: سوال: ۵۶۴

شخصی امام نماز جنازه بود و به جای چهار تکبیر پنج تکبیر گفت نماز او و مقتدیانش صحیح شده است یا نه و آیا اعاده نماز بر ایشان لازم است یا نه؟

جواب: (ولو کبر امامه خمساً یتبع لانه منسوخ فیمکث الموتم حتی یسلم معه اذا سلم به یفتی رجحه فی فتح القدیر بان البقاء فی حرمة الصلاة بعد فراغها لیفق بخطاء مطلقاً انما الخطاء فی المتابعة فی الخامسة^(۲)) پس معلوم گردید که نماز همه ایشان صحیح است و مقتدیان در تکبیر پنجم از امام متابعت نکنند.

در حالیکه کفش در پا باشد نماز جنازه درست است یا نه: سوال: ۵۶۵ در حالیکه کفش در

پا های امام و مقتدیان باشد و یا بر کفشی ها با گذاشته باشند نماز جنازه جائز است یا نه؟

= اجملُهُ لَنَا فَرَطًا لِحَ مَذَا بِذَ كَانَ يُحْسِنُ ذَلِكَ لِأَنَّ كَانَ لَا يُحْسِنُ بَلَّيْ بَأَيِّ دُعَاءِ شَاءَ لَمْ يَكُنْ الرَّاغِبَةَ لَمْ يَسَلِّمْ تَسْلِيمَتَيْنِ لِحَ وَلَا يَفَرُّ لَهَا الْقُرْآنَ وَلَوْ قَرَأَ الْقَائِمَةَ بِنِيَّةِ الدُّعَاءِ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَإِنْ قَرَأَهَا بِنِيَّةِ الْقِرَاءَةِ لَا يَجُوزُ ، لِأَنَّهَا مَحَلُّ الدُّعَاءِ دُونَ الْقِرَاءَةِ ، كَقَوْلِهِ فِي مَحَبِّ السَّرْحَيْنِ (عالمگیری مصری، فصل فی الصلاة علی الميت ج ۱ ص ۱۵۴، ط. ماجدیه. ج ۱ ص ۱۵۴). ظفیر

(۱) ولا یفرق لهما القرآن ولو قرأ القائمة بنية الدعاء فلا بأس به الخ (عالمگیری مصری فی الصلاة علی الجنازة ج ۱ ص ۱۵۴، ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۵۴). ظفیر

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۷ - ۸۱۸، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۴. ظفیر

جواب: با کفش مستعمل کہ در محل ناپاک گذاشته می شود خواندن نماز جنازه جائز نیست و در حالیکہ با بالای چنین کفشی گذاشته شدہ باشد نیز خواندن نماز جنازه جائز نمی باشد خلاصہ آنکہ طوریکہ سائر نمازها با بوت مستعمل ناپاک جائز نمی باشد نماز جنازه نیز با آن جائز نیست زیرا پاکی لباس بوت و غیرہ در نماز شرط می باشد^(۱).

کسیکہ بعد از تکبیر دو شامل نماز جنازه گردد چگونه نماز جنازه را تکمیل کند: سوال:

۵۶۷ اگر شخصی هنگامی کہ امام دو تکبیر نماز جنازه را گفت باشد شامل نماز گردد ہمراہ با امام سلام بگرداند یا دو تکبیر باقی مانده را تکمیل نماید؟

جواب: دو تکبیر باقی مانده را گفته و سلام بگرداند^(۲).

اگر مانند اہل حرمین نماز جنازه در مسجد اداء گردد حکم آن چیست: سوال: ۵۶۷

خواندن نماز جنازه در مسجد جائز است یا مکروہ اینکہ اہل حرمین در صحن مسجد نبوی نماز جنازه می خوانند اگر با تمسک بہ فعل ایشان در صحن مسجد نماز جنازه خواندہ شود بدون کراہیت جائز است یا نہ؟

جواب: در مسجد جماعت ادای نماز جنازه مکروہ است: (بناء علی ان المسجد انما بنی للمکتوبۃ وتوابعها کثافتہ و ذکر و تدریس علم^(۳)) و هو الموافق لاطلاق حدیث ابی داود من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاۃ لہ پس با وجود تصریح فقہای احناف بہ کراہیت نماز جنازه در مسجد

(۱) لم الشرط فی شرعا ما یؤلف علیہ الشیء ولا یدخل فیہ ہی سۃ طہارۃ بدنہ فی من حدث برعہ فی وخیث مانع کذلک فی ومکانہ ای موضع قدمہ فی وموضع سجودہ اتفاقا فی الاصح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الصلوۃ ج ۱ ص ۳۷۳ - ۳۷۴ ط. س ج ۲ ص ۴۰۲). ظفر

(۲) والمسروق ببعض الکبیرات لا یکبر فی الحال بل ینظر تکبیر الامام لیکبر مع للاتساح الخ والمسروق لا یبدأ بما فاتہ وقال ابو یوسف رحمہ اللہ یکبر حين حضر کما لا ینظر الحاضر فی حال التحريم بل یکبر اتفاقا للتحريم لانه کالمذکر ثم یکبر ان ما فاتهما بعد الفراغ بسقا ملا دعاء (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۹ ط. س. ج ۳ ص ۲۱۲) ظفر

(۳) وکرحت تحریمہا ولیل تنزیہا فی مسجد جماعہ ہر ای المیت فیہ وحدہ اروع القوم واختلف فی الحاوجۃ عن المسجد وحدہ اروع بعض القوم والمختار الکراہۃ مطلقا بناء علی ان المسجد می للمکتوبۃ الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب شروط الجنائز ج ۱ ص ۷۲۸ ط. س. ج ۲ ص ۲۲۴ - ۲۲۵). ظفر

استدلال به ^(۱) عمل اهل حرمین شریفین به جواز آن در همه بلاد صحیح نیست.

وصیت به خواندن نماز جنازه: سوال: ۵۶۸ اگر شخصی در حق کسی گمان تقوی و دیانت داشته باشد و او را وصیت کند که نماز جنازه اش را بخواند، این وصیت صحیح و معتبر خواهد بود یا نه؟

جواب: وصیت کردن بر اینکه فلان شخص نماز جنازه ام را بخواند، باطل است: (والفتویٰ علی بطلان الوصیة لغسله والصلوة علیه). ^(۲)

اجرت بر نماز جنازه جائز است یا نه: سوال: ۵۶۹ شخصی در طول عمر خویش نماز نخوانده و روزه نگرفته است، بعد از مردنش عالمی به مشکل پنج روپیه فدیہ گرفت و نماز جنازه اش را خواند، آیا چنین فدیہ گرفتن در شریعت جائز است یا نه؟

جواب: خواندن نماز جنازه این مسلمان بی نماز فرض بود؟ زیرا پیامبر (ﷺ) فرموده است: (صلوا علی کل بر وفاجر ^(۳)) و معاوضه و فدیہ گرفتن از نماز جنازه حرام است، چنین کار جهالت گیرنده بوده و طمع دنیا چشم های او را کور کرده است که به خاطر خواندن نماز جنازه مسلمان اجوره می گیرد، خداوند تعالی او را هدایت کند ^(۴).

در عیدگاه خواندن نماز جنازه صحیح است: سوال: ۵۷۰ عیدگاهی که در جایی محدود باشد مانند عیدگاه دیوبند در حکم مسجد است یا نه و خواندن نماز جنازه در آن جائز است یا نه؟ بعضی از علماء آنرا مسجد قرارداده اند و می گویند که عیدگاه نیز در حکم مسجد است و خواندن نماز جنازه را در آن منع قرار داده اند اینکار صحیح است یا نه به حواله کتب تحریر فرمائید

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۷. ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۸. ظفر

(۳) شرح فقه اکبر ص ۹۱. ظفر

(۴) ولا تصح الإحارة لمسب النیس الخ ولا لاجل الطاعات الخ (والدر المختار علی هامش رد المحتار باب کتاب الإجارة ح ۵ ص ۴۶، ط.

ص. ح ۶ ص ۵۵. ظفر

بعضی از قصبات عیدگاه متصل قبرستان قرار دارد، در آنجا هم نمازها و عیدین اداء می شود و هم نماز های جنازه و از مدت درازی چنین می شود، اکنون عده ای از حضرات از خواندن نماز جنازه در عیدگاه منع می کنند در این مورد شرعاً چه حکمی وجود دارد؟

جواب: در الدر المختار آمده: (واما المتخذ لصلوة الجنائز او عید فیهو مسجد فی حق جواز الاقتداء وان افضل الصفوف وقفاً بالناس لافى حق غیره به یفتی فحل دخوله الجنب وحائض کفناء مسجد ورباط ومدرسة ومساجد حیاض واسواق^(۱) وایضاً فیه فی الجنائز وکرهت تحریماً وقیل تنزیها فی مسجد جماعة قوله فی مسجد جماعة ای المسجد الجامع ومسجد المحلة^(۲)) از عبارات مذکور معلوم گردید که خواندن نماز جنازه در عیدگاه درست است خصوصاً که برای این دو کار ساخته شده باشد، خواندن نماز جنازه در آن بدون شبه و تردد جائز می باشد اما اگر به این دلیل که عده ای از فقها عیدگاه را از جمیع وجوه در حکم مسجد قرار داده اند طوریکه علامه شامی نقل کرده در اداى نماز جنازه در آن احتیاط شود خصوصاً که محل دیگری برای اداى نماز جنازه موجود باشد، در شامی آمده: (ومقابل هذا المختار ما صححه فی المحيط فی مصلی الجنائز انه لیسى له حکم المسجد اصلاً وما صححه تاج الشریعة ان مصلی له حکم المساجد). فقط

نماز جنازه بی نماز چرا خوانده شود: سوال: ۵۷۱ جناب شما نوشته اید که نماز جنازه شخص خوب و بد و بی نماز باید خوانده شود و ما این سخن را قبول کرده ایم زیرا در صورت نخواندن گنهگار خواهیم شد، اما در این صورت میان نماز خوان و بی نماز چه فرقی می ماند و کسانی که بی نماز هستند می گویند که نماز خوان و بی نماز در یک درجه قرار دارند. مانصیحت شما را نمی شنویم، اکنون ما چه کنیم؟

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵ ، ط . س . ح ۱ ص

۶۵۷ . ظفر

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی کراهية صلاة الجنائز فی المسجد ح ۱ ص ۸۲۷ ، ط . س . ح ۲ ص ۲۲۱ - ۲۲۵) ظفر

جواب: در حدیث شریف آمده: (صلوا علی کل بر وفاجر) یعنی نماز بخوانید بر هر نیک و بد پس چون در حدیث شریف آمده و فقها نیز چنین نوشته اند پس تردد در آن هیچ دلیلی ندارد و دلیل آن این است که فاسق و فاجر را که مسلمان می باشند نباید از رحمت خداوند نا امید گردانید و بعد از مردن باید دعای مغفرت هم برایش شود و نماز جنازه برای میت دعا می باشد و در حدیث شریف این مضمون آمده است که پس از مردن کسی را بد مگوئید زیرا چیزی که در دنیا کرده است جزای آنرا در آنجا خواهد دید برای زندگان لازم است که برای میت مسلمان دعای مغفرت بنمایند زیرا اگر خداوند تعالی گناه او را ببخشد به کسی چه تکلیفی می رسد و در قرآن شریف آمده: (قل یا عباد الذین اسرفوا علی انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعاً انه هو الغفور الرحیم^(۱)). ترجمه: بگو ای (پیامبر ﷺ) که ای بندگان من کسانی که ظلم کرده اید بر خویشتان از رحمت خداوند نا امید مشوید بی شک خداوند می بخشد تمام گناهان را به تحقیق که او مغفرت کننده مهربان است.

اما اینکه نوشته اید در مورد آن فکر و اندیشه نکنید؟ چیزی که حکم است به آن عمل کنید و بی نماز را به خواندن نماز نصیحت نمایید و در زندگی او را به هر ترتیبی از عاقبت کارش بترسانید اما چون فوت کرد برایش خیر خواهی کنید و به خداوند در حقش دعا کنید یعنی باید نماز جنازه اش خوانده شود تا که خداوند متعال از گناهانش درگذرد و گناهان ما را نیز عفو کند.

خواندن نماز جنازه در زمین نجس درست است یا نه: سوال: ۵۷۲ نماز جنازه بیرون از مسجد جایی که دایم گندیده گی افتاده می باشد خوانده می شود در حالیکه آنجا پاک نیست آیا در چنین جایی خواندن نماز جنازه جائز است یا نه؟

جواب: زمین با خشک شدن پاک می گردد طوریکه در حدیث آمده: (زکوة الارض یسهها^(۲))

(۱) سوره الزمر. ظفر

(۲) مشکوٰۃ باب نواب التسیح والتحمید والتلیل فصل ثانی ص ۲۰۱. ظفر

پس چون زمین خشک باشد و ظاهراً در آن نجاستی نباشد نماز جنازه در آن درست است اگر بر زمین خشک نجاستی افتاده باشد باید نجاست مذکور را از آن دور نمود.

در اوقات سه گانه مکروه نماز جنازه چگونه درست است: سوال: ۵۷۳ یک نقل خط شما

به من رسید است که در آن نوشته شده که خواندن نماز جنازه در اوقات ثلاثه مکروه جائز بوده و دلیل آن این حدیث نیز نوشته شده که ثلاث لا یؤخرون) و حدیث عقبه بن عامر را مقابل آن قرار داده و تطبیق و تاویل فرموده اید اما من حقیر در مورد آن شبه دارم که (حدیث ثلاث لا یؤخرون) صریحاً دلالت نمی نماید بر اینکه باید در اوقات ثلاثه مکروه نماز جنازه خوانده شود و حدیث عقبه بن عامر صریحاً دولت می نماید بر اینکه در آن اوقات ثلاثه نماز جنازه خوانده نشود شبه دومی آن است که چون مباح و منہی مقابل هم قرار گیرند به منہی ترجیح داده می شود پس چطور در اوقات ثلاثه مکروه نماز جنازه بدون کراهیت تنزیہی اداء خواهد شد؟

جواب: مسأله چنان است که چون حضور جنازه که سبب وجوب نماز جنازه می باشد در عین اوقات ثلاثه مکروه واقع شود، نزد احتاف نباید نماز جنازه را مؤخر کرد بلکه افضل آن است که فوراً اداء شود و اگر حضور جنازه قبل از اوقات ثلاثه واقع شده باشد نزد احتاف خواندن نماز جنازه در اوقات ثلاثه مکروه می باشد و وجه فرق آن است که در صورت اولی ناقصاً واجب گردیده و ادای آن نیز ناقص شده است و در صورت دوم وجوب کامل بوده و ادای آن ناقص پس بدین جهت مکروه تحریمی می باشد بلکه نزد بعضی از فقها هیچ صحیح نشده است، پس اصل در نماز جنازه آن است که تاخیر نگردد، طوریکه از حدیث (ثلاث لا یؤخرون^(۱)) معلوم می گردد اما در جایی که مانع وجود داشته باشد تاخیر شود طوریکه در صورت دوم ذکر نمودیم یعنی در صورتی که حضور جنازه قبل از اوقات ثلاثه مکروه واقع شده باشد حدیث عقبه بن عامر

(۱) عن علی بن ابی حمزہ قال: ما علی ثلاث لا تؤخره الصلوة اذا اتت والجنائز اذا حضرت والايم اذا وجدت لها كفراً، رواه الترمذی (مشکوٰۃ باب تمجیل الصلوة فصل ثانی ص ۱۶۶)، ضعیف

بر آن حمل می گردد وحدیث (ثلاث لا یؤخرون) بر حالت اول یعنی اینکه حضور جنازه در عین اوقات ثلاثه مکروهه واقع شده باشد یعنی که عموم هر یک از این دوحديث توسط یک دیگر تخصیص شده است، زیرا تخصیص خبر واحد به خبر واحد می شود و قیاس نیز موافق آن می باشد خلاصه آنکه محل حمل هر دوحديث معین گردید پس گفتن این سخن درست نیست که حدیث عقبه بن عامر ^(۱) صریح بوده وحدیث ثلاث لا یؤخرون صریح نیست زیرا حدیث عقبه (رضی) در ذکر اوقات ثلاثه بدون شبهی صریح می باشد اما در آن تصریح وجود ندارد که حضور جنازه چه وقت صورت گرفته وحدیث ثلاث لا یؤخرون اگر چه در مورد حضور جنازه صریح می باشد اما در ذکر اوقات ثلاثه صریح نبوده و در صورت شبه میان اباحت و حرمت به حرمت ترجیح داده می شود وهروقتی که مبیح اومحرم متعارض قرار گیرند وجهی برای ترجیح مبیح نباشد، چنین حکم می گردد، اما در مسأله مذکور معلوم گردید که در یک صورت مبیح باید ترجیح داده شود و در صورت دیگر محرم مانند آنکه در بعضی از روایات نماز های فجر وعصر در هنگام طلوع وغروب ممانعت شده و در بعضی دیگر اباحت آن آمده پس صدر شریعت وغیره علما در مورد نماز فجر حدیث تحریم و در مورد عصر حدیث اباحت را ترجیح داده اند به همین ترتیب در اینجا نیز اشکالی وجود ندارد اکنون بعضی از عبارات کتب فقهی را نقل می کنم که موجب تصریح مضمون فوق می گردد و این امر نیز واضح می گردد که از جمله سه صورت در صورت اول تاخیر بلاکراهیت جائز بلکه افضل می باشد. قوله علامه ابن والدر المختار که تحت عنوان (وفي التحفة الافضل ان لا توخر الجنازة) نوشته شده: (وما فی التحفة اقره فی البحر والنهر والفتح والمعراج لحدیث ثلاث لا یؤخرون منها الجنازة اذا حضرت وقال فی الشرح المنية والفرق بین و بین سجده التلاوة ظاهر لان التعجیل فیها مطلوب مطلقاً الا لمانع وحضورها فی وقت

(۱) وعن عقبه بن عامر (رضی) قال: ثلاث ساعات كان رسول الله ﷺ ينهاها أن تصلي فيها أو تقرأ فيها من مواتنا: حين نطلع الشمس باضة حتى ترتفع وحين يلغم قائم الطهيرة حتى تلمل الشمس وحين تعصف الشمس للغروب حتى تغرب. رواه مسلم (مشكوة باب اوقات النهي لفصل اول ص ۹۴). ظهير

مکروه بخلاف سجدة التلاوة لان التعجيل لا يستحب فيها مطلقاً رد المختار ص ۲۷۵ ج ۱.

اگر جنازه قبل از نماز عید به عیدگاه بیاید نماز جنازه را چه وقت باید خواند: سوال:

۵۷۴ اگر جنازه ای در روز عید قبل از نماز عید به احاطه عیدگاه آورده شده و گذاشته شود نماز جنازه را چه وقت باید خواند، اگر بعد از نماز عید خوانده شود قبل از خطبه خوانده شود یا بعد از آن؟

جواب: در الدر المختار آمده: (وتقدم صلوتها على صلوة الجنازة اذا جمعا لانه واجب عينا... وتقدم صلوة الجنازة على الخطبة^(۱)) از اینجا معلوم گردید که نماز جنازه بعد از نماز عیدین و قبل از خطبه خطبه خوانده می شود.

خواندن سوره فاتحه در نماز جنازه چه حکم دارد: سوال: ۵۷۵ حکم خواندن سوره فاتحه

در نماز جنازه چیست؟ در فتاوی عالمگیری جواز آن نوشته شده وقاضی صاحب ثنا الله قدس سره نیز در وصیت نامه خویش خواندن سوره فاتحه را جائز نوشته است.

جواب: لفظاً نوشته اند که اگر سوره فاتحه در نماز جنازه به نیت دعاء خوانده شود، درست است و مقصود روایت فتاوی عالمگیری و نوشته قاضی صاحب نیز همین است.

وصیت اشتراک نکردن در نماز جنازه: سوال: ۵۷۶ دو نفر برادر حقیقی یکدیگر اند و برادر

بزرگ به شخصی دیگری وصیت نموده که برادر کوچک من در تجهیز و تکفین من شرکت نکند پس از علمای دین و مفتیان شرع متین می خواهیم که لطف نموده و بگویند که برادر کوچک می تواند در تکفین و تجهیز برادر بزرگ خود اشتراک کند یا نه؟

جواب: این وصیت ناجائز و باطل بوده و باید به آن عمل نشود بلکه برادر کوچک باید غرض

ادای حقوق اسلامی و صله رحم اگر چه مردم دیگری برای تجهیز و تکفین به اندازه کافی موجود

باشند در آن شرکت و رزقش پیامبر (ﷺ) فرموده است: (حق المسلم على المسلم خمس رد السلام و عيادة المريض و اتباع الجنائز و اجابة الدعوة و تسميط العاطس^(۱)) و در الدر المختار آمده: (اوصى بان يصلى عليه فلان..... او يطئن قبره او يضرب على قبره قبة اولمن يقرأ على قبره شيئاً فهي باطلة^(۲)).

تکرار نماز جنازه درست نیست: سوال: ۵۷۷ آیا می توان نماز جنازه را مکرراً خواند یا نه؟

جواب: تکرار نماز جنازه درست نیست یعنی چون یک بار ولی نماز جنازه را بخواند یا به اجازه او خوانده شود نماز شده پس اکنون باید دوباره نمازش خوانده نشود مذهب احناف چنین است.

بچه یک ماهه را بدون نماز و تکفین کردن درست نیست: سوال: ۵۷۸ شخصی پسر یک ماهه خود را بدون غسل و بدون نماز جنازه دفن کرد پس از آن شخصی دیگری نیز پسر خود را به همین ترتیب زیر خاک نمود برای چنین اشخاص چه جزایی وجود دارد؟

جواب: حکم شرعی آن است که غسل و نماز جنازه چنین اطفالی ضرور می باشد مردمانی که چنین کرده اند باید تنبیه گردند و به تاکید به ایشان گفته شود که در آینده چنین نکنند و از آنجه کرده اند توبه نمایند و جزایی برای ایشان مقرر نیست^(۳).

خواندن نماز جنازه مرد وزن یکجا درست است یا نه: سوال: ۵۷۹ یک میت مرد و یک

میت زن که هر دو بالغ باشند خواندن جنازه ایشان یکجا جائز است یا نه؟ زید جنازه هر دو میت را در پیشرو گذاشت و نماز جنازه را خواند اما بکر گفت میت مونث را علیحده نمود و نماز جنازه اش را خواند؟

(۱) مشکوٰۃ باب عیادة المريض ص ۱۲۳. ظفر

(۲) الدر المختار کتاب الوصایا ج ۲ ص ۳۲۲. ط. س. ج ۱ ص ۶۶۶. ظفر

(۳) اگر گمان غالب بر آن باشد که حشش تشخ نموده در این حالت بر قبرش نماز جنازه خوانده می شود اما بعد از آن نه زیرا در الدر المختار آمده: وان دفن و اھیل علیہ التراب بغیر صلاة او یھا بلا غسل او من لا ولاية له علی علی قبره مالم یغلب علی طئه تشخه من غیر تقدیر هر الاصح (الدر المختار عنی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۶. ط. س. ج ۲ ص ۲۲۴). ظفر

جواب: خواندن نماز جنازه هر دو یکجا درست است اگر چه بهتر آن است که علیحده علیحده خوانده شود اما در صورت کثرت اموات و شیوع وبا در عمل بر جواز حرجی نیست در الدر المختار آمده: (و اذا اجتمعت الجناز فافراد الصلوة... اولی وان جمع جاز^(۱)) پس چون بر هر دو جنازه یکبار نماز خوانده شده بود پس اعاده نماز زن که از سوی بکر صورت گرفت خلاف مشروع است زیرا چون نماز جنازه یکبار خوانده شود حکم دوباره خوانده آن نیست^(۲) پس اینکار نتیجه بی خبری بکر می باشد.

اگر امام پس از نماز جنازه بولباس خود لکه ای را ببیند حکم آن چیست: سوال: ۵۸۰

شخصی در نماز جنازه امامت نمود و پس از آن بر لباس خود لکه ای دید و معلوم شد که باید غسل کند در اینصورت نماز درست شده یا باید دوباره آنرا بر قبرش بخواند؟

جواب: در اینصورت نماز نشده پس باید آنرا دوباره بخواند و اگر دفن شده باشد باید نماز جنازه را بر قبرش اداء کند یعنی قبل از تفسخ جسد او که بعضی از فقها مدت آنرا سه روز تعیین کرده اند یعنی تا مدت سه روز نماز جنازه بر قبرش درست بوده و پس از آن صحیح نمی باشد.

یکجا خواندن نماز جنازه چندین میت: سوال: ۵۸۱ خواندن نماز جنازه دو سه میت یکجا

درست است یا نه؟

جواب: جائز می باشد، زیرا در الدر المختار آمده: (و اذا اجتمعت الجناز فافراد الصلوة علی کل واحدة اولی من الجمع.... وان جمع جاز^(۳)).

نماز جنازه ولد الزنا باید خوانده شود: سوال: ۵۸۲ خواندن نماز جنازه ولد الزنا درست

است یا نه؟

(۱) الدر المختار علی هامش و در المختار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۸۲۱ . ط. س. ج ۲ ص ۲۱۸ . ظفر

(۲) وانی الرئی لم یجز لاحد ان یصلی بعده (ردالمحتار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۸۲۶ . ط. س. ج ۲ ص ۲۲۳ . ظفر .

(۳) الدر المختار علی هامش و در المختار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۸۲۱ . ط. س. ج ۲ ص ۲۱۸ . ظفر

جواب: باید خوانده شود^(۱).

کسی که به دلیل غسل جمعه در نماز جنازه شرکت نکند آیا گنہگار می شود: سوال:

۵۸۳ شخصی به دلیل غسل روز جمعه و ضروریات دیگر نتوانست در نماز جنازه شرکت کند پس آیا او گنہگار شده است یا نه؟

جواب: نماز جنازه فرض کفائی می باشد پس اگر بعضی اشخاص نماز جنازه را اداء کرده باشند شخصی که در آن شرکت ننموده گنہگار نشده^(۲)، اما حقیقتاً که از ثواب محروم مانده است.

نماز جنازه قبل از خطبه عید خوانده شود یا بعد از آن: سوال: ۵۸۴ اگر شخصی در روز

عید فطر یا عید اضحی وفات کند و جنازه اش وقتی به عیدگاه برسد که نماز عید خوانده شده است، در خواندن نماز جنازه قبل از خطبه عیبی وجود نخواهد داشت؟ در اینجا نماز جنازه را بعد از خطبه خواندند نماز شده است یا نه؟

جواب: در الدر المختار نوشته شده که نماز عیدین قبل از نماز جنازه خوانده شود و نماز جنازه پیش از خطبه خوانده شود^(۳).

نماز جنازه زنی که در خانه شخصی کافری مرده و رسوم کفری را انجام میداد خوانده

شود یا نه؟ سوال: ۵۸۵ زنی که با کافری مطابق رسم و رواج کفر ازدواج نمود و یا آن کافر زندگی کرد و به بتخانه ایشان رفته و رسوم بت پرستی را انجام میداد، در صورت مردن این زن خواندن نماز جنازه او و دفن کردنش حضیره مسلمانان جائز است یا نه؟

(۱) و می فرض علی کل مسلم مات خلا أربعة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰). ظفر

(۲) والصلاة علیه فرض کفایة بالاجماع (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۷). ظفر الدین غفر الله له

(۳) و تقدم صلوتها علی صلوة الجنائز اذا اجتماع لانه واجب هنا و تقدم صلوة الجنائز علی الخطبة الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷). ظفر

جواب: چون در تکفیر مسلمان احتیاط لازم است و حتی الوسع باید هیچ مسلمانی را تکفیر نکرد تا جایی که فقهاء تصریح نموده اند که اگر نودنه فیصد وجوه کفر باشد و صرف یک فیصد وجه اسلام باشد و آنها ضعیف باید شخص مذکور را مسلمان دانست و باید با او معامله اهل اسلام را نمود، اگر چه نزد خداوند (ج) کافر باشد اما بر ما لازم است که با او معامله مسلمانان را بنمائیم طوریکه در الدر المختار آمده: (روی الطحاوی عن اصحابنا لا یخرج الرجل من الایمان الا بحدود ما ادخله فيه ثم یقین انه ردة یحکم بها وجما یشک انه ردة لایحکم بها اذا الاسلام الثابت لا یزول بالشک مع ان الاسلام یعلو وینبی للعالم اذا رفع الیه هذا ان لایبادر بتکفیر اهل الاسلام مع انه یقتضی بصحة الاسلام المکره... وفي الفتاوی الصغری الکفر شی عظیم فلا اجعل المومن کافرًا متى وجدت رواية انه لا یکفر....) ودر خلاصه و غیر آن آمده: (اذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمتنعه فعلى المفتی ان یمیل الى الوجه الذى یمنع التکفیر^(۱))

و روایات کثیر دیگری نیز به این معنی وجود دارد پس تا جایی که مرتد بودن این زن به یقین معلوم نگردد و خود را مسلمان بخواند پس در صورتیکه بمیرد باید نماز جنازه اش خوانده شود و در حضیره مسلمانان دفن گردد، در حدیث شریف آمده: (صلوا علی کل بر وفاجر) در شرح منیه گوید: (رواه الدار قطنی وعلله بان مکحولاً لم یسمع من ابی هريرة ومن دونه ثقات وحاصله انه مرسل وهو حجة عندنا وعند مالک وجمهور الفقهاء) ص ۴۷۹.

مرد که مسلمان اند باید نماز جنازه ایشان خوانده شود و می توانند به مسجد بیایند:

سوال: ۵۸۶ مردی که حرفه دایی ایشان بهری است و بر علاوه وقتی گاو و غیره حیوانات بمیرد پوستش را کشیده دباغت کرده به فروش می رسانند، قوم مذکور نهایت رذیل شمرده می شوند، لذا مردم ایشان را در خورد و نوش و نماز های جمعه و عیدین حق اشتراک نمی دهند، در این

(۱) ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۳، ط. س. ج ۴ ص ۲۲۳ - ۲۲۴. طحیر

مورد چه حکمی وجود دارد و خواندن نماز جنازه چنین قومی جائز است یا نه و بر کسانیکه نخوانده اند چه حکمی وجود دارد و کسانی که آنها را طعن و تشنیع می نمایند و دشنام می دهند در مورد ایشان چه حکمی وجود دارد؟

جواب: چون مردم مذکور مسلمان می باشند نباید ایشان را از نماز های جمعه و جماعت و از آمدن به مسجد منع نمود و گرنه کسانیکه منع می کنند مصداق این وعید خداوند متعال خواهند شد: (ومن اظلم فمن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعی فی خرابها^(۱)) خواندن نماز جنازه میت ایشان ضرور لازم است، زیرا در حدیث شریف آمده: (صلوا علی کل بر وفاجر) رواه الدرافطنی^(۲) و در الدر المختار آمده: (وهی فرض طی کل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع طریق^(۳)) پس چون معلوم است که مسلمانان مذکور نه باغی هستند و نه قطاع طریق و غیره پس مطابق فرموده فقها نماز جنازه ایشان فرض می باشد و عالمی که نماز جنازه ایشان را اداء نموده ماجرور بوده و ایشان را بد گفتن و دشنام دادن فسق و معصیت است طوریکه در مسلم آمده: (سباب المسلم فسوق...) ^(۴) پس کسانیکه ایشان را طعنه می دهند فاسق و فاجر هستند که باید توبه کنند.

خواندن نماز جنازه فاحشه درست است: سوال: ۵۸۷ یک مولوی صاحب نماز جنازه یک

فاحشه را خواند و در مقابل مقدار پولی نیز بدست آورد چند روز بعد مولوی صاحب مذکور در وعظ قبل از نماز جمعه در تأیید اینکار خود گفت که من نمی دانستم که این زن کیست پس پولی که به عوض آن برای من داد شده آنرا در کارهایی از همان قبیل خرج خواهم کرد مثلاً آنرا به هندوئی خواهم داد که مواد غائطه مردم از خانه های ایشان می برد، ما تیردان هستیم که

(۱) سورة البقرة رکوع ۱۴. ظفیر

(۲) شرح فقه اکبر ص ۹۱. ضمیر

(۳) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴. ط. س ج ۲ ص ۲۱۰. ظفیر

(۴) مشکوٰۃ باب حفظ اللسان والعبية والشمم ص ۴۱۱. طعیر

بواسطه تیر از غرق نجات می یابیم، اما جاهل نمی تواند نجات یابد شرعاً در این مورد چه حکمی وجود دارد؟

جواب: خواندن نماز جنازه آن فاحشه مسلمان شرعاً ضرور بوده است، زیرا در حدیث شریف آمده: (صلوا علی کل بر وفاجر^(۱)) یعنی نماز جنازه هر شخص نیک و بدی را بخوانید و پولی که به مولوی مذکور داده شده اگر از عاید حرام بوده به هیچ ترتیبی جائز شده نمی تواند، پس این سخن او غلط است که پول حرام را بدست آورده برای هندوی پاک کننده بیت الخلاها بدهد، زیرا چه در خوردن به مصرف رسد چه در لباس و چه در اصلاح موی داده شود و چه در اجوره پاک کردن بیت الخلا و غیره همه برابر و نا جائز می باشد، اگر چه بعضی از فقها این حیل را نوشته اند که قرض گرفته و چیزی بخرد و باز قرض را خواه از عاید حلال اداء کنید یا از عاید حرام آنچه از پول قرض خورده اید حلال است اما عده دیگری از علما آنرا مطلقاً حرام گفته اند، همچنان باید گفت که این سخن مولوی صاحب مذکور غلط است که ما تیردان هستیم یعنی پول حرام به ما ضرر نمی رساند حقیقتاً که این گمان خیال بیهوده ای می باشد^(۲).

فریضه مقتدی در نماز جنازه: سوال: ۵۸۸ در نماز جنازه فریضه مقتدی چیست؟

جواب: مقتدی نیز همان چیزی را می خواند که امام می خواند، ترتیب نماز جنازه را در رساله ای بخوانید مختصر آنکه پس از تکبیر اول (سبحانک اللهم...) بعد از تکبیر دوم درود شریف بعد از تکبیر سوم دعا و پس از تکبیر چهارم سلام گشتاندن^(۳).

زن زانیه مسلمان که از هندو طفل تولد نموده اگر آن طفل بمیرد نماز جنازه اش خوانده

(۱) شرح فقه اکبر ص ۹۱. طغیر

(۲) المکاسب مثلاً یاخذ من احد شئها من المکس ثم یعطیه اخر ثم یاخذ من ذلک الاخر اخر فهو حرام (رد المحتار باب البیع الفاسد مطب الحرمه تعدد ج ۴ ص ۱۸۰، ط. س. ج ۵ ص ۹۸). طغیر

(۳) فیکر للتباحث وبقول سبحانک اللهم الخ ثم بکر اخری و یصلی علی النبی ﷺ ثم بکر اخری و یدعو للمیت و جمیع المسلمین (الی قوله) ثم بکر الرابعة ثم یسلم تسلیتین (عالمگیری کشوری ج ۱ ص ۱۶۱، ط. ماحدیه ج ۱ ص ۱۶۴). طغیر

شود یانه: سوال: ۵۸۹: زن زانیہ مسلمان نزد ہندوی بہ سر می برد طفلی کہ از او تولد شدہ اگر بمیرد نماز جنازہ اش خواندہ شود یانہ؟

جواب: خواندہ شود زیرا (اولاد المسلمین تبعاً لامہم)

ترک نماز جنازہ بی نماز چہ حکم دارد: سوال: ۵۹۰: ترک نماز جنازہ شخص بی نماز بہ خاطر تنبیہ چطور است و آیا خواندن آن منع است یا چطور؟

جواب: ممانعت از نماز جنازہ تارک نماز در هیچ جایی بہ نظر نرسید بلکہ از روی اقوال فقہا و حدیث (صلو علی کل بر وفاجر) ثابت می شود کہ باید نماز جنازہ اش خواندہ شود.

عبرتاً نخواندن نماز جنازہ بی نماز چطور است: سوال: ۵۹۱: بہ خاطر عبرت نخواندن نماز جنازہ بی نماز و او را بدون نماز دفن کردن چہ حکم دارد آیا مستحسن است یانہ؟

جواب: اینکار جائز و مستحسن نیست بلکہ حرام و ترک فرض می باشد، خواندن نماز جنازہ بی نماز مانند نماز فرض است، زیرا پیامبر (ﷺ) فرمودہ (صلوا علی کل بر وفاجر) فقہا (رح) کسانی را کہ از نماز جنازہ مستثنی قرار دادہ اند آنها عبارت اند از باغیان وغیرہ و در آن جملہ فاسقان و بی نمازان را حساب نکردہ اند پس ترک قرض بہ گمان عبرت درست نیست.

نماز جنازہ کسی کہ بنگ آب می نوشد جائز است یانہ: سوال: ۵۹۲: بہ بنگ نشہ آور است اما نشہ آن از شراب اندکی کم تر است خوردن و نوشیدن چنین اشیائی چہ حکم دارد، و حکم خوردن و نوشیدن بآکسی کہ بنگ آب می نوشد چیست و آیا خواندن نماز جنازہ کسی کہ بنگ آب می نوشد جائز است یانہ؟

جواب: خوردن و نوشیدن چیز نشہ آور حرام است و نباید با چنین اشخاص نشست و برخاست نمود اما باید نماز جنازہ اش خواندہ شود^(۱).

(۱) وہی لرض علی کل مسلم مات خلا اوبہ الخ (درمختار . ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰). ظہیر

نماز جنازه سود خور: سوال: ۵۹۳ داد وستد به اساس سود چه حکم دارد و شخصی که سود می گیرد حکم نماز جنازه اش چیست و نفست و برخاست باچنین شخصی چه حکم دارد؟

جواب: نماز جنازه اش خوانده شود گرفتن و دادن سود حرام است و باید از شخص سود خوار دوری نمود.

نماز جنازه کودک نابالغ هندو خوانده نمی شود: سوال: ۵۹۴ خواندن نماز جنازه کودک نابالغ هندو از روی حدیث ثابت است یا نه؟
جواب: نه^(۱).

نماز جنازه پس از بد پوشیدن میت: سوال: ۵۹۵ میتی که به علت دو سه روز دفن نشدن بدبو شده باشد خواندن نماز جنازه اش جائز است یا نه؟

جواب: اگر نماز جنازه اش قبلاً خوانده نشده باشد، فرض است که نماز جنازه اش خوانده شود فقط^(۲).

نماز جنازه میان عصر و مغرب درست است: سوال: ۵۹۶ خواندن نماز جنازه میان عصر و مغرب درست است یا نه؟

جواب: خواندن نماز جنازه میان عصر و مغرب مکروه نیست طوریکه در الدرالمختار آمده: (قضا فائته.. وصلاة جنازة^(۳)). فقط

کش کردن جسد بی نماز جائز نیست: سوال: ۵۹۷ شخصی که در تمام عمر هیچگاهی نماز نخوانده وفات نمود او را چهل قدم توسط ریسمان کش نموده و سپس نماز جنازه اش را خواندند،

(۱) و شرطها ای لصلاة الجنائز سق، اسلام المیت فی کسی سبی مع احد ابویه لا یصلی علیه لانه یتبع له ای فی احکام الدنیا لا العلمی لما مر الهم خدم اهل الجنة (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۷). ظفر

(۲) وان دفن واهل علیه التراب بغير صلاة صلی علی قبره عالم یطلب علی الظن تفسخه من غیر تقدیر هو الاصح (الدر المختار علی هامش ردالمحتار، باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۲۶، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۴). ظفر

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۴۸، ط. س. ج ۱ ص ۳۷۵. ظفر

برای مردم مذکور چه حکمی وجود دارد؟

جواب: کش کردن جسد مسلمان بی نماز حکم شریعت نیست باید چنین نشود کسانی که چنین کرده اند باید توبه واستغفار نمایند و باید نماز جنازه مسلمان بی نماز خوانده شود زیرا پیامبر (ﷺ) فرموده است: (صلوا علی کل بر وفاجر^(۱))

نماز جنازه میت روزه دار: سوال: ۵۹۸ اگر شخصی بی روزه داری ناگهان به مرضی مبتلا گردد و روزه خرد را افطار نکند و بمیرد بکر می گوید که نماز جنازه اش خوانده نشود، قول او صحیح است یا نه؟

جواب: نماز جنازه چنین شخصی باید خوانده شود قول بکر غلط است، او گنهگار نشده است در شامی نقل گردیده که چنین شخصی مأجور می باشد: (ویجر لو صبر ومثله سائر حقوق الله تعالی کافساد صوم و صلوة^(۲)).

بنجاره مسلمان است می تواند در جماعت شرکت کند و باید نماز جنازه اش خوانده

شود: سوال: ۵۹۹ در سر زمین نمر اکثر مسلمانان بنجاره ونداف هستند ایشان در نمازهای عیدین شرکت می نمایند اما در اعیاد هندوها چون (هولی) (دیوالی) و غیره نیز با شوق و رغبت تمام شرکت می کنند و بت ها را عبادت می نمایند و لباس هندو ها را می پوشند و افتخار می نمایند که ما کاملاً مانند هندو ها هستیم، مردم مذکور از روزه نماز و کلمه کاملاً بی بهره اند، مراسم عروسی را مانند هندو ها انجام می دهند آیا خواندن نکاح ایشان و خواندن نماز جنازه آنها شرعاً جائز است یا نه؟

جواب: چنین مردم جاهلی را باید به تدریج کلمه و احکام اسلام را آموخت خداوند متعال فرموده است: (ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن^(۱)) مفهوم این

(۱) شرح فقه اکبر ص ۹۱ محمد طبر الدین الصدیقی

(۲) ردالمحتار کتاب الصوم فصل فی المراض المیة لعدم الصوم ج ۲ ص ۱۵۸ . ط. س. ج ۲ ص ۴۲۱ . ظف

آیة مبارکہ آن است کہ با حکمت و نصیحت حسنہ مردم را) بہ سوی دین دعوت کنید و بہ شیوہ نیکو ایشان را بفہمائید، پس لازم است کہ ایشان از رسوم و عادات کفری و شرکی نجات دادہ شوند و باید نماز جنازہ ایشان خواندہ شود و باید ہمجنان عقد نکاح ایشان صورت گیرد و قبل از نکاح باید ایشان را از معاصی کفر و شرک توبہ داد باید ہمیشہ کوشش نمود کہ توبہ نمایند تا کہ در نماز جنازہ ایشان هیچ تردیدی باقی نہاند.

نماز جنازہ بدون وضو جائز نیست: سوال: ۶۰۰ شخصی می گوید کہ اگر کسی نماز جنازہ را بی وضو بخواند ہم حرجی نیست آیا واقعاً چنین چیزی جائز است یا نہ؟

جواب: این قول غلط است کہ نماز جنازہ بدون وضو یا تیمم صحیح می باشد خواندن نماز جنازہ بدون وضو و تیمم گنا کبیرہ است اما اٰلبتہ اگر امام برای خواندن نماز جنازہ ایستادہ شود و یک یا چند نفر در وقتی برسند کہ اگر وضو کنند تکبیرات از نزد ایشان بگذرد برای ایشان تیمم کردن و شرکت در نماز جنازہ درست است، طوریکہ در الدر المختار آمدہ: (وجاز لحرف فوت صلاۃ جنازۃ ای کل تکبیراتها...) و در شامی آمدہ: (وجاز لخوف فوت صلوۃ جنازہ ای ولو کان الماء قریباً^(۱)).

احکام اطفال: سوال: ۶۰۱ طفل مشرک کہ قبل از بلوغ بمیرد.

سوال: ۶۰۲ بصری کہ زید خویشاوند نزدیک و یا دور است مگر پدر و مادر او پس از تولدش مرتد شدہ اند.

سوال: ۶۰۳ طفلی کہ بعد از پیدا شدن او یکی از والدینش در حال اسلام وفات نمود و دیگری مرتد شدہ است. اکنون این اطفال فوق الذکر تابع چہ کسی هستند در حالیکہ بہ اثر تربیہ زید ہر سہ طفل مذکور بہ خوبی کلمہ طیبہ را می خوانند اما آنقدر عقل و ہوش ندارند کہ شروط اسلام

(۱) سورة الحبل: رکوع ۱۶. طبر

(۲) ردالمحتار باب التیمم ج ۱ ص ۲۲۳. ط. س. ج ۲ ص ۲۴۱. طبر.

را بدانند و اگر این هر سه طفل قبل از بلوغ بمیرند تجهیز و تکفین ایشان مانند مسلمانان صورت گیرد یا نه و آیا احکام آن هر سه یکسان است یا تفاوت هایی دارند؟

جواب: پاسخ به سوال های ۶۰۳، ۶۰۲، ۶۰۱ یکجا داده شده است.

طفل نابالغ در کفر و اسلام تابع والدین خود می باشد طوریکه در الدر المختار آمده: (قوله لیتبعه لایوبه) و شامی گوید: (ای فی اسلام والردة) و اگر یکی از والدین طفل مسلمان باشد طفل تابع او شمرده شده و مسلمان دانسته می شود طوریکه در الدر المختار آمده: (والولد یتبع خیر الابین دیناً^(۱)) و طفل کافر اگر به سن تمیز یعنی هفت سال برسد اسلام آوردن او صحیح و معتبر است چنانچه در الدر المختار گوید: (او اسلم الصبی وهو ابن سبع سنین^(۲)) و همچنان گوید: (والعافل المیمز وهو ابن سبع سنین^(۳)) پس طفل اول که والدینش مشرک هستند اگر هفت ساله باشد و کلمه اسلام را خوانده باشد و بمیرد، مسلمان شمرده شده و تجهیز و تکفین او مانند مسلمانان صورت گیرد.

طفل دومی به سبب ارتداد والدین خود در مرتد بودن تابع ایشان است اما اگر هفت ساله بوده و کلمه اسلام را بخواند مسلمان شده و اگر در این حالت بمیرد تکفین و تجهیز او مانند مسلمانان صورت گرفته و نماز جنازه اش خوانده می شود. و طفل سومی خیر الابین یعنی یکی از والدینش که مسلمان شمرده شده و مسلمان دانسته میشود و تجهیز و تکفین و نماز جنازه او مانند مسلمانان صورت می گیرد.

اگر نماز جنازه خوانده و شخصی به علتی نتواند در آن شرکت کند قابل ملامت نیست:

سوال: ۶۰۴ یک میت به میدانی آورده شد که شاگردان مدرسه بکثرت در آن بازی می کنند

(۱) الدر المختار علی هامش و الدر المختار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۴۱، ط. س. ج ۳ ص ۱۹۶. ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش و الدر المختار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۳۲، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۰. ظفر

(۳) الدر المختار علی هامش و الدر المختار ص ۴۲۳ ج ۳.

میدان مذکور به علت بارش تر و نم‌دار بود در پاهای من موزه بود و به خاطر حفاظت از آن در نماز جنازه شرکت نکردم اینکار من گناه است یا نه؟

جواب: نماز جنازه فرض کفایی می باشد، اگر دیگر مسلمانان نماز جنازه را خوانده باشد بر تارک آن ملامت و مواخذه ای نیست ^(۱) اما باید دانست که صرف غرض حفاظت از موزه ها از نماز جنازه کنار کشیدن کار خوبی نیست در آینده احتیاط کنید.

مقتدی در نماز جنازه همراه با امام دعا و غیره را بخواند: سوال: ۶۰۵ در نماز جنازه

مقتدی به متابعت امام ثناء، صلوة و دعا بخواند یا فقط سکوت کند؟

همچنان بعد از فراغت از نماز جنازه در حالیکه صفوف به همان شکل باشد یا شکل صفوف تغییر داده شود بدور میت حلقه زدن و دست بالا کردن و سه مرتبه مکرراً برای میت دعا کردن جائز است یا نه؟ مطابق مذهب حنفی با ثبوت سند آنها تشریح فرمائید بعضی از علما به استناد روایت فتاویٰ عالمگیری که در فصل پنجم ص ۱۷ چاپ مصر آمده: (والامام والقوم فیہ ای فیما ذکر قبل من التکبیرات ودعا الافتتاح والصلوة صلی النبی ﷺ) والدعا و غیر ذلک سواء کذا فی الکافی) به مقتدی نیز حکم متابعت داده و به استناد روایات ذیل از دعا منع نموده، در خلاصه الفتاویٰ قلمی چنین آمده: (لا یقوم بالدعا بعد صلاة الجنابة) و در فتاویٰ بزاریه آمده (لا یقوم بالدعا بعد صلوة الجنابة) ملا علی قاری در شرح مشکوٰۃ می فرماید: (ولا یدعو للمیت بعد صلوة الجنابة لانه شبهة الزیادة فی الصلوة الجنابة) به همین ترتیب روایاتی در نور الانوار انوار حنیفه، جامع الرموز و محیط موجود می باشد، در روایات مذکور دعای بعد از جنازه مطلقاً ممنوع قرار داده شده است خواه به هیت صفوف باشد یا نه، آیا این هر دو استناد در ارتباط به هر دو مسأله درست است؟

(۱) الصلوة علی الجنابة فرضی کفایة اذا لم به البعض واحداً کان اوجماعه ذکراً کان او انثی سقط عن الباقيين واذا ترک الكل التمسوا هكذا فی التتار حالية (عالمگیری مصری باب الجنائز فصل خامس ج ۱ ص ۴۵۲، ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۶۲). ظفر

جواب: این هر دو استاد در ارتباط به هر دو مسأله صحیح است در نماز جنازه مقتدی نیز مانند امام ثنا صلاة ودعا را بخواند و پس از نماز جنازه دست بالا نمودن ودعا کردن ثابت نیست و فقها از آن منع کرده اند و به قول ملا علی قاری (رح) شبه زیادت در نماز جنازه پیش می آید در حالیکه نماز جنازه خود دعا برای میت می باشد پس دعای دیگری بعد از آن مشروع نیست.

امامت در نماز جنازه حق کیست: سوال: ۶۰۶ یک شخص حنفی امام یک مسجد است او دعوی نموده و می گوید که هیچ کسی نمی تواند در نماز جنازه غیر از من امامت کند، آیا شخص مذکور بر ولی میت نیز مقدم است؟ این دعوی چه حکمی دارد و به امامت نماز جنازه چه کسی مستحق است؟

جواب: در کتب فقه حنفی در امامت نماز جنازه چنین نوشته شده: (و یقدم فی الصلوة علیه السلطان ان حضر او نائبه و هو امیر المصر ثم القاضی... ثم امام الحی ثم الولی^(۱)) یعنی به امامت نماز جنازه مقدم از همه پادشاه است اگر موجود باشد یا نائب او بعد از آن قاضی بعد از آن امام محله و پس از آن ولی در الدر المختار چنین آمده که تقدم امام محله بر ولی استحباباً می باشد و اگر با وجود امام محله ولی در نماز جنازه امامت کند باز هم درست است^(۲)

هنگام طلوع استواء و غروب آفتاب نماز جنازه جائز است یا نه: سوال ۶۰۷ اگر در وقت طلوع، استواء و یا غروب آفتاب جنازه حاضر شود خواندن نماز جنازه در وقت مذکور بدون انتظار وقت مباح جائز است یا نه؟ اگر جائز است بدون کراهیت جائز است یا با کراهیت؟

جواب: اگر جنازه در این اوقات حاضر شود بدون انتظار وقت مباح گزاردن نماز جنازه بدون کراهیت تحریمی جائز است و در شامی گفته که کراهیت تنزیهی دارد و غیر اولی بوده و بهتر آن

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۳، ط. م. ج ۲ ص ۲۱۹، ظفر

(۲) و تقدم امام الحی مدبر فقط بشرط ان یکون الفصل من الولی والا فالولی اولی كما فی المجتبی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۵۳۲، ط. م. ج ۲ ص ۲۲۰، ظفر

است کہ در وقت مباح نماز گزارند در الدر المختار چنین آمده: (ولو وجبت فیها لم یکره فعلهما ای تحریماً) قوله ای تحریماً لحد ثبوت الکراهة التزیهة و فی التحفة ما يدل علی نفی الکراهة التزیهة ایضاً^(۱).

بعد از نماز جنازه دست بالا کردن و دعا نمودن چه طور است: سوال: ۶۰۸ بعد از نماز

جنازه دست بالا کردن و دعا نمودن جائز است یا نه و مقتدیان باید دعا کنند یا نه؟

جواب: نماز جنازه خود دعا برای میت می باشد و بعد از آن هیچ دعائی ماثور و منقول نیست^(۲) امام و مقتدیان همه آنرا ترک کنند، زیرا التزام فعل خلاف سنت درست نیست.

رفتن به منطقه طاعون غرض خواندن نماز جنازه و رفتن طیبیان به آنجا درست است

پایه: سوال: ۶۰۹ در محلی که طاعون شیوع یافته باشد رشتن جهت خواندن نماز جنازه درست

است یا نه و رفتن طیبیان به آنجا چه حکم دارد؟

جواب: در الدر المختار آمده: (واذا خرج (او دخل فیها شامی) من بلدة بها الطاعون فان علم ان کل شیء بقدره الله فلا یاس بان یخرج ویدخل وان کان عنده انه لو خرج نجا ولو دخل ابتلی کره له ذلک فلا یدخل ولا یخرج صیانة لاعتقاده وعلیه حمل النهی فی الحدیث شریف مجمع الفتاوی^(۳) از این عبارت معلوم گردید که کسی را که اعتقادش درست باشد و خروج از محل طاعون راسبب نجات و دخول راسبب ابتلا و هلاک نداند در حق او خروج و دخول ممنوع نمی باشد و ادای نماز جنازه فرض کفایی می باشد و رفتن به آنجا غرض ادای نماز جنازه ضروری می باشد در صورتیکه بداند که اگر نرود نماز جنازه خوانده نمی شود به همین ترتیب رفتن طیبیان به آنجا نیز غرض معالجه درست است. فقط

(۱) ردالمحتار کتاب الصلوة ج ۱ ص ۳۸۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۳۷۴. ظفر

(۲) و یسلم بلا دعاء بعد الرکعة (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۱۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۳)

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار مسائل شتی ج ۵ ص ، ط. س. ج ۶ ص ۷۵۷. ظفر

اگر تعدادی از مردم نماز جنازه را نخوانند چه حکم دارد: سوال: ۶۱۰ اگر دختر نابالغه

ای فوت کند و همه مردم برای نماز جنازه جمع شده باشند و علمایی که به ستر او را تنبیه می کردند نیز جمع باشند اما به جنازه حاضر نشده نماز جنازه را نخوانند و واپس بروند در این صورت چه حکمی وجود دارد؟

جواب: نماز جنازه بالغ و نابالغ فرض کنایی می باشد که اگر عده ای آنرا اداء کنند فرضیت آن از ذمه دیگران ساقط می گردد پس اگر نماز جنازه این نابالغه خوانده شده باشد کسانی که در آن شرکت نکرده اند گنہگار نشده اند اما اگر نماز جنازه این نابالغه هیچ خوانده نشد باشد کسانی که موجود بوده اند و کسانی که از مرگ او آگاهی داشته اند و نماز نخوانده اند همه گنہگار شده اند، در الدر المختار آمده: (والصلوة علیها صفتها فرض کفایة...) و در رد المختار آمده: (وما شروط وجوبها فہی شروط بقیة الصلوة من القدرة والعقل والبلوغ والاسلام مع زیادة العلم بموتہ تامل^(۱)) و ہی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعة بغاة وقطاع طریق^(۲) و معلوم است که کسانی که ستر نمی کنند در آن چهار گروه داخل نیستند خصوصاً نابالغه که به ستر مکلف نیست پس ترک نماز جنازه اونهایت قبیح می باشد و پیامبر (ﷺ) فرموده است: (صلوا علی کل بر وفاجو). فقط

کسانی که نماز جنازه را نمی دانند آیا نماز ایشان صرف به تکبیر اقتدا می شود یا نه:

سوال: ۶۱۱ اگر مقتدی در نماز جنازه به علت ندانستن یا از روی فراموشی ثنا صلوة و دعا را نخواند فقط با امام بعد از نیت اقتدا تکبیرات اربعه را بگوید نماز او به وجه ضرورت مانند نماز مسبوق درست خواهد شد یا نه؟

جواب: در الدر المختار آمده: (ورکنها شیئان التکبیرات الاربع والقیام^(۳)) پس معلوم شد که به

(۱) و در المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۷ طبر

(۲) الدر المختار علی هامش و در المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰ طبر

(۳) ایضا ج ۱ ص ۸۱۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۹ طبر

اساس این روایت نمازش صحیح است، همچنان به شامی مراجعه کنید و آنچه را که تحقیق قول محقق ابن الهمام گفته مطالعه نمایند.

نماز جنازه شیعه درست است یا نه: سوال: ۶۱۲ برای اهل سنت و جماعت خواندن نماز جنازه شیعه جائز است یا نه؟

جواب: شیعه ای که غالی باشد تکفیر شده اند نماز جنازه ایشان را و کسانی را که تبراگو هستند مخوانید.

خواندن نماز جنازه در سائبان مسجد درست است یا نه: سوال: ۶۱۳ در مسجدی که پنج وقت نماز به جماعت خوانده می شود در داخل این مسجد یا در سائبان آن میت را گذاشتن و خواندن نماز جنازه اش به این ترتیب نماز می شود یا نه؟ و اگر در قبرستان مسجدی باشد و در آن نماز پنج وقت خوانده نمی شود و برای خواندن نماز جنازه ساخته شده خواندن نماز جنازه در آن جائز است یا نه؟

جواب: خواندن نماز جنازه در مسجد جماعت مکروه می باشد طوریکه در الدر المختار آمده (و کراهته تحریماً و قیل تنزیها فی مسجد جمعه هو المیت فی حده او مع القوم^(۱)) و مسجدی که برای خواندن نماز جنازه ساخته شده در حقیقت حکم مسجد را ندارد خواندن نماز جنازه در آن درست است طوریکه در الدر المختار آمده: (واما المتخذ لصلوة جنازة او عید فهو مسجد فی حق جواز الاقتداء لافی حق غیره به یفتی^(۲)).

نماز جنازه میت غائب درست نیست: سوال: ۶۱۴ خواندن نماز میت غائب درست است یا نه؟

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجائز ج ۱ ص ۸۲۷ . ط . س . ج ۲ ص ۲۲۵-۲۲۴ . ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوة و ما یکره فیها مطلب فی احکام المسجد ج ۱ ص ۶۱۵ . ط . س . ج ۱ ص

جواب: نزد احناف نماز جنازه میت غائب درست نیست^(۱).

اگر قسمتی از جسم بسوزد آیا غسل داده شود و نماز جنازه اش خوانده شود یا نه:

سوال: ۶۱۰ اگر به علت آتش سوزی اکثریت قسمت بدن میت سوخته باشد و قسمت های باقی مانده نیز مانند ذغال سیاه گردیده باشد آیا غسل و کفن داده شود و نماز جنازه اش خوانده شود یا نه؟ در صورت جواز غسل و غیره اگر امام مسجد جسد این میت را در رختی پیچانده و دفن کرده باشد اقتدا دو نماز به این امام چه حکم دارد؟ در صورت عدم جواز غسل و کفن و نماز جنازه جزایی شخصی که این امام را که جسد مذکور را بدون غسل و کفن و نماز جنازه دفن نموده می خواهد تحقیر کند چیست؟

جواب: مسأله دراین مورد چنان است که اگر اکثریت حصه جسد باقی باشد یعنی اعاده از نصف، غسل داده می شود و نماز جنازه اش خوانده می شود و اگر قسمت بیشتر بدنش سوخته و خاکستر شده باشد و حصه کم باقی باشد غسل و نماز جنازه لازم نیست در الدر المختار آمده: (و جرد راس آدمی او احد شقیه لا یغسل ولا یصلی علیه بل یدفن الا ان یوجد اکثر من نصفه ولو بلا راس^(۲)) پس چون اکثر حصه جسد این میت سوخته و خاکستر شده غسل و نماز واجب نبوده و بدون آن دفن شود و امامی که چنین کرده او را بدون غسل و نماز جنازه؟ دفن نموده موآخذه ای بر او نیست و در امامت او خلل و کراهیتی نمی باشد و اعتراض بر کار او اگر به سبب خود غرضی و عداوت باشد گناه و معصیت سخت است که باید از آن توبه شود و اگر به علت جهل باشد معذور است اما جاهل باید در مورد مسأله از عالمی معلومات حاصل کند و خود حکم ننماید زیرا (فانما شفاء الحی السوال) یعنی شفای جهل پرسیدن است و خداوند (ج) می فرماید: (فاستلوا اهل

(۱) فلا یصح علی غائب و محمول علی دابة الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۳، ط. س. ج ۲ ص

۲۰۹). ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۴، ط. س. ج ۱ ص ۲۰۰، ظفر

الذکر ان کتم لا تعلمون^(۱) .

نماز جنازه گروه جوهره درست است یا نه؟ سوال: ۶۱۶ نکاح و جنازه جوهره (گروہی ہند رہا) جائز است یا ناجائز؟

جواب: جائز نیست باید مسلمان از آن اجتناب کند^(۲) .

خوردن غذا در خانہ صاحب تعزیت در ایام تعزیت چہ حکم دارد: سوال: ۶۱۷ در روز ہای سہ گانہ تعزیت خوردن و نوشیدن در خانہ صاحب تعزیت جائز است یا نہ در کشمیر عام مسلمانان آنرا مساوی می دانند در الدر المختار آمدہ: (و یحل لمن طال مقامہ او مسافتہ لالمن لم یطل) مسألہ مذکور مفتی بہ است یا نہ؟

جواب: علامہ شامی در این مورد فرمودہ است: (اقول قدما ان القول الاول وهو الاصح وظاهرہ الاطلاق ویؤید ما فی اخر الجنائز من فتح القدير حيث قال ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع في السرور وهي بدعة مستقبحة^(۳)) پس معلوم گردید کہ حکم (و یحل لمن طال مقامہ) متفرع بر قول غیر اصح بودہ وجب تصریح علامہ صاحب فتح القدير این خوردن طعام مکروہ و بدعت قبیح است.

فاصلہ میان صفوف در نماز جنازه: سوال: ۶۱۸ در نماز جنازه چقدر فاصلہ میان صفوف لازم است؟

جواب: در نماز جنازه گذاشتن فاصلہ زیاد میان صفوف ضرور نیست بلکہ باید صفوف نزدیک ہم باشند^(۴) .

(۱) سورة النحل. ظہیر

(۲) والصلاة علیہ فرض کفایۃ فی شرطہا سہ: اسلام الميت وطہارۃ (والقول المختار علی ہاشم ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۱ . ط. س. ج ۲ ص ۲۰۷. ظہیر

(۳) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۴۹ - ۸۴۲ . ط. س. ج ۲ ص ۲۴۰. ظہیر

(۴) چون بہ سجدہ ضروری نیست لذا احتیاجی بہ گذاشتن فاصلہ میان صفوف وجود ندارد. ظہیر

نماز غائبانہ پیامبر (ﷺ) پر نجاشی: سوال: ۶۱۹ خواندن نماز جنازہ غائبانہ جائز است

یا نہ؟

جواب: خواندن نماز جنازہ غائبانہ درست نیست و اینکه پیامبر (ﷺ) نماز جنازہ نجاشی را غائبانہ خواندہ جنازہ او برایش روبہ روماختہ شدہ بود یا اینکه کار مذکور خصوصیت پیامبر (ﷺ) بود و برای دیگر نمی باشد چنانکہ این مسألہ در الدر المختار آمدہ است^(۱)

خواندن سورہ فاتحہ بعد از تکبیر سوم و گفتن یارب یارب بہ جای دعا: سوال: ۶۲۰ در

نماز جنازہ اگر پس از تکبیر سوم بہ نیت دعا سورہ فاتحہ خواندہ شود آیا نزد احناف بدون کراہیت جائز است یا نہ؟ با تصریح تحریر فرمائید همچنان اگر بہ جای ادعیہ پس از تکبیر سوم یا رب یارب گفتہ شود بہ جای دعا کفایت می کند، آیا در کتابی در مورد این مسئلہ چیزی نوشتہ شدہ است یا نہ؟

جواب: خواندن سورہ فاتحہ بہ نیت دعا در نماز جنازہ نزد احناف مکروہ نیست و مکروہ و خواندن آن بہ نیت قرآن مکروہ می باشد و جای آن پس از تکبیر اول است^(۲) (والظاهر انہا حیثہ تقوم بعد التناعلی ظاہر الروایۃ من انہ یسن بعد الاولی التحمید....^(۳) پس بعد از تکبیر سوم محل آن نیست و اگر دعای ماثورہ مثلاً اللہم اغفر لنا.... طوریکہ قبلاً از شاهی ذکر نمودیم^(۴) کسی یاد نداشتہ باشد، بہ یا رب یا رب گفتن اکتفا در هیچ کتابی نیامدہ است و اگر چہ بہ آن

(۱) لا تصح علی غالب الخ وصلاۃ النبی ﷺ علی النجاشی لغویۃ وخصوصیۃ (درمختار) قولہ: لغویۃ أي المراد بہا مجرد الدعاء وهو بعد. قولہ: (أو خصوصیۃ) أو رفع سریرہ حتی رآہ علیہ الصلاۃ والسلام بحضورہ فتکون صلاۃ بن خلفہ علی میت یراہ الامام بحضورہ دون المأمومین، وهذا غیر مانع من الانقضاء. (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۳، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۹). ظہیر

(۲) وعن الشافعی الفاتحۃ فی الاولی وعلیہا تجوز بنیۃ الدعاء وکثرہ بنیۃ القراءۃ لعدم ثبوتہا فیہا عنہ ﷺ (الدر المختار علی ہاشم ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۳ و ۲۱۴). ظہیر

(۳) ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۳ و ۲۱۴. ظہیر

(۴) لم یلک ان من لم یحسن الدعاء بالماتور بقول اللہم اغفر لنا ولوالدینا ولہ وللعمین والمؤمنات (ردالمحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۶، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۲). ظہیر

شکل نماز جنازه خواهد شد، سنت دعا بدست نخواهد آمد، در شامی آمده: (ویدعو بعد الثالث ای لنفسه وللمیت وللمسلمین لکی یقرله فیستجاب دعاه فی حق غیره ولان من السنة الدعاء ان یبدأ بنفسه قال تعالی: (رب اغفر لی ولوالدی^(۱)).

ترتیب نماز جنازه چطور است و مقتدی چه چیز هایی را بخواند: سوال: ۶۲۱ در جای

که ما هستیم وقتی امام در نماز جنازه الله اکبر گفته نیت می بندد مقتدی نیز تکبیر گفته دست های خود را می بندد و پس از وقتی که امام پس از تحمید الله اکبر می گوید، مقتدی هم آنرا به اشاره می گوید سپس امام درود شریف را خوانده و الله اکبر می گوید مقتدی باز همچنان می کند بعد از آنکه امام پس از درود شریف الله اکبر گفت اگر میت بالغ باشد یا نابالغ مذکر باشد یا مؤنث دعایی که خوانده می شود امام آنرا خوانده الله اکبر می گوید و سلام می گوید، مقتدی نیز همچنین می کند به این ترتیب نماز جنازه دادن و اینکه مقتدیان به غیر از (الله اکبر) چیز دیگری نگویند جائز است یا نه؟

جواب: در نماز جنازه پس از تکبیر اول (سبحانک اللهم) پس از تکبیر دوم درود شریف و پس از تکبیر سوم دعای مأثور که در کتب نوشته شده خوانده می شود و بعد از چهارم سلام گشته اند می شود و تمام اینکار ها را امام مقتدیان همه باید انجام دهند مقتدی نیز چیزی را که امام می خواند همایش بخواند^(۲) البته کسی که دعای مأثور را یاد ندارد به جای آن اللهم اغفر لنا ولوالدینا وللمؤمنین والمؤمنات را بخواند^(۳) فقط.

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۶، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۲، ظفر

(۲) وهي اربع تکبیرات فی لیکبر للالتحاق بقول سبحانک اللهم فی ثم یکبر احرى ویصلی علی النبی ﷺ ثم یکبر احرى ویدعو للمیت وجميع المسلمين فی ولس بعد الفکبرة الرابعة قبل السلام دعاء فی والامام والقوم فیہ سواء (عالمگیری مصری باب حادی عشر ج ۱ ص ۱۵۴، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۴)، ظفر

(۳) فان لا یحسن بقی دعاء شاء ثم یکبر رابعة (ایضا) ثم الماد ان من لم یحسن الدعاء بالمأثور یقول: اللهم اغفر لنا ولوالدینا وله وللمؤمنین والمؤمنات (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۶، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۲)، ظفر

خواندن نماز جنازه فاجره درست است: سوال: ۶۲۳ یک زن نامتہاد مسلمان به حیث

زوجه یک ہندو سال ہا زندگی نمود و چندین سال با او ہمبستر بود و بہ شراب و کباب و کفر و شرک کہ رسم ہندو است سال ہا مبتلا بود و در چنین وقتی بمرد هیچ مسلمانی حاضر نشد کہ نماز جنازه او را بخواند اما یک آغا صاحب کہ قاضی ہم گفتہ می شود بہ خاطر طمع نفسانی نماز جنازه او را خواند برای چنین شخصی چہ حکمی وجود دارد؟

جواب: زنا با کافر و مسلمان گناہ کبیرہ می باشد بہ همین ترتیب شراب خوردن نیز حرام قطعی بزودہ و مرتکب افعال مذکور فاسق بوده و کافر نمی باشد و اگر کسی پرستش بت ہا و عبادت غیر اللہ ثابت شود پسی باید نماز جنازه اش خواندہ نشود ^(۱) و اگر مسألہ چنین بوده قاضی صاحب خط گردہ کہ باید از آن توبہ نماید اما قاضی صاحب با اینکار کافر نشدہ کہ نکاحش فسخ گردد پهلوی دیگر این مسألہ آن است کہ اگر از آن زن مسلمان پرستش بتا ہا ثابت نیست و صرف بہ گمان و قیاس چنین چیزی گفتہ شدہ پس باید نماز جنازه اش خواندہ می شد، زیرا پیامبر (ﷺ) فرمودہ است: (صلوا علی کل بر وفاجر) یعنی نماز جنازه ہر شخص نیک و بد را بخوانید ^(۲).

دوبارہ خواندن نماز جنازه گناہ است یا نہ: سوال: ۶۲۳ اگر مسلمانی در قریہ ای وفات کند

و همانجا نماز جنازه اش را بخواند و چون جنازه اش بہ قریہ ای کہ محل سکونت خودش می باشد بردہ شود اگر مسلمانان آنجا از روی ہمدردی دوبارہ نماز جنازه اش را بخوانند آیا این عمل نامشروع می باشد آیا با این دوبارہ خواندن مرتکب گناہ می شوند و اگر گناہ باشد صغیرہ است یا گناہ کبیرہ و یا اینکہ مستحق ثواب می شوند؟

جواب: دوبارہ خواندن نماز جنازه غیر مشروع و ناجائز می باشد و اشکار است کہ مرتکب کار غیر مشروع و حرام گنہگار می شود نہ اینکہ مستحق ثواب گردد و فعل حرام گناہ کبیرہ می باشد

(۱) و شرطها اسلام الميت و طهارتہ الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاۃ الحازۃ ج ۱ ص ۸۱۱ ط. س. ج ۲ ص ۲۰۷). ط.

(۲) وہی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ بغاۃ و قطاع الطريق الخ (ایضا ج ۱ ص ۸۱۴ ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰).

و در کتب فقه آمده: (ولا یصلی علی میت الامرۃ واحدة والتنفل بصلوة الجنائزۃ غیر مشروع^(۱)).

خواندن نعت همراه جنازه بدعت است: سوال: ۶۲۴ خواندن نعت پیامبر (ﷺ) همراه جنازه مسلمان چه حکم دارد؟

جواب: خواندن اشعار نعتیه و غیره همراه جنازه غیر مشروع و بدعت بوده و ترک آن لازم میباشد^(۲). فقط

جنازه طفل وقتی که معلوم نباشد پسر است یا دختر: سوال: ۶۲۵ سوال: ۶۲۵ نماز جنازه طفل وقتی که برای مسبوق معلوم نباشد که میت پسر است یا دختر برایش چگونه دعا کند؟
جواب: اللهم اجعله لنا فرطاً را به صیغه مذکر بخواند زیرا به تاویل شخص به مونث نیز راجع شده می تواند و خواندن به ضمیر مونث نیز درست است به تاویل نفس^(۳).

اگر کفن را هندو بدهد حکم آن چیست: سوال: ۶۲۶ مسلمانی وفات نمود و قیمت کفن او را یک هندو که دوستش بود پرداخت آیا در کار خللی رونما نشده است؟
جواب: نه هیچ خللی نیست.

آبادر ساختن خانه ای در قبرستان برای ادای نماز جنازه ممانعتی است: سوال: ۶۲۷
ساختن خانه در قبرستان برای ادای نماز جنازه و خواندن نماز جنازه در آن و هنگام دفن میت در آنجا نشستن جائز است یا نه و آیا در آن تشبه ممنوعی وجود دارد یا نه؟

جواب: اگر فقط برای خواندن نماز جنازه و غرض محالفت از آفتاب باران و غیره برای نشستن خانه ای در قبرستان ساخته شود در آن هیچ حرجی نبوده و تشبه ممنوعه ای وجود ندارد اما برای

(۱) عالمگیری مصری باب حادی عشر فی الجنائز فصل خامس ج ۱ ص ۱۵۳ ، ط. م. ج ۲ ص ۳۶۳. ظفر

(۲) و علی منعی الجنائزۃ الصمت ویکره لهم رفع الصوت بالذکر وقرآءة القرآن (عالمگیری باب حادی عشر فی الجنائز فصل رابع ج ۱ ص

۱۵۲ ، ط. م. ج ۲ ص ۱۶۲. ظفر

(۳) ولا یتغفر للنسی ولكن یقول اللهم اجعله لنا اجرا الخ (هدایه باب الجنائز فصل ج ۱ ص ۱۶۳). ظفر

جواز نماز جنازه در قبرستان این نکته ضرور است که رویروی قبر نباشد و بهتر آن است که نماز جنازه در جای دیگری خوانده شود^(۱).

در عقب جنازه تهلیل و غیره درست نیست: سوال: ۶۲۸ در ذکر عقب جنازه تهلیل قرائت

سوره ملک و غیره مفتی به است یا نه؟

جواب: چنین چیزی ثابت نیست و به شکل اجتماعی جهر به ذکر خلاف عمل سلف صالحین است لهذا باید ترک گردد^(۲).

سوال: ۶۲۹ عقب طفل نابالغ نماز جنازه جائز است یا نه؟

جواب: در الدر المختار آمده (ولا یصح اقتداء رجل بامرأة وخنثی وصبی مطلقاً ولو فی جنازة ونقل علی الاصح^(۳)) از اینجا معلوم می گردد که نماز جنازه عقب نابالغ صحیح نیست.

دعا بعد از نماز جنازه: سوال: ۶۳۰ در دعا بعد از نماز جنازه با بلند کردن دست میان علما اختلاف وجود دارد، طوریکه عده ای آنرا سنت حسنه دانسته و تارک آنرا فاسق می گویند و عده ای آنرا مکروه می دانند مسئله را واضح سازید خداوند شما را اجر دهد^(۴).

جواب: در شامی آمده: (فقد صرحوا عن آخرهم بان صلوة الجنازة هی الدعا للمیت اذ هو المقصود^(۵)) و از سلف دعا بعد از آن به شکل اجتماعی روایت نشده پس اقتصار بر آن اولی بوده و فاعل آن فاسق نمی باشد و چگونه می توان تارک بدعت را فاسق گفت در حالیکه فاسق به

(۱) ولا یس بالصلوة لیهما (ای فی المقبرة) موضع امد للصلوة و لیس فیہ قبر ولا نجاسة کما فی الخافیه ولا لبله الی قبر، حلیہ (ردالمحتار کتاب الصلاة قبل مطلب فی الصلاة فی الارض المفضیة ج ۱ ص ، ط. س. ج ۱ ص ۳۸۰).

(۲) کره آما کره فیہا رفع صوت بذکر او قرأت (درمختار) و یبغی لمن تبع الجنازة ان یطیل الصمت و یغی عن الطهریة فان اراد ان یذکر الله تعالی فی نفسه الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۳۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۳).

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الإمامة ج ۱ ص ۵۳۹ ، ط. س. ج ۱ ص ۵۷۶ و ۵۷۸. ظفر

(۴) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰. ظفر

(۵) ردالمحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۱ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۷. ظفر

به لُحْق منسوب می باشد.

خواندن نماز جنازه از روی کتاب: سوال: ۶۳۱ چند نفر مسلمان نماز جنازه را از روی

کتاب می خوانند آیا جائز است یا نه؟

جواب: بدین ترتیب نماز جنازه نمی شود اگر کسی دعائی را یاد ندارد محض تکبیرات رابهفته و همراه با امام سلام بگیرداند، با خواندن دعا از روی کتاب نماز نمی شود طوریکه درشامی آمده: (واما الشروط التي ترجع الى المصلي فهي شروط بقية الصلوة^(۱))

مسلمانی هندو پسری را خرید و طفل مذکور مرد نفاذ جنازه تکفین و تدفین او درست

نیست: سوال: ۶۳۴ یک زن هندو پسر چهار ماهه را خود را در بدل ده روپیه به یک مسلمان

فروخت چهارده روز بعد طفل مذکور مرد مسلمان موصوف نماز جنازه او را خواند در اینصورت بر کسی که نماز جنازه را خواند چه حکم شرعی وجود دارد و بیع انسان در هندوستان جائز است یا نه؟

جواب: در اینصورت نماز جنازه آن طفل درست نبوده زیرا که والدینش کافر بوده اند، البته اگر یکی از والدینش هم مسلمان می بودند نماز جنازه اش واجب می بود همچنان خریدن این طفل صحیح نبوده ینکار خلاف شرع به اساس جهالت از آن مسلمان صادر شده آینده چنین نکند و از کاری که کرده توبه نماید در الدر المختار آمده: (کصبی سبی مع احد ابویه لا یصلی علیه).

آیا در نماز جنازه پنج تکبیر جائز است: سوال: ۶۳۳ پنج تکبیر در نماز جنازه جائز است

یا نه؟

جواب: پنج تکبیر در نماز جنازه درست نمی باشد، زیرا منسوخ شده است از چهار تکبیر زیاده مگر آنکه اگر چه امام زیادتر هم بگوید از او اتباع نکنید بلکه خاموش باشید، زیرا در الدر المختار

آمده: (ولو کبر امامه خمساً لم یتبع لانه منسوخ فیمکت الموتم حتی یسلم معه اذا سلم به یتقی^(۱)). فقط

نماز جنازه بدعتی ها خوانده شود: سوال: ۶۳۴ مسلمانان جاهل این دیار در رسوم کفار مبتلا می باشند و از عادات و رسوم کفار پیروی می کنند مگر کلمه گو هستند و خود را مسلمان می گویند نه کافر، نماز جنازه ایشان اداء گردد شود یا نه؟

جواب: مسلمانان جاهل را که در رسوم کفار مبتلا بوده و از عادات و رسوم کفار پیروی می کنند مگر کلمه گو هستند و خود را مسلمان می دانند کافر نباید گفت و باید نماز جنازه ایشان را اداء نمود و در اصلاح ایشان باید کوشید.

یک هندو یک مسلمان در خانه ای سوختند چگونه باید نماز جنازه را اداء نمود: سوال:

۶۳۵ دو نفر در یک خانه زندگی می کردند که یکی هندو دیگری مسلمان بود به تقدیر خداوند عزوجل خانه مذکور طعمه مذکور گردید و هر دو نفر سوختند و گوشت و پوست ایشان باقی نماند و وارثان ایشان نتوانستند ایشان را شناسائی کنند که کدام یک هندو است و کدام یک مسلمان و وارثان هر دو اتفاق دارند که اگر شناخته شوند هر یک را مطابق دین خویش تجهیز و تکفین می کنند، لذا خواهشمندیم که به اساس شریعت برای ما علامه ای بگویند که هیچ شکی باقی نماند؟

جواب: در صورتی که سوال شده چون هیچ علامه ای باقی نمانده در این مورد حکم شریعت آن است که اگر قابل غسل باشند به هر دو غسل داده شود و هر دو تکفین گردند و نماز جنازه به نیت نماز جنازه مسلمان خوانده شود هر یک از آن دو که مسلمان باشد، نماز جنازه اش اداء می گردد نه از هندو ترتیبی را که ذکر نمودیم تحقیق علامه شامی می باشد در الدر المختار آمده:

(اختلط موتانا بکفار ولا علامة اعتبر الاكثر فان استورا غسلوا واختلف فی الصلوة علیهم) شامی بعد ذکر تفصیل از شرح طحاوی گوید: (قوله اعتبر الاكثر لكن يغسلون ويكفنون... ثم قال قوله واختلف فی الصلوة علیهم. فقيل لا یصلی علیهم... وقيل یصلی علیهم ویقصد المسلمین^(۱))

شرابی وزانی را از شرکت در نماز جنازه نباید منع کرد: سوال: ۶۳۶ شخص شارب الخمر خورنده مال دزدی، زانی، تارک نماز و مانع زکات از شرکت در نماز جنازه مسلمان منع شود یا نه و همراه با او خورد و نوش صورت گیرد یا نه یک مولوی صاحب که نماز جنازه را دعا می داند چنین شخصی را از نماز جنازه برون کرد مولوی صاحب دیگر که نماز جنازه را عبادت می داند فتویٰ می دهد که نباید چنین شخصی را از نماز جنازه و سائر عبادات مانع شد آیا نماز جنازه دعا است یا عبادت و در این صورت حکم شرعی چیست؟

جواب: نماز جنازه هم دعا است و هم عبادت بودن آن آشکار می باشد، زیرا نماز جنازه فرض کفایی است پس چیزی که فرض است چگونه عبادت نخواهد بود و این مسأله اظهر من الشمس می باشد و مانع شدن از ادای فرض جائز نیست هر چند شخص فاسق و مرکب کبائر مثل دزدی زنا شراب و غیره کارهای ناجائز باشد^(۲) لذا منع کردن چنین شخصی از نماز جنازه و سائر عبادات جائز نیست و اگر او خودش بمیرد بر مسلمانان لازم است که نماز جنازه اش را بخوانند زیرا پیامبر (ﷺ) فرموده: (صلوا علی کل بر وفاجر^(۳)).

اگر میت بر چارپایی باشد خواندن نماز جنازه اش جائز است یا نه: سوال: ۶۳۷ خواندن نماز جنازه میتی که بر چهارپایی گذاشته شده باشد جائز است یا نه؟

جواب: جائز بلکه اولیٰ می باشد زیرا به حال حمل او قیاس می گردد در الدر المختار آمده: (وان

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۰۵، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۰-۲۰۱. ظفر

(۲) فعلی المسلمین تکفیه فی الصلاة علیه صفحا فرض کفایة بالاجماع لیکفر منکرها لانه انکر الاجماع (الدر المختار علی هامش

ردالمحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۱، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۶-۲۰۷. ظفر

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۱، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۶-۲۰۷. ظفر

كان كبيراً حمل على الجنابة... شيخ ابن الهمام تصريح نموده که پیامبر (ﷺ) نماز جنازه معاویه مزنی را در جایی خواند که جسدش بر سریر بود همچنان شیخ ممدوح در حاشیه هدایه در فصل الصلوة علی الميت می آورد: (واما صلوته ﷺ محلی النجاشی فلانه رفع سریره له حتی راه ﷺ بحضرته فیکون صلوة من خلفه علی میت یراه الامام بحضرته دون المامومین وهذا غیر مانع من الاقتداء^(۱)) ودر حواشی کنز آمده: (ثم المراد بالمكان الذي اشترطت طهارته اما الجنابة والارض ان لم یکن جنازه فطهارة لارض تشترط اذا وضع الميت بدون الجنابة اما بالجنابة فعدم اشتراط طهارة الارض) وجنازه به سریر میت گفته می شود ودر ترمذی شریف در باب (این يقوم الامام من الرجل والمرأة) می آرد: حدثنا عبدالله بن منیر عن سعید بن شامر عن همام عن غالب قال صلیت مع انس بن مالک علی جنازة رجل فقال حیال رأسه ثم جاو بیجنازة امرأة من قریش فقالوا یا ابا حمزه صل علیها فقام حیال وسط السریر فقال له العلاء بن زیاد هكذا رأیت رسول الله (ﷺ) قام علی الجنابة مقامک منها ومن الرجل مقامک منه، قال نعم فلما فرغ قال احفظوا^(۲) وکسانیکه فتوی می دهند که میت را از سریر پائین نموده و بر زمین نهاده و نماز جنازه را بخوانند شاید این مظالطه ناشی از بعضی از عبارات مبهم تعدادی او متقدمین باشد که آورده اند مثلاً: (وضعه ای علی الارض او علی ایدی قریباً منه بالا علی محمول علی دابة او غیرها لاختلاف المكان بالمیت کالامام) در حالیکه مراد از (وضع علی الارض) اعم است چه حقیقی باشد یا حکمی و مراد از محمول آن است که بر چیزی جاندار که هنوز او را به زمین نهاده اند باشد مانند آنکه میت بر دابه باشد که توسط گاو اسب و یا خر کشیده می شود و یا اینکه بر شانه های مردان بوده و او را بر زمین نگذاشته باشند و اینکه میت را مانند امام می گویند مشابه بودن آن از بعضی وجوه است نه از تمام وجوه و اگر نه نماز جنازه زنان و کودکان برای مردان جائز نمی بود

(۱) فتح القدیر مصری ج ۱ ص ۴۵۶. ظفر الدین المنفاسی

(۲) ترمذی باب من جاء این يقوم الامام ج ۱ ص ۱۳۴. ظفر

چرا که امامت زن و کودک برای مرد صحیح نیست، در کبیری آمده: (هو کالامام من بعض الوجوه) مفتی علامه هما یونی نوراً للہ مضجعه در فتاویٰ خود (المراد) گوید: (بوضع المیت علی الارض اعم من ینکون حقیقۃً او حکماً اما الوضع الحقیقی فکما اذا کان نفس المیت موضوعاً علی الارض واما الوضع الحکمی فکما اذا کان سریر المیت موضوعاً علی الارض ووزان السریر مع المیت ووزان الکوز مع الما ووزان الصندوق مع المتاع ووزن الحقۃ مع الدرۃ فاذا وضع الکوز او الصندوق علی شی فالوضع وان تعلق حقیقۃً بالکوز والصندوق لکنه تعلق بالماء والمتاع ایضاً حکماً ولذا ترى العلما ینسبون السرعۃ والوضع عن اعناق علی المیت وان تعلق حقیقۃً بالسریر قال العلامة العینی فی شرح الكنز فی فصل الصلوۃ علی المیت ویجعل به ای یسرع بالمیت وقت المشی بحديث لا یظطرب علی الجنائزۃ بلا خیب وهو عدو سریع ویلا جلوس قبل وضعه ای قبل وضع المیت علی اعناق الرجال) در غایۃ الاوطار ترجمہ الدر المختار آمده: (پس درست نیست نماز مرده غالب به سبب نبودن شرط وجود ونه بر آنکه مانند سواری بر چیزی بالا کرده شده باشد بر چیزی تائیدار یا جانور یا بر شانه های مردم به سبب موجود نشدن شرط گذاشتن بر زمین) لذا از این روایات واحادیث صحیحہ معلوم شد کہ نماز جنازہ بر میتی کہ بر سریر گذاشته شده باشد بدون کراہیت جائز بلکه اولی می باشد.

جواب: اِزسوی عزیز الرحمن صحیح وحق آن است کہ نماز جنازہ بر میتی کہ بر سریر گذاشته شده باشد و سریر بر زمین باشد جائز است طوریکہ در عامہ سرزمین ها معروف و معمول می باشد. فقط

نماز جنازہ در چپری مسجد درست است یا نه: سوال: ۶۳۸ خواندن نماز جنازہ در چپری مسجد جائز است یا نه؟

جواب: جواب نماز جنازہ در صحن مسجد مکروه است، باید کاملاً برون از مسجد باشد

ہنگام خواندن نماز جنازہ اجازہ ولی درست است: سوال: ۶۳۹ اینکه در زقت نمار جنازہ

از ولی اجازه می گیرند، درست است یا نه؟

جواب: کسانی که در حال موجود بودن ولی حق امامت در نماز جنازه را ندارند باید از ولی اجازه بگیرند.

کسی که تنها نماز های عیدین را می خواند بی نماز است اما خواندن نماز جنازه اش

درس‌ت می باشد: سوال: ۶۴۰ خواندن نماز جنازه بی نماز درست است یا نه؟ کسیکه تنها نمازهای عیدین را می‌خواند بی نماز است یا با نماز؟

جواب: خواندن نماز جنازه شخص بی نماز ضرور می باشد، بطور خلاصه باید بگویم که نماز جنازه هر مسلمان گنهگار باشد یا نه باید خوانده شود هر چند زانی شراب بی نماز و فاسق باشد و کسیکه صرف نماز عیدین را می خواند نه نماز های پنجگونی را بی نماز است^(۱)

اگر کسی بدون نماز جنازه دفن گردد تا چند روز می توان نماز جنازه اش را خواند:

سوال: ۶۶۱ اگر نماز جنازه کسی خوانده نشده باشد تا چند روز بعد از دفن می توان نماز جنازه اش را خواند؟

جواب: تابه روز حکم نماز خواندن است^(۲).

اگر در وقت نماز جنازه ای برسد چه باید کرد: سوال: ۶۴۲ اگر هنگام نماز ظهر یا در

جنازه را و یا اینکه نماز جنازه قبل از سنت خوانده شود؟

جواب: نخست: (الدّر المختار چنین نقل نموده که نماز جنازه بر سنت ها مقدم شود و در شامی آمده که از قبل از سنت های ظهر عشا و جمعه خوانده شود، سپس الدّر المختار چنین می نویسد:

(١) هي صلاة الجنائزة) قرأ عن علي بن مسلم مات حلا أربعة الح (دومختار ، ط. س. ج ٢ ص ٢١٠). فقير

(٢) ومن دفن ولم يصل عليه صلى على قبره ما لم يعلب على الظن انه تفسح (غنية المستملى ص ٥٤٦) وقيل يقدر بثلاثة ايام وقيل عشرة وقيل شهر، ط عن الحموي (رد المحتار باب الجنائز ج ٢ ص ٢٢٤). غير

(لکن فی البحر عن الحلبي الفتوى على تأخير الجنازة عن السنة^(۱)) حاصل اینکه فتویٰ بر آن است که تمام جنازه پس از سنت اداء شود سپس باز بر آن شبه شده است خلاصه آنکه در این موضوع اختلاف می باشد پس طوریکه ضرورت باشد همانطور کنید حرجی نیست.

نماز جنازه طفلی که معلوم نگردد که زنده تولد شده یا مرده: سوال: ۶۴۳ طفلی بعد از سپری شدت مدت کامل حمل تولد گردیده اما معلوم نشد که زنده تولد گردیده یا مرده نماز جنازه او خوانده شود یا نه؟

جواب: اگر کدام علامه ای دیده شود که به زنده تولد شدنش دلالت کند نماز جنازه اش را بخوانید و در غیر آن نه؟

طفلی که مرده تولد شد نماز جنازه ندارد: سوال: ۶۴۴ یک زن حامله پس از انقضای مدت کامل حمل درد ایمان دهد و طفلی تولد گردید، اما فهمیده نشده که مرده متولد شده یا زنده طفل مذکور بینی، گوش، یک دست، پاهای ناخن و غیره مثل سائر انسان ها داشت اما چشم هایش بند بود، طفل مذکور را در زیاله ها انداختند، آیا باید چنین طفلی مطابق قواعد شرعی تکفین می شد، نماز جنازه اش خوانده می شد و دفن می گردید یا نه؟

جواب: اگر چنین طفلی مرده تولد شود نماز جنازه اش خوانده نمی شود^(۲) لیکن باید تکفین و تدفین گردد نه اینکه در زیاله ها انداخته شود^(۳).

نماز جنازه قوم هبجر باید خوانده شود: سوال: ۶۴۵ نماز قوم هبجر جنازه خوانده شود یا نه و اگر خوانده شود چگونه خوانده شود؟

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۱۶۷. ج ۲ ص ۱۶۷. ظفر

(۲) ومن ولد مات بفلس یصلی علیه الخ ان استهل ای وجد منه ما يدل علی حیاته بعد خروج اکثره الخ والا غسل وسمی الخ وادرج فی حرقة ودفن ولم یصل علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۲۸ - ۸۲۹ - ۸۳۱، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۷ - ۲۲۸). ظفر

(۳) ومن ولد لمات بفلس یصلی علیه ان استهل والا ای لا یستهل غسل وسمی وادرج فی حرقة ودفن ولم یصل علیه (الدر المختار علی هامش ردالمحتار ج ۱ ص ۸۲۸، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۷ - ۲۲۸). ظفر

جواب: خوانده شود و طوری خوانده شود که از سائر مسلمانان خوانده می شود^(۱).

تکرار در نماز جنازه مشروع نیست: سوال: ۶۴۶ پیامبر (ﷺ) هفتاد بار یا چندین مرتبه نماز جنازه حمزه (رضی) را خواند یا دعا نمود و صحابه هفتاد مرتبه یا چندین بار نماز پیامبر (ﷺ) را خواندند یا دعا نمودند و قاضی بغداد پس از غسل دادن امام اعظم (رح) شش مرتبه قبل از دفن و پس از دفن تا بیست روز نماز بر نماز خواند؟ بر جنازه شماه عبدالعزیز پنجواو پنج مرتبه نماز جنازه خوانده شد، آنچه در فوق نوشته ام صحیح است یا نه؟ در چهار موردی بهی در بالانگاشتم نماز اول فرض کفائی است و باقی مستحب یا نه؟ اگر مستحب است اجتماع و اهتمام دعا و دعا بر دعا کردن از دلائل فوق ثابت می گردد یا نه؟ آیا فعل پیامبر (ﷺ) و صحابه (رضی) چه معمول و چه تصادفی گاهی بدعت سیه شده می تواند؟

جواب اول: نزد احناف تکرار نماز جنازه مشروع نیست، در الدر المختار آمده: (وان صلی من له حق التقدم کقاض او نائبه او امام الحي او من لیس له حق التقدم وتابعه الولی لا یعید.... وان صلی هو ای ولی بحق بان لم یحضر من یقدم علیه لا یصلی غیره یعد....^(۲) و کمی پیشتر از آن آمده (ولذا قلنا لیس لمن صلی علیها ان یعید مع الولی لان تکرارها غیر مشروع...) همچنان (وان صلی الولی لم یجز لا حد ان یصلی بعد....^(۳) و در هامش رد المختار آمده: (ان تاویل صلوة الصحابة علی النبی (ﷺ) ان ابا بکر (رضی) کان مشغولاً بتسوية الامور وتسکین الفتنة فکانوا یصلون علیه قبل حضوره وکان الحق له فلما فرغ صلی علیه ولم یصل احد بعد^(۴)).

از این عبارت تاویل نماز صحابه معلوم گردید اما نماز پیامبر (ﷺ) چند بار حمزه (رضی) اگر

(۱) و می فرص علی کل مسلم مات خلا اربعة بلاء و لقطاع طریق الخ (الدر المختار علی هامش رد المختار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۱۴ . ط. س ج ۲ ص ۲۱۰ . ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المختار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۲۹ . ط. س ج ۲ ص ۲۲۳ . ظفر

(۳) رد المختار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۳۰ . ط. س ج ۲ ص ۲۲۳ . ظفر

(۴) الدر المختار علی هامش رد المختار - ص ۸۲۵ ج ۱ ص ۸۲۵ . ط. س ج ۲ ص ۲۲۲ . ظفر

ثابت شود خصوصیت پیامبر (ﷺ) می باشد و برای دیگران مشروع نیست خداوند متعال فرموده است: (ان صلواتک مکن لہم) و بر جنازه امام اعظم یا حضرت شاه عبد العزیز اگر بالفرض نماز تکرار شده باشد به تکرار کنندگان مربوط بوده و بر احناف حجت نیست. واللہ اعلم- عزیز الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند.

جواب دوم: تکرار نماز بر پیامبر (ﷺ) خصوصیت خود ایشان است و بر حمزه (رضی اللہ عنہ) اصلاً نماز تکرار نشده است، یکبار نماز جنازه او خوانده شد سپس از سایر شهدا اما جنازه حمزه (رضی اللہ عنہ) همانجا گذاشته شده بود بدین جهت بی راوی آنرا به هفتاد نماز تعبیر کرده است و مراد از نماز را تکبیر گرفته است، غیر از این در سوال روایت دیگر حدیثی یا مذهبی نیست که به آن جواب داده شود، احقر انور شاه کشمیری عفا اللہ عنہ.

شخصی مسلمان شده اما اسلام خود را ظاهر نکرده مسلمان است یا نه: سوال: ۶۴۷

یک نفر هندو به طور پنهانی مسلمان گردیده، نماز و دیگر احکام شریعت را انجام می دهد اما در ظاهر همچنان هندو می باشد و در خانه والدین خود که هندو هستند زندگی می کند و همراه با ایشان خورد و نوش می نماید اما به دلیل ازدواج یا تقسیم جاداد یا وجه دیگری ظاهراً مسلمان شده است، آیا او مستحق مسلمان گفتن است و اگر بمیرد خواندن نماز جنازه او درست می باشد یا نه؟

جواب: چون او کلمه توحید را خوانده و احکام اسلام را قبول کرده مسلمان است او نزد خداوند مسلمان می باشد، او باید مسلمان شمرده شود و نماز جنازه اش اداء گردد^(۱).

طفلی که زنده تولد گردد تکفین و نماز جنازه اوضرور می باشد: سوال: ۶۴۸ طفلی فقط

بعد از سپری شدن شش ماه متولد گردید و هنگام تولد زنده بود و بعد از کمی حرکت و یک مرتبه

گریه چند دقیقه بعد مرد والدینش او را در ظرفی گذاشته وبدون غسل وکفن دفن کردند، آیا غسل تکفین وخواندن نماز جنازه چنین طفلی واجب است یا نه؟ و برای والدین او چه حکمی وجود دارد؟

جواب: غسل تکفین وخواندن نماز جنازه این طفل ضرور بود، والدینش غلط کرده اند واکنون کفاره آن توبه واستغفار می باشد.

اگر هنگام ظهر جنازه آورده شود اول نماز ظهر خوانده شود یا نماز جنازه: سوال:

۶۴۹ در اینجا دختر یک کارمند عالیرتبه دولتی فوت نمود برای نماز جنازه و غیره ساعت ۹ صبح تعین شده بود چنانچه مردم به وقت مبین آمدند اما برخلاف انتظار چند ساعت پیشتر سبزی گردید، بسیاری از مردم چون غذا خوردند نرفتند، بعد از ساعت یازده جنازه برداشته شد وساعت دوازده به حضیره رسید قبر آماده بود اکثریت مردم می خواستند که اول نماز جنازه خوانده شود اما زید پافشاری نمود که اول باید نماز ظهر خوانده شود وپس از آن نماز جنازه ایا در حالی که ساعت دوازده باشد ومردم چند ساعت انتظار کشیده وخسته شده باشند و قبر نیز آماده باشد اول خواندن نماز جنازه بهتر است یا نماز ظهر؟

جواب: در این مورد هر دو قول وجود دارد، تقدیم فرض وقت بر نماز جنازه وتقذیم نماز جنازه بر فرض وقت، در الدر المختار آمده: لکن فی البحر قبیل الاذان عن الحلبي الفتوى علی تأخیر الجنائز عن السنة وقره المصنف کانه الحاقاً لها بالصلاة لکن فی آخر احکام دین الاشباه وینفی تقدیم الجنائز والكسوف حتی علی الفرض مالم یضق وقته^(۱) بدین ترتیب هر دو قول در شامی مذکور می باشد وعده ای به تقدیم فرض وسنت مؤکده حکم می کنند پس طوری که موقع و ضرورت باشد می توان عمل کرد، لذا به شکلی که سوال شده بهتر بود که نماز جنازه اول اداء

شد زیرا وقت نماز ظهر بسیار باقی مانده بود و در جنازه بسیار تاخیر شده بود.

نماز جنازه شیعه: سوال: ۶۵۰ خواندن نماز جنازه شیعه جائز است یا نه؟ و در مورد نشت و برخاست با او چه حکمی است؟

جواب: آن لرقه شیعه که سب شیخین نمایند و صحابه را بد نگویند و به (الفک) ام المومنین عایشه صدیقہ قائل نباشد و کدام عقیدہ شرکی دیگر نداشته باشد، نماز جنازه شان خوانده می شود و اگر اهل سنت هم در نماز جنازه شان اشتراک یا امامت کند حرجی نیست و هیچ ضرری بر او نمی باشد و همچنان نشت و برخاست با ایشان منع نیست.

اگر چندین جنازه از مردان، زنان و کودکان شده باشد نماز جنازه را چگونه باید خواند: سوال: ۶۵۱ اگر چندین جنازه از مردان، زنان پسران و دختران در یکجا جمع شده باشد نماز جنازه آن همه را چگونه باید خواند؟

جواب: بهتر آن است علیحده معلیحه خوانده شود و اگر نماز جنازه همه یکجا خوانده شود باز هم درست است و اگر جنازه بالفان و نابالفان هر دو باشد هر دو دعا را بخوانید^(۱).

گذشتن میت به امامت در قبر: سوال: ۶۵۲ گذاشتن میت به امان در قبر برای هر مدتی که باشد طریقه مسنونہ است یا نه؟

جواب: این طریقه مسنون نبوده و درست هم نیست.

نماز جنازه عقب شیعه و شافعی مذهب درست است یا نه: سوال: ۶۵۳ اقتدای مقتدی حنفی مذهب در نماز جنازه به امام شافعی مذهب یا شیعه در است یا نه؟

جواب: برای حنفی مذهب اقتدا به امام شافعی درست بوده و به امام شیعه درست نیست. فقط

(۱) والما اجتمع الجنائز لافراد الصلاة علی کل واحدة اولی من الجمع وان جمع جاز فی الدفن المختار علی هاشم ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۱۲۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۸. ظفر

چرا در روز چهارم نماز بر قبر جائز نیست: سوال: ۶۵۴ تا سه روز بر مرده در قبر نماز خوانده می شود روز چهارم چرا خوانده نمی شود؟

جواب: چون بعد از این مدت غالباً جسم مرده سالم نمی ماند لذا چنین حکم شده است ^(۱).

نماز دو جنازه یکبار: سوال: ۶۵۵ نماز دو جنازه را یکجا می توان خواند یا نه طوریکه یکی مرد دیگری زن یا یکی زن دیگری پسر یا دختر ویا یک مرد دیگری پسر یا دختر؟

جواب: بهتر آن است که نماز جنازه هر یک جداگانه خوانده شود و اگر یکجا خوانده شود هم درست است ^(۲).

نماز جنازه بعد از نماز عید و قبل از خطبه: سوال: ۶۵۶ بعد از ادای نماز عید و قبل از خطبه نماز جنازه به کراهیت جائز است یا بدون کراهیت یا خلاف اولی است؟

جواب: درالدر المختار آمده که نماز عید قبل از نماز جنازه خوانده شود و نماز جنازه قبل از خطبه پس مقدم کردن نماز جنازه بر خطبه عیدین ضرور است ^(۳).

در نماز جنازه پس از تکبیر سوم یک سلام گشتانده و پس از تذکر دوباره تکبیر گفت حکم آن چیست: سوال: ۶۵۷ در نماز جنازه بدون گفتن تکبیر اخیر امام سلام گشتانده و باز از یاد دهانی تکبیر اخیر را گفت و بعد از آن دوباره سلام گشتانده، آیا نماز شده است؟

جواب: در این صورت نماز شده است ^(۴).

(۱) صلی علی قبره استحساناً ما لم یطلب علی الظن تفسیحه (درمختار) انه فار الامرین الضیح المقضی عدم الصلوة و بین عدمه الموجب لها الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۴). ظهیر

(۲) اذا اجتمعت الجنائز فالراة الصلاة علی کل واحدة اولی من الجمع الخ وان جمع جاز (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۲۱ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۸). ظهیر

(۳) و تقدم صلاتها علی صلاة الجنائة اذا اجتمعا لانه واجب علیها و الجنائة كفائة و تقدم صلاة الجنائة علی العطفة و علی سنة المغرب و غيرها و البعد علی الکسوف، لکن فی البحر قبل الاذان عن الحلبي الفتوى علی تأخیر الجنائة عن السنة، و اکثره المصنف الخ قوله: عنی العطفة أي عطية العبد و ذلك لفرجتها و سبب العطفة، و كما یقال فی سنة المغرب (ردالمحتار باب یلعیدین ج ۱ ص ۷۷۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷). ط

(۴) و رکعها شیئان التکبیرات الاربع الخ و القیام (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۳ ، ط. س. ج ۲ =

نماز جنازه ای که به اجوره خوانده شود جائز می گردد یا نه: سوال: ۶۵۸ اگر نماز جنازه

به اجوره خوانده شود اداء می شود یا نه و از نماز گزاران فرض کفایه ساقط می گردد یا نه؟

جواب: نماز جنازه اداء می شود و فرضیت ساقط می گردد اما گرفتن اجوره در حق گیرنده حرام و معصیت است و آنچه معروف می باشد اگر به حکمی مشروط شد حرام می گردد^(۱).

از شدت گرمی اگر نماز بر فرش مسجد خوانده شود، درست است یا نه: سوال: ۶۵۹ در

روز جمعه الوداع ماه مبارک رمضان در مسجد جامع جنازه ای آورده شد تعداد نماز گزاران نهایت زیاد بود، اگر نماز جنازه برون از مسجد خوانده می شد به علت موجودیت قبرها و درختان صفوف راست نمی شد و آفتاب اذیت کننده بود در اینصورت خواندن نماز جنازه بر فرش مسجد جائز است یا نه و موجب حصول ثواب خواهد شد یا نه؟

جواب: صحیح آن است که نماز جنازه بر فرش مسجد مکروه می باشد و در حدیث آمده که با خواندن نماز جنازه در مسجد ثواب حاصل نمی گردد^(۲).

با وجود عذر اگر کسی نماز جنازه را در بیرون بخواند چه حکم دارد: سوال: ۶۶۰ اگر

با وجود تکالیفی که در سوال قبلی ذکر شد کسی جنازه را از مسجد بیرون نموده و در بیرون نماز جنازه اش را بخواند چه حکم دارد؟

جواب: حکم شریعت همچنین است که جنازه را از مسجد بیرون کرده و نمازش را اداء نماید

= ص ۲۰۹. ظفر

(۱) ولا يجوز أخذ الأجرة على الطاعة كالمعصية، وفيه أن أخذ الأجرة على الطاعة لا يجوز مطلقاً عند المتقدمين، وأجازته المتأخرون على تعليم القرآن والأذان والإمامة للضرورة، كما بين في محله، ومقتضاه عدم الجواز هنا وإن وجد غيره لأنه طاعة تعين أو لا، ولا يخص عدم الجواز بالواجب نعم الاستحباب على الواجب غير جائز اتفاقاً لعموم عبارة الفتح ولا يجوز الاستحباب على غسل الميت، ويجوز على الحمل والدفن، وأجازته بعضهم في الفسل أيضاً (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۴، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۹ - ۲۰۰). ظفر

(۲) وكرهت تحريراً وقبل تنزيهاً في مسجد جماعة هو أي الميت فيه وحده أومع القوم واختلف في الخارجة عن المسجد وحده أومع بعض القوم والمختار الكراهة مطلقاً الخ وهو الموافق لإطلاق حديث أبي داود من صلى على ميت في المسجد فلا صلاة له (الدر المختار) على ما مش (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۶۷، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۴ - ۲۲۵). ظفر

واز جمله عذرهای مذکور هیچ یک سبب جواز نماز جنازه در مسجد شده نمی تواند، مذهب صحیح احناف همین است که نماز جنازه در هر حالی در مسجد مکروه می باشد.

بدون عذر خواندن نماز جنازه در مسجد درست است یا نه: سوال: ۶۶۱ اگر هیچ عذری

نباشد بلکه تصادفاً نماز جنازه در مسجد خوانده شود نماز جنازه می شود یا نه؟

جواب: نماز جنازه اداء می شود و فرض کفایه ساقط می گردد اما ثواب حاصل نمی شود^(۱).

درجایی که چهار طرف قبر باشد خواندن نماز جنازه و نماز فرضی مکروه است: سوال:

۶۶۲ درجایی که پیشرو و پشت سر بلکه چهار طرف قبر باشد خواندن نماز جنازه یا فرض مکروه

است یا نه؟

جواب: در چنین جایی خواندن نماز مکروه است^(۲).

خواندن نماز جنازه هیچر و تدفین ایشان در قبرستان مسلمانان جائز است یا نه: سوال:

۶۶۳ خواندن نماز جنازه مردم قوم هیچر و غیره که از لواطت و غیره پول بدست می آورند و دفن

ایشان در قبرستان مسلمانان و گرفتن خیرات آنها جائز است یا نه؟

جواب: در حدیث شریف آمده: (صلوا علی کل بر وفاجر) از اینجا معلوم می گردد که باید نماز

جنازه هر شخص نیک و بدی خوانده شود فقها نیز نوشته اند که به استثنای باغیان و غیره کل فقها

آنها را مستثنی قرار داده اند، باید نماز جنازه هر مسلمانی خوانده شود^(۳) اگر چه فاسق و بدکار

(۱) من صلی علی میت فی المسجد فلا صلاة له (در مختار) وروایة أحمد وأبی داود فلا شی له وابن ماجه للیس له شی وروی فلا اجر له وقال ابن عبد البر: هی خطا فاحش، والصحيح فلا شی له فی النسخ الحديث لها غیر مصروف ولا مقرونا برعید، لان سلب الاجر لا يستلزم فوت استحقاق العقاب فی لانه علم قطعا أنها صحیحة فهي مثل لا صلاة لجار المسجد إلا فی المسجد (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۸ ط. س. ج ۲ ص ۲۲۶). فخر

(۲) وكذا تكره لی اماكن كثرة كعبه ولی طریق ومزبلة ومجزرة ومقبرة ومغسل وحمام فی (الدرا المختار علی) منشی ودر المختار كتاب الصلاة ج ۱ ص ۳۵۲. فخر

(۳) وهي فرض علی كل مسلم مات خلا اربعة بقاة ولطاق طریق الخ (الدرا المختار علی) منشی ودر المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰. فخر

باشد پس چون هجر از جمله اقوام مسلمان می باشد، باید نماز جنازه ایشان خوانده شود اگر چه به علت انجام افعال شغیه فاسق هستند و باید پس از خواندن نماز ایشان در قبرستان مسلمانان دفن گردند و غیر از این باید در مجالس ایشان شرکت نکرد و دعوت ایشان به طعام غیره درست نیست صرف تجهیز و تکفین آنها که حق اسلام می باشد انجام شود و در غیر آن از ایشان دوری گردد و در قبرستان مسلمانان دفن شوند؟

وفلی که مذکر بودن و موثقت بودنش معلوم نشد چه دعائی برایش خوانده شود: سوال:

۶۶۴ زنی در جنگل ولادت نمود و در حالیکه مادر بیهوش بود جانور طفل او را طوری درید که معلوم نگردید که پسر است یا دختر پس در نماز جنازه اش دعا پسر خوانده شود یا از دختر؟

جواب: دعا پسر خوانده شود اگر دعای دختر خوانده شود نیز جائز می باشد ^(۱).

اگر نماز جنازه خوانده شود ویس از آن چند نفر بوسند نمی توان دوباره نماز خواند:

سوال: ۶۶۵ کسی که در نماز جنازه امامت نمود پس از آن ده، پنج نفری بی خبر برسند آیا می تواند دوباره با ایشان نماز بخواند یا نه؟

جواب: نمی تواند دوباره بخواند زیرا نماز جنازه تکرار نمی شود ^(۲).

کسانی که نماز جنازه را یاد ندارند در نماز جنازه شرکت کنند یا نه: سوال: ۶۶۶ کسانی که

نماز جنازه را یاد ندارند در نماز جنازه شرکت کنند یا نه و اگر شرکت کنند چه بخوانند؟

جواب: کسانی که ترتیب نماز جنازه را نمی دانند هم در نماز جنازه شرکت کنند و همراه با

تکبیر امام تکبیر بگویند و اگر دعای مألوره را یاد ندارند به جای آن (اللهم اغفر لنا ولوالدینا وله وللمؤمنین والمؤمنات) را بخوانند درست است ^(۳).

(۱) ولا یستطیع للمسی ولكن بقول اللهم اجعله لنا فرطاً واجعله لنا اجراً وذخراً الخ (هدایه باب الجنائز فصل فی الصلوة ج ۱ ص ۱۶۳) برای آنکه همبر مذکر به سوی میت برمی گردد و همبر مؤنث به تاویل به سوی نفس رجعت می کند.

(۲) وان صلی الولی لا یجز لاحد ان یصلی بعده الخ حتی لا یجوز الاعادة لا لسلطان ولا لغيره (رد المحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۲۶، ط. ص. ج ۲ ص ۲۲۳). فقیر

در جنازه تاخیر بهتر نیست: سوال: ۶۶۷ در تیار کردن جنازه عمداً تأخیر چه حکم دارد؟

جواب: در الدرالمختار آمده: (وإذا مات تشد لحياه وتغمض عيناه... ويسرع في جهاز ودر حديث ابو داود آمده: (فإذا مات فاذا نوني حتى اصلي عليه وعلجوا به^(۲)) پس معلوم گردید که در تجهیز و تکفین نباید تأخیر کرد زیرا عجله مستحب است.

نماز جنازه شخصی که خود کسی می کند: سوال: ۶۶۸ شخصی که خود کسی می کند

خواندن نماز جنازه اش جائز است یا نه؟

جواب: در الدرالمختار آمده: (من قتل نفسه ولو عمداً يغسل ويصلى عليه^(۳))، یعنی کسیکه خود را کشت اگر چه عمداً چنین کرده باشد غسل داده شود و نماز جنازه اش خوانده شود.

اول نماز ظهر خوانده شود یا نماز جنازه: سوال: ۶۶۹ بعد از زوال اول نماز ظهر خوانده

شود یا نماز جنازه و خصوصاً برای ولی اولی کدام است؟

جواب: اول نماز ظهر همراه را سنت بخوانید بعد از آن نماز جنازه را بخوانید و حکم برای ولی غیر ولی برابر است اما اگر گاهی به اساس ضرورت اول نماز جنازه خوانده شود حرجی نیست اما بهتر چنان می باشد که نخست نماز ظهر خوانده شود، چنانچه در الدر المختار همچنین آمده است.^(۴) فقط

صف نماز جنازه باید متصل باشد: سوال: ۶۷۰ مقتدیان در نماز جنازه به فاصله از یکدیگر

ایستاده شوند یا مانند نماز های وقتیّه متصل هم بایستند؟

(۱) ثم لماذا ان من لم يحسن الدعاء بالماتور يقول اللهم اغفر لنا ولوالدينا وله وللمؤمنين والمؤمنات (ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۱۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۲). ظهير

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۷۹۸، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۳. ظهير

(۳) الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۵، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۱. ظهير

(۴) وتقدم صلاحها على صلاة الجنائز اذا اجتمعوا الخ لكن في البحر قبل الاذان عن الحلبي القنوي على تاخير الجنائز عن السنة (الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب العيدين ج ۱ ص ۷۷۵، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷). ظهير

جواب: صف باید متصل باشد مانند جماعت فرائض و قیہ.

نماز دو چہار جنازہ یکجا: سوال: ۶۷۱ با خواندن نماز دو چہار جنازہ یکجا نماز می شود یا نہ؟ اگر یک دو تکبیر نماز جنازہ از مقتدی فوت شود بعد از سلام گرداندن امام تنہا تکبیر بگوید یا دعا ہم بخواند؟

جواب: یکجا بخواندن نماز جنازہ دو چہار، دہ و بیست میت صحیح می باشد و نماز ہمہ اداء می شود اگر چہ بہتر علیحدہ علیحدہ خواندن می باشد، در الدر المختار آمدہ: (و اذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوۃ علی کل واحدہ اولی.... وان جمع جائز) ^(۱) و کسیکہ بعداً در نماز جنازہ داخل می شود، بعد از فراغت امام صرف تکبیرات را گفتہ و سلام بگرداند و اگر تشویش برداشتن جنازہ باشد طوریکہ اکثراً چنین می باشد دعا نکند و چنین چیزی در الدر المختار آمدہ است ^(۲).

درمیان تکبیر چہارم و سلام دعائی نیست: سوال: ۶۷۲ در نماز جنازہ درمیان تکبیر چہارم و سلام خواندن دعا جائز است یا نہ؟ در بعضی از کتب احناف آنرا جائز نوشتہ اند و بعضی دیگر ناجائز؟

جواب: ظاہر مذهب احناف آن است کہ بعد از تکبیر چہارم دعائی نیست لہذا ترک آن حرام است اگر چہ در جواز آن نیز روایاتی وجود دارد، در الدر المختار آمدہ: (ویسلم بلا دعاء) و در شامی: (قوله بلا دعاء هو ظاهر المذهب) ^(۳).

ہنگام غروب آفتاب نماز جنازہ دوست است یا نہ: سوال: ۶۷۳ شخصی نماز جنازہ را ہنگام غروب می خواند آیا شخصی مذکور مصیب است و آیا در نماز جنازہ اجری است و اعادہ نماز جنازہ لازم است یا نہ؟

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۹۱ ط. س. ج ۲ ص ۲۰۸ صبر

(۲) ثم یکر ان ما لہما بعد الفراغ ان غشا و رفع المیت علی الاعناق (الدوا المختار علی هامش رد المحتار، باب الجنائز ج ۱ ص ۸۰۰ ط.

س. ج ۲ ص ۲۱۶ ظہیر

(۳) رد المحتار باب صلاۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷ ط. س. ج ۲ ص ۲۱۳ ظہیر

جواب: آن شخص در ادای نماز جنازه مصیب است و اجر نماز جنازه را حاصل می کند و حاجت اعاده نیست بلکه اعاده جائز نیست و در شامی از شرح منیه نقل گردیده: (بخلاف ظهور ها فی وقت مکروه ... ای تجوز الصلوة علیها فی هذا الصورة بلا کراهة^(۱)).

اگر در اوقات مکروهه جنازه بیاید چه حکمی وجود دارد: سوال: ۶۷۴ اگر جنازه در وقت مکروهه بیاید آیا رسیدن مذکور در حکم (اذا حضرت) داخل است یا نه؟

جواب: داخل نیست.

صرف زنان می توانند نماز جنازه را بخوانند یا نه و اشتراک ایشان در جماعت مردان چه حکم دارد: سوال: ۶۷۵ آیا صرف زنان می توانند نماز جنازه را بخوانند یا نه؟ و اشتراک زنان در جماعت مردان درست است یا نه؟

جواب: در شامی از فتح القدر منقول است که جماعت زنان تنها در نماز جنازه مکروه نیست^(۲) و نماز جنازه اداء می شود حتی اگر یک زن تنها نماز جنازه را بخواند باز هم فرض ساقط می گردد: (واعلم ان جماعتهم لا تکره فی صلوة الجنائز)^(۳)، و حاضر شدن زنان در جماعت مردان مطلقاً مکروه می باشد طوریکه در الدر المختار آمده: (ویکره حضورهن الجماعة)^(۴).

فصل ششم: قبر، دفن و مسائل مربوط به آنها

در زمین ریگی ساختن لحد از خشت خام چه حکم دارد: سوال: ۶۷۶ در زمین ریگی قبر درست نمی ماند بلکه پس تیار شدن یا هنگام انداختن خاک می افتد، در چنین حالتی اگر لحد از خشت خام ساخته شود شرعاً جائز است یا نه؟

(۱) ردالمحتار کتاب الصلوة تحت قوله: ولی التحفة الافضل ان لا تؤخر الجنائز ج ۱ ص ۳۴۶، ط. س. ج ۲ ص ۱۶۷. ظهیر

(۲) ردالمحتار باب الامامة تحت قوله ویکره تعریما جماعة النساء واولی الترابیع فی غیر صلاة الجنائز لانهما لم تشرع مکروه ج ۱ ص ۵۲۸، ط. س. ج ۲ ص ۵۶۵. ظهیر

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الامامة ج ۱ ص ۵۲۹، ط. س. ج ۲ ص ۵۶۶. ظهیر

(۴) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷، ط. س. ج ۲ ص ۵۶۶. ظهیر

جواب: در چنین حالتی ساختن لحد از خشت خام جائز بوده و سنت لحد توسط آن اداء می شود و هیچ کراهیتی نخواهد داشت، زیرا حکم گذاشتن خشت خام و بستن دهن لحد توسط آن از حدیث و فقه ثابت می باشد و در قبر پیامبر (ﷺ) خشت خام استعمال گردیده است پس اگر به اساس صورت مذکور در هر طرف لحد خشت خام گذاشته شود بدون شبه جائز و مستحب می باشد طوریکه از عبارات کتب فقه ظاهر است: (ویسوی اللبّن علیہ^(۱)) الدر المختار (ای علی اللحد بان یسد من جهة القبر ویقام اللبّن فیہ....) شامی و لا باس من اتخاذ تابوت ولومن حجر او حدید له عند الحاجة کرخاوة الارض.... الدر المختار و در ردالمختار آمده: و لا باس باتخاذ تابوت.... ای یرخص ذلک عند الحاجة والا کره کما قدمناه آنفاً قال فی الحلیة نقل غیر واحد عن الامام ابن الفضل انه جوزہ فی ارا ضیهم لو خاوتها وقال لکن ینبغی ان یفرش فیہ التراب و تطین الطبقة الالی ممایلی المیت و یجعل اللبّن الخفیف علی یمین المیت او یساره لیصیر بمنزلة اللحد والمراد بقوله ینبغی یسن^(۲)) از بخش آخر این عبارت شامی معلوم می شود که حصه ای که در سوال درج است عیناً مطابق سنت بوده و شبه هیچ نوع کراهیتی در آن وجود ندارد، زیرا که چنین چیزی حقیقتاً خود لحد است و صرف به خاطر نیفتادن لحد هر طرف خشت خام گذاشته شده که خلاف سنت نیست پس با اینکار عمل به سنت به خوبی حاصل می گردد که مطلوب می باشد. فقط

از ورثه میت خط گرفتن که فاتحه و نشانه قبر نباشد چه حکم دارد: سوال: ۶۷۷ یک

قبر در جایی قرار دارد و قبر مذکور کاملاً جدید می باشد و مردم آنجا از ورثه میت به جبر خط گرفته اند که به این شرط اجازه دفن است که اجازه فاتحه و غیره داده نشود و نشانه قبر نیز قصداً طوری از بین برده شود که هیچ علامه باقی نماند تا مردم آنجا نماز نخوانند و تا قبر مانع رفت

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۳۷ ، ط. م. ج ۲ ص ۲۳۶. ظفر

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۳۶ ، ط. م. ج ۲ ص ۲۳۷. ظفر

و آمد مردم نگردد و در نماز خواندن مشکل پیش نکند، لذا از میان بردن علامه قبر به دلائل مذکور و خط گرفتن از ورثه میت به جبر به اساس شریعت جائز است یانه و کسیکه علامه قبر جدید را از میان می برد شرعاً خاطی است یانه؟

جواب: قبر را منسم یعنی به شکل سنام (کوهان) اشتر ساختن مسنون و مستحب است وعده ای آنرا لازم و واجب گفته اند صاحب بدائع گوید: (وفی الظهیرة وجوباً قدر شبر ای اکثر شینا قلیلاً) و در شامی آمده: (قوله وینسم ای یجعل ترابه مرتفعاً علیه کسنام الجمل بماروی البخاری عن سفیان النمار انه رأى قبر النبی ﷺ منسماً....^(۱)) همچنان در الدر المختار چنین آمده: (و ینخیر المالك بین اخراجه ومساواته بالارض^(۲)) از اینجا معلوم می گردد که اگر در زمین ملکیت کسی بدون اجازه مالک میت دفن گردد پس مالک اختیار دارد که میت مذکور را از آنجا برون کند یا زمین را هموار نماید که شکل قبر باقی نماند، پس اگر در زمین ملکیت کسی اراده دفن کردن میت باشد مالک زمین می تواند چنین شرط هایی را بگذارد، اما در قبرستان موقوفه هیچ کسی نمی تواند چنین کند یا بر چنین شرایطی خط بگیرد والله اعلم.

بعد از دفن نمی توان میت را از قبر کشید: سوال: ۶۷۸ آیا در بعضی حالات می توان مرده را از قبر کشید یانه، اگر می توان چنین کاری کرد در چه حالاتی خواهد بود؟

جواب: در الدر المختار آمده: (ولا ینخرج منه بعد اهالة التراب الالحق آدمی کان تکن الارض مفضوذة واخذت بشفعة وینخیر المالك بین اخراجه ومساواته بالارض کما جاز زرعه والبناء علیه اذا بلی وصار تراباً^(۳)) مفهوم این عبارت آن است که بعد از خاک انداختن میت را نمی توان از قبر برون کرد مگر به دلیل حقوق العباد مثلاً اینکه زمین مفضوذه باشد یا در زمین شخصی بدون

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶. ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰ ج ۲ ص ۲۳۸. ظفر

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷. ظفر

اجازہ مالک دفن شدہ باشد در آنصورت مالک اختیار دارد کہ میت را از آنجا برون کند یا زمین را هموار نماید و نگذار کہ برای قبر نشانہ بسازند، پس ہمین عبارت جواب سوال مذکور می باشد. فقط

تدفین در زمین دیگران بدون اجازہ: سوال: ۶۷۹ اگر شخصی بدون آنکہ از مالک بپرسد میت را در زمین کسی دفن کند، در این حالت شرعاً چه حکمی وجود دارد و مرده عذاب خواهد شد. یا نہ مالک زمین مستحق اجر و ثواب خواهد بود یا نہ؟

جواب: اگر در زمین کسی بی اجازہ مرده دفن گردد، مالک زمین می تواند میت را از آن بکشد یا زمین را هموار کند و از آن کار گیرد. مرده با اینکار عذاب نمی شود و اگر مالک به رضا اجازہ دہد ثواب حاصل می کند در الدر المختار آمدہ: (و یخیر مالک بین اخراجہ و مساواتہ بالارض کما جاز زرعه والبناء علیہ اذا بلی و صادر ثراباً^(۱)).

تکفین و تدفین زن شیعه: سوال: ۶۸۰ اگر در خانہ شخص سنی زن شیعه باشد و بمیرد، آیا لازم است کہ تکفین و تدفین گردد و نماز جنازہ اش خواندہ شود یا نہ؟

جواب: شیعه چندین نوع است عدہ ای شیعه غالی هستند کہ تکفیر شدہ اند، پس اگر آن زن از این فرقہ باشد نماز جنازہ و هیچ کار دیگری نشود بلکہ مانند کفار در جایی دفن گردد اما اگر چنان نبودہ و فقط از جملہ تفضیلیہ باشد، باید مانند مسلمانان تجهیز و تکفین گردد و نماز جنازہ اش خواندہ شود^(۲).

قبری بنشینند ثبوت خاک انداختن بر آن چیست: سوال: ۶۸۱ قبری کہ بنشینند یا کاملاً با زمین یکسان شود و فرق نگردد آیا خاک انداختن بر آن مستحب است تا از زمین فرق گردد و از

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۴۰، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷. غیر

(۲) بخلاف ما اذا كان بفضل علیا اویسب الصحابة فانه متددع لا کافر (ردالمحتار باب المعمرات ج ۲ ص ۳۹۸، ط. س. ج ۳ ص ۱۶)

اهانت یعنی راه رفتن بر آن وغیره حفاظت شود سند این مسأله را از شامی وغیره کتب فقه لطف نمائید.

جواب: چنین تصریحی در شامی وغیره کتب فقه به نظر نرسید که خاک انداختن بر آن مستحب باشد البته جواز آن از علت ثابت شده می تواند که در جواز کتابت بر قر منقول است در شامی آمده: (وان احتیج الی الکتابه حتی لا یذهب الاثر ولا یمتن فلا باس^(۱)) همچنان در شامی وشرح منیه چنین آمده: (ولا یزاد علی التراب الذی خرج من القبر وتکره الزیاده وعن محمد لا باس بها^(۲)) اگر چه روایت (حشی التراب فی القبر) آمده اما از عموم آن این استدلال شده می تواند که خاک دیگری را بر قبر انداختن مطابق روایت امام محمد در (لاباس) داخل می باشد.

اگر زن حامله ای بمیرد آیا می توان شکمش را درید و طفل را بیرون آورد یانه: سوال:

۶۸۲ اگر زن درحالی که چهار ماهه شش ماهه، هفت ماهه یا نه ماهه حامله باشد وبمیرد آیا می توان شکمش را درید و طفل را بیرون آورد یانه:

جواب: در الدرالمختار نوشته شده که اگر زن حامله بمیرد ودر شکمش طفل زنده باشد وحرکت کند شکمش پاره شود وطفل از آن برون آورده شود، پس وقتی که ازحمل مدتی بگذرد که طفل به حرکت آغاز کند ومادرش بمیرد وپس از مردن مادر بازهم حرکت واضطراب داشته باشد حکم آن چنان است که گفتیم وبرای آن قید مدت وجود ندارد بلکه اگر حامله نه ماهه هم باشد وحرکت طفل در شکمش معلوم نباشد نباید شکمش دریده شود بلکه مدار زنده بودن طفل برحرکت واضطراب می باشد نه بر مدت حمل چنانچه عبارت الدر المختار چنین می باشد: (حامل ماتت وولدها حی یضطرب شق بطنها من الایسر ویخرج ولدها^(۳)) یعنی اگر زن حامله

(۱) ودرالمختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷. فقیر

(۲) غیبه المستملی شرح منیه المصلی ص ۵۵۴، ودرالمختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶.

(۳) الدر المختار علی هامش ودرالمختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۸. فقیر

بمیرد و طفل در شمشک زنده بوده و حرکت کند از کنار چپ شکم زن را شق کرده و طفل از آن کشیده شود.

وسعت و ارتفاع لحد چه قدر است: سوال: ۶۸۳: لحد قبر به چه اندازه وسعت و ارتفاع داشته باشد؟

جواب: درباره لحد همین قدر حکم است که به اندازه ای وسیع و فراخ باشد که مرده به خوبی در آن خوابانده شود اما حدی برای آن تعیین نشده و مشهور آن است که ارتفاع آن به اندازه ای باشد که بتوان میت را در آن نشانند اما شرط ضروری نیست ^(۱).

استعمال سنگ به جای تخته در قبر چه حکم دارد: سوال: ۶۸۴ استعمال سن به جای تخته در قبر جائز است یا نه؟

جواب: به ضرورت جائز است ^(۲).

رواج غلط در ارتباط باقبر: سوال: ۶۸۵ در وقت دفن میت خاک دست مسلمانان را در زیر سرو خاک دست اهل هند را زیر با گذاشتن و بر آن تخته نهادن و قبر تیار کردن جائز است یا نه؟

جواب: برای مسلم ساختن لحد مسنون می باشد و اگر به علت نرم بودن زمین لحد ساخته نشود، میان قبر مانند صندوق شق گردد و میت در آن نهاده شده و بالایش تخته گذاشته شود باز هم درست است، امور دیگر که خلاف سنت می باشد باید ترک گردند.

اطراف قبر را پخته نمودن و نصب سنگ بر آن چه حکم دارد: سوال: ۶۸۶ زید برای حفاظت و نشانه اطراف قبر پدر مرحوم خود را پخته نموده و میان آنرا خام گذاشته و بر سن مرمر

(۱) واللحد ان یحفر فی جانب القبلة من الارض حفرة فیرضع فیها الميت ویصب علیها اللبن ویلحد لانه السنة وصفه یحفر القبر ثم یحفر فی جانب القبلة منه حفرة فیرضع فیها الميت ویجعل ذلك کالیت المسقف (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵ - ۸۳۶ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۵ - ۲۳۶) . ظفر

(۲) یروی اللبن علیه والقص لا الاجر المطبوع والعشب لو حوله اوفوقه فلا یکره (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶) . ظفر

تاریخ را کنده کاری نموده، آیا صورتی برای جواز آن وجود دارد یا نه؟

جواب: شامی از صحیح مسلم این حدیث را نقل نموده: (نبی رسول الله ﷺ) عن تخصیص القبر وان یکتب علیها وان ینی علیها^(۱) یعنی منع موده پیامبر (ﷺ) از پخته کردن قبرها واز نوشتن برآن واز تعمیر کردن آن پس چیزی که در سوال پرسیده شده شرعاً درست نیست.

هموار کردن قبر پخته چطور است: سوال: ۶۸۷ در صحن دوکان زید یک قبر خامه سابقه وجود داشت، بعضی از مردم بدون آگاهی زید آنرا پخته نمودند و معلوم است که پس از این بر آن چراغ روشن خواهد شد و آنرا پرستش خواهند نمود آیا شرعاً بر زید واجب است که قبر مذکور را هموار کند؟

جواب: زید می تواند این قبر را ویران نموده و هموار کند و انجام اینکار درست بوده و پخته گذاشتن آن جائز نیست^(۲).

از قبری که استخوان برآید آیا می توان میت را در آن دفن کرد: سوال: ۶۸۸ در جایی قبر کنند از آن استخوان مرده برآمد دفن کردن مرده جدید در آن جائز است یا نه؟

جواب: استخوان ها را یک طرف گذاشتن و دفن نمودن میت جدید در آن درست است^(۳).

زمین وقف قبرستان رابه گرویه دادن وزن را برای جارو کشی مقرر کردن درست نیست:

سوال: ۶۸۹ هنده به حیث جارو کش در قبر یک شخصیت بزرگ کار می کند نزدیک این

(۱) مشکوٰۃ باب دفن الميت ص ۱۴۸، و ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷، ظفر

(۲) ولا یطلى للنهی عنه ولا یرفع علیها بناء (ردمختار) ای لا یطلى بالجمع بالفتح قوله لا یرفع ای یحرم لو للزنیة ویکره لو للاحکام بعد الدفن (ردالمحتار ج ۱ ص ۸۳۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷) لمالی صحیح مسلم عن جابر قال نبی رسول الله ﷺ ان یخصص القبر وان ینی علیه (ابن ماجه ج ۱ ص ۸۳۸، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷)، ظفر

(۳) کما جاز زوجه والبناء علیه اذا بلی وصار تراباً (ردمختار) زوجه ای القبر ولو غیر مضروب وکذا یجوز دفن غیره علیه (ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۸) قال فی الفتح: ولا یحفر قبر لدفن آخر إلا ان بلی الاول فلم یبق له عظم إلا ان لا یوجد، فنعص عظام الاول ویجعل بینهما حاجز من تراب فی الاولی اناطة الجواز بالبناء، إذا لا یمکن ان بعد لکل میت قبر لا یدفن فی غیره وان صار الاول تراباً لا یسمی فی الامصار الکبیره الجامعه، ولا نرم ان تعم القبور السهل والوعر، علی أن المنع من الحفر إلى أن لا ینی ع. عسر جداً فی (ردالمحتار مطلب فی الدفن ج ۱ ص ۸۳۵، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۳)، ظفر

زیارت قبر های مسلمانان قرار دارد، قبر های مسلمانان را ویران نمودن وزمین را هموار کرده و برای گرداندن آسیا توسط ماشین آنها به کرایه دادند، آیا اینکار جائز است؟ آیا مقرر کردن زن در مقبره بزرگان به حیث جارو کش جائز است یا ناجائز؟

جواب: فقها نوشته اند که درست است که قبرهای سابقه هموار گردد و در آن تعمیر و زراعت صورت گیرد ^(۱) اما در قبرستان موقوفه هموار کردن قبرها و به کرایه دادن آن درست نمی باشد ^(۲) زن را به حیث جارو کش در مقابر درست نیست ^(۳).

مردۀ را جای دیگری بردن و دفن کردن جائز است یا نه؟ سوال: ۶۹۰ مردۀ ای را که در جای دیگر مردۀ باشد آیا می توان به اساس وصیتش به وطن خودش بردۀ و دفن نمود در حالیکه وطن خودش از آنجا پنجاه میل فاصلۀ داشته باشد، آیا اینکار کاملاً حرام است یا مکروه تحریمی یا مکروه تنزیہی؟ در بعضی از احادیث ثبوت آن دیدہ می شود عبدالرحمن بن ابی بکر (رضی) را صحابہ به مکۀ آورده و دفن کردند، آیا این عمل صحابہ برای جواز حجت کافی می باشد یا نه؟ شامی والد ر المختار نوشته اند کہ (لاباس به) منظور من آن است کہ در این مورد فتنہ بزرگی برپا شدہ است لہذا جواز یا عدم جواز ہر طرفی کہ راجح باشد طور مفصل تحریر فرمائید.

جواب: در شرح منیہ آمدہ: (و يستحب فی القتل والمیت دفنہ فی المكان الذی مات فیہ مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن قدر میل او میلین فلا بأس بہ قبل هذا التقدير عن محمد يدل علی ان نقله من بلد الی بلد لایجوز او مکروه ولان مقابر بعض البلدان ربما بلغت هذه المسافة ففیہ

(۱) گما جائز زوجه والنساء علیہ اذا بلی وصار قریباً (الدور المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۸، ظہیر

(۲) لافذا تم ولزم لایمکنک ولا یجوز ولا یرحم (الدور المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الوقف ط. س. ج ۲ ص ۵۳۱)، ظہیر

(۳) وبزیارة القبور وهو للنساء (درمختار) ولعل یحرم علیهن الخ وان کان للاختیار والیرحم من غیر بکاء الخ فلا بأس اذا کن عجانز ویکره اذا کن شواب کحضور الجماعة فی المساجد اه وهو توفیق حسن (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۳، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۲) از اینجا معلوم می شود کہ جارو کشی زن در زیارت به درجہ اول جائز لغواہد بود زیرا امکان فتنہ است، والله اعلم، ظہیر

ضرورة ولا ضرورة فی النقل الی بلد آخر وقيل يجوز ذلك مادون السفر لما روی ان سعد بن وقاص مات فی قریه علی اربعة فراسخ من المدينه فحمل علی اعتناق الرجال اليها وقيل لا يكره فی مدة السفر واما بعد الدفن فلا يجوز اخراجه ^(۱)، وشامی در شرح این قول الدر المختار كه گوید: (فلا باس بنقله قبل دفنه) گوید (ليل مطلقاً وقيل الى مادون مدة السفر وقدره محمد بقدر ميل او ميلين لان مقابر البلاد ربما بلغت هذه المسافة فيكره فيما زاد قال فی النهر عن عقد الفراید هو الظاهر ^(۲)) از این عبارات معلوم است كه قبل از دفن در انتقال میت اختلاف است، عده ای از علما آنرا جائز می دانند وتعداد ناجائز ومكروه وظاهراً مراد از مكروه مكروه تحریر می باشد واینكه مصنف نهر آنرا (هو الظاهر) می گوید ترجیح آنرا اقتضا می نماید.

رو سوی قبله کردن و خواباندن به دست راست در قبر: سوال: ۶۹۱ در قبر روی میت را

به سوی قبله نمودن ضرور است یا به پهلوی راست خواباندن سنت است؟

جواب: در کتب فقه نوشته شده: (ویوجه اليها وجوباً) یعنی میت را به سوی قبله متوجه گردانده می شود واینکار واجب است ودر شامی آمده: (لی التحفة بانه السنة ^(۳)) یعنی (تحفها تصریح نموده كه اینکار یعنی روی میت را به سوی قبله کردن سنت است ودر الدر المختار آمده: (ویبغی كونه علی شقه الایمن ^(۴)) یعنی شائسته است بودن او به دست راست؟

بعد از دفن هفتاد قدم عقب رفتن ودعا کردن بدعت است: سوال: ۶۹۲ پس از دفن میت

هفتاد قدم عقب رفتن ودعا کردن چه حکم دارد؟

جواب: پس از دفن میت هفتاد قدم عقب رفتن ودعا کردن بدعت، مذموم وناجائز می باشد.

(۱) غنیة المسلمی ص ۵۶۳ . ظفر

(۲) ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۹ . ظفر

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ - ۸۳۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶ . ظفر

(۴) شامی ، ایضاً حواله بالا . ظفر

نوشتن کلمه بر گفنی: سوال: ۶۹۳ بر کفن میت با خاک کلمه شریف را می نویسند و در قبر می گذارند، پس از آن با چوب در خشت خام کلمه شریف را نوشته نزدیک سر میت به طرف مغرب می گذارند همچنان یکی از حاضرین بر چند مشت خاک چهار قل شریف را می خواند و خاک های مذکور را با میت در لحد می اندازند، این امور جائز است یا نه؟

جواب: تمام این امور خلاف شریعت بوده اصلی ندارد و باید ترک گردند.

در پخته قیر دادن کنده از گل پخته چه حکم دارد: سوال: ۶۹۴ در الدر المختار آمده: (یسوی اللبن علیه والقصب الاجر المطبوخ والخشب لو حوله اما فوقه فلا یکره) از این عبارت واضح می گردد که گذاشتن خشت پخته و کنده پخته شده در آتش در اطراف قبر مکروه می باشد و اگر ضرورت باشد درست است مشایخ بخارا گفته اند: (لا یکره الاجر فی بلدتنا للحاجة الیه لضعف الاراضی) شامی.

در زمینی که بول و مواد فاضله دیگر باشد خاک انداختن و قیر ساختن چه حکم دارد: سوال: ۶۹۵ در زمینی که از مدت ها بول و مواد فاضله افتاده باشد خاک انداختن و بعد از آن میت را در آن دفن نمودن درست است یا نه؟

جواب: در حدیث شریف آمده (زکوة الارض یسها) یعنی زمین نجس با خشک شدن پاک مدی گردد، پس اگر در چنین جایی خاک انداخته شود و زمین خشک باشد پاک بوده و دفن میت در آن درست است.

اذان دادن بر قبر بدعت می باشد: سوال: ۶۹۶ اذان بر قبر میت مسنون است یا بدعت سینه تحریمیه؟ اگر مسنون باشد عبارت عبارت (الدر المختار باب الاذان و باب الجنائز) و عبارت (مائه مسائل) و عبارت تفسیر (مظهر العجائب) و عبارت (توشیح) و عبارت (در البحار) را با حروف و صفحه نقل فرموده و به تصریح جواب بدهید و اگر بدعت سینه تحریمیه باشد پس وجوهاتی را

که زید ذکر می کند مثلاً می گوید اذان تلقین بعد از دفن است، اذان هنگام آمدن منکر و نکیر نفع می دهد، اذان تکبیر است که قبر سعد بن معاذ شده و از احادیث اذا رایتم الحریق فکبروا ثابت می باشد، اذان دعا است، اذان عمل صالح است، اذان سبب اجابت دعا است، اذان ذکر رسول الله است اذان سبب رحمت است، اذان دافع وحشت میت می باشد، اذان دافع غم و هم می باشد؟

جواب: اذان گفتن بر قبر خلاف سنت و بدعت سینه می باشد طوریکه از تصریحات فقها ثابت است و وجوهی که زید بیان می کند همه باطل اند و بر عدم تدبر و جهل او دلالت می نماید اذان بی شک ذکر است اما برای هر ذکرى جایی را که شارع (ﷺ) تعیین نموده و باید در همانجا نگهداشته شود و اگر نه تعدی از حدود الله خواهد بود و خداوند عزوجل فرموده است: (ومن یتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون) احداث در دین همین است که کسی از رای و قیاس خود تخصیصات و تقیدات مقرر کند و در موقعی که جای ذکرى نیست آنرا بر آنجا معمول به بسازد، چنانچه در حدیث روایت شده: (عن نافع ان رجلاً عطس الى جنب ابن عمر فقال الحمد لله والسلام على رسول الله قال ابن عمر وانا اقول الحمد لله والسلام على رسول الله وليس هكذا علمنا رسول الله (ﷺ) ان نقول الحمد لله على كل حال^(۱)) صاحب لمعات در شرح این روایت می نویسد: (قوله ليس هكذا ای لکن ليس المسنون فی هذه الحالة هذا القول وانا الذى علمنا فيه ان نقول الحمد لله على كل حال فقط من غير زيادة السلام فيه الى ان قال فالزيادة فى مثله نقصان فى الحقيقة كما لايزاد فى الاذان بعد التهليل محمد رسول الله وامثال ذلك كثيرة^(۲)) پس معلوم گردید که چنین اختراعات از جانب خود در حقیقت ساختن شریعت جدید می باشد، این قیاسات زید در حقیقت مانند آن است که مثلاً کسی در نماز شام به جای سه رکعت چهار رکعت تعیین کند که در قرائت قرآن، رکوع، سجده، تسبیح، تحمید و غیره که همه اذکار و عبادات اند می باشد. فقط

(۱) مشکوٰۃ المصابیح باب العطاس والتأویب فصل ثالث ۴۰۶. ظفر

(۲) حاشیه مشکوٰۃ باب العطاس والتأویب ص ۶۰۴ ظفر

خلاصہ آنکہ حال مبتدعین همچنین است کہ یادلائل بیجا امور محدثہ مخترعہ در دین را جائز می گویند بہ همین جهت است کہ پیامبر (ﷺ) بدعت و مبتدع را نہایت مذمت فرمودہ است، چنانچہ می فرماید: (ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسك بسنة خير من احدث بدعة^(۱)) وعن ابراهيم بن ميسره قال قال رسول الله (ﷺ) من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام: رواه البيهقي في شعب الايمان مرسلاً^(۲) پس اذان گفتن بر قبر بہ اساس قیاسات فاسدہ خود احداث در دین است، در شامی آمدہ: (تبينه في الاقتصار على ذكر من الوارد واشارة الى انه لا يمسق الاذان عند ادخال الميت في قبره كما هو المعتاد الان وقد صرح ابن حجر في فتاواه بانه بدعة وقال من ظن قياسا على نديها للمولود الحاقاً لخاتمة الامر بابتدائه فلم يصب وقد صرح بعض علمائنا وغيرهم بکراهة المصافحة المتعادة عقب الصلوة مع ان المصافحة سنة وما ذاک الا لکونها لم تؤثر فی خصوص هذا الموضع فالمواظبة عليها فيه توهم العوام بانها سنة فيه ولذا منعوا عن الاجتماع لصلوة الرغائب التي احدثها بعض المتعبدین لانها لم توء تر علی هذه الكيفية فی تلك الليالي المخصوصة وان كانت الصلوة خير موضوع^(۳)).

در خاک انداختن بر قبر کهنه مضایقه ای نیست. سوال: ۶۹۷ اگر قبری بنشیند یا بیفتد

آنها از سر نو درست کردن جائز است یا ناجائز؟

جواب: در اینکار حرجی نیست.

اگر بعد از مکمل شدن قبر کسی بیاید وبر آن خاک بیندازد چه حکم دارد: سوال:

۶۹۸ اگر بعد از خاک انداختن بر میت کسی بیاید برای او خاک انداختن جائز است یا نه؟

جواب: پس من از تکمیل شدن قبر بہ خاک انداختن ضرورت نیست.

(۱) مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة لعمري ثالث ص ۳۹. ظهير

(۲) ايضا. ظهير

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنازة مطلب دفن الميت ج ۱ ص ۸۳۷، ط. م. ج ۲ ص ۲۳۶. ظهير

دُفْنِ میت در قبر سابقه چطور است: سوال: ۶۹۹ اگر تصادفاً در قبر هنگام لحد کردن استخوان ها یا نعش مرده بیرون شود مرده در آن لحد گذاشته شود یا قبر دیگری کنده شود و در آن دفن گردد همچنان دیده و دانسته میت را در قبر کهنه دفن کردن چه حکم دارد؟

جواب: دیده و دانسته قبر سابقه را در حال موجود بودن صیت بدون ضرورت کندن جائز نیست و اگر تصادفاً در قبری که کنده می شود از آن استخوان ها مرده بیرون آید آنرا یکطرف کنید و در میان فاصله ای بسازید و میت دومی را دفن کنید جائز است، زیرا بعد از پوشیده شدن مرده حکم جواز آن مختار است چنانچه شامی بعد از نقل اقوال علما می نویسد (فالاولی اناطة الجواز بالبلاء اذ لا يمكن ان يعد لكل ميت قبر لا يدفن فيه غيره^(۱)) و قبل از (البلاء) اینکار را نا جائز قرار داده چنانچه می نویسد: (وما يفعله جملة الحفارين من نبش القبور التي لم تمل اربابها وادخال اجانب عليهم فهو من المنكر الظاهر)

طفلی که مرده تولد شده چگونه دفن گردد: سوال: ۷۰۰ طفلی که مرده تولد گردیده آیا در قبر برایش لحد ساخته شود یا اینکه در چقوری مانند کفار زیر خاک گردد؟

جواب: چقوری کندن و مرده را در آن انداختن صرف برای کافر یا مرتد گفته شده برای اولاد مسلمان که مرده تولد شده باشد چنین کار کردن در هیچ جایی از نظر نگذشته صرف در ارتباط نماز جنازه و کفن گفته شده: (ادرج فی خرقه و دفن و لم یصل علیه^(۲)) بلکه اطلاق کلمه دفن و نگفتن حفر مشعر بر آن است که منظور دفن معمول می باشد.

ارتفاع لحد در قبر به چه اندازه باشد: سوال: ۷۰۱ قبر دارای لحد باشد یا صندوق، لحد یا صندوق باید آنقدر ارتفاع داشته باشد که انسان بتواند در آن بنشیند لطفاً از روی سند بگوئید که بالا از لحد یا صندوق باید به چه اندازه عمق داشته باشد مفصلاً تحریر فرمائید که جنگی رفع

(۱) و المختار باب صلاة الجنازة مطلب فی دفن الميت ج ۱ ص ۸۳۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۴. ظفر

(۲) ایضا ط. س. ج ۲ ص ۲۳۳. ظفر

گردد.

جواب: در حدیث شریف در این مورد چنین آمده: (واحفروا واوسعوا واعمقوا واحسنوا) یعنی قبر بکنید و آنرا وسیع بسازید و عمیق بسازید و خوب بسازید، در کتب فقه نوشته شده: (وحفر قبره مقدار نصف قامة فان زاد فحسن^(۱)) یعنی عمق قبر به اندازه نصف قد باشد و اگر برابر قد باشد بسیار خوب است خلاصه درجه ادنی آن است که به اندازه نصف قد باشد و درجه اعلی آن است که برابر قد باشد، و در مورد لحد فقط آمده که وسیع باشد که میت در آن خوابانده شود و این قید نیز ضروری نیست که آنقدر ارتفاع داشته که میت در آن نشانده شود، اگر به این اندازه باشد بهتر است و مگر نه حرجی نیست و در مذهب ما بودن لحد افضل می باشد یعنی در داخل قبر در یک سمت لحد حفر گردد که میت در آن گذاشته شود و در اینکار جایی برای جنگ نیست مختصر آنکه قبر را حفر کنید و در آن لحد بسازید بهتر است و اگر به علت نرم بودن زمین داخل قبر شق گردد و در آن حفره دیگر ساخته شده و میت در آن گذاشته شود بالای آن بانگس یا خشت خام بگذارید که با آن مسدود گردد این هم درست است و سپس بر آن خاک بیندازید این است طریقه ساختن قبر که جایی برای جنگ در آن وجود ندارد.

قبری که باز شود چطور باید آنرا مسدود کرد: سوال: ۷۰۲ در مناطق کوهستانی قبرها را

به شکل صندوق می سازند و تخته ای که بر می گذارند شش ماه یا یک سال بعد می شکنند و اجساد اکثر از قبرها بیرون می شود این قبرها را چطور باید مسدود کرد، باید چوب گذاشت و بر آن خاک ریخت یا اینکه مستقیماً به روی جسد خاک انداخته شود؟

جواب: بهتر آن است که چوب یا سنگ گذاشته شده و بر آن خاک انداخته شود^(۲).

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۸. ظفر

(۲) ولا یاس بالماض تاوت ولو حجر او حديد له عند الحاجة كخرارة الارض ثم یعمل المقعدة ثم یسوی اللبن علیه و القصب لا الاجر المطروح والخشب لو حوله اما لفرقه فلا یكفره (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی دفن الميت ج ۱ ص ۸۳۴، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۴). ظفر

نہادن سنگ به جای تختہ در منطقہ بارانی: سوال: ۷۰۳ چون تختہ ای کہ بر قبر ہا گذاشتہ می شود بہ سبب کثرت بارش بہ زودی می شکند اگر بہ جای آن تختہ سنگی ہای ہموار گذاشتہ شود جائز است یا نہ؟

جواب: جائز است ^(۱).

اگر بعد از دفن قبر بنشیند چہ باید کرد: سوال: ۷۰۴ اگر هنگام دفن میت هنگامی کہ نصف قبر تیار شدہ قبر بنشیند چہ باید کرد؟

جواب: در اینصورت در جای دیگر قبر حفر شود و یا همانجا را مجدداً صاف و درست نمایند.

اگر قبر بعد از گذاشتن میت بنشیند چہ باید کرد: سوال: ۷۰۵ اگر قبر بعد از گذاشتن میت و پس از آن خاک افکنده شد، بنشیند آیا مردہ را باید از قبر برون کرد و قبری دیگری ساخت؟

جواب: در اینصورت باید میت از قبر کشیدہ نشود بلکہ خاک بالای آن درست گردد، زیرا کشیدن میت از قبر بہ این وجہ درست نیست طوریکہ در الدر المختار آمدہ: (ولا يخرج منه بعد اهالة التراب الالحق آدمی ^(۲)).

در قبر سابقہ دفن میت جائز است یا نہ: سوال: ۷۰۶ در قبر سابقہ دفن کردن میت جائز می باشد یا نہ؟

جواب: در قبر سابقہ ای کہ در آن نشان میت باقی نماندہ باشد دفن کردن میت دیگر درست است طوریکہ در شامی آمدہ: (وقال زيلعي ولو بلى الميت وصار تراباً جاز دفن فی قبر.... ^(۳)).

(۱) ولا بأس باتخاذ تابوت ولو حجر او حديد له عند الحاجة كرخاوة الارض في وحل المقعدة في وسوى اللبن عليه والقص لا الاجبر المطروح والخشب لو سوله اما لونه فلا يكره (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في دفن الميت ج ۱ ص ۸۳۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۴). ظہیر

(۲) الدر المختار علی هامش و ردالمحتار کتاب الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷. ظہیر

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في دفن الميت ج ۱ ص ۸۳۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۳. ظہیر

در خانه شخصی دیگری میت را غسل دادن چطور است: سوال: ۷۰۷ خانه ای ساخته شده

بود مگر دروازه نداشت در نزدیک آن خانه در راه زن دیوانه ای وفات کرد، چند نفر مسلمان میت مذکور را برداشته و به آن خانه برده و او را غسل داده و تکفین کردند و بردند، اجازه اینکار از مالک خانه گرفته نشده بود، اینکار چه حکم دارد زیرا مالک خانه را نهایت آزرده ساخته است؟

جواب: اینکار امر ضروری و بر ذمه تمام مسلمانان فرض بود آزرده گی صاحب خانه بسیار بیجای باشد با اینکار چه نقصی به خانه او رسیده است.

به دلیل عذری میت را در تابوت گذاشتن و دفن نمودن و سپس به جای دیگری بردن و دفن کردن چه حکم دارد: سوال: ۷۰۸ اگر به علت عذری میت را در تابوت گذاشته و در خانه دفن شود و بعد از زائل شدن عذر تابوت برون آورده شود و در جای دیگری دفن گردد جائز است یا نه؟

جواب: بعد از دفن برون آوردن میت یا تابوت درست نیست زیرا در الدر المختار آمده: (ولا لیخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق آدمی کان تکون الارض مغضوبة او اخذت بشفعة^(۱)).

در شخصی بر میت چقدر خاک بیندازد: سوال: ۷۰۹: هنگام دفن میت هر نفر باید چقدر خاک بر او بیندازد؟

جواب: در این مورد محدودیتی وجود ندارد، بهتر آن است که هر نفر سه لب خاک بیندازد^(۲).
انداختن خاک بر میت خلاف سنت است: سوال: ۷۱۰ در این مناطق میت را طوری دفن می کنند که یک حفره می کنند و میت را در آن رو به قبله می گذارند، لحد، شق و غیره نمی نمایند، بلکه مستقیماً بر میت خاک می اندازند، اینکار تا چه حدی درست است؟

(۱) الدر المختار علی هامش و الدر المختار کتاب الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷، طبر

(۲) و مسح حنیه من قبل رأسه ثلاثاً (در مختار) حنیه ای پهنه جمیعاً (در المختار ج ۱ ص ۸۳۸، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶)، طبر

جواب: در الدر المختار آمده: (یلحد ...) قوله ویلحد لانه سنة شامی^(۱) پس معلوم گردد ید که لحد کردن سنت است و در صورت متعذر بودن لحد باید داخل قبر شق گردد، بدون لحد وبدون شق مستقیماً بر میت خاک الداختن خلاف سنت است، پس کسانی که چنین می کنند تارک سنت هستند که باید بطریقه سنت به ایشان گفته شود ونصیحت گردند که در آینده چنین نکنند بلکه مطابق طریقه سنت دفن کنند تعلیم دادن احکام شریعت به نادانان بر ذمه علما می باشد این غفلت از علمایی است که طریقه تدفین مطابق سنت را به ایشان تعلیم نکرده اند.

درمورد پخته کردن قبر وساختن قبه شریعت چه می گوید: سوال: ۷۱۱ پخته کردن قبر وساختن قبه بر آن از احادیث ثابت است یانه واگر به اندازه یک بالش بطور آثار ساخته شود در آن حرجی نخواهد بود، واگر ساخته شده باشد ویران کردن چه حکم دارد؟ روضه مبارک چه وقت ساخته شده ؟

جواب: ممانعت از پخته ساختن قبر وساختن چیزی بر آن در حدیث شریف آمده الفاظ حدیث چنین است (نهی رسول الله ﷺ) عن تجصيص القبور وان یکتب علیها وان ینی علیها) رواه مسلم ودر شامی نقل گردیده (وقیل لایکره البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات^(۲)) اما فقها در هیچ جایی حکم انهدام قبور را نکرده اند وابن بعضی از آثار ثبوت قبه معلوم می شود چنانچه منقول است که حضرت عمر (رضی الله عنه) به قبر حضرت ابراهیم (رضی الله عنه) رسیده در آنجا دو رکعت نفل خوان وحکم انهدام قبه را نفرمود، لذا امر انهدام قبات را هر کسی نموده خوب نکرده وبر قبر علامه ای نهادن از فعل خود آنحضرت (ﷺ) ثابت می باشد طوریکه در صحاح آمده^(۳) واز اثر حضرت عمر (رضی الله عنه) معلوم گردید که در آن زمانه نیز قبه وجود داشت وتفصیل

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۵. ظهیر

(۲) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۲. ظهیر

(۳) أخرجه ابوداود باسناد جيد ان رسول الله ﷺ حمل حجراً فوضع عند رأس عثمان مطعون وقال: العلم به قبر اخی وادفن الیه من مات من اهلی (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۸. ظهیر

آن در کتب سیر وجود دارد.

نزدیک سر ویای میت بعضی آیات مخصوص را خواندن چه حکم دارد: سوال: ۷۱۲

هنگامی که مرده ر در قبر می گذارند و قبر آماده می گردد، در این وقت دو نفر یکی به طرف سر مرده ایستاده شده سه آیت اول سوره بقره را می خواند و با انگشت اشاره نیز می کند و دیگری به طرف پای مرده ایستاده شد و رکوع آخر سوره بقره را می خواند آیا از اینکار ثوابی به مرده می رسد یا نه؟ از حدیث ثبوتی برای آن وجود دارد یا نه؟ با انگشت به سوی قبر اشاره کردن چطور است و کسانی که نمی خوانند مورد عتاب قرار می گیرند یا نه کسیکه تارک آن است گنهگار می باشد یا نه؟

جواب: از حضرت عبد الله بن عمر (رضی الله عنه) روایت شده که طرف سر قبر خواندن سه آیت اول سوره بقره و به طرف پای او خواندن آیات اخیر همین سوره مستحب می باشد در شامی آمده: (وکان ابن عمر یستحب ان یقرأ علی القبر بعد الدفن اول سورة البقرة وخاتمتها^(۱)) و در مشکوٰۃ شریف این روایت به شکل مرفوع آمده یعنی از پیامبر (صلی الله علیه و آله) روایت شده و سپس از بیهقی نقل می کند که صحیح آن است که این روایت بر ابن عمر (رضی الله عنه) موقوف می باشد^(۲) بهر حال از این روایت استحباب اینکار ثابت می گردد اما هیچ ثبوتی برای گذاشتن انگشت بر قبر وجود ندارد و چون معلوم گردید که اینکار مستحب است پس اگر کسی آنرا انجام ندهد موجب طعن و عتاب نبوده و تارک آن گنهگار نمی باشد.

اگر زن حامله ای بمیرد چطور باید او را دفن کرد: سوال: ۷۱۳ وقتی که زن حامله ای

بمیرد آیا او را باید با طفلش دفن کرد یا اینکه شک او را پاره کرده و طفل را از آن برون آورد؟

جواب: اگر زن حامله بمیرد دیده شود که اگر طفل تکمیل بوده زنده باشد و حرکت کند پس

(۱) و دالمحاضر باب صلاة الجنائز تحت قوله ويستحب حقی الخ ج ۱ ص ۸۴۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷. ظفر

(۲) لقد ثبت انه ﷺ قرأ اول سورة بقره عند راس میت و اخرها عند رجليه (و دالمحاضر ج ۱ ص ۸۴۳ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷. ظفر)

شکم زن متوفیه را پاره کرده و طفل از آن برون کشیده شود و اگر روح در طفل نیفتیده باشد یا روح افتاده اما مرده باشد و حرکت نکند زن متوفیه حاهله همراه طفل دفن گردد، الدر المختار آمده (حاهل ماتت وولدها یضطرب شق بطنها من الایسر ویخرج ولدها ولو بالعکس وخیف علی الام قطع واخرج^(۱)).

حکم وصیت درمورد دفن چیست و بردن جسد از یکجا به جای دیگر درست است یا نه:

سوال: ۷۱۴ برادر من از مدت درازی بیمار بود و بیماری اش تا حدی شدت اختیار کرد که از زندگی نا امید شده و در همین حالت بیماری وصیت کرد که مرا در باغ خودم دفن کنید من دنبال حکیم رفته بودم و برادر من در حالیکه من موجود نبودم وفات یافت و چون من موجود نبودم مردم قوم بر خلاف وصیتش او را در جای دیگری دفن نمودند آیا اکنون من می توانم که قبر برادر خود را حفر کنم و جسد او یا استخوان های او را هر چه باشد به موجب وصیتش در باغ دفن کنم یا نه؟ و اگر نمی توانم اینکار را بکنم در روز قیامت به موجب این وصیت مورد مواخذة قرار خواهم گرفت و گنهگار خواهم شد یا نه؟

جواب: در اینصورت کشیدن جسد و یا استخوان ها و دفن کردن آن در باغ درست نیست، قبر میت را بدین سبب حفر کردن و ویران نمودن حرام است^(۲) چنین وصیتی را اعتباری نیست، و به علت دفن کردن در جای دیگری هیچ گناهی بر شما نیست^(۳).

اذان بعد از دفن درست نیست: سوال: ۷۱۵ مرده را دفن کردن و باز بر قبر اذان دادن

درست است یا نه؟

(۱) الدر المختار علی هامش و در المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰ ، ط. س. ج ۲ ص ۶۳۸ ظفر

(۲) وما نقله بعد دفن فلا مطلقا (و در المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۹) ولا یخرج منه بعد اهالة العراب

والدر المختار علی هامش و در المختار ج ۱ ص ۸۳۹. ظفر

(۳) ارضی مان یعلی علیه فلا یرحم بعد موته الی بلد آخر اویکفن فی ثوب کذا الخ فی بابلة (الدر المختار علی هامش و در المختار کتاب

الوضوء ج ۵ ص ۵۸۴ ، ط. س. ج ۶ ص ۶۶۶. ظفر

جواب: طوری کہ در شامی آمده درست نیست ^(۱).

تلقین بعد از دفن درست است یا نه: سوال: ۷۱۶ تلقین پس از دفن جائز است یا نه اگر جائز است چگونه؟

جواب: تلقین بعد از دفن را فقہا جائز دانسته اند ^(۲).

عذاب قبر: سوال: ۷۱۷ عذاب قبر حق است یا نه وعذاب قبر چه وقت می باشد؟

جواب: عذاب قبر حق است و وقتی شروع می گردد کہ میت را دفن می کنند و باز می گردند ^(۳).

دعا بعد از دفن: سوال: ۷۱۸ در حق میت دعا کردن کہ در جواب منکر و نکیر ثابت قدم باشد و برای تخفیف کلمه خواندن بعد از دفن جائز است یا نه؟

جواب: جائز است کلمه بخوانید و برای مرده دعا کنید کہ در جواب منکر و نکیر ثابت قدم باشد ^(۴). فقط

اگر هندو و مسلمان در یک خانه بسوزند و فرقی باقی نماند چه باید کرد: سوال: ۷۱۹

پنج ده نفر هندو و پنج ده نفر مسلمان در یک خانه زندگی می کردند خانه مذکور آتش گرفت و همه سوختند و نشانی باقی نمانده کہ شناخته شوند اکنون چه باید کرد؟

جواب: اگر تعداد مسلمانان زیاد باشد همه مرده هارا مانند مسلمان تکفین کنید نماز جنازه ایشان

(۱) فی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد انه لا یسن الاذان عند الدفان انما یمی قره کما هو المعتاد الان وقد صرح ابن حجر فی فتاویہ دایمہ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۵). فقیر

(۲) قال فی شرح المنية الجمهور علی ان المراد محاذة ثم قال وانما لا یمنی عن التلقین بعد الدفن لانه لا ضرر فیه بل فیه نفع لجم (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی التلقین بعد الموت ج ۱ ص ۷۹۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۱). ط

(۳) وضعت فی القبر حق الخ وعذابه ای ایلامه حق للكفار کلهم اجمعین وبعض المسلمین ای عصاة المسلمین فقد ورد ان القبر روضة فی ریاض الجنة او حفرة من حضرة المیران رواه الترمذی (شرح فقه اکبر ص ۱۲۲). فقیر

(۴) ويستحب حقیه من راسه ثلاثا و بطرس ساعة بعد دفنه للدعاء وقرآءة بقدر ما ینحر الجوز و یفرق لحمه (در مختار) لعافی سر ای داود کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیتة وقف علی قبره وقال استغفروا لانکم واستلوا الله التیث فانه الان یستل (رد المحتار باب الحائز ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۹). فقیر

را بخوانید اما صرف نیت نماز جنازه مسلمانان را کنید و در قبرستان مسلمانان ایشان را دفن کنید و اگر تعداد کفار زیاد باشد نیز همین معامله را بنمائید مگر آنها را در مقابر مشرکین دفن کنند و احتیاط در آن است که اگر ممکن باشد قبرستان علیحده ای برای ایشان ساخته شود^(۱).

اگر هندی و مسلمان در یک خانه بسوزند: سوال: ۷۲۰ چون هندو و مسلمان در یک خانه بسوزند شما نوشته اید که در قبرستان مسلمانان دفن گردند مگر هندو می گوید که مرده ما را بدهید، اکنون چه باید کرد؟

جواب: اگر هندو می گوید مرده ما را بدهید به او بگوئید که مرده خود را شناسایی کرده و ببرد. **تدفین در قبرستان شیعه و هیجر: سوال:** ۷۲۱ زمینی که به قیمت خریده شده و دفن در آن بر اساس فرقه و مذهب صورت می گیرد، حنفی صاحب عزت را در جایی که شیعه ها و هیجر ها دفن اند، دفن کردن چه حکم دارد؟

جواب: به ضرورت درست است اما اگر قرب صالحین نصیب شود بهتر است^(۲).

طفل تابع والدین می باشد: سوال: ۷۲۲ زید را شیعه دانسته و نگذاشتند که در قبرستان دفن کنند، زید فقط سه سال داشت، او معصوم بود یا نه؟ اگر معصوم بود در دفن او چه حرجی بود؟ **جواب:** چنین طفلی تابع والدین خود دانسته می شود اگر یکی از والدینش هم مسلمان و سنی باشند، مسلمان و سنی گفته می شود^(۳).

ساختن مزار و قبه و دفن در داخل خانه چه حکم دارد: سوال: ۷۲۳ اینکه بر قبور سلاطین و اولیای کرام قبه ها ساخته اند موافق کتاب است یا اینکه در آن بهیچن وجود دارد؟ و اگر به

(۱) اختلط موتانا بکفار ولا علامة اعتبر الا کفر فان استوروا غسلوا واختلف فی الصلاة عليهم ومحل دفنهم کدفن ذمیه حبلی من مسلم قالوا والاحوط دفنها علی حدة (الدرا المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۰۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۰۱). ظفر

(۲) والاصل الدلی فی المقبرة التي فيها قور الصائحين وعالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۵۶ ، فصل فی الدفن ، ط. م. ج ۲ ص ۱۶۶. ظفر

(۳) والولد بنح حبر الاموين دیا (الدرا المختار علی هامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۴۱ ، ط. س. ج ۳ ص ۱۹۹). ظفر

پیروی قبه مزار پرنور آنحضرت (ﷺ) بر قبور بزرگان قبه ساخته شود جائز خواهد بود یا نه و دفن میت یا شخصیت بزرگی در داخل خانه مسقف جائز است یا نه؟

جواب: قبه ساختن یا در خانه دفن کردن غیر از انبیاء (علیهم السلام) برای دیگری جائز نیست در جلد اول صفحه- ۶۶۰ - شامی آمده: (ولا ینهی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیراً لاختصاص هذه السنة بالانبياء... ويهال التراب عليه وتكره الزيادة عليه من التراب لانه بمنزلة البناء^(۱)) فی صحیح مسلم عن جابر قال نهی رسول الله ﷺ ان یحصص القبر وان ینی علیہ^(۲).

ساختن چهار دیواری برای حفاظت از قبرچه حکم دارد: سوال: ۷۲۴ اگر قبر شخص

بزرگی در جایی قرار داشته باشد که در آنجا راه رفت و آمدن عوام الناس حیوانات وغیره باشد اگر برای حفاظت از آن در چهار طرفش دیوار پخته ساخته شود یا جنگله نصب گردد طوری که در چهار کنجش ستون ها پخته اعمار شده و در میان چوب گذاشته شود، این دو صورت جائز است یا نه؟ اگر جائز است کدام یک از آن دو اولی می باشد و به اساس ضروریات دیگر چهار طرفش نیز پخته و سنت گردد جائز است یا نه؟

جواب: در شامی آمده: (وعن ابی حنیفة یکره ان ینی علیہ بناء من بیت او قبة او نحو ذلك لما روی جابر نهی رسول الله ﷺ عن تجصيص القبور وأن یکب علیها وان ینی علیها^(۳)) رواه مسلم وغیره. پس در اطراف قبر ساختن دیوار پخته، چپری پخته و یا ستون پخته مکروه می باشد.

در قبر گل ساختن و دفن کردن غلط است: سوال: ۷۲۵ در لحد قبر یک مسلمان آب

انداخته شد سپس بر آن خاک انداخته و آنرا مخلوط کردند باز در آنجا بوریا انداخته و میت را بر آن خوابانند قاضی صاحب می گوید که باین ترتیب دفن کردن حساب و کتاب قبر باقی نماند

(۱) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۶ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۵. ظفر

(۲) مشکوة باب دفن المیت ص ۱۴۸. ظفر

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلق فی دفن المیت ج ۱ ص ۸۳۹ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۷. ظفر

شرعاً برای قاضی صاحب چه حکمی وجود دارد؟

جواب: نظر قاضی صاحب غلط بوده و به اینکار ضرورتی نیست کل لحد گُل شود و در آن بوریا هموار گردد و میت بر آن گذاشته شود و گمان گردد که با این ترتیب دفن کردن حساب و کتابی با مرده صورت نمی گیرد، این سخن کاهلاً بی اصل است، خیال جاهلانه بوده و ثبوتی ندارد و به این عقیده به طریق مذکور دفن کردن درست نیست. فقط

بدون رضایت کسی نباید در ملکیتش میت را دفن کرد: سوال: ۷۲۶ در یک قریه که ملکیت زمینداری می باشد بدون دادن قیمت دفن کردن میت جائز است یا نه و حاکم حکم می کند که میت را بدون دادن قیمت دفن کنید اما زمیندار را ضی نیست پس گذاشتن بدون قیمت جائز است یا نه؟ اگر چند نفر زمینداران راضی باشند و چند نفر نه باز هم بدون قیمت جائز است یا نه؟

جواب: زمین ملکیت هر کسی که باشد در صورت رضایت او می توانید میت را دفن کنید کسانی که راضی هستند ایشان در حصه خود اجازه اینکار را بدهند تا جایی برای انکار باقی نماند حکام می توانند که حصه هر زمیندار را علیحد کنند تا کسانی که راضی هستند مرده ها در حصه ایشان دفن گردند. فقط

حکم تجدید قبر خاک شده چیست: سوال: ۷۲۷ مولانا صاحب عبدالرحمن در ۲۲ صفر ۱۳۳۶ به مرض طاعون وفات کرد اکنون پدرش قبر او را حفر نمود و گفت که نه کفن است و نه استخوان و قبر خالی را مجدداً ساخت آیا بر قبر خالی خواندن فاتحه درست است یا نه؟ در ظرف یک و نیم سال مرده چه حالتی را به خود می گیرد، در انجام اینکار گناهی نخواهد بود؟

جواب: آشکار است که در چنین مدتی استخوان جسم و کفن مرده باقی نمی ماند بلکه همه خاک می گردد چونکه قبر مولوی صاحب همان است که دفن گردیده اگر چه خاک شده است

تجدید نشان آن به غرض علامت و فاتحه خوانی درست است^(۱).

حیات النبی و تطبیق تکفین و تجهیز: سوال: ۷۲۸ حیات بودن آنحضرت (ﷺ) از جمله مسلمات اهل سنت و جماعت می باشد اما قبض روح تجهیز و تکفین و تدفین و غیره امور منافی حیات می باشد اگر حیات انبیاء مانند حیات شهدا عندالله گفته شود، مابین این دو چه فرقی وجود دارد؟

جواب: حیات انبیاء کرام علیهم الصلوٰۃ والسلام از حیات شهداء قوی تر و تمام ترمی باشد و مراد از آن حیات دنیایی ظاهری نمی باشد طوریکه باری تعالی فرموده است: (انک میت و انهم میتون) لهذا احکام ظاهری اموات همه بر ایشان جاری می گردد. برای تحقیق کاهل این مسأله (آب حیات) تصنیف حضرت مولانا محمد قاسم قدس سره را مطالعه کنید.

وقت مردن اعتبار دارد: سوال: ۷۲۹ شخصی هنگام عصر وفات کرد و ساعت یازده شب او را به خاک سپردند کدام روزی را می توان حساب کرد؟

جواب: علت سوال معلوم نگردید مثلاً اگر جنجال بر آن باشد که ثواب جمعه به او می رسد یا نه؟ در این مسأله وقت مردن اعتبار دارد^(۲) و برای مرده حساب روز و شب هر دو جائز می باشد و از وقتی که وفات نموده شمار می شود و حساب کردن دانه ها برای سوم چهارم و دهم گناه است.

آمین مسلمان به مسجد نماز جنازه و تکفین و تدفین او در قبرستان: سوال: ۷۳۰ آیا کلمه گری حلال خورمی تواند به مسجد بیاید یا نه و خواندن نماز جنازه او و اشتراک در آن و دفن

(۱) ولی شرح المنیة عن منیة المفنی المختار انه لا یکره التطین (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ص ۸۳۹) قوله ولی شرح المنیة عن منیة المفنی المختار انه لا یکره التطین (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ص ۸۳۹).

(۲) در سوال مذکور وقت عصر اعتبار دارد (ابتداء العدة فی الطلاق عقب الطلاق ولی الوفاة عقب الوفاة (عالمگیری مصری . باب العدة ج ۱ ص ۴۷۵ . ط. م. ج ۱ ص ۵۳۱). ظفر

اودر قبرستان مسلمانان درست است یا نه؟ اوراد دعوت دادن و در دعوت غذا دادن واگر صاف و پاک باشند ایشان را در دستر خوان با خود نشانند و با ایشان غذا خوردن درست است یا نه؟

جواب: او را نباید از آمدن به مسجد مانع شد، باید نماز جنازه او را خواند و باید در نماز جنازه او اشتراک نمود^(۱) و باید او را در قبرستان مسلمانان دفن کرد و دعوت او را قبول کردن و خوردن درست بوده و همچنان او را به خانه خود دعوت کردن و غذا دادن درست می باشد و وقتی که دستش پاک و صاف نمی باشد در دستر خوان او را با خود غذا دادن جائز است^(۲) و تمام این امور از فقه و حدیث ثابت می باشد.

پسری که پدرش مسلمان و مادرش کافر است اگر بمیرد چه حکم دارد: سوال: ۷۳۱
یک پسر یک ساله که پدرش مسلمان می باشد و مادرش کافر وفات کرد آیا می توان او را در قبرستان مسلمانان دفن کرد یا نه؟

جواب: آن پسر مسلمان دانسته می شود (لان الولد يتبع خیر الابوين)^(۳) لذا باید او در قبرستان مسلمانان دفن گردد.

گذاشتن شاخ سدر بر قبر چه حکم دارد: سوال: ۷۳۳ بعد از دفن مرده به موازات سینه او در قبر غرس شاخ سدر درست است یا نه؟

جواب: درست است^(۴).

کلمه شهادت بر دیوار قبر: سوال: ۷۳۴ قبل از گذاشتن مرده در قبر با انگشت شهادت در

(۱) خداوند متعال فرموده است: وَاِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ، او: اِنْ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّفَاكُمُ (الحجرات: ۲). ظفیر

(۲) قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ (بقره) و قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلُّوا عَلَيَّ كُلَّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ (شرح فقه اکبر) و فی الدر المختار علی هامش و در المختار و می فرض علی کل مسلم عِلا اربعه و لِقَاع طَرِيقِ الْخ (الدر المختار علی هامش و در المختار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۱۴، ط. س. ج ۲ ص ۲۱۰). ظفیر

(۳) و در المختار باب صلاة الجنائز تحت قوله کسی سبی مع احد ابویه ج ۱ ص ۸۳۱، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۹. ظفیر

(۴) اگر نیمی از آن مد نظر باشد. ظفیر

دیوارهای قبر نوشتن کلمه شهادت درست است یا نه؟

جواب: بدون سیاهی و غیره اگر صرف با انگشت اشاره کند طوری که نشان حروف در دیوارها نباشد حرجی نیست و در شامی به نقل از فرائد سروجی آمده: (ان فما یکتب علی جهة المیت بغیر مداد بالمسبحة بسم الله الرحمن الرحیم و علی الصدر لا اله الا الله محمد رسول الله^(۱)) یعنی نوشتن با انگشت مسبحة در پیشانی میت بدون رنگ بسم الله الرحمن الرحیم و بر سینه اش لا اله الا الله محمد رسول الله حرجی نیست پس این نسبت در نوشتن بر دیوارها اولی می باشد.

حکم دفن مسلمان در جایی که مسیحی و سک باشند: سوال: ۷۳۵ در قبرستانی که هندو و مسلمان سک و مسیحی دفن باشند، دفن کردن مسلمان و خواندن نماز جنازه در آنجا جائز است یا نه، در صورت عدم جواز مکروه است یا حرام؟

جواب: دفن کردن میت مسلمان در جایی که هندو سک و مسیحی مدفون باشند، خوب نیست یعنی مکروه می باشد البته در صورتیکه جای دیگری برای علیحدہ دفن کردن وجود داشته باشد و در صورت مجبوری طوریکه غیر از قبرستان مذکور که مخلوط است جای دیگر نبوده و قبرستان خالص مسلمانان وجود نداشته باشد پس به اساس مجبورت در آنجا دفن شود و خواندن نماز جنازه نیز در آنجا مکروه می باشد اما اگر در آنجا قسمتی صاف بوده و نشانی از قبر در آنجا نبوده و پیشرو به سوی قبله قبری نباشد خواندن نماز جنازه در همان قسمت درست است، در شامی آمده: (لا بأس بالصلوة فیها ان کان فیها موضع اعد للصلوة و لیس فیہ قبر ولا نجاسة كما فی الخائنة ولا قبله الی قبر^(۲)). فقط

بعد از دفن میت نصیحت کردن به مردم درست است یا نه: سوال: ۷۳۶ در فتح الباری این روایت آمده (عن انس رضی الله عنه) قال اتی النبی صلی الله علیه و آله بجنازة فلما قام یکبر سأل صلی الله علیه و آله هل علی

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۷ - ۸۴۸، ط.س. ج ۲ ص ۲۴۷. ظفر

(۲) ردالمحتار کتاب الصلوة قبل مطلب تکره الصلوة فی الکسبة ج ۱ ص ۳۵۳، ط.س. ج ۲ ص ۳۸۰. ظفر

صاحبکم دین قالوا نعم دیناران فعذر النبی (ﷺ) وقال صلوا علی صاحبکم فقال علی (رضی اللہ عنہ) دینه علی رھانک کما فککت رھان اخیک انه لیس من میت یموت وعلیه دین الا وهو مرتھن بدینہ من فک رھان میت فک اللہ رھانہ یوم القیامۃ فقال بعض القوم یا رسول اللہ هذا لعلی خاصۃ ام للمسلمین عامۃ قال بل للمسلمین عامۃ) بہ اساس این حدیث بعد از نماز جنازہ و قبل از دفن وعظ و نصیحت و تعلیم کسانی کہ موجود باشند سنت است یا نہ؟

جواب: از تعلیم مسائل دین در هیچ وقتی کسی نمی تواند ممانعت کند لیکن دعا بعد از نماز جنازہ بہ شکل مرسومہ از این حدیث بہ هیچ ترتیبی ثابت نمی شود بلکہ ای جاد اختراع والتزام مالا یلزم بودہ وثابت نیست کہ رسول اللہ (ﷺ) بعد از نماز جنازہ دعا کردہ باشد^(۱).
فان صلوة الجنائزۃ ہو دعا للمیت وفيہا دعا جامع ماثور لایساویہ الدعا.

دعا بعد از دفن میت: سوال: ۷۳۷ رسم عام است کہ بعد از فراغت از دفن میت جملہ حاضرین ایستادہ شدہ وبابسط الیدین فاتحہ می خوانند این رسم مسنون بودہ وبا حدیث ثابت است یا نہ؟

جواب: در این مورد فقط این حدیث شریف آمدہ: (وعن عثمان قال کان النبی (ﷺ) اذا فرغ من دفن المیت وقف علیہ وقال استغفرو الاخیکم واسئلوا اللہ لہ الثبت فانه الان یسئل) رواہ ابوداؤد وغیرہ^(۲).

میت در قبر بہ چه ترتیب خوابانندہ شود: سوال: ۷۳۸ در شامی وغیرہ کتب فقہ نوشتہ اند کہ میت در قبر بہ پهلوی راست رو بہ قبلہ خوابانندہ شود در حالیکہ در اینجا تعادل وتوازن چنان است کہ میت تخته بہ پشت خوابانندہ رویش را بطرف قبلہ می کنند، دومسأله رامی خواہم بدانم

(۱) ویدعو بعد الثالثة الخ و یسلم بلا دعا بعد الرابعة (المر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۱۷ . ط . س ج ۲ ص ۲۱۲)

— (۲) ۲۱۳ . ظہر

(۳) مشکوٰۃ باب البات عذاب القبر فصل ثانی ص ۲۶ . ظہر غفر لہ اللہ ذنوبہ العفی والجلی

اول انکه تعاهل در آنجا چیست و دوم اینکه اگر تعاهل درست است ثبوت آن چیست؟

جواب: تعاهل در اینجا چنان است که تخته به پشت خوابانده و رویش را به سوی قبله می کنند (ویوجه القبلة بذلك امر رسول الله ﷺ^(۱)) و در تنویر الابصار متن الدر المختار آمده: (ویوجه الیها) والدر المختار این لفظ را زیاده نمود (وینبی کونه علی شقه الایمن^(۲)) از لفظ (یوجه الیها) صرف همین قدر ثابت می گردد که روی به وسوی قبله متوجه باشد چه پهلوی داده شود وجه نه و به حدیثی که در این مورد استدلال شده الفاظ آن هم به همین مسأله دلالت می نماید که رو بطرف قبله باشد زیرا الفاظ آن چنین است: (قبلتکم احیاً او امواتاً^(۳)) یعنی خانه کعبه را قبله احیا و اموات فرموده است به همین دلیل باید روی میت به سوی قبله باشد اما اینکه میت کاهلاً به پهلوی راست خوابانده شود بدون شک بهتر است طوریکه فقها بدان تصریح کرده اند اما اگر رو به طرف قبله و خواباندن به پهلوی راست دشوار باشد همین توجه بسوی قبله یعنی روی را بطرف قبله کردن کافی معلوم می شود در فتاوی عالمگیری نیز در مورد خواباندن به پهلوی راست صراحت وجود دارد: (ویوضع فی القبر علی جنبه الایمن مستقبل القبلة) عالمگیری مصری باب بیست و یکم ص ۱۵۵ ج ۱.

شیعه را عضو شوری ساختن و دفن او در قبرستان مسلمانان چه حکم دارد: سوال: ۷۳۹

در منطقه (تیله) کشور برما انجمن مسلمانان نماز است که اهداف و مقاصد آن تا کنون صرف تنظیم و تجهیز اموات مسلمانان نادر و مسافر می باشد این انجمن پنج نفر عضو دارد که یک عضو آن شیعه می باشد، آیا چنین شخصی را عضو مجلس ساختن و در قبرستان مسلمانان دفن کردن جائز است یا نه؟ در فتاوی مولانا عبدالحی و فتاوی مولانا صاحب عبدالشکور نوشته شده که بادشنام دادن شیخین کفر لازم نمی گردد این سخن درست است یا نه؟

(۱) هدایه باب الجنائز ج ۱ ص ۱۶۲. ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب الجنائز مطلب فی دفن الميت. ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶. ظفر

(۳) ردالمحتار باب الجنائز مطلب فی دفن الميت تحت قوله ویوجه الیها وجوباً. ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶. ظفر

جواب: روافضی را که شیخین راسب و شتم می نمایند بسیاری از فقهاء کافر نوشته اند ^(۱) و روافضی که به افک ام المومنین عائشه قاتل بوده و یا منکر صحابیت حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) و یا قاتل الوهیت حضرت علی (رضی اللہ عنہ) باشند به اتفاق کافر اند ^(۲) پس جائز نیست که چنین روافضی در قبرستان مسلمانان دفن گردند و یا عضو مجلس شوند.

تدفین شیعه در قبرستان مسلمانان و خواندن نماز جنازه اش درست است یا نه: سوال:

۷۴۰ اگر میت شیعه اثنا عشری بی وارث باشد آیا می توان تجهیز و تکفین او را از پول انجمن که برای همین کار جمع آوری شده انجام داد و آیا می توان او را در قبرستان خویش دفن نمود و آیا می توان از شیعه اثنا عشری برای انجمن اعانه گرفت و او را عضو انجمن ساخت یا نه؟

جواب: آن فرقه روافض که به علت سب شیخین و تکفیر صحابه کافر اند مساعدت در تجهیز و تکفین ایشان، خواندن نماز جنازه آنها و دفن ایشان در قبرستان مسلمانان درست نیست، باید با آنها کاملاً مقاطعه صورت گیرد تا تنبیه گردیده و سنی شوند ^(۳).

رواج گذاشتن سنگریزه ها در قبر غلط است: سوال: ۷۴۱ رواج عمومی در اینجا آن است که همراه با میت در قبر سنگریزه ها را می گذارند به این نیت که میت به منکر و نکیر چنین جواب دهد که ببیند وارثان من برایم اینقدر ختم قرآن کرده اند و من بخشیده شده ام، شما بروید، این مسأله اصلی دارد یا نه؟

جواب: هیچ ثبوتی برای گذاشتن سنگریزه ها وجود ندارد و اینکار بدعت است ^(۱) و گمان هایی

(۱) و لذلک فی کتب الفتاویٰ ان سب الشیخین کفر، و کذا انکار امامتهما کفر (شرح فقه اکبر) ج ۱ ص ۱۸۸. ط

(۲) و بهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتمد الالوهیة فی علی (رضی اللہ عنہ) وان جبریل (علیه السلام) غلط فی الوسی اوکان ینکر صحبة الصدیق (رضی اللہ عنہ) و بهذا السیدة الصدیقة (رضی اللہ عنہا) لہو کافر لمخالفة القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورة (رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸ ، ط. ص. ج ۳ ص ۴۶). ظفر

(۳) و بهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتمد الالوهیة فی علی (رضی اللہ عنہ) وان جبریل (علیه السلام) غلط فی الوسی اوکان ینکر صحبة الصدیق (رضی اللہ عنہ) و بهذا السیدة الصدیقة (رضی اللہ عنہا) لہو کافر لمخالفة القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورة (رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸ ، ط. ص. ج ۳ ص ۴۶). ظفر

را کہ در مورد گذاشتن سنگریزه ها می کنند مبنی بر جهالت بوده و هیچ نفعی در اینکار نیست.

پس از دفن مرده را دوباره کشیدن درست نیست: سوال: ۷۴۲ یک میت را در جایی به طور امانت دفن کردند پس از چند روز او را کشیده به جای دیگری پرده و دفن کردند، این مسأله در هیچ جایی از نظر من نگذشته است مهر بانی نموده تحریر فرمائید که این صورت در کدام کتابی آمده و اینکار درست است یا نه؟

جواب: شرعاً کشیدن میت پس از دفن از قبر و در جایی دیگری او را دفن کردن درست نیست، طوریکه در الدر المختار آمده: (ولا یخرج منه بعد اهالة التراب....^(۲)) یعنی پس از دفن کشیدن میت درست نیست و این حکم عام است چه امانتاً دفن شود یا نه و امانتاً دفن کردن از شریعت ثابت نیست.

بیرون از مسجد به طرف قبله ساختن قبرستان درست است یا نه: سوال: ۷۴۳ برون از مسجد به طرف قبله به فاصله ده یا پانزده گز ساختن قبر جائز است یا نه؟

جواب: برون از دیوار غربی مسجد در زمینی که از اوقاف مسجد خارج باشد قبر ساختن مکروه نیست. فقط

بر بالنگس یوریا گذاشتن و خاک انداختن درست است: سوال: ۷۴۴ میت را بر قبر ماندن و بر آن یوریا گذاشتن و خاک انداختن جائز است یا نه؟ در هدایة آمده: ولا یاس بالقصب) و در جامع الصغیر آمده: (و یستحب اللبن والقصب لانه (عنه) جعل قبره علی طن) لفظ (طن) چه معنی دارد؟

جواب: این شکل دفن صحیح و معنای طن (خرقة من القصب) می باشد در الدر المختار^(۳) آمده:

(۲) من احدث فی امرها هلا ما لیس منه لهوره، متفق علیه (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۲۷). طغیر

(۳) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶. طغیر

(۴) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷. ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶. طغیر

(ریسوی اللین غفیه والقصب لا الاجر...) (ونصوا علی استحباب القصب فیها کاللبن).

جسد شخص مبتلا به جذام در کجا دفن شود: سوال: ۷۴۵ جسد شخص مبتلا به جذام در

قبرستان مسلمانان دفن گردد یا در جای علیحدہ؟

جواب: در قبرستان مسلمانان دفن گردد (۱).

سوختاندن جسد شخص مبتلا به جذام جائز نیست: سوال: ۷۴۶ آیا باید جسد شخص

مبتلا به جذام را نمک زد و سوختاند؟

جواب: چنین حکمی در شریعت وجود ندارد باید مانند دیگر اموات اهل اسلام دفن گردد (۲).

بر قبر ساختن شکل خانه درست نیست: سوال: ۷۴۷ آہن چادر یک قبر کہ برای حفاظت

آن از برف و باران گذاشته شده بود در اثر وزش باد کنده شد، اکنون دوبارہ گذاشتن آن آہن

چادر بر قبر مذکور درست است یا نہ؟ و یا دادن آہن چادر مذکور بہ مسجد وغیرہ جائز می باشد

یا نہ؟

جواب: چون از ساختن بنا بر قبر ممانعت می باشد لذا آہن چادر مذکور را دوبارہ نصب نکنید

بلکہ ملکیت کسی می باشد کہ آنرا گذاشته او ہر جایی کہ بخواہد می تواند آنرا نصب کنید

و در ہر کاری کہ بخواہد استعمال نماید (۳).

(۱) زیرا او نیز مسلمان است باید فکر کرد کہ آیا امکان دارد کہ در آنجا نیز مرض جذام بہ دیگر مردہ ہا سراپت کند چون چنین امکانی وجود ندارد پس چنین فکر غیر از توہم مشرکانہ چیز دیگری نیست، بہ همین ترتیب سوختاندن قاتلہ رسم مشرکان است و برای مسلمان دفن کردن می باشد، ظہیر الدین مرتب کتاب.

(۲) وعن عائشة ؓ ان رسول الله ﷺ قال كسر عظم الميت كسره حيا، رواه مالك وابوداود وابن ماجه (مشکوٰۃ باب الدفن ص ۱۴۹) قال الطيبي اشارة الى انه لا يهان الميت كما لا يهان لي حياته الخ وقد اخرج ابن ابي شيبة عن ابن مسعود ؓ اذى المؤمن لي موته كاذاه لي حياته ذكره في المرويات (حاشية مشکوٰۃ ص ۱۴۹) از اینجا معلوم گردد کہ سوختاندن جسد هیچ مسلمانی درست نیست.

(۳) ولا يخصص للنهي ولا يظن ولا يرفع عليه بناء ولا قيل لباس به وهو المختار (درمختار) قوله لا يرفع عليه بناء: أي يحرم لو للزينة، وبكره لو للاحكام بعد الدفن، وأما قبله فليس بقبر فح وعن أبي حنيفة بكرة أن يبنى عليه بناء من بيت أو قبة أو نحو ذلك، لما روى جابر: نهى رسول الله ﷺ عن نجس القبر، وأن يكتب عليها، وأن يبنى عليها رواه مسلم وغيره (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷). ظہیر

دفن کردن جسدی را که دریا برده درجای دیگر: سوال: ۷۴۸ اگر قبر را دریا ببرد میت را از آن کشیدن و در جای دیگری دفن کردن جائز است یا نه؟

جواب: در الدر المختار آمده: (ولا یخرج منه بعد اهالة التراب احق آدمی کان تکنون الارض مضروبة او اخذت بشفعة) پس معلوم گردید که در صورتی که سوال شده کشیدن میت درست نیست. فقط

بعد از دفن میت اول و آخر سوره بقره بطور خوانده شود: سوال: ۷۴۹ اینکه بعد از دفن خواندن اول و آخر سوره بقره مسنون است به جهر خوانده شود یا بدون جهر؟

جواب: به جهر خوانده شود. فقط

ساختن چهار دیواری پخته بر قبر شخص متقی درست نیست: سوال: ۷۵۰ یک شخصیت بزرگ متقی وفات نموده، آیا یک چهار دیواری پخته و یک خانه کوچک بر قبر او ساخته شود یا نه؟ عده ای از مردم اعتراض می کنند که اگر چنین چیزی ساخته شود شاید بدعت آغاز گردد.

جواب: ساختن چهار دیواری پخته بر قبر نا جائز است ^(۱) و این اندیشه صحیح است که رفته رفته بدعت هایی آغاز خواهد شد و بر بانی چهار دیواری نیز بخشی از گناه خواهد رسید.

در ساختن قبر قبل از فوت مضایقه ای نیست: سوال: ۷۵۱ اگر در حالت مریضی آماده گی قبر، کفن و غیره به قصد سهولت طوری صورت گیرد که مریض آگاه نگردد، گناه دارد یا نه؟

جواب: درآماده کردن قبر و کفن از قبل حرج و گناهی نیست ^(۱).

(۱) ولا یحصص للنهی عنه ولا یطین ولا یرفع علیه بناء وقیل لا یاس به وهو المختار (درمختار) قوله لا یرفع علیه بناء: أي یحرم لو للزينة، ویکره لو للاحکام بعد الدفن، وأما قبله فلیس بقبر الخ وعن أبي حنيفة یکره أن یبنى علیه بناء من بیت أو قبة أو نحو ذلك. لما روی جابر: یهی رسول الله ﷺ عن یحصص القبور، وأن یکتب علیها، وأن یبنى علیها رواه مسلم وغيره (ردالمحتار باب صلوة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹. ط. س. ح. ۲ ص ۲۳۷). ظہر

بعد از پائین کردن در قبر نشان دادن روی میت چطور است: سوال: ۷۵۲ بعد از پائین

کردن میت در قبر نشان دادن روی او جائز است یا نه؟

جواب: بعد از پائین کردن میت در قبر نباید روی او را نشان داد.

کسی که شب یا جمعه وفات کند معطل کردن جنازه او برای جماعت جمعه مکروه

است: سوال: ۷۵۳ اگر صبح جمعه مسلمانی وفات کند دفن کردن او قبل از نماز جمعه اولی

می باشد یا اینکه به گمان زیادت ثواب نماز جنازه اش عقب جماعت جمعه خوانده شود؟

جواب: در الدر المختار آمده که اگر شخصی شب یا صبح جمعه بمیرد باید در تجهیز و تکفین

او عجله شود و تأخیر برای اینکه پس از جماعت جمعه جمع کثیری نماز جنازه او را بخوانند

مکروه می باشد، حتی الوسع قبل از نماز جمعه دفن شود البته اگر وقت نماز جمعه نزدیک شده

باشد و در قبل از نماز جمعه دفن کردن خطر فوت شدن نماز جمعه باشد پس بعد از نماز جمعه

نماز جنازه اش را خوانده و دفنش کنند، عبارت الدر المختار چنین است: (و کره تأخیر صوته

ودفنه لیصلی علیه جمع عظیم بعد صلوة الجمعة الا اذا خیف فوتها بسبب دفنه) (۲).

دفن میت در خانه درست است اما بهتر نیست: سوال: ۷۵۴ دفن میت در منزل مسکونی درست

است یا نه؟

جواب: دفن میت در منزل مسکونی هم جائز است مگر بهتر آن است که در قبرستان موقوفه

دفن گردد (۳).

(۱) یحضر لمر النفسه ولیل بکرة والدی ینهی ان لایکروه، ینهی ان لایکروه لیهنة نحو الکفن بغلاف القبر (در مختار) قوله یحضر الخ ولی التارخانیة لابی به ویوجر علیه هكذا عمل عمر بن عبدالعزیز والربیع بن عثیم وغیرهما (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۴). ظفر

(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۳، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۲. ظفر

(۳) ولایینهی ان یدفن المیت فی الدار ولوکان صغیراً لاخصاص هذه السنة بالانباء (در مختار) قوله فی الدار: کذا فی الحلیة عن منیة المفتی وغیرها، وهو اعم من قول الفتح، ولا یدفن صغیر ولا کبیر فی البیت الذی مات فیہ لأن ذلک خاص بالانباء، بل یقل إلی مقابر المسلمین اهل. ومقتضاه أنه لا یدفن فی مدفن خاص کما یفعله من ینی مدونة ونحوها، وینی له بقرینها مدافن، تأمل (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۵، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۴).

برای مرد وزن یک قبرستان درست است: سوال: ۷۵۵: در بعضی مناطق برای زنان قبرستان

علیحدہ از مردان می سازند و اطراف آنرا احاطه می کنند، برای اینکار چه حکمی وجود دارد؟

جواب: به اینکار ضرورتی نیست، قبرهای مردان و زنان مسلمان می تواند در یک قبرستان باشد.

در صندوق گذاشتن و دفن کردن: سوال: ۷۵۶: بعضی اشخاص میت را پس از کفن کردن در

یک صندوق چوبی گذاشته دفن می کنند و به زمین می سپارند و گمان می کنند که تا مدتی که او

را می سپارند جسدش سالم می ماند، آیا برای اینکار در شریعت اصلی وجود دارد یا نه؟ و در

صندوق گذاشتن و دفن کردن جائز است یا نه؟

جواب: در شریعت برای اینکار اصلی وجود ندارد و انجام آن نیز جائز نیست و کسانی که به اعتقاد

مذکور چنین می کنند گنهگار هستند، البته در زمین هایی که نرم و سست باشد گذاشتن میت در

تابوت جائز است و اجازه نیز از روی ضرورت می باشد و در غیر ضرورت مکروه است (کما فی

الخانیه و حکمی عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن فضل انه جوز اتخاذ التابوت فی بلادنا لرخاوة

الارض^(۱)). فقط

دفن میت در زمین مسجد درست نیست: اما میتی که دفن گردیده کشیده نشود: سوال:

۷۵۷ در این شهر یک مسجد جامع وجود داشته و مقداری زمین در نزدیک آن ملکیت همان

مسجد می باشد، رئیس این مسجد شخصی بنام منشی عبدالله بود که اکنون فوت نموده و به طور

علنی سود خوار بود، بعضی از مردم فاسق و فاجر مانند خودش به معاون صاحب گفتند که عامه

مسلمانان راضی می باشند او را در زمین ملکیت مسجد به شیوه نصاری یعنی در صندوق چوبی

= ج ۱ ص ۸۳۶ - ۸۳۷، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۵. ظہر

(۱) و لباس باتخاذ تابوت ولو حجر و حديد له عند الحاجة كرخاوة الارض (المر المختار علی هاشم ردالمحتار، باب صلاة الجنائز ج ۱ ص

۸۳۶، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶. ظہر

گذاشته دفن کردند، آیا در زمین مسجد دفن کردن میت جائز است یا نه؟

جواب: دفن در زمین مسجد جائز نبوده است اما پس از دفن نباید از آنجا کشیده شود، البته در صورت ضرورت مسجد هموار کردن قبر جائز می باشد و پس از مدتی که میت خاک می گردد، در آنجا ساختن خانه و غیره نیز برای مسجد درست است و این قول در الدر المختار و شامی آمده است^(۱).

پیشروی مسجد دفن کردن چه حکم دارد: سوال: ۷۵۸ دفن مرده ها در پیشروی مسجد و ساختن قبور در آنجا جائز است یا نه؟

جواب: اگر در نزدیکی مسجد محل خاصی بر دفن مرده ها ساخته شده باشد در دفن ایشان در آنجا مضایقه ای نیست و دفن باید در جایی شوند که مخصوص همین امر باشد^(۲).

اگر در تهاداب منزل جسد برون آید چه باید کرد: سوال: ۷۵۹ هنگام حفر تهاداب یک منزل جسد مرد مسلمانی به صورت سالم آشکار گردیده، آیا جسد در همانجا مدفون بماند یا به قبرستان منتقل گردیده و دفن شود؟

جواب: جسد باید در همانجا باقی بماند، زیرا انتقال آن از جایی که دفن است بدون ضرورت شدید جائز نمی باشد، طوریکه در شامی آمده: (و اما نقله بعد دفنه فلا مطلقاً^(۳)) اما اگر مانند جسد مذکور در آنجا دشوار و خوف بی حرمتی باشد مثلاً اینکه جسد مطلقاً در خود تهاداب باشد و یا مجبوریت دیگری باشد در آنصورت جائز است که جای دیگری برده شده و در قبرستان دفن گردد تا احترام میت باقی بماند.

(۱) قال الزیلعی ولولعی المیت و صار تراباً جائز دفن غیره فی قبره و زرعه و الماء علیه أنه (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ح ۱ ص ۸۳۵ ط. ص ج ۲ ص ۲۳۳ طغیر

(۲) و يستحب فی القبر و المیت دفنه فی المكان الذی مات فیه فی مقابر اولئک القوم الخ (وعیة المستملی مسائل متفرقة ص ۵۶۳). طغیر

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنازة قبل مطلب فی التواب علی المصبة ح ۱ ص ۸۴۰ ط. ص ج ۲ ص ۲۴۰ طغیر

شال انداختن بر جنازه و گرفتن چیزی غرض سایه بر آن چه حکم دارد: سوال: ۷۶۰

بر میت مرد شالی انداختن و غرض حفاظت از آفتاب تا قبرستان چتری گرفتن بر او درست است یا نه؟

جواب: این امور بدعت و ناجائز بوده و چنین تکلفاتی بامیت جائز نیست، سایه برای میت از اعمالش می باشد، طوریکه روایت شده: (انما یظله عمله) پس برای میت ضرورتی به سایه چتری نیست و بدعت و ناجائز می باشد و انداختن شال و غیره بر میت رواج کفار و رسوم جاهلیت است: و عن علی (رضی الله عنه) قال قال رسول الله (ﷺ) لا تغالوا فی الکفن فانه یسلب سلبه سریعاً رواه ابو داود (۱). فقط

در چنین حالتی نماز جنازه خوانده شود یا نه: سوال: ۷۶۱ در وضعیتی که در سوال فوق

ذکر شده خواندن نماز جنازه درست است یا نه و عمل مذکور را بدعت گفتن چطور است و به دلیل اینکار نماز گزاران را تکفیر نمودن جائز است یا نه جائز؟

جواب: خواندن نماز نجانزه در این حالت درست است و بدعت گفتن اینکار درست می باشد اما به این دلیل فسق و تکفیر مسلمان درست نیست.

معانیت از نماز جنازه جائز نیست: سوال: ۷۶۲ یک عالم به علت فوق خود هم نماز جنازه

را نخواند و دیگران را نیز از آن مانع شد و از جواز نماز در چنین حالتی انکار نمود، شرعاً چه حکمی وجود دارد؟

جواب: عالم مذکور غلط نموده، خواندن نماز جنازه او جائز بلکه ضرور بود، زیرا پیامبر (ﷺ) فرموده است: (صلوا علی کل برو فاجر (۲)).

(۱) مشکوٰۃ باب غسل المیت و تکفینه ص ۱۴۴. ظفر

(۲) شرح فقه اکبر ص ۹۶. ظفر

گرم کردن برای غسل میت در ظروفی که غذا پخته می شود جائز یانه: سوال: ۷۶۳:

گرم کردن آب برای غسل میت در ظروفی که غذا پخته می شود جائز است یانه؟

جواب: جائز است.

بعد از دفن در قبرستان دوباره کشیدن میت درست نیست: سوال: ۷۶۴: از وفات زید سه

چهار سال می گذرد، او در زمین مغضوبه نه بلکه در قبرستان عام دفن گردیده بود، اکنون او را از قبر کشیده، جسد واستخوان هایش را تکفین نموده و نماز جنازه اش را خوانده و به فاصله هفت، هشت میل برده و در جای دیگری دفن نمودند، این فعل چطور است و کسی که اینکار را انجام داده بیعت به او و امامت او درست می باشد یانه؟

جواب: فقها در این مورد نوشته اند که میت را بعد از دفن در غیر از چند صورت نباید از قبرش کشید، چنانچه در الدر المختار آمده: (ویخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق آدمی کان تکنون الارض مغضوبه او اخذت بشفعة^(۱)) ودر شامی چنین آمده: (وکما اذا سقط فی القبر متاع او کفن بثوب مغضوب او دفن معه مال قالوا ولو کان المال درهما) - بحر- قال الرملى واستفید منه جواب حادثة الفتاوى امرأة دفنت مع متنها من المصاغ والامتعة المشتركة ارثاً عنها بغیبة الزوج انه ینش لحقه^(۲) خلاصه کشیدن میت پس از دفن به اساس فقط چند وجه مصلح می تواند باشد لذا شخص بزرگی که اینکار را نموده مصلحت این عمل را از او بپرسید شاید وجهی برای جواز یا مصلحتی بوده باشد، در کتب حدیث روایت شده که حضرت جابر بن عبدالله پدر خویش را چند ماه بعد از وفاتش از قبر کشید وعلیه دهن نمود وعلت آن بود که او با میت دیگری در یک قبر دفن شده بود خلاصه آنکه چنین واقعات از صحابه نیز منقول می باشد لذا بدون فهمیدن عذر در اعتراض عجله نکنید.

(۱) الدر المختار علی هامش: ردالمحتار باب صلاة الحائض ح ۹ ص ۸۳۹، ط. س ج ۲ ص ۲۳۸. طبر

(۲) ردالمحتار باب الحائض ایضا. ح ۱ ص ۸۳۹، ط. س ج ۲ ص ۲۳۸. طبر

غریب درخت میوه دارو خوردن میوه درختی که بر قبر است چه حکم دارد: سوال:

۷۶۵ درغرس درخت میوه دار بر قبرهایی که در قبرستان همواری گردد و خوردن اشیای خوردنی از آن چه حکم دارد؟

جواب: بر قبور سابقه انجام اینکار درست است و در خوردن میوه از درخت به این وجه که بر سر خود قبر باشد حرجی نیست ^(۱) اما اگر قبرستان وقت باشد در مورد خوردن شرط و تعاهلی که در ارتباط به آن موجود است رعایت شود مثلاً اگر شرط فروش باشد بدون پرداختن قیمت خورده نشود و اگر برای فقرا وقف باشد شخصی غنی از آن نخورد.

پرده برای زنان هنگام دفن: سوال: ۷۶۶ وقتی زنی وفات می کند هنگام دفن او پرده می گیرند، این حکم فقط برای زنان مستوره است یا برای تمام زنان؟

جواب: این حکم یعنی گرفتن پرده هنگام دفن برای تمام زنان عام است ^(۲).

عمق قبر به چه اندازه باشد: سوال: ۷۶۷ عمق صندوق قبر را که نصف قامت گفته اند هدف عمق تمام قبر می باشد یا چیز دیگری؟

جواب: هدف فقها از نصف قامت عمق تمام قبر می باشد و این درجه ادنی است و اگر به اندازه قامت پوره کننده شود بهتری باشد و علت آن است که بدبویون نیاید و از حیوانات درنده محفوظ باشد: (والمقصود منه المبالغة فی منع الرائحة ونبش السباع ^(۳)).

آیابه خاطر فرشته ها عمق قبر را زیاد می سازند: سوال: ۷۶۸ آیابه خاطر فرشته هایی که

(۱) ولولبی الميت وصار تراباً حاز دفن غیره فی قبره وزرعه والباء علیه کذا فی التبین (عالمگیری مصری فصل فی القبر والدفن ج ۱ ص ۱۵۹، ط. ماجده ج ۱ ص ۱۶۶). ظفر

(۲) ویسجی ان یطی قبرها ولو حی لا قبره (الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۷۳۷، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۶). ظفر الدین غفر الله له

(۳) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۳۵، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۴، ظفر

به قبر می آیند و از میت می پرسند عمق قبر را زیاد می سازند؟

جواب: علت عمیق ساختن قبر طوریکه در شامی نقل گردیده این امر نیست و در آن جهان برای اینکار به عمق ضرورت نیست، زیرا آن جهان مانند این جهان نمی باشد.

اذان بعد از دفن درست نیست: سوال: ۷۶۹ اذان دادن بعد از دفن میت چه حکم دارد؟

جواب: در جلد اول رد المحتار چنین آمده: (فی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد اشارة الی انه لا یسن اذان عند ادخال المیت فی قبره^(۱)) از این عبارت واضح گردید که اذان بعد از دفن مشروع نه بلکه بدعت می باشد.

عطر زدن به میت چه حکم دارد: سوال: ۷۷۰ عطر زدن به میت در قبر چطور است؟

جواب: حرجی نیست^(۲).

کشیدن میت از قبر و دوباره خواندن نماز جنازه ممنوع است: سوال: ۷۷۱ از وفات پدر

زید پانزده سال گذشته است، غسل، تجهیز و تکفین او مطابق دستور شریعت انجام شده بود، بعد از سپری شدن مدت مذکور زید جسد پدر خود را بدون ضرورتی از قبر برون کرد و دوباره نماز جنازه او را خواند و می گوید که اینکار جائز است و کسی را که از او اینکار منع می نماید، وهابی می گوید، شرعاً دز این مورد چه حکمی وجود دارد؟

جواب: بدون ضرورت کشیدن جسد از قبر ممنوع می باشد^(۳) بوده و هر گز درست نیست^(۴)

پس اینکار شخص مذکور بسیار بد است و منع کننده را بد گفتن یا مشرک و وهابی گفتن جهالت

(۱) رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۵. ظفر

(۲) روضه الخواطر فی راحة ولحیته و سائر جسده (عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۶۱، ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۶۶). ظفر

(۳) ولا یخرج عنه عند اهالة التراب الا لحق آدمی کان تکنون الارض مفضوبة الخ (الرد المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۸). ظفر

(۴) ولا یصلی علی میت الا مرة واحدة والعمل بصلاته خیرة غیر مشروع کذا فی الايضاح (عالمگیری مصری باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۱۵۳، ط. ماجدیه ج ۱ ص ۱۶۶). ظفر

و گمراهی می باشد توبه لازم بوده و در آینده باید چنین کاری را نکند.

بعد از دفن میت اگر دست خاک آلوده شده باشد شستن آن درست است: سوال: ۷۷۲

بعد از گذاشتن میت در قبر و خاک انداختن شستن دست جائز است یا نه؟ بکر آنرا جائز و زید آنرا نا جائز می داند.

جواب: در این مورد قول (بحر) صحیح است که در شستن دست در اینصورت شرعاً حرجی نبوده و از آن ممانعتی نیست و آنرا ناجائز گفتن دلیلی ندارد.

میت را چرا جنوباً و شمالاً دفن می کنند: سوال: ۷۷۳ چرا میت را جنوباً و شمالاً دفن می

کنند؟

جواب: دفن مرده شمالاً و جنوباً طوریکه رویش به سولی قبله باشد، مستون است، زیرا در حدیث شریف آمده که کعبه مکرمه در زندگی و پس از مردن قبله شما می باشد قبلتکم احياء و امواتاً^(۱) و از روی تفاؤل نیز است زیرا که بر مسلمان باید این گمان باشد که بر ایمان و اسلام وفات کرده است.

انداختن سه مشت خاک هنگام دفن: سوال: ۷۷۴ هنگام دفن میت سه مشت خاک انداختن

بر قبر چه حکم دارد؟

جواب: در عالمگیری آمده سه مشت خاک انداختن بر قبر برای تمام حاضرین مستحب می باشد

(۲). فقط

(۱) و یوجه الیها وجوباً و ینبغی کونه علی شقه الایمن (در مختار) محدث ابو داود و السنائی ارجعاً لال یاروسول الله ﷺ مالکاتر لال می تشرع فذكر منه استحلال الميت الحرام لفلانک احياء و امواتاً أنه قلت وجهه ان طاهره التسوية بين الحياة والموت في وجوب استقباله (رد المختار باب صلاة الجناز ج ۱ ص ۷۳۷، ط س ج ۲ ص ۲۳۵ - ۲۳۶). ظمیر

(۲) و يستحب لمن شهد دفن الميت ان يحثو فی قبره ثلث حثيات من التراب يدهنها جميعاً و يكون من قبل رأس الميت و يقول في الحثية الاولى: مهنا حلقاتکم، وفي الثانية: وفيها نعیدکم، وفي الثالثة: و مهنا نخرجکم نارة اخرى، کذا فی الجوهرة النيرة (عالمگیری کشورى باب صلاة الجنائز فصل سادس ج ۱ ص ۱۶۳، ط. ماجديه ج ۱ ص ۱۶۶). ظمیر

نزدیک سر میت (قل هو الله) خواندن و خاک انداختن چه حکم دارد: سوال: ۷۷۵ نزدیک

سر میت خواندن (قل هو الله) و سپس خاک انداختن چه حکم دارد؟

جواب: درست نبوده و ثابت نیست ^(۱).

گذشتن شاخه خرما در قبر جائز است یا نه: سوال: ۷۷۶ گذشتن شاخه خرما در لحد

همراه میت چه حکم دارد؟

جواب: ضرورتی به آن نبوده و علمای محقق از آن منع فرموده اند.

کسیکه در دهلی وفات کند می تواند او را در دیوبند دفن کرد: سوال: ۷۷۷ اگر کسی

در دهلی وفات کند، انتقال او مثلاً به دیوبند و دفن کردن او در آنجا جائز است یا نه؟

جواب: درست است ^(۲).

بعد از دفن میت غرس شاخ درخت بر قبر چه حکم دارد: سوال: ۷۷۸ بعد از دفن میت

غرس تخفیف عذاب غرس شاخ درخت جائز است یا نه؟ بر قبر پیامبر (ﷺ) شاخ درخت غرس

شده بود یا نه؟

جواب: علماء حنفی و محققین اینکار را مخصوص آنحضرت (ﷺ) دانسته اند و رفع عذاب را

به برکت او مخصوص دانسته اند لذا احوط ترک آن است ^(۳). غرس شاخ بر قبر پیامبر (ﷺ)

ثابت نیست. فقط

(۱) مستحب آن است که از جانب سر سه شست دو دسته خاک بپاشد و در وقت انداختن شست اول خاک بگوید (منها خلقکم و درمی لپی سره، و لپیها نمیدکم، او درمی سره دی، و منها نخرجکم تارة اخرى و لای، و يستحب حثیة من قبل رأسه ثلاثاً لما فی ابن ماجه عن ابی هريرة: أن رسول الله ﷺ صلی علی حارة ثم أتى القبر فحسا علیه من قبل رأسه ثلاثاً شرح السبکی قال فی الجوهرة: ویقول فی الحثیة الاولى: (منها خلقناکم) و فی الثانية: (ولپیها نمیدکم) و فی الثالثة: (و منها نخرجکم تارة اخرى). (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۸، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶) طبر.

(۲) و لایاسی بقله قل دعه (الدر المحتار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۰ ط. س. ج ۲ ص ۲۳۹).

(۳) یزید من ذلك و من الحديث ندب وضع ذلك للاباح. و یقال علیه ما اعتید فی زماننا می وضع أعصاب الآس و نحوه، و مرص بذلك أبها جماعة من الشافعية، و هذا أولى مما قاله بعض المالكية من أن التخفيف عن القبرین إنما حصل بركة يده الشريفة ﷺ أو دعائه لهما =

فصل ہفتم: تعزیت

پس از باز گشت از قبرستان تلقین صبر و ورثه میت چه حکم دارد: سوال: ۷۷۹ در اینجا همیشه رواج چنان بوده است که چون پس از دفن میت از قبرستان اباز می گردند به خانه وارث میت رفته او را تسلی داده و تلقین صبر نمایند، اکنون عده عالیشانان می فرمایند که پس از دفن میت به خانه وارث میت رفتن بدعت است این قول صحیح است یا نه؟

جواب: در شامی چنین نوشته شده: (وبکره إلی الجلوس فی بیتہ حتی یاتی الیہ من یغزی بل اذا فرغ ورجع الناس من الدفن فلتفرقوا ویشغل الناس بامورهم وصاحب البیت بامره^(۱)).

غم حضرت فاطمه بر وفات پیامبر (ﷺ): سوال: ۷۸۰ در مرگ شخص دیگری غیر از شوهر اضافه از سه روز غم برای زن جائز نیست اما جگر گوشه رسول حضرت فاطمه الزهرا (رضی) بر وفات پیامبر (ﷺ) شش ماه پیهم غم نمود، توجیه اینکار چیست؟

جواب: رنج و غم اختیاری نبوده و در آن محدودیتی وجود ندارد و ممنوع نیز نمی باشد ممنوع آن است که لباس سوگ و غیره بپوشد.

اجازه تعزیت به مسافر بعد از سه روز: سوال: ۷۸۱ در کتاب (بهشتی گوهر) نوشته شده که تعزیت بعد از سه روز مکروه است مگر برای کسیکه در سفر باشد کراهیت ندارد، این قول از کتاب کدام منقول است؟

جواب: این قول در کتاب الدر المختار است: (وتکره بعدها الا لغائب^(۲)).

= فلا یقاس علیہ غیرہ. ولد ذکر البخاری فی صحیحہ أن بریدة بن الحبیب رضی اللہ عنہ أوصی بأن یجعل فی قبرہ جریستان، واللہ تعالی اعلم. (ردالمحتار قبل باب الشہید مطلب وضع الجدید ج ۱ ص ۸۴۶، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۵، ظفر)
(۱) و ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۲، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۱، از اینجا معلوم می گردد که بطور رواج آمدن و نشستن مکروه است اما اگر کسی به اساس ارتباط خود غرض تلقین صبر نباید مکروه نخواهد بود. واللہ اعلم (ظفر)
(۲) الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب صلاة الجنائز بعد مطلب کراهیة الصیافة ج ۱ ص ۸۸۲، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۱، ظفر

آیا تعزیت دوباره مکروه است و پس از خط تعزیت شفاهی چه حکم دارد: سوال: ۷۸۲

همچنان در کتاب (بهشتی گوهر) آمده که تعزیت دوباره مکروه است اما اگر بذریعه خط تعزیت داده شده باشد بار دیگر تعزیت به لسان بلاکراهیت جائز است یا با کراهیت؟

جواب: در الدر المختار آمده: (ونکره التعزیه ثانیاً) این حکم عام است چه اول به کتابت باشد و ثانیاً به لسان یا بر عکس.

مدت تعزیت تا وقت است: سوال: ۷۸۳ فاتحه خوانی و تعزیت تا چند روز و با چه الفاظی برای عزاداران در مسجد یا خانه مسنون است؟

جواب: تعزیت تا سه روز بوده و بعد از آن مکروه می باشد اما شخصی که در آنوقت باشد می تواند بعداً تعزیت کند، در تعزیت باید کلمات تسلی آمیز بکار رود مثلاً صبر کن خداوند ترا اجر رami دهد، و برای تعزیت در مسجد نشستن مکروه است بلکه باید در خانه باشد^(۱).

فصل هشتم: زیارت قبور و ایصال ثواب

برای زنان نرفتن به قبرها بهتر است: سوال: ۷۸۴ اگر کسی زنان را همراه خود به حضیره برد تا قبور را زیارت کنند، در این مورد چه حکمی وجود دارد؟

جواب: قول صحیح آن است که زنان به قبرها نروند که صبرا در ایشان ضعیف است و در اینجا جزع و فزع می کنند، هر چند این مسئله اختلافی می باشد اما راجح آن است که زنان به زیارت قبور نروند^(۲). فقط

(۱) و لا یاس الخ بالجلوس لها فی قبر مسجد ثلاثه ایام اولها افضلها و نکره بعده لغالب و یقول عظم الله اجرک و احسن عزاءک و غیر لمینک و الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز قبل مطلب فی زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۲ ط. س. ج ۲ ص ۴۴۱. طعیر

(۲) و زیارة القبور ولو للنساء لحدیث کنت مبینکم عن زیارة القبور الا لزوماً (رد المحتار) قوله و لو للنساء و لیل تحرم علیهن و الاصح ان ترخصه ثمانية لهن بحر و حرم فی شرح النسبة بالکراهة الخ و لا یاس اذکن عخانز و بکره اذکن شباب کمعذور الجماعه فی المساجد (رد المحتار) باب صلاة الجنائز مطلب فی زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳ ط. س. ج ۲ ص ۴۴۲. طعیر

ایصال ثواب پس از نماز جنازه: سوال: ۷۸۵ پس از نماز جنازه و بیش از دفن اولیای میت به

نماز گزاران می گویند که سه سه بار سوره اخلاص را خوانده و ثواب آنرا به میت بفرستید؟

جواب: در ایصال ثواب حرجی نیست پس اگر بعد از نماز جنازه تمام مردم یا بعضی از ایشان

سوره اخلاص را بخوانند و ثواب آنرا به میت بفرستند حرجی نیست ^(۱) البته دعا بعد از نماز جنازه

در فقها مکروه نوشته اند، زیرا نماز جنازه خود برای میت دعائی باشد ^(۲) لذا پس از آن دعای

دیگری مشروع نیست.

ایصال ثواب یک عمل به اشخاص متعدد: سوال: ۷۸۶ اگر ثواب تلاوت قرآن مجید یا غذا

یا لباس یک وقت به یک شخص ایصال شود و سپس به شخص دومی و در وقت سوم به شخص

سوم این ثواب به آن هر سه نیت خواهد رسید یا به میت اول رسیده و منقطع خواهد گشت و به

شخص دوم و سوم چیزی نخواهد رسید.

جواب: اگر در یک وقت به چند میت ایصال ثواب گردد به همه می رسد اما اگر اول آن ثواب

به یک میت ایصال شود باز در وقت دیگر ثواب همین صدقه یا تلاوت قرآن مجید به میت دومی

نخواهد رسید به میت اولی رسیده است ^(۳).

با ایصال ثواب به چند نفر ثواب تقسیم می شود یا به همه پوره می رسد: سوال: ۷۸۷ در

ایصال ثواب به ارواح اموات تقسیم است یا مساوات، مثلاً یکبار قرآن مجید را ختم می نماید

و ثواب آنرا به روح سه نفر ایصال می نماید، آیا به هر یک علی السویه و پوره پوره ثواب ختم

قرآن مجید می رسد یا ثواب یک ختم میان آن هر سه تقسیم می گردد؟

(۱) و بقرائت فی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاخوان اعطی من الاجر بعد الامرات والدور المحتار علی هامش.

و در المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القراءة لل میت ج ۱ ص ۸۴۴ ط. س ج ۲ ص ۲۴۲ طبر

(۲) معنی الجنازة بنوی الصلوة لله تعالی و بنوی ایضا الدعاء للمیت (ایضا باب شروط الصلاة ج ۱ ص ۳۹۳ طبر

(۳) نعم اذ العلة لفسد لم بنوی جعل ثوابه لمرء لم یکف (و در المحتار ج ۱ ص ۸۴۴ ط. س ج ۲ ص ۲۴۳ طبر

جواب: در شامی هر دو قول نقل گردیده و مطابق قیاس ثواب باید تقسیم گردد، عبارت رد المحتار چنین است: (یوضحه انه اهدى الكل الى اربعة يحصل لكل منها ربعة فكذا لو اهدى الربع لو احد ابقى الباقي لنفسه) ^(۱) سپس از این حجر مکی نقل نموده که جماعتی چنین فتوی داده اند که به هر یک ثواب کاهل می رسد و این قول شایسته وسعت فضل الهی می باشد ^(۲).

اگر در ثواب با والدین دیگر تمام مردم را شریک کنید ثواب به همگان می رسد: سوال:

۷۸۸ اگر شخصی سوره فاتحه یا سوره دیگری یا دو رکعت نماز نفل بخواند و ثواب آنرا به روح پدر یا مادر یا پیر یا استاد خویش به همراه همه مومنین و مومنات ببخشد، ثواب مذکور را فقط به روح پدرش ایصال کرده یا به روح همه یعنی اگر فقط نام پدر یا استاد را بگیرد در انصورت ثواب کاهل به او خواهد رسد.

جواب: اگر به روح همه ایصال کند بر همه می رسد ^(۳) و بهتر همین شریک کردن در ایصال ثواب است ^(۴).

اگر به بی نماز هم ایصال ثواب شود به او می رسد: سوال: ۷۸۹ اگر شخصی بی نماز بمیرد و به روح او ثواب صدقه و غیره ایصال گردد آیا ثواب به او می رسد یا نه؟

جواب: به هر مسلمانی که مرده است ثواب می رسد، به مسلمان بی نماز نیز می رسد ^(۵).

در ایصال ثواب گفتن فلان ابن فلان ضرور است یا تنها گرفتن نا کافی می باشد: سوال:

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۶۵ ط. س. ج ۲ ص ۲۴۳ ظفر

(۲) لکن این حجر مکی عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم او یصل لكل منهم ثواب ذالک کاملاً فاجاب بانه انی بالثانی وهو اللاتی بسعة الفضل (ردالمحتار باب الجنازة ج ۱ ص ۸۶۵ ط. س. ج ۲ ص ۲۴۴ ظفر

(۳) مثل بن حجر مکی عما لو قرأ لاهل المقبرة الفاتحة هل یقسم الثواب بینهم او یصل لكل منهم مثل ثواب ذالک کاملاً فاجاب بانه انی بالثانی وهو اللاتی بسعة الفضل (ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۶۵ ط. س. ج ۲ ص ۲۴۴ ظفر

(۴) بل فی زکوة النار حائبة عن المحيط الا فضل لمن یصدق نفلاً ان یزى لجميع المؤمنین والمؤمنات لانها تصل الیهن ولا ینقص من احده شیء (ردالمحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی القراءة للمیت ج ۱ ص ۸۴۴ ط. س. ج ۲ ص ۲۴۳ ظفر

(۵) وفي الحر من عام اوصلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحیاء جاز یصل ثوابها الیهن عند اهل السنة کذا فی البدائع (ردالمحتار ج ۱ ص ۸۴۴ ط. س. ج ۲ ص ۲۴۳ ظفر

۷۹۰ آیا در ایصال ثواب گفتن فلان ابن فلان ضرور است یا تنها گرفتن نام کفایت می کند اگر نام پدرش را یاد نداشته باشد چه طریقه ای برای ایصال ثواب وجود دارد؟

جواب: گفتن نام فلان ابن فلان مناسب است اما اگر نام پدرش را یاد نداشته باشد تنها گرفتن نام خودش کافی می باشد، هر چه در نیت باشد برای خداوند متعال معلوم است، اگر نام پدرش معلوم نباشد حرجی نیست^(۱).

خیرات به چه کسی داده شود: سوال: ۷۹۱ به شخص که غذا یا پول نقد یا لباس داده شود دارای چه صفتی باشد، پابند نماز و روزه باشد یا چیزی ضرور نیست با دادن به شخص بی نماز و بی روزه نیز ایصال ثواب صورت می گیرد یا نه؟ و به دادن یا خوراندن به کافر یا صاحب نصاب نیز ایصال ثواب صورت می گیرد یا نه؟

جواب: در دادن به هر محتاجی ثواب است اما در دادن به مسلمان پابند نماز و روزه ثواب بیشتر است^(۲) تفصیلات بیشتر این مسأله در کتب وجود دارد، شفاهی از عالمی بپرسید.

انتساب یک قول غلط به شاه عبد العزیز در ارتباط به سماع موتی: سوال: ۷۹۳ به اساس کتاب های کفایه، عنایه، فتح، شامی و غیره در مسأله سماع موتی مذهب احناف انکار بوده و شوافع به آن قائل اند حدیث قلب بدر را تاویل بعیدی می نمایند لهذا شاه عبدالعزیز در فتاوی خود تحریر می فرماید که انکار سماع موتی قریب به کفر است، مفهوم این عبارت چیست؟

جواب: تاویل حدیث قلب بدر را بعید گفتن نهایت قبیح می باشد، زیرا این تاویل در زمان صحابه شده است، حضرت ام المومنین عائشه صدیقه آنرا تاویل فرموده، اگر برای تطبیق حدیث به آیت

(۱) فی الحدیث من قرأ الاخلاص احد عشر مرة لم وهب اجرها للاموات (دومختار) وفي شرح اللباب ولفراً من القرآن ما يسر له من الفاتحة ولول البقرة الى الملحقون لم يبق قول اللهم اوصل ثواب ما قرأناه الى فلان او اللهم اهد (ردالمحتار باب صلاة الجنازة. مطلب فی القراءه للمیت واهداء لوايها له ج ۱ ص ۸۴۴، ط. م. ح ۲ ص ۲۴۲). ظفر

(۲) قال النبی ﷺ طاعوا طعامکم الاتقاء ولولو معرفکم المؤمنین، رواه البیهقی (مشکوٰۃ باب الصیافۃ ص ۳۶۹). ظفر

قرانی قرین قیاس و منقول از صحابه تاویل صورت گیرد چگونه می توان آنرا بعید خواند^(۱) یا للعجب و یا لضيعة الادب وانتساب این قول به حضرت شاه عبدالعزيز که شما نقل کرده اید غلط است هیچ یک چنین فتوایی به سند معتبر از حضرت شاه صاحب ثابت نیست شخصیت بزرگی چون شاه صاحب چطور می تواند از مسأله ای که در آن صحابه و ائمه مجتهدین اختلاف داشته و نصوص متعارض می باشند انکار کند و انکار سماع موتی را قریب به کفر بداند پس انتساب قول مذکور به شاه صاحب غلط محض و بی اساس بوده و چنین سخنی هر گز از زبان او خارج نشده و باید آنرا غلط دانست.

آیا اشتراک در ایصال ثواب مناسب نیست: سوال: ۷۹۳ من از گذشته ها به اساس معلومات

سابقه خویش ثواب تلاوت قران را به روح پاک پیامبر (ﷺ) به اشتراک دیگر انبیاء و برگزین دین و دوستان و آشنایان و خویشاوندان اهدا می کرده ام اکنون چیزی را مطالعه کرده ام که به اساس آن اشتراک بهتر نبوده و افراد بهتر می باشد، لطفاً مکتوب شماره- ۱۸- جلد سوم از مکتوبات شیخ احمد سرهندی مجدد الف ثانی را ملاحظه فرمائید و من در آینده کدام طریقه را اختیار کنم؟

جواب: آنچه شما نوشته اید مضمون مکتب نمبر- ۱۸- نه بلکه از مکتوب شماره- ۲۸- صفحه- ۷۶- جلد سوم می باشد که به پیامبر (ﷺ) به طور مستقل و بدون شرکت غیر ایصال ثواب صورت گیرد و به دیگر اموات به واسطه او (ﷺ) ایصال ثواب صورت گیرد بهتر است اما این مسأله که شرکت در ایصال ثواب درست می باشد^(۲) پائنه واضح است که به هر طریقی جائز بوده و در آن بحثی نیست. فقط

(۱) و اجابوا من هذا الحديث نارة باله مردود من عائشة رضی اللہ عنہا قالت كيف يقول رسول الله ﷺ ذالك والله يقول وما انت بمسيح من في البربر، انك لاتسمع العربي الا (مرلا المصالح ج ۴ ص ۲۴۶). ظفر

(۲) قال بسبب اهداءه له ﷺ قلت وقول علمائنا له ان يجعل ثواب عمله لغيره يدخل فيه النبي ﷺ فانه احق بذلك ثم (رد المحتار باب صلوة الجنائز مطلب في اهداء ثواب القراءة للنبي ﷺ ج ۱ ص ۸۵۵، ط.س. ج ۲ ص ۲۴۴). ظفر

طواف قبور درست نیست: سوال: ۷۹۴ زید می گوید که طواف قبور جائز است و در استدلال خود قول حضرت شاه ولی الله قدس سره را بیان می کند آیا قول زید صحیح است یا نه، عبارت شاه صاحب چیست؟ همچنان زید می گوید اگر شخص کاهلی طواف قبور بنماید به اهل قبر فایده می رسد، این سخن نیز صحیح است یا نه و طواف کننده و کسیکه آنرا جائز می گوید گنهگار به وعید است یا نه؟

جواب: قول زید غلط بوده و طواف عبادت مختص به کعبه شریفه است و طواف غیر کعبه جائز نیست و عبارت شاه ولی الله صاحب در نزد من نیست و نه کتاب او نزد من موجود می باشد که آنرا مطالعه کنم. بهر حال کتاب او در تصوف است و اگر در آن چیزی باشد هم نمی توان از آن به مسائل شرعی استدلال نمود و معلوم نیست که قول مذکور در چه محلی و بکدام شیوه ای است و او آنرا جائز نوشته یا نه به ما حکم شده که از شریعت پیروی کنیم و ظاهر است که در شریعت طواف غیر از خانه کعبه بدور چیز دیگری جائز نیست، خداوند متعال فرموده است: (و عهدنا الی ابراهیم واسمعیل ان طهرا بیته للطائفین والعاکفین والرکع السجود^(۱)).

استمداد از اهل قبور جائز نیست: سوال: ۷۹۵ آیا صورتی برای جواز استمداد از اهل قبور نزد احناف موجود است؟

جواب: اگر استمداد از اهل قبور توأم با این عقیده باشد که ایشان متصرف در امور اند طوزیکه عوام عقیده دارند، درست نیست بلکه در آن خوف کفر می باشد، در شامی آمده: (ومنها انه ظن ان الميت يتصرف فی الامور دون الله تعالی واعتقاده ذلک کفر)^(۲).

حکم ابعال ثواب چیست: سوال: ۷۹۶ لشتن فاری بر قبور که صاحب لبح القدر آنرا اختیار نموده ص ۳۰۱ فتاوی قاضی خان ص ۷۸، فتاوی عالمگیری ۱۳۳ ج، ص ۱۸۸ مجمع

(۱) البقرة: رکوع ۱۵. ظفر

(۲) رد المحتار قبل باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۷۵ مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ط.س. ج ۳ ص ۷۳۹. ظفر

الانهار ص ۱۸۸ درالحکام ص ۱۶۸، ص ۳۴۴ خلاصۃ القاری، ۳۴۴ فتاویٰ غیاثیہ، ص ۴۵ فوائد سمیہ، ص ۱۴۴ فوائد کبیری، ص ۵۶۴ فوائد صغیری، روح البیان، فتاویٰ مصریہ در المختار وغیرہ کتب فقہ علامہ فتویٰ مذکور است، آیا این مسألہ صحیح است یا غلط؟

جواب: خاص به رضای خداوند تلاوت قرآن شریف ایصال ثواب آن به میت بسیار با ارزش است و هیچ کسی در آن اختلافی ندارد اما اجارہ تلاوت طوریکہ مروج است درست نمی باشد، چنانچہ در شامی آمده: (فی الو لو الحیة لو زار قبر صديق او قريب له وقرأ عنده شيئاً من القرآن فهو حسن اما الوصية بذلك فلا معنى لها ومعنى ايضاً لصلۃ القاری لان ذلك شبيه استیجاره علی قراءة القرآن وذلك باطل ولم يفعله احد من الخلفاء) ^(۱) پس به اساس این وجوه در زمانہ ما از اجلاس قاری منع می نمایند.

سوال در مورد بعضی از روایات: سوال: ۷۹۷ (تصدقوا لموتاکم قبل الدفن.... تغدو لموتاکم بعد الدفن) این قول در شرح بر زخ، زاد الاخره وغیرہ کتب فقہ آمدہ است، در اینجا رواج آن است کہ ورثہ میت حسب قدرت خویش حافظان، قاریان، علماء، طلبا و دیگر فقرا و مساکین را جمع نموده و گاهی بعد از دفن، گاهی قبل از دفن، گاهی بعد از نماز جنازہ و گاهی قبل از نماز جنازہ به خاطر آسانی و رسیدن فایده به میت خیرات می دهند و در طحطاوی شرح مراقی الفلاح آمده: (والسنة ان يتصدق ولی المیت قبل مضی اللیلة الاولى بما تیسر....) آیا این روایات صحیح اند و آیا صورت سوال شدہ جائز می باشد؟

جواب: این روایات بی اصل بوده و عیب اجارہ به تلاوت قرآن شریف در اینجا نیز وجود دارد و در اینجا مسألہ مشروط کردن معروف می باشد و با این ترتیب خواندن ثوابی حاصل نمی گردد طوریکہ علامہ شامی در مورد آن تحقیق کہ نموده کہ مزید بر آن نمی توان چیزی گفت.

(۱) و المختار کتاب الاجارۃ مطلب فی الاستیجار علی الطاعات ج ۵ ص ۴۷، ط. س. ج ۶ ص ۵۷، طبر

تصدیق یک مسأله در ارتباط با مظاهر حق: سوال: ۷۹۸ در کتاب مظاهر حق جلد دوم باب

النذور آمده که فاتحه بزرگان دین ونذر و نیاز به آنها جائز بوده وخوردن چنین غذائی روا می باشد، این مسأله صحیح است یا غلط؟

جواب: در استحباب ایصال ثواب برای اموات جای تردیدی نیست، ایصال ثواب به اموات بدون قیود رسوم مختصره جائز می باشد، مطلب مظاهر حق همین است.

اگر کسی ثواب یک لک و بیست و پنج هزار مرتبه درود شریف را به ۲۵- نفر ببخشد به

چه اندازه ثواب به آنها می رسد: سوال: ۷۹۹ اگر شخصی یک لک و بیست و پنج هزار

مرتبه درود شریف بخوانده وثواب آنرا به ۲۵- میت ببخشد، لطف نموده بفرمائید که به هر میت ثواب یک لک و بیست و پنج هزار مرتبه درود شریف می رسد یا به هر کدام یک یک بر بیست و پنج حصه آن؟

جواب: به هر میت یک بر بیست و پنج حصه آن یعنی پنج هزار ثواب می رسد وعده ای از علما گفته اند که به هر یک ثواب پوره خواهد رسید وطوریکه شامی می گوید قول اول قیاس بوده وقول دومی اوسع می باشد^(۱).

ایصال ثواب تلاوت قرآن شریف چگونه صورت می گیرد: سوال: ۸۰۰ آیا ایصال ثواب

تلاوت قرآن شریف نیز به همین ترتیب صورت می گیرد؟

جواب: به همین صورت است.

ثواب چگونه به مرده ها می رسد: سوال: ۸۰۱ ثواب به چه وسیله ای به اموات می رسد؟

جواب: بواسطه ملائک یا به هر واسطه ای که خداوند تعالی بخواهد.

(۱) وفي البحر من صام اوصلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل سنة والجماعة كذا في الدرر (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القرائت للبيت ج ۱ ص ۸۴۴ ط. م. ج ۲ ص ۲۴۳). ظفر

ایصال ثواب به ارواح موتی: سوال؛ ۸۰۲ هنگام ایصال ثواب به مردگان غیر از تفریح دیگر چیزی معلوم می شود؟

جواب: هر نوع ثوابی که از اعمال صالحه باشد به ایشان میرسد.

آیا به میت گفته می شود که این ثواب از طرف فلان شخص است: سوال؛ ۸۰۳ آیا به میت نیز گفته می شود که این تحفه را فلان دوست یا خویشاوند تو فرستاده است و گویند چه کسی می باشد، فرشته یا کس دیگری؟

جواب: چنین نیز آمده که به میت گفته می شود و گویند فرشته می باشد.

آیا قبل از قیامت روح انسان در قبر می باشد: سوال؛ ۸۰۴ زید می گوید که پس از مردن تا قیامت روح انسان در قبر به سر می برد آیا این سخن درست است یا نه؟

جواب: روح باقبر نیز در ارتباط می باشد امام اجل استقرار اصلی آن علین یاسجین می باشد ^(۱).

پس از مردن روح عذاب می بیند یا جسم یا هردو: سوال؛ ۸۰۵ بعد از مردن روح تعذیب می شود یا جسم یا هر دو؟

جواب: عذاب باروح مع جسم می باشد طوریکه از ظاهر حدیث ثابت است ^(۲).

نوشتن عهدنامه و گذاشتن آن در قبر با میت چطور است: سوال؛ ۸۰۶ عهد نامه و غیره

(۱) لاضی لنا الله بعد از نقل تمام چنین احادیث می نویسد: (روحانی ابن حجر عسقلانی گوید که ارواح مسلمانان در علین و ارواح کفار در سجین و هر یک را با جسم خود اتصال باشد معمولی که مشابه آن اتصال بیست که در حیات دنیا بود بلکه اگر مشابعت داده شود بحال خفته داده شود لیکن از اتصال خفته قوی تر است شیخ جلال الدین سیوطی گفته که با این تقریر آنچه در حدیث آمد که جای قرار شان در علین و سجین است و آنچه ابن عبدالبر از جمهور نقل کرده که نزدیک قیوم آمد جمع می شود.... (تذکره الموتی والقبور ص ۲۸) ثم اعلم ان الروح لها بالبدن خمسة انواع تجر والربع تعلفها به هي البروج فانها وان فارقت وتجردت عنه فانها لم تفارقه فراقاً كلياً بحيث لا يبقى لها اليه النعات الشفه فانها واردة اليه وقت سلام السلام عليه وورد انه يسمع خلق تعاليم حين يولون عنه وهذا الرد اعاده خاصة لا يوجب حياة البدن قبل يوم القيامة (شرح فقه اكبر ص ۱۵۴). طبر

(۲) والحاصل ان احكام الدنيا على الابدان والاوتار تبع لها واحكام الرزق على الاوتار والابدان تبع لها واحكام العشر والبشر على الاوتار والاحساد جميعا (شرح فقه اكبر ص ۱۵۴). طبر

نوشتن و آنرا در قبر با میت ماندن جائز است یا نه؟

جواب: جائز نبوده و از خوف آلوده شدن بانجاست فقها از آن منع کرده اند و تفصیل آن در شامی وجود دارد^(۱).

ایصال ثواب بعد از نماز جنازه و اصرار بر کار مباح: سوال: ۸۰۷ در صفحه - ۵۴۸ - جلد

پنجم مرقاة شرح مشکوٰۃ چاپ مصر آمده: (وفی رواية لهما وانه وضع عمر علی سریره فتکفنه الناس یدعون ویثنون ویصلون علیه قبل ان یرفع وانا فیهم لم یرعنی الاجل قد اخذ منکی من ورائی فالتفت فاذا هو علی ابن ابی طالب فترحم علی (علیه السلام) عمر (علیه السلام).... در کفایة باب الجنائز آمده: (روی ان رجلاً فعل هکذا بعد الصلوة فرأه رسول الله (صلی الله علیه و آله و سلم) فقال ادع استجب لکم....)

در عنایة باب الجنائز آمده: (روی ان رسول الله (صلی الله علیه و آله و سلم) رای رجلاً فعل هکذا بعد الفراغ من الصلوة فقال ادع....) در جزء چهارم قسطلانی بر شرح مسلم امام نووی صفحه ۳۰۶ - چاپ مصر چنین آمده: (قوله حفظت من دعائه ای علمینه بعد الصلوة فحفظته) - صفحه ۲۰ - رد وهابیه و همچنان در شرح برزخ ارقام نموده تصدیق و خواندن قرآن مجید بر میت و دعا در حق او قبل از برداشتن جنازه و پیش از دفن سبب نجات از احوال آخرت و عذاب قبر است.

در صفحه ۹۴ رفاه المسلمین روایت شده که پیامبر (صلی الله علیه و آله و سلم) هنگام گذاشتن مرده ها در قبر این دعا را می خواند: (اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه) در جوهر نیره آمده: (حتی بودوا حقه بالصلوة علیه والدعا له) در شامی آمده: (وصول القراءة للمیت اذا کانت بحضرته او دعی له عقبها ولو غائباً لان محل القراءة تنزل الرحمة والبركة والدعا عقبها اوحی للقبول) قال رسول الله (صلی الله علیه و آله و سلم) اقرؤا "یس" علی موتاکم - در نماز مترجم دولانا صاحب بشیر در صفحه ۸۵ - چنین آمده: (بعد از نماز جنازه همه مردم نشسته - قل هو الله - را یازده بار والحمد شریف راده بار خوانده

(۱) ولی فتاویٰ المحقق ابن الحجر المکی الشافعی عن کتابة المهد الح هل يجوز ولذا لک اصل؟ فاحاب الخ لد افسی اس الصلاح بانه لا یجوز الخ خرفامن صمد المیت الخ (رد المحتار قبل باب الشیخ ح ۱ ص ۸۴۷ . ط . س . ج ۲ ص ۲۴۶) . ظفر

به روح میت ببخشند.

در تنبیه الغافلین صفحه - ۷۳- آمده که بهترین طریقہ ایصال ثواب برای میت آن است که قبل از دفن هر قدر که شود کلمه یا قرآن شریف یا درود یا سوره ای را بخواند و به روح او ببخشد - در کتاب مظاهر حق در باب الجنائز تحت حدیث ابن عباس آمده که یعنی سورۃ فاتحه را در نماز جنازه بخوانید طوری که در حدیث ابن عباس گذشت و بعد از نماز با قبل از نماز آنرا به قصد تبرک تلاوت کنید.

امام محمود بدر الدین عینی در شرح صحیح بخاری تحت باب موعظة المحدث عند لغير فرموده: (مصلحة الميت أن يجتمعوا عنده لقراءة القرآن والذكر فان الميت يتفجع به)

در صفحه بر ۱۱۶ مشکوٰۃ این حدیث آمده: (عن أم سلمة قالت قال رسول الله ﷺ إذا حضرتم المريض أو الميت فقولوا خيراً فان الملائكة يؤمنون على ما تقولون) در صفحه ۱۳۲ جواهر النفیس شرح در الکیس آمده: (وفی نافع المسلمین رجل رفع یدیه بدعا الفاتحه للمیت قبل الدفن جاز) به اساس دلائل فرق ایصال ثواب به سورۃ فاتحه و اخلاص بعد از سلام از نماز جنازه سنت ثابت می شود یا مستحب یا بدعت حسنه یا بدعت سینه؟ صرف می خواهیم با اهتمام تمام ثبوت مسئله را بدانم.

جواب: امور مستحب و مباحه با اصرار و التزام به بدعت مبطل می گردند- عن عبد الله بن مسعود لا يجعل احدكم للشيطان شيئاً من صلوته يرى ان حقا عليه ان لا ينصرف الا عن يمينه لقد رايت رسول الله ﷺ كثيراً ينصرف عن يساره) در مرقاة در شرح این حدیث آمده: (من اصر على امر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة ومنكر^(۱)). فقط

(۱) مرقاة المفاتیح ج ۳ ص ۱۴ طبر

در فتاویٰ عالمگیری آمده: (وما يفعل عقیب الصلوة مکروه لان جهال یعتمدونها سنة واجبة وکل مباح یوذی الیه لمکروه...) واللہ تعالیٰ اعلم.

ایصال ثواب: سوال: ۸۰۸ ثواب صدقہ و خیرات بہ میت می رسد یا نہ ودعای زندگان برای مردگان نافع می باشد یا نہ؟

جواب: بہ میت ثواب صدقہ خیرات و تلاوت قرآن شریف وغیرہ می رسد، اہل سنت و جماعت در مورد اصل ایصال ثواب اتفاق دارند و اختلاف میان ایشان در مورد عبادات بدنہ می باشد، امام شافعی و امام مالک بہ عدم وصول آن حکم کردہ اند و در مورد صدقات مالی ہمگان اتفاق داشته و اختلافی در آن نیست.

دلایل ایصال ثواب الی المیت و اینکه ثواب دعا، صدقہ، خیرات، تلاوت قرآن شریف وغیرہ کہ زندگان می نمایند بہ مردگان می رسد بسیار زیاد است مثلاً از آیت قرآنی: (رب ارحمہا کما ربانی صغیراً) (رب اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین والمؤمنات) (ربنا اغفر لنا ووخواننا الذین سبقونا بالایمان) و اما احادیث: عن سعد بن عبادۃ فانه قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال ﷺ الماء فحفر بیراً وقال هذا لام سعد - اخرجه ابوداود و نسائی (مشکوۃ) قال القونوی والاصل فی ذلک عند اهل البيت ان الانسان ان يجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوة او صوماً او حجاً او صدقۃ او غیرہا، و الشافعی (رح) جوز هذا الصدقۃ والعبادۃ المالیۃ وجوزہ فی الحج واذا قراء علی القبر وللمیت اجرّاً لمستمع ومنع وصول ثواب القرآن الی الموتی و ثواب الصلوة والصوم وجميع الطاعات والعبادات ذیر المالیۃ وعندابی حنیفۃ واصحابہ (رح) یجوز ذلک ویصل ثوابہ الی المیت وتمسک المانع من ذلک بقولہ تعالیٰ (وان لیس للانسان الا ما سعى وبقولہ ﷺ) (اذا مات ابن آدم انقطع عملہ.... الحديث) والجواب ان الآية لنا لان الذی اهدی ثواب عملہ لغیرہ سعی فی ایصال الثواب الی ذلک الغیر فیکون لہ ما سعی هذه الآية ولا

يكون له ما سعى الا بوصول الثواب اليه فكانت الآية حجة لنا لا علينا واما الحديث يدل على انقطاع علمه ونحن نقول به وانما الكلام في وصول الثواب غيره اليه والموصل للثواب الى الميت فوالله تعالى سبحانه لان الميت لا يسمع بنفسه والقرب والبعد سواء في قدرة الحق سبحانه) شرح فقه اكبر.

در قبرها دعا کردن درست يانه: سوال: ۸۰۹ اینکه در قبور فقرا و اولياء پس از فاتحه مردم

دعا می کنند درست است يانه؟

جواب: بدین ترتیب دعا کردن درست است که بگویند با الله به برکت بندگان نیکی خود حاجتم را بر آورده فرما^(۱).

زن اجازه رفتن به قبر را دارد يانه: سوال: ۸۱۰ قبره همشیره من در محل مردانه قرار دارد

آیا مادر من از محل زنانه که بسیار نزدیک است می خواهد به آنجا برود، آه فریاد وی صبری نخواهد کرد آیا رفتن او جائز است يانه؟

جواب: بعضی از فقها اینکار را اجازه داده اند به شرط آنکه ناله و فریاد نکند اما احوط نرفتن است^(۲). فقط

اگر ثلث قرآن سه بار خوانده شود و ایصال ثواب گردد ثواب تمام قرآن خواهد بود

يانه: سوال: ۸۱۱ اگر شخصی که تمام قرآن را یاد ندارد و ده پاره را یاد دارد و همان ده پاره سه

مرتب بخواند در اینصورت ثواب تمام قرآن شریف به میت خواهد رسید یا صرف ثواب ده پاره؟

(۱) و يجوز التوسل الى الله تعالى والاستغاثة بالانبياء والصالحين بعد موتهم (بريفه محموديه ج ۱ ص ۲۷۰). ط

(۲) وزيارة القبور ولو للنساء لحدثت كبت نهيتكم عن زيارة القبور الا فروروها (درمختار) قوله: بزيارة القبور اي لباس بها بل ندب لعم و قوله: ولو للنساء، وقيل لحرم عليهن. والاصح أن الرخصة ثابتة لهن. بحر. و جزم في شرح المسية بالكراهة وقال الخبير الرملي: إن كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والدب على ما جرت به عادتهن فلا تحوز لعم وإن كان للاعتبار والترحم من غير بكاء والتبرك بزيارة قبور الصالحين فلا بأس إذا كن عجايز. وبكره إذا كن شواب كحضور الجماعة في المساجد (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب في زيارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۲). طغیر

جواب: بدین ترتیب ثواب خواندن تمام قرآن شریف حاصل نخواهد شد البته ثواب سه چند ده پاره حاصل خواهد گشت، بهر حال اگر نتواند تمام قرآن شریف را تلاوت کند همین ده پاره را بار بار بخواند و ایصال ثواب کند، ثواب به میت خواهد رسید.

سوال: ۸۱۲ آیا ثواب نفل رابه میت می توان ایصال کرد؟

جواب: می توان ^(۱).

تذکر نیکی های میت به طور رواج پس از نماز جنازه جطور است: سوال: ۸۱۳: اگر

شخصی از اهل اسلام بمیرد وبعد از نماز جنازه به سبب جهالت وعدم تعارف ورثه میت از مسائل شرعیه مولوی صاحب بدستور دلالت علی الخیر وتبلیغ حکم شرعیه وارث مرده را بر این امر تلقین دهد که نیکی مرده را رو بروی جماعت موجوده بیان کن وهمه را برسعادتش گواه کن پس وارث مرده پرخاسته افعال جمله او را یاد کند وبر اعمال حسنه او همه حاضرین را شاهد گرداند اگر چه در زندگی چندان عمل خیر از او مصدر نشده باشد بلکه گاهی گاهی این جائز است یا نه ؟ چنانچه حضور علیه خیراً فوجبت له الجنة وهذا الائتم علیه شراً فوجبت له النار انتم شهداء الله فی الارض (مشکوٰۃ باب المشی الجنازة)

جواب: حاصل این حدیث که از مشکوٰۃ شریف نقل کرده شد این است که میتی که مردمان بر او ثنا خیر کنند واز او نیکی یاد کنند او جنتی است وآن میت که او را مردمان بد گویند آن بد است ودرزخی است واین هم در دیگر روایات است که محاسن مردگان ذکر کرده شوند نه بدی او شان ولیکن این تکلفات که در سوال مذکور است که به تصنع وتکلف آنچه میت از کار های خیر نکرده است بد ونسبت کرده شوند وارتکاب کذب بی وجه کرده شود ماذون شرعی نیست البته آن میت آنچه از کارهای نکو کرده است اگر تذکر او شود وآن امور را ذکر کرده شود نه

(۱) ولی البحر من صام اوصلى او تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحياء حاز ويصلى ثوابها اليهم عند اهل السنة (رد المحتار باب صلاة الحائرين ۱ ص ۸۴۴ ، ط. م. ج ۲ ص ۲۴۳) . ظفیر

مبالغه در آن کرده شود و نه کتمان حق کرده شود پس این تلقین که مولوی صاحب به ورنای میت می کند ثابت نیست و در تکلیف داخل است که نبی از آن در کلام الهی مذکور است (وما انا من المتکلفین).

دست بلند کردن و دعا کردن بر قبر: سوال: ۸۱۴ بر قبر ایستادن دست بلند کردن و دعا نمودن چه حکم دارد؟

جواب: در شرح شرعة الاسلام آمده: (قال في الاحياء والمستحب في زيارة القبور ان يقف مستدبر القبلة مستقبلاً لوجه الميت.....) ^(۱) از این روایت و احادیثی که در مورد زیارت قبور وارد شده دست بلند کردن در وقت ایصال ثواب ثابت نیست.

برای فاتحه بزرگان دین تعیین تاریخ ضرور نیست: سوال: ۸۱۵ فاتحه بزرگان دین باید در تاریخ معینی صورت گیرد یا هر وقتی که ممکن باشد یا با فاتحه در تاریخ خاص ثواب بیشتر می رسد؟

جواب: به تاریخ خاصی ضرورت نیست ^(۲) و نه در آن افزایش ثواب ثابت می باشد.

ایصال ثواب کدام روز افضل است: سوال: ۸۱۶ برای ایصال ثواب به میت روز اول افضل است یا دوم یا سوم و غیره یا تمام ایام در ایصال ثواب برابر اند و یا اینکه قید سوم و دهم بدعت می باشد؟

جواب: باید قید روز اول روز سوم، روز دهم، چهل و غیره شکستنده شوند در شریعت این تخصیصات برای ایصال ثواب وارد نگردیده لهذا بدعت و حرام اند، بدون قید تاریخ و روز هر وقتی که بخواهید ایصال ثواب کنید، روز چهارم، روز پنجم، هفتم و یا هر روز دیگری بدون تخصیص

(۱) شرح شرعة الاسلام فصل فی سن العادة وحقوق الميت ص ۵۸۰ طغیر

(۲) ویکره اتحاد الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسوع الح واتحاد الدغرة لقرآنت انقرآن وجمع الصلحاء لاجل الاکل بکرة (رد المحتار ماب صلاة الحائز قبل مطلب فی زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۲ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۰). طغیر

غذا وغیره به فقراء بدهید. رسوم وتخصیصاتی که عوام مقرر کرده اند هیچ اساسی ندارد هر روزی برای ایصال ثواب برابر است^(۱).

ایصال ثواب بعد از نماز جنازه: سوال: ۸۱۷ بعد از نماز جنازه وقیل از دفن اگر چند تن از نماز گزاران برای ایصال ثواب یکبار سوره فاتحه سه بار سوره احلاص را به آواز آهسته بخوانند وامام یا شخص متقی دیگری دست ها را بلند کرده مختصر دعا کند آیا شرعاً درست است یا نه؟

جواب: در اینکار حرجی نیست اما اگر به رسم تبدیل شود وممانند واجبات التزام گردد طوریکه فقها تصریح کرده اند به بدعت مبدل می شود.

ایصال ثواب در ماه رجب: سوال: ۸۱۸ اکثراً خانواده ها واقارب در ماه رجب با خواندن سوره مبارکه (تبارک) به مردگان خویش ایصال ثواب می کنند، اینکار اصلی دارد یا نه وطریقه صحیح چیست؟

جواب: اصلی ندارد، بدون قید روز هر وقتی که بخواهید به فقرا غذا وپول نقد داده وثواب انرا به میت ایصال کنید^(۲).

رواج واداشتن دیگران به قراءه قرآن: سوال: ۸۱۹ در سمت ما رواج است که چون شخصی بمیرد پس دفن او تعدادی را تابه روز جمعه به قراءه قرآن غرض ایصال ثواب به او وامی دارند ودلیل ایشان برای اینکار آن است که ملا صاحب فتوی داده است که به این ترتیب تا روز قیامت حساب منکر ونکیر وعظمت قبر از میت مذکور رفع می گردد آیا بعد از دفن دیگران را بر

(۱) وبکروه اتحاد الطعام فی الیوم الاول وثالث وبعد الاسرع ونقل الطعام الى القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للحمم والقراءة سورة الاحد او الاسلام ثم ورد السحر باب الحائز ح ۱ ص ۸۴۲ ، ط . س . ح ۲ ص ۲۴۰ . غفر

(۲) شرح علمائنا فی باب التبحر عن النیر بان للسان ان یعلق ثواب غسله لغيره صلاة او صوما او صدقة او غیرها ورد السحر صلاة النعیر ح ۱ ص ۸۴۴ . ط . س . ح ۲ ص ۲۴۳ غفر

قبر میت به خواندن قرآن و ادا داشتن اصولاً جائز است یا نه؟

جواب: اجرت معروف یا مشروطی که به اساس آن عده ای را به خواندن قرآن شریف و آ میدانند محققان در مورد آن نوشته اند که ثواب آن به میت نمی رسد، زیرا کسی که خود قرائت می کند به دلیل نیت خویش مستحق اجر و عوض نمی شود تاچه رسد که ثواب آن به میت برسد ^(۱) البته اگر شخصی خاص به رضای خداوند تعالی قرآن شریف بخواند ثواب آن انشاء الله به میت خواهد رسید چه در خانه بخواند و ثواب آنرا به میت ایصال و خواه بر قبرش ثواب آن برایش می رسد.

واسطه کردن پیامبر (ﷺ) در ایصال ثواب: سوال: ۸۲۰ در ایصال ثواب پیامبر (ﷺ)

واسطه شود یا نه یعنی او را واسطه نموده و ثواب طعام یا قرائت قرآن ایصال شود یا نه؟

جواب: ایصال ثواب به هر دو طریق جائز است و به هر یک از آن ثواب می رسد.

آیا با ایصال ثواب تمام گناهان عفو می شود: سوال: ۸۲۱ شخصی که وفات نموده و در

زندگی مرتکب گناهان صغیره و کبیره شده است اگر اولادش بی شمار ختم قرآن نموده و کلام های پر برکت دیگر را لک ها مرتبه خوانده و ثواب آنرا به او ایصال کنند و صدقه و خیرات زیاد بدهند آیا گناهان صغیره و کبیره او هر دو عفو خواهد شد یا تنها گناهان صغیره اش؟

جواب: در الدر المختار آمده: (قال عیاض اجمع اهل السنة والجماعة ان الکبائر لا یکفرها الا

التوبة ولا قاتل بالسقوط الدین ولو حقاً لله تعالی کدین الصلوة والزکاة....) در این مورد نیز اتفاق وجود دارد که طاعات و حسنات سبب کفاره صفات می گردند نه کبائر طوریکه در حدیث آمده: (الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مکفرات لما بینهن اذا اجتنبت

(۱) وان الفرائض لشيء من الدنيا لا تجوز وان الاخذ والمعطى امان الخ (ردالمحتار مطلب فی بطلان الوصية بالختمات والنهلهل ج ۱ ص ۸۸۸)

ط. م. ج ۲ ص ۵۷. ظفر

الکبائر كما قال الله تعالى ان الحسنات يذهبن السيئات فالمراد بها السيئات الصغائر وعفو الکبائر محول الى مشية الله تعالى كما قال الله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء). فقط

رواج خواندن بر نخود در روز سوم: سوال: ۸۲۲ اینکه در روز سوم برای میت بر نخود خوانده شود و ختم قرآن دو مرتبه یا بیشتر صورت می گیرد و در مورد آن چه حکمی وجود دارد و اگر به جای روز سوم مثلاً روز چهارم یا روز دوم بر نخود خوانده شود باز هم به رواج مبدل خواهد شد در آن وقت چه حکمی خواهد داشت بر غذا را پیش رو گذاشتن و دعا کردن و یازدهم کردن جائز است یا نه؟

جواب: رسم خواندن بر نخود و ختم قرآن در روز سوم از خیر القرون ثابت نیست و اکنون التزام به آن درجه رسیده، که عوام آنرا ضروری می پندارند، لذا باید ترک گردیده و این رسم شکستنده شود و اگر سپس روز دیگری لازمی گشته و به رسم مبدل شود ترک آن نیز ضروری می گردد و طریقه ای که از سلف ثابت نیست لازم گردانیدن آن هر چند اعتقاد نباشد و فقط به شکل عملی باشد واجب الترتک است^(۱) همچنان غذا را پیشروی گذاشتن و فاتحه خواندن نیز جائز نیست و به همین ترتیب یازدهم نیز جائز نمی باشد، تمام رواج های از این قبیل که از شارع (علیه السلام) صحابه و ائمه مجتهدین آنرا نکرده و حکم آنرا نداده اند ناجائز و بدعت بوده مگر کفر و شرک نمی باشند.

فاتحه از مال حرام: سوال: ۸۲۳ اگر کسی از مال حرام برای اولیای کرام فاتحه کند و امید ثواب داشته باشد حکم آن چیست؟

جواب: مال حرام را صدقه دادن و امید ثواب داشتن معصیت است چنین شخصی گنهگاری

(۱) ولی النزاهة و بكرة تخاف الطعام فی اليوم الاول والثالث الخ و اتخذ الدعوة لقرآنت القرآن الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۲، ط. م. ج ۲ ص ۲۴۰). ظفر

گردد^(۱).**نوشتن کلمه شهادت بر کفن: سوال:** ۸۲۴ نوشتن کلمه شهادت با انگشت بر کفن میت جائز

است یا نه؟

جواب: نوشتن کلمه شهادت با انگشت بر کفن سینه و یا پیشانی میت بعد از غسل و قبل از تکفین جائز است در صفحه ۶۶۶ جلد اول شامی آمده: (نعم نقل بعض المحشین عن فوائد السروجی ان مما یکتب علی جبهة الميت بغیر مداد بالاصبع المسبحة بسم الله الرحمن الرحیم، و علی الصدر لا اله الا الله محمد رسول الله - وذلك بعد الغسل وقبل التکفین^(۲)).

گذاشتن شجره در قبر درست نیست: سوال: ۸۲۵ گذاشتن شجره پیران عظام همراه بامیت

در قبر جائز است یا نه جائز یا موجب بی ادبی؟

جواب: گذاشتن شجره پیران بزرگ در قبر جائز نبوده و اصولاً گذاشتن چیز دیگر غیر از کفن با میت در قبر جائز نمی باشد، در صفحه ۶۵۹ جلد اول شامی آمده: (ولا یجوز ان یوضع فیه مضربه^(۳)).

سماع موتی: سوال: ۸۲۶ در مورد سماع موتی مذهب محققین حنفی چیست و از قرآن

و حدیث چه چیزی ثابت می گردد؟

جواب: از (انک لاتسمع الموتی) و غیره نصوص عدم سماع موتی ظاهر است، زیرا عدم شنوادن مستلزم عدم شنیدن بوده و قول محققین احناف چنین است.

طریقه ایصال ثواب عبادات بدنی چگونه است: سوال: ۸۲۷ طریقه ایصال ثواب عبادات

بدنیه چگونه است و آیا ثواب عبادات بدنی به میت می رسد یا نه؟

(۱) لا یقبل الله الا الطیب (مشکوٰۃ - تصدقہ ص ۱۶۷) طبر

(۲) و الدامحار باب صلاة الجنائز مطلب فیما یتکب علی کفن الميت ج ۱ ص ۸۴۷. ط س ج ۲ ص ۲۴۲ طبر

(۳) الدر المختار علی هامش و الدامحار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۶. ط س ج ۲ ص ۲۳۲ طبر

جواب: نزد احناف ثواب طاعات بدنی مانند تلاوت قرآن شریف و تسبیح و تهلیل از احیا به اموات می رسد پس صورت ایصال ثواب چنان است که ولی میت به قاریان و غیر هم بگوید که شما خاص به رضای خداوند ثواب کلام الله را به فلان میت ببخشید و یا اینکه آنها بدون امر ولی ثواب تلاوت قرآن شریف و غیره را به اموات ببخشید اما باید هدف قاریان از ایصال ثواب به اموات اخذ معاوضه واجوره از ولی نباشد و گرنه ثوابی نیست.

نوشتن عهد نامه برگشتن چه حکم دارد: سوال: ۸۲۸ نوشتن عهد نامه بر کفن میت ثابت است یا نه اگر است به رنگ بهتر است یا باخاک؟

جواب: علامه شامی از بزازیه نقل نموده که: (وقد اُفتی ابن صلاح بانه لايجوز ان يكتب علی الکفن (نس) (لکھف) ونحوها خوفاً من صلید المیت فالمنع هنا الاولی) پس معلوم گردید که اگر می خواهند عهدنامه و غیره را بنویسند با رنگ ننویسند بلکه با انگشت بدون رنگ بنویسند طوری که در شامی آمده: (ایضاً يكتب علی جبهة المیت بغیر مداد بالاصبع بسم الله الرحمن الرحیم) شامی ص ۸۹۵. آیا روح به خانه می آید و طریقه ایصال چطور است:

سوال: ۸۲۹ آیا روح میت به خانه می آید یا نه و اینکه به فقر غذا داده شود چگونه ثواب آن به میت ایصال گردد؟

جواب: روح به خانه نمی آید زیرا ثبوتی برای آن وجود ندارد، چنین خیال و عقیده ای نداشته باشد و غرض ایصال ثواب قرآن مجید و کلمه طیبه را خوانده و به فقرا غذا بدهد و ثواب آنرا به میت ببخشید و طریقه آن این است که غذا را پخته و به فقرا داده و به خداوند تعالی دعا کند که ثواب آنرا به روح فلان میت برسان، دراینمورد صرف نیت ایصال ثواب کافی می باشد همچنان لباس پول نقد و غیره را به فقرا داده و قرآن مجید و کلمه طیبه را قرائت نموده و نیت کتب که ثواب آن به میت برسد^(۱).

(۱) صرح محسنی فی مات نصح عن العیر من اللاتین ان یجعل ثواب عمه لعیبه صلاة او صوما او صدقة او غیرها (الی قوله) و فی الحرم

یک رسم غلط: سوال: ۸۳۰ در اکثر مواضع چالگام رسم است کہ مردم چون بعد از دفن میت از کار قبر فارغ شدند پس شخصی جانب شمال نزدیک سر میت می ایستد و شخص دیگری به سمت غرب در حصه میانه قبر ایستاده شده و ظرف پر آب بدست گرفته و به اشاره شخص اول سه مرتبه از کف خود آب بر قبر می افشاند، ترتیبش چنان است کہ شخص اول دعائی خوانده از جانب سر میت با انگشت خود بطرف پای او اشاره می کند پس شخص دوم مطابق اشاره او حدود ثلث آب را می افشاند شخص اول باز به طور سابق دعائی خوانده و اشاره می کند و شخص دوم بقیه آب را می افشاند، خلاصه آنکه این عمل عمل سه بار تکرار می گردد، گمان مردم در مورد افشاندن آب این است کہ بدین ترتیب عذاب میت تخفیف خواهد شد این رسم جائز است یا نه؟

جواب: این رسم و این طریقہ آب افشاندن بر قبر از رسول الله (ﷺ) و صحابه و تابعین و ائمه دین رضوان الله تعالی علیهم اجمعین ثابت نشده پس ناگزیر طریق محدثه است کہ لازم الترتیب بوده و آنچه در احادیث در مورد انداختن آب بر قبر آمده است نه به این طریق و رسم خاص است و نه خواندن چیزی در وقت انداختن آب وارد شده پس لاجرم مجموعه این رسم محدث بوده و انداختن آب بر قبر ممکن است کہ برای جلوگیری از خاک و غبار باشد و همین قول راجح بوده و الدر المختار آنرا اختیار نموده و ممکن برای تفاول به نزول رحمت باشد بهر حال خواندن چیزی در وقت انداختن آب ثابت نشده است و در خود انداختن آب بر قبر مضایقه نیست بلکه مندوب می باشد (ولا بأس برش الما حفظاً لثراه^(۱)) و خواندن اول سوره بقره به جانب سر و آخر سوره بقره به جانب پا از عبد الله بن عمر (رضی الله عنہ) منقول بوده و مستحب است امانه به کیفیتی کہ

= صام اوصلى الوصدق وجعل ثوابه لغير من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة كذا في البدائع (رد المحتار ج ۱ ص ۸۴۰) به درمختار کی دی و فی الحدیث من قرا الاحلام احد عشرة مرة لم يهب اجرها للاموات اعطى من الاجر (شامی ج ۱ ص ۸۴۱، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۳).

(۱) الدر المختار علی هامش رد المحتار، باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۳۸، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۷، ظفر

در سوال آمده خلاصه کیفیتی که در سوال است بدعت ومحدث می باشد^(۱).

کسیکه ایصال ثواب می کند به خودش هم ثواب می رسد یانه: سوال: ۸۳۱ زید قرآن شریف را تلاوت نمود وبه نام عمرو ایصال ثواب کرد اکنون به خود زید از این تلاوت چقدر ثواب می رسد؟

جواب: ثواب تلاوت قرآن شریف به عمرو می رسد اما زید که کاری نیکی را انجام داده چند بلکه ثواب بیشتر حاصل می کند، البته اخلاص شرط می باشد و بدون اخلاص هیچ عملی مقبول نیست چنانچه خداوند متعال فرموده است: (الا لله الدین الخالص) وهمچنان فرموده: (من جاء بالحسنة فله عشر امثالها)

گذشتن حمائل در قبر: سوال: ۸۳۲ هنگام دفن یک شخص متقی شخصی در قبر همراه او یک حمائل شریف ویک مهر لقره ای را گذاشت، شرع شریف در این مورد چه هدایت فرموده است؟

جواب: کار بدی صورت گرفته باید قرآن شریف ومهر از قبر کشیده شود، کسیکه چنین نموده فعل بدی را مرتکب شده زیرا اینکار ناجائز است، چون درشامی آمده: (وکما اذا سقط فی القبر متاع او کفن بثوب مغضوب او دفن معه مال وقالوا ولو کان المال درهما...) (۲).

به قبور اولیاء رفتن ودعا کردن جائز است یانه: سوال: ۸۳۳ به درگاه بزرگان دین رفتن وگفتن که شما مستجاب الدعوات هستید برای مادعاکنید که خداوند عالم فلان کار را بسر رساند اینکار درشریعت اصلی دارد یانه واولیای ازاینکه کسی برقبرایشان برود آگاه می شوند یانه؟

جواب: در این مورد مشروع آن است که هنگام زیارت بطریقه معروف اسلام نماید وبرای اهل

(۱) بهامبر (ﷺ) فرموده: من احب فی امرنا هذا ما لیس منه فهورد رواه مسلم (مشکوة باب الاعتصام ص ۲۷).

(۲) ردالمحتار ج ۱ اول ص ۸۳۹، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۸، ظفر

قبول دعای مغفرت کند و اگر چیزی بخواند و به روح ایشان ایصال نماید بسیار بهتر است و اگر چیزی دعای می کند به خداوند متعال دعا نماید مثلاً این طریق که یا الله از برکت ایشان حاجتم را بر آورده ساز، باید به آن بزرگان گفته نشود شما دعا کنید سماع موتی خود مسأله مختلف فیه می باشد، احناف سماع موتی را قبول ندارند و مذهب ام المومنین عائشه صدیقہ (رضی) نیز چنین است و آیات قرآنی نیز بر آن دلالت دارد، لذا باید به ایشان خطاب نگردد و گفته نشود که شما دعا کنید بلکه به خداوند متعال برای آنها دعای مغفرت و رفع درجات را ننمائید و اگر به واسطه ایشان برای رسیدن به حاجت های خویش هم دعا کنید مضایقه نیست، در حص حصین آمده که به واسطه صالحین مستحب است که حق تعالی به برکت ایشان دعا را قبول فرماید^(۱).

رواج خواندن سوره اخلاص از نماز جنازه غرض ایصال ثواب: سوال: ۸۳۴ در جایی که ما

هستیم بعد از نماز جنازه سه مرتبه سوره اخلاص را خوانده و ثواب آنرا به میت اهداء می کنند تا که برای او ثواب ختم قرآن شریف برسد، اینکار جائز است یا نه؟

جواب: فقها نوشته اند که دعا پس از نماز جنازه مکروه و ممنوع می باشد^(۲) زیرا که نماز جنازه خود برای میت دعا می باشد و در آن ضرورت به هیچگونه ایجاد و از دیدادی نیست لذا پس از نماز جنازه فوراً به التزام سه بار سوره اخلاص خواندن و ثواب آنرا به میت ایصال کردن کاری خوبی نیست پس باید در وقت دیگری یا در دل بدون اعلان و التزام با خواندن هر سوره ای که ایصال ثواب کند مضایقه نیست.

روایت یک لک و بیست هزار مرتبه خواندن کلمه و ایصال ثواب در کجاست: سوال: ۸۳۵

اگر یک لک و بیست هزار مرتبه کلمه شریف خوانده شود و ثواب آن به میت ایصال گردد امید مغفرت است، این روایت در کدام کتاب آمده آیا تنها (لا اله الا الله) خوانده شود و یا (محمد

(۱) وان یوسل الی الله تعالی باسبابه و الصالحین من عباده (حصص حصص اذاب الدعاء ص ۹۸) طبر

(۲) و لا بدع لمیت بعد صلاة الجنازة لانه يشبه الرياء في صلاة الجنازة (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۳۶۹). طبر

رسول الله) نیز با آن یکجا گردد؟

جواب: این روایت در هیچ کتاب حدیث از نظرم نگذشته اما بعضی از مشایخ آنرا نقل کرده اند، لذا عمل بر آن درست می باشد و معمول خواندن (لا اله الا الله محمد رسول الله) نیست بلکه صرف (لا اله الا الله) می باشد و گاهگاهی هم یکجا کردن (محمد رسول الله) با آن است و در حدیث ترمذی وابن ماجه آمده: (افضل الذکر لا اله الا الله^(۱)).

از مرده درخواست دعا جائز است یا نه: سوال: ۸۳۶ یک جناب می گوید که از مرده هر چند نبی یا ولی باشد طلب دعا کردن یا از او مدد خواستن بدعت است و هنگام استدلال این حدیث را حجت می گیرد که یک مرتبه بعد از وفات پیامبر (ﷺ) هنگام قحط حضرت عمر (رضی الله عنه) نزد حضرت عباس (رضی الله عنه) رفت و گفت وقتی که حضرت پیامبر (ﷺ) زنده بود در چنین وقتی توسط او دعای کردیم اکنون او زنده نیست شما کاکای او هستید با ما رفته دعا کنید به همین ترتیب هر وقت واقعه ای پیش می آید امیر معاویه (رضی الله عنه) توسط صحابه دعای می نمود، اگر توسط مرده دعا کردن بدعت نباشد و یا به آن حکم شده است چرا حضرت عمر (رضی الله عنه) به مقبره پیامبر (ﷺ) غرض دعا کردن توسط او نرفت.

جواب: از سنت و طریق سلف ثابت چنان است به هنگام زیارت قبور برای ایشان دعا گردد و توسط اعمال حسنه برای آنها ایصال ثواب صورت گیرد نه اینکه به اهل قبور بگوید که برای من دعا بنمائید و یا اینکه فلان کارم را بسر رسانید، چنین چیزی ثابت نیست نهایت امر آن است که به خداوند تعالی توسط ایشان دعا کند که یا الله به برکت فلان شخصیت بزرگ صاحب این قبر حاجتم را بر آورده ساز و دعایم را قبول کن.

آیا مرده از فاتحه و قرائت با خبر می شود: سوال: ۸۳۷ الف: هنگامی که فاتحه به وابستگان

میت فاتحه داده می شود آیا میت از آن با خبر می گردد یا نه؟

سوال: ۸۳۸ ب: وقتی که وابستگان میت به قبرستان رفته و برای او دعا می کنند آیا میت میدانند یا نه؟

سوال: ۸۳۹ ج: اگر از طرف میت قربانی یا حج صورت گیرد آیا او با خبر می گردد یا نه که فلان وابسته من اینکار را کرده است؟

جواب: الف: اگر بداند بداند قابل تعجب نیست ^(۱).

ب: از بعضی روایات چنین معلوم می گردد ^(۲).

ج: در بعضی از روایات آمده که میت با خبر می گردد یعنی ملائک به او می گویند.

طریقه نجات دادن از عذاب چیست: سوال: ۸۴۰ اگر میت به عذاب مبتلا باشد وابستگان او غرض نجاتش باید چه کاری را انجام دهند؟

جواب: قرآن شریف و کلمه طیه را تلاوت نموده و صدقه و خیرات نموده و ثواب آنرا به او ایصال کنید به این ترتیب به میت نفع خواهد رسید ^(۳).

دعا برای میت در چه اوقاتی درست است: سوال: ۸۴۱ از مدت ها قبل در اینجا چنان رسم

و رواج است که پس از تکفین میت را در جنازه گذاشته جمع گردیده و با اهتمام فاتحه می خوانند باز پس از فراغت از نماز جنازه و قبل از برداشتن جنازه مردم را باز داشته همراه با امام فاتحه می خوانند سپس بعد از دعایی که متصل فراغت از دفن خوانده می شود باز هم مردم را توقف داده و فاتحه می خوانند و هنگام بازگشت از قبرستان چون به دروازه قبرستان می رسند نیز

(۱) وانما الکلام فی وصول ثواب غیره الیه والموصول للثواب الی المیت هو الله تعالی سبحانه لان المیت لا یسمع بنفسه والقرب والمعد سواء (شرح فقه اکبر ص ۱۵۹). ظفیر

(۲) وی شرح الباب لملا علی القاری "تم من اداب الزیارة ما قالوا من انه یاتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل راسه لانه اتف لبصر المیت (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی زیارة القبر ج ۱ ص ۸۴۳ . ط. س. ج ۴ ص ۲۴۲). ظفیر

(۳) وی البحر من صام اوصلی اوفصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابها الیهم عند اهل السنة والجماعة (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القرائت للمیت ج ۱ ص ۸۴۴ . ط. س. ج ۴ ص ۲۴۳). ط

چنین می کنند و گاهی چنان نیز می شود که چون میت را برای غسل می گذارند هم به چنان شکل فاتحه می خوانند و بعد از دروازه قبرستان چون به خانه باز پس می رسند در خانه نیز فاتحه خوانده می شود، یعنی در سه موضع اول رواج فاتحه خواندن عام است و در دو موضع اخیر عام نمی باشد یعنی گاهی خوانده می شود و گاهی نه اما اکنون یک عالم صاحب تشریف آورده و چون در این مورد از او پرسیده شد، فرمود که در آن اوقات مختلف به این کیفیت فاتحه خواندن بدعت و خلاف سنت است خصوصاً که تارک را قابل ملامت می دانند و چنین استدلال می کند که حسب تصریح علامه شامی و غیره نماز جنازه خود برای میت دعامی باشد چنانچه در ردالمحتار آمده: (فقد صرحوا عن آخرهم بان الصلوة الجنائز هی الدعا للمیت اذ هو المقصود منها) و فاضل بزرگ علامه ملا علی مکی حنفی (رح) در مرقاة شرح مشکوٰۃ در باب الجنائز تحت حدیث مالک بن میسره تحریر فرموده: (ولایدعی للمیت بعد صلوة الجنائز لانه یشبه الزیادة فی صلوة الجنائز) لانه بعضی کتب از محیط نقل کرده اند (يقوم الرجل بالدعا بعد الصلوة الجنائز) و از کبیری چنین نقل گردیده: (فی السراجیة اذا فرغ من الصلوة لا يقوم بالدعا) و همچنان می گوید که دعا بر قبر متصل دفن به اساس کتب حدیث از پیامبر (ﷺ) ثابت بوده و ثبوت سائر ادعیه مروجّه از کتب حدیث فقه و اقوال علمای محقق ثابت نیست پس لطف نموده و بفرمائید که این اقوال عالم مذکور صحیح است یا نه و مطابق حکم خداوند و پیامبرش (ﷺ) از وقت مردن تا فراغت از دفن و باز پس گشتن به خانه درجه مواعی جمع شدن و دعا کردن از شرع ثابت می باشد یا اینکه هر شخص بر علاوه نماز جنازه و بدون التزام و اهتمام و فکر اجتماعی به خوشی خود هر وقتی که بخواهد برای میت دعای خیر کند؟

جواب: قول آن عالم صاحب صحیح بوده و موافق قواعد و نصوص و تصریحات فقها می باشد و مزید این قول آن است که نماز جنازه خود برای میت دعا می باشد و غیر از آن هیچ موقعی دعا کردن اجتماعی ثابت نیست در صفحه - ۳۶۵ - جلد چهارم مسند امام احمد از عبدالله بن ابی

اولی روایت گردیده: (ثم کبر علیها اربعاً ثم قام بعد الرابعة قدر ما بین التکبیر تین يدعو ثم قال کان رسول الله ﷺ يضع فی الجنائز هكذا) ودر صفحه ۱۲۲- جلد یازدهم فتح الباری چنین آمده: (وفی حدیث ابن مسعود رضی الله عنه) رایت استقبال القبلة وفیه لما فرغ من دفنه استقبال القبلة رافعاً یدیه) أخرجه ابو عوانة فی صحیحہ.

ایصال ثواب ثابت است اما تعیین روز به طور رسم درست نیست: سوال: ۸۴۲ در مورد

دادن خیرات و تلاوت قرآن مجید به نیت ایصال ثواب به مردگان در قرآن و حدیث چه حکمی وجود دارد و اگر کسی به نیت ایصال ثواب به مردگان خیرات بدهد و یا قرآن مجید را تلاوت کند آیا واقعاً ثواب آن به مردگان می رسد و موجب تخفیف عذاب یا حصول درجات عالیہ می شود و آیا این موضوع از قرآن و حدیث ثابت است؟ همچنان آیا روز تعیین کردن وفاتحه گرفتن عرس سه ماهی شش ماهی و غیره نمودن و از قبور بزرگان استمداد و مراد خواستن درست است و آیا مردگان در آن جهان تصرفاتی کرده می توانند؟

جواب: ایصال ثواب صدقات و تلاوت قرآن مجید به مردگان و اینکه از دعا و استغفار زندگان به ایشان نفع می رسد از قرآن و احادیث ثابت می باشد چنانچه در کتب فقه به تفصیل آمده و انکار از آن جهل گناه و پاره کردن اجماع می باشد ^(۱) البته برای ایصال ثواب در شریعت روزی تعیین نشده لذا دهم، چهلیم، شش ماهه، سال، عرس و فاتحه خوانی مروجہ همه خلاف شریعت و بدعت بوده و از قبور استمداد و طلب مراد همه ناجائز اند، غیر از خداوند تعالی هیچ کسی هیچگونه تصرف و اختیاری ندارد.

مفهوم صحیح آیت (لیس للانسان) و ایصال ثواب: سوال: ۸۴۳ از آیات مبارکه (لیس للانسان

(۱) و یقرأ ین و فی الحدیث من قرأ الاحزاب احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات (ترمذی) قوله: و یقرأ ین) لم یرد من دخل استغفر فقراً سورة ین حلف الله عنهم یومئذ، و کان له بعدد من فیها حسنت الخ صرح علماؤنا فی باب العیم عن العیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوماً أو صدقة أو غیرها، کذا فی الہدایة الخ (رد المحتار باب صلاة العائز ح ۱ ص ۸۴۱ ط ص ۲۷ ص ۲۴۶ صیر

الا ما سعی) و (قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبت) و (من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعليها) بطلان ایصال ثواب به مردگان ثابت می گردد یانه؟

جواب: در شرح فقه اکبر این اعتراض (مربوط آیت لیس للانسان...) را نقل نموده و چنین جواب داده که از این آیت ایصال ثواب ثابت نمی گردد زیرا چون فرمود که برای هر انسان همان چیزی است که سعی می کند پس کسیکه ایصال ثواب می نماید سعی می کند غرض رساندن ثواب اعمال صالحه به مردگان لذا به اساس این آیت سعی او به هدر نمی رود و برای کسیکه ایصال ثواب می نماید می رسد ^(۱) و نیز چنین جواب داده اند که منظور از سعی همانا سعی ایمانی می باشد یعنی هر کسیکه ایمان آورد و مومن وفات کرد؛ برای او با ایصال ثواب از سوی دیگران ثواب می رسد نه به کافر چون از احادیث صحیحہ رسیدن ثواب به موتی ثابت گردید جایی برای اینگونه شبهات واهی وجود ندارد زیرا پیامبر (ﷺ) معنی قرآن شریف را خوب می دانست و همچنان گفته شده به مراد از (الانسان) کافر می باشد یعنی به کافر ثواب نمی رسد.

تلاوت قرآن شریف بر قبر چهار دارد: سوال: ۸۴۴ تلاوت قرآن شریف بر قبر جائز است یانه؟

جواب: غرض ایصال ثواب به میت تلاوت قرآن شریف بر قبرش و ایصال آن طوریکه درشادی آمده درست است ^(۲).

اینکه دفن کنندگان میت غذا همان روز را در خانه میت بخورند چه حکم دارد: سوال:

شخصی وفات نمود کسانیکه او را دفن کرده اند آیا می توانند غذای همان روز را در منزلش بخورند؟

(۱) اختلف في العبادات البدنية كالصوم والصلاة وقراءة القرآن والذكر فذهب ابوحنيفة واحمد وجمهور السلف رضي الله عنهم الى وصولها اليه واستدلوا بقوله سبحانه: وان ليس للانسان الا ما سعی مدفوع بانه لم ينف انتفاع الرجل سعی غيره وانما هي ملكة بغير سعيه وبين الامرين فرق بين فاعل الله تعالى انه لا يملك الا سعيه واما سعی غيره فهو ملك لسعيه فان شاء ان يبدله لغیر ان شاء يبقه لنفسه وهو سبحانه لم يفل لا يتبع الا ما سعی (شرح فقه اکبر ص ۹۶۰ طبر).

(۲) وزيارة القبور الخ يقول السلام عليكم الخ وقرا يس (درمختار) لما ورد من دخل المقابر فقرا سورة يس خفف الله عنهم يومئذ ثم رد المختار باب صلوة الحائض مطلب في زيارة القبور ح ۹ ص ۸۴۳، ط س ح ۲ ص ۲۴۲، ط ف

جواب: غذایی از خانه خویشاوندان به خانه میت می رسد خوردن آن به خانواده میت جائز است نه اینکه دفن کننده گان خانواده میت را به پختن غذا مجبور ساخته و آنرا بخورند مکروه می باشد^(۱). فقط

آیا ایصال ثواب به تمام مسلمانان درست است: سوال: ۸۴۶ زید پس از تلاوت قرآن مجید ثواب آنرا توسط پیامبر (ﷺ) و ازواج مطهرات (رضی) و جمله بزرگان دین به مردگان خانواده خویش و جمله مومنین و مومنات بخشید، چنین کاری جائز است یا نه و طریقه بهتر ایصال ثواب چیست؟

جواب: این طریقه ایصال ثواب که زید می نماید خوب بوده و در آن حرجی نیست و به زید نیز ثواب می رسد^(۲).

اگر کسی سه مرتبه (قل هو الله) را بخواند و ثواب آنرا ببخشد آیا ثواب قرآن حاصل می شود: سوال: ۸۴۷ یک مولوی صاحب وعظ می نمود که اگر کسی یک مرتبه سوره فاتحه و سه مرتبه سوره اخلاص را بخواند و ثواب آنرا به جمله مؤمنین ببخشد به هر یک علیحده علیحده ثواب ختم قرآن مجید می رسد، این سخن صحیح است یا نه؟

جواب: در این مورد دو قول از فقها نقل گردیده یکی آنکه به هر میتی ثواب کاهل می رسد و روایت دیگر آن است که ثواب تقسیم گردیده به ایشان خواهد رسید و قول دوم را^(۳) مطابق

(۱) و ترتیبهم فی السر و یتخذ طعام لهم (در مختار) قال فی الفتح و یستحب لجبرن اهل الميت و الاقرباء الیابعد تهیه طعام لهم یشبههم یومهم و لیلتهم لقوله ﷺ اصموا لال جعفر طعاما فقد جاءهم ما یبطلهم حسنه الترمذی و صححه الحاکم و لایه بر معروف الخ و قال ایضا و قال یکره اتخاذ الضیافه من الطعام من اهل الميت لانه شرع فی السرور لافی السرور و هی بدعة مستقبحة الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۲۱۸ ط. س. ج ۲ ص ۲۴۰). ظفر

(۲) و یقرأ من القرآن و ما یتسر له من الفاتحة الخ ثم یقول اللهم اوصل ثواب عافرانها الی فلان اولیهم الخ الا فضل لمن یتصدق نفلا ان یوی لجميع المؤمنین و المؤمنات لانها تصل الیهم و لا ینقص من اجره شی (رد المحتار باب صلاة الجنائز، مطلب فی زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۴، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۲). ظفر

(۳) و الا فضل لمن یتصدق نفلا ان یوی لجميع المؤمنین و المؤمنات لانها تصل الیهم و لا ینقص من اجره شی (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب فی القرآنة للمیت ج ۱ ص ۸۴۴، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۳) مثل ابن حجر المکی عما لورقا لاهل المقبرة الفاتحة هل یقسم الثواب =

قیاس نوشته واز فیض خداوند بعید نیست که به هریک ثواب پوره را برساند ودر حدیث شریف آمده که با یک مرتبه تلاوت سوره (قل هو الله) برابر ثلث قرآن مجید قواب حاصل می شود^(۱).

نوشتن کلمه بر کفن بی ادبی است: سوال: ۸۴۸ نوشتن کلمه شریف بر کفن میت چه حکم دارد؟

جواب: نوشتن کلمه شریف بی ادبی بوده و ملوث کردن آن با نجاست می باشد به همین جهت محققین از آن منع کرده اند^(۲).

هنگام رسیدن به قبرستان چه باید کرد: سوال: ۸۴۹ هنگام رسیدن به قبرستان چه باید خواند و درود شریف خوانده شود یا نه زیرا عده ای گمان می کنند که درود مخصوص پیامبر (ﷺ) می باشد؟

جواب: درود شریف را نیز می توان خواند و طریقه مشروع زیارت قبور آن است که بگوید: (السلام علیکم یا اهل القبور انتم لنا سلف وانا ان شاء الله بکم لاحقون یغفر الله لنا ولکم) و اگر پس از آن قل هو الله و غیره را خوانده و ایصال ثواب کند خوب است^(۳).

هنگام ایصال ثواب به زبان چه باید گفت: سوال: ۸۵۰ در وقت ایصال ثواب اگر چه نیت

= بینهم اریصل لكل منهم ثواب ذالک کاملاً فاجاب بانه انی جمع الثانی وهو الاثنی بسمه الفضل (ایضا ج ۱ ص ۸۴۵ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۳). ظفر

(۱) وعن ابن عباس وائس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ : اذا زلزلت تعدل نصف القرآن وقل هو الله احد تعدل ثلث القرآن وقل یا ایها الکافرون تعدل ربع القرآن واه الترمذی (مشکوٰۃ کتاب فضائل القرآن ص ۱۸۸). ظفر

(۲) ولی فناوی المحقق ابن حجر المکی الشافعی سئل عن کتابة العهد علی الکفن وهو لاله الا الله قل والقیاس المذكور مسوع لان القصد ثم المیزر وهناك الضرب الخ فلا یجوز تعريضها للنجاسة (ردالمحتار مطلب فیما یکتب علی کفن میت ج ۱ ص ۷۴۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۶). ظفر

(۳) قال فی الفتح: والسنة زیارتها قائماً، والدعاء عندها قائماً، كما كان یفعله (ص) فی الخروج إلی البقیع ویقول: السلام علیکم الخ. ولی شرح اللباب ویقرأ من القرآن ما تبسر له من الفاتحة وأول البقرة إلی المفلحون وآیه الكرسي وآمن الرسول وسورة یس وبارک الملک وسورة الفکر والأخلاص اثنی عشر مرة. أو عشراً أو سبعا أو لئلا لم یقول: اللهم أوصل ثواب ما قرأناه إلی فلان أو إلیهم (ردالمحتار باب صلوة المحتار مطلب فی زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳ - ۸۴۴ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۲). ظفر

کافی می باشد اما چیزی که به زبان هنگام ایصال ثواب گفته شود کدام الفاظ است؟

جواب: بگوید یا الله ثواب این عمل را به فلان برسان^(۱).

اگر کسی در زندگی خود کلمه و قرآن بخواند و آنرا برای بعد از مرگ خود بگذارد

آیا ثواب آن برایش خواهد رسید: سوال: ۸۵۱ اگر شخصی در زندگی خود یک لک

و بیست هزار مرتبه درود شریف و یک ختم قرآن بنماید و ثواب آنرا برای مغفرت خود بعد از

مرگ بگذارد آیا ثواب مذکور به او خواهد رسید^(۲)

کسی که ایصال ثواب کند خود نیز مستحق ثواب می شود: سوال: ۸۵۲ برای کسیکه

ایصال ثواب می کند چیزی از نیکی و ثواب می رسد یا نه؟

جواب: ثواب برایش می رسد^(۳).

سجده به قبر حرام است: سوال: ۸۵۳ زید پیرو شریعت است اما بکر یک مرتبه به چشم

خود او را دید که چون به زیارت قبر یک شخصیت بزرگ رفت و جانب پاهای قبر سر خود را

نگذاشت و پس از مدتی سر بلند کرد و به جانب راست قبر ایستاده و فاتحه خواند آیا اینکار زید

جائز است یا نه؟

جواب: اینکار زید بدون شبه نا جائز و حرام بوده و برای هیچ خاص و عامی درست نیست^(۴).

(۱) و یقرء من القرآن متبر من الفاتحة الخ ثم يقول اللهم اوصل ثواب ماقرأته الی فلان: الوالیهیم (رد المحتار باب المحتار مطلب زیارة القور ج ۱ ص ۸۴۴ ط س ج ۲ ص ۲۴۲) ظفر

(۲) وفي البحر: من صام أو صلی أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات ولا حیا جاز، ویصل ثوابها إلیهم عند أهل السنة والجماعة، کذا فی المنايع، ثم قال: وبهذا علم أنه لا فرق بین أن یکون المرحول له حیا أو حیا، والظاهر أنه لا فرق بین أن یوی به عند الفعل للغير أو یفعله لنفسه بعد ذلك یجعل ثوابه لغيره (رد المحتار باب المحتار مطلب فی القرائت للمیت ج ۱ ص ۸۴۴ ط س ج ۲ ص ۲۴۳) ظفر

(۳) وفي الحديث من قرأه الاحلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاخر بعدد الاموات (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة المحتار مطلب فی القرائت للمیت ج ۱ ص ۸۴۴ ط س ج ۲ ص ۲۴۲) ظفر

(۴) وكذا ما یفعلونه من قبیل (الأرض بین یدی العلماء) والعطاء فحرام، والفاعل والراضي به آثمین لانه یشبه عادة الوثن، وهل یكفران؟ علی وجه العادة والعظیم كبر، وإن علی وجه التحية لا، وصار آثما مرتکبا للكبرة، وفي الملتقط: البواص لغير الله حرام (درمختار) وقال شمس الانیة السرحسی ان كان السجود لغير الله تعالی علی وجه العظیم كبر آثم، قال التهستانی وفي الظهیر به یكفر بالسجدة مطلقا (رد المحتار كتاب الحظر والاباحة فصل فی الاستبراء ج ۵ ص ۲۴۲ ط س ج ۲ ص ۳۸۳) ظفر

درجایی که اطفال اهل هند دفن اند خواندن چیزی درست نیست: سوال: ۸۵۴ اگر در

جایی که اطفال اهل هند دفن اند مسلط بی برسد چیزی بخواند یا حاموش باشد^(۱)

جواب: به خواندن چیزی در جایی که اطفال اهل هند دفن اند ضرورت نیست^(۲)

اطفال اهل هند جنتی اند یا دوزخی: سوال: ۸۵۵ اطفال اهل هند که در طفولیت مرده

اند جنتی هستند یا دوزخی^(۳)

جواب: آنرده اطفال اهل هند که در طفولیت مرده اند جنتی هستند^(۴)

زیارت قبور در شب جائز است یا نه: سوال: ۸۵۶ هنگام شب زیارت قبور و خواندن چیزی

غرض ایصال ثواب به آنها جائز است یا نه؟

جواب: جائز است به دلیل قول پیامبر (ﷺ) که فرمود: (الا فزورها^(۵)) فیصله یا قول محمد

بن واسع چنین درج است: (فقد قال محمد بن الواسع الموتی یعلمون بزورهم یوم الجمعة ویوماً

قبله ویوماً بعده) شامی باب زیارة القبور، همچنان این عبارت در طحطاوی علی المراقی الفلاح

وشرح الصدور للعلامه السیوطی وفتح القدیر نیز آمده است اما غیر از علامه شامی در کتب

دیگر لفظ (بلغنی) آمده که دلالت بر آن دارد که قول شخص دیگری به محمد بن واسع رسیده

و در شامی لفظ (بلغنی) وجود ندارد که نشان میدهد که فیصله یا حکم خود محمد بن واسع می

باشد، از عبارت شامی چنین مفهوم گرفته می شود که (فقد قال محمد بن واسع ناقلاً عن السلف

^(۶)) بدین ترتیب هیچ تعارضی میان عبارت شامی و سایر کتب باقی نخواهد ماند که به اساس آن

کسی در مغالطه افتد بلکه هر دو با هم تطبیق خواهد شد و ظاهر آن است که محمد بن واسع این

(۱) حکم خواندن صرف در قبرستان مسلمانان است

(۲) و توقف الامام الاعظم فی سبیل اعتدال الکفره و دخولهم الحنة و غیره حکم بذالک لیکونون حدم اهل الجنة (شرح فقه اکبر ص ۱۲۱)

طیبر الدین غفر الله له

(۳) مشکوٰۃ باب زیارت القبور فصل اول ص ۱۵۴، و بالمختار ط. ص. ج ۲ ص ۲۴۲، طحطاوی

(۴) برای دیدن عبارتی که در سوال آمده و بالمختار باب صلاة الحائز مطلب فی زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳، طحطاوی

قول را از سلف نقل فرموده و از خود نگفته است پس باید لفظ (بلغنی) به حال خود باقی مانده و عبارت اولی تاویل گردد.

دادن غذا به نیت ثواب به شخصی که صاحب نصاب است: سوال: ۸۵۸ یک مولوی

و یک حافظ صاحب نصاب اند اگر کسی ایشان را شخصیت بزرگ دانسته و به نیت ثواب به ایشان غذا بدهد و ثواب آنرا به پیامبر (ﷺ) و خلفای راشدین و به ارواح دوستان خویش ایصال کند آیا ثواب آن به ایشان می رسد یا نه؟

جواب: در دادن غذا به فقرا اگر با اخلاص نیت باشد ثواب بیشتر است.

پخته کردن اطراف قبر: سوال: ۸۵۹ پخته کردن اطراف قبر در حالیکه لحد خام گذاشته

شده باشد جائز است یا نه؟

جواب: عن جابر قال نهی رسول الله (ﷺ) أن یجصص القبور وان یتکتب علیها وان توطأ) رواه الترمذی^(۱) ودر الدر المختار آمده: (ولا الاجر المطبوع^(۲)) از این حدیث و عبارت کتاب فقه معلوم گردید که پخته کردن قبر درست نمی باشد همچنان لحد را خام گذاشتن و اطراف آنرا پخته کردن نیز جائز نیست.

اعمار مسجد در پهلوی قبر چه حکم دارد: سوال: ۸۶۰ حکم اعمار مسجد در پهلوی قبر

و ساختن حجره برای فیض برندگان چیست؟

جواب: در قرار داشتن مسجد و حجره آن در نزدیکی قبر حرجی نیست، اگر قبر رو بروی نماز گزاران نباشد در خواندن نماز در قبرستان ممانعتی نیست.

قبر بزرگان دین را چرا پخته می سازند: سوال: ۸۶۱ مقابر متقدمین و بزرگان دین که در سر

(۱) ترمذی باب ما جاء فی کراهة تجصص القبور و الكتابة علیها . ظفیر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الجنائز ج ۱ ص ۸۳۷ . ط. س. ح ۲ ص ۲۴۲ . ظفیر

زمین عرب و هند قرار داشته و پخته می باشند علما پخته بودن آنها را چگونه جانش می فرمایند؟

جواب: از حدیث (نهی رسول الله ﷺ) ان یجصص) روایت الدر المختار (ولا آلاجر المطبوخ) مسئله واضح می گردد و علامه شامی از بدائع چنین نقل می کند: (قوله المطبوخ صفة كاشفة قال فی البدائع لانه يستعمل للزينة ولا حاجة للمیت اليها ولانه مماسته النار فيكبره ان يجعل علی المیت تفاولاً^(۱)) از این روایت بدائع واضح گردید که گذاشتن خشت پخته بر قبر به دو وجه مکروه می باشد یکی آنکه میت به زینت و آرایش ضرورتی ندارد و دیگر آنکه چیزی که در آتش پخته شده تفاولاً نزدیک میت گذاشته نشود و مورد پسند بزرگان دین نیست اگر شخص دیگری قبر شخصیت بزرگی را پخته کند در اینکار هیچ مواخذه ای بر ذمه کسی که در آن دفن است نخواهد بود.

هدیه کتب تفسیر جهت ایصال ثواب: سوال: ۸۶۲ سعیده که زن بیوه است می خواهد به روح شوهر متوفای خود ایصال کند، لذا اگر او قرآن مجید و کتب تفسیر و حدیث را خریده و به عالم حافظ یا طالب العلمی ببخشد و توسط آن ایصال توابی کند جائز است یا نه و اگر مقداری پول جهت ترمیم مسجد و یا مدارس اسلامی بدهد و توسط آن ایصال ثواب نماید و یا بدون تعیین تاریخ علماء حافظان و نماز گزاران را دعوت طعام بدهد جائز است یا نه و یا طریقه ای که مناسب باشد چنان کند؟

جواب: این طریقه ایصال ثواب بسیار خوب و مستحسن می باشد چه جهت مساعدت به طالبان فقیر مدارس دینی پول نقد، لباس و غیره بدهد و یا کتب تفسیر، حدیث و فقه را خریداری نموده و به مدرسه ای وقف کند تا که طالبان همیشه از آن نفع برند و همیشه ثواب آن به میت برسد همچنان بدون تعیین تاریخ و روز به فقراء طعام دادن و ایصال ثواب آن درست می باشد و ثواب آن

(۱) و در المختار باب الجنائز مطلب فی دفن المیت ج ۱ ص ۸۳۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۶. طبر

به میت خواهد رسید هسچنان خواندن قرآن شریف و کلمه طیه و ایصال ثواب آن نیز بسیار خوب است^(۱).

کسیکه قبل از دفن میت از قبرستان می رود آیا برای او اجازه گرفتن از ورثه میت ضرور

است: سوال: ۸۶۳ بعد از خواندن نماز جنازه و قبل از دفن میت اگر شخصی بخواهد از قبرستان برود آیا برای او اجازه گرفتن از ورثه میت ضرور است یا نه؟

جواب: اجازه گرفتن ضرور نیست اما کسیکه قبل از دفن می رود ثواب او نسبت به کسیکه بعد از دفن می رود کم می گردد^(۲).

قید روز سوم برای تلاوت قرآن و ایصال ثواب ضرور نیست: سوال: ۸۶۴ در روز سوم میت

قرآن خواندن جائز است یا نه؟

جواب: اصل آن است که قرآن شریف بدون معاوضه خوانده شده و ثواب آن ایصال گردد ثواب آن به میت می رسد^(۳) اما تعیین و تخصیص روزی صورت نگیرد و اگر چنان گردد طوریکه که در روزگار ما مروج است که در روز سوم توسط اطفال و بزرگان تلاوت کرده و میان ایشان پول تقسیم کند جائز نمی باشد، توسط آن ثوابی به میت نمی رسد^(۴).



(۱) صرح علمائنا الخ بان للامان ان يجعل ثواب عمله لغيره صلوة او صوما او صدقة او غيرها كذا في الهداية باب المختار باب صلاة الحائز مطلب في القرآآت للفت ح ۱ ص ۸۴۴ . ط. س. ج ۲ ص ۲۴۳. طغیر

(۲) لما فی ابن ماجه عن ابی هریره "ان رسول الله ﷺ صلی علی جنازة ثم اتی القبر فحسب علیه (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۳۸) وعن أبی هريرة (رحمۃ) قال : قال رسول الله ﷺ : من البع جنازة مسلم إيماناً واحتساباً وكان معه حتى يصلي عليها ويغفر من ذنوبها فإنه يرجع من الأجر بقراطين كل قبارة مثل أحد ومن صلى عليها ثم رجع قبل أن تدفن فإنه يرجع بقبراط. متفق عليه (مشکوٰۃ باب المني بالجنازة الخ ص ۱۴۴). طغیر

(۳) وفي شرح اللباب ان بقرا من القرآن ما يسر له من الفاتحة واول البقرة الى المفلحون وآية الكرسي وأمن الرسول وسورة يس الخ ثم يقول أوصل ثواب ما قرأته الي فلان واليهوم (ردالمحتار باب صلاة الجنائز مطلب في القرآآت للفت ح ۱ ص ۸۴۴ . ط. س. ج ۲ ص ۲۴۳). طغیر

(۴) ويكره اتحاد الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الاسبوع الخ واتخاذ الدعوة للقرآآت القرآن الخ (ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۴۲ . ط. س. ج ۲ ص ۲۴۰). طغیر

فصل نهم : مسائل متفرقه

ایستاده شدن غرض تعظیم میت چه حکم دارد: سوال: ۸۶۵ ایستاده شدن جهت تعظیم

میت درست است یا نه؟

جواب: ایستاده شدن هنگام دیدن میت در حدیث شریف آمده: لذا در آن حرجی نیست^(۱).

گذاشتن گل بر قبر جهت تزیین چه حکم دارد: سوال: ۸۶۶ اگر شخصی جهت تزیین بر قبر

گل بگذارد در آن حرجی است یا نه؟

جواب: نباید بر قبر گل و غیره چیزها را گذاشت^(۲).

اگر ادای قرض چند روزی پس از وفات صورت گیرد چه حکم دارد: سوال: ۸۶۷

وفات نمود قرض به ذمه اش باقی ماند و ورثه او پس از گذشتن مدتی قرض او را ادا کردند آیا به

اساس عدم ادای قرض قبل از آن عذاب شده است یا نه؟

جواب: اگر قبل از ادای دین عذابی در قبر بوده باشد ان شاء الله پس از ادای آن رفع شده —

حتی الوسع باید در ادای دین میت از سرعت کار گرفته شود، زیرا در احادیث در مورد دین و عید

شدید وارد شده است^(۳).

(۱) عن عبد الرحمن بن ابي ليلى قال كان سهل بن حنيف وقيس بن سعد قاعدین بالقادسية فمر عليهما بجنازة فقاما، فقبل لهما ايها من اهل الدمة، فقال: ان رسول الله ﷺ مرق به جنازة فقام فقبل له انها جنازة يهودى. فقال ليست نفسا متفق عليه بمشكوة باب المنى بالجنازة من ۱۴۷ هـ علاوه احاديث زيادى در اين مورد در اين باب وارد شده كه به اساس آنها معلوم مى گردد كه در ابداء حكم ايستاده شدن برود و سپس منسوخ گرديد اما باز جواز باقى ماند و اين ايستاده شدن در حقيقت براى تعظيم خالق نفس و ملائكت مى باشد والله اعلم.

(۲) در گذاشتن گل بر قبر مضايقه اى نيست (وضع ورود واليا حين على القبر حسن وان تصدق ببقية الورود كان احسن زعمائى كبرى كتاب الكراهية باب السادس عشر ص ۳۶۳ ج ۵) از اينجا معلوم گرديد كه بغير (آن است كه قيمت آن به نيت ايهال ثواب صدل گردد و چون در روزگار ما رواج هموار كردن چادر گل است و آنرا كار ثواب مى پندارد لذا در جمله بدعات داخل بوده و اجتناب از آن ضرورى مى باشد والله اعلم.

(۳) ان رسول الله ﷺ قال قتل مظل المني ظلم متفق عليه (باب مشكوة الانظار والافلاس فصل اول) اى تاحريمه 'داء' نفس عن وقتة الى وقت ظلم فان المظل منع اداء ما مستحق اداءه وهو حرام من المممكن (مرقاة شرح مشكوة، باب ايضاً ج ۳ ص ۳۲۷) طفيبر

قصداً به قبر کدام ولی رفتن چطور است: سوال: ۸۶۸ قصداً اراده رفتن به قبر کدام

شخصیت بزرگ ولی و یا پیر چه حکم دارد؟

جواب: بدون تعیین روز اگر گاهی برود مضایقه ای نیست ^(۱) رفتن بر قبور اولیا از برکت خالی نمی باشد.

جهت زیارت قبر والدین رفتن به خارج چه حکم دارد: سوال: ۸۴۹ آیا پسر می تواند

جهت زیارت قبر والدین خویش به خارج سفر کند؟

جواب: می تواند ^(۲).

روایت آملین روح به خانه محقق نیست: سوال: ۸۷۰ شاه عبدالعزیز محدث دهلوی در

(مفید المفتی) در مورد تعلق روح می فرماید که امام رازی (رح) نوشته است که ابوهریره (رضی الله عنه)

روایت نموده: (إذا مات المؤمن دار روحه حول داره شهراً فينظر الى خلقه من ماله كيف يقسم

ماله وكيف يؤدي دينه فاذا اتم شهر رد الى حضرته فيدور حول قبره حولاً وينظر روحه من يدعوله

ويحزن عليه فاذا تم سنة رفع الى حيث يجمع الخلاق الى يوم ينفخ في الصور) ومولانا صاحب

عبدالحی به جواب استفتای شماره - ۳۱۷- نوشته که از ظاهر احادیث چنان معلوم می شود که

روح بعد از قبض به علین می رود در روایت بزاریه آمده: (فاذا خرجت روحه وضعت علی ذلک

المسک والريحان وذهب به الى علین) واینکه چهل روز خانه و یکسال در قبر بوده و باز علین

برود ثابت نیست؟ از جمله این دو قول کدام یک محقق است؟

(۱) زیارة القبر ولو للنساء لحديث كنت نهيك عن زیارة القبور الا لزورها ويقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا انشاء الله بكم لاحقون وبقرايس (در مختار) فرله: زیارة القبور ای لا یاس بها بل تندب كما فی البحر فی كل سبوع كما فی مختارات النوازل، قال فی شرح اللباب المناسک الا ان الافضل يوم الجمعة والسبت والاثنين والخميس فی وفیه ويستحب ان يزور شهداء جبل أحد فی قلت استبعد منه ندب الزیارة وان بعد محلها فی (رد المحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی فی زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۲). ظفر

(۲) زیارة القبور ولو للنساء لحديث كنت نهيك عن زیارة القبور الا لزورها ويقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا انشاء الله بكم لاحقون وبقرايس (در مختار) فرله: زیارة القبور ای لا یاس بها بل تندب كما فی البحر فی كل سبوع كما فی مختارات النوازل، قال فی شرح اللباب المناسک الا ان الافضل يوم الجمعة والسبت والاثنين والخميس فی وفیه ويستحب ان يزور شهداء جبل أحد فی قلت استبعد منه ندب الزیارة وان بعد محلها فی (رد المحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی فی زیارة القبور ج ۱ ص ۸۴۳، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۲). ظفر

جواب: از این جمله دو قول فوق محقق همان است که از مولوی صاحب عبدالحی نوشته است (۱). فقط

اگر فاسقی در روز جمعه بمیرد با او حساب خواهد شد یانه: سوال: ۸۷۱ اگر فاسقی در روز جمعه بمیرد با او حساب منکر و نکر و ضبط قبر صورت خواهد گرفت یانه و پس روز جمعه آن محاسبه باز خواهد گشت یانه؟

جواب: در حدیث شریف آمده: (ما من مس لم يموت يوم الجمعة او ليلة الجمعة الا وقاه الله فتنة القبر (۲)) قاری در شرح مرقاة گوید: (فتنة القبر ای عذابه و سواله وهو یحتمل الاطلاق و لتقید الاول هو الاولی بالسبة الى فضل الموتی (۳))، و پس از این شارح مذکور چند روایت را در این مورد نقل می نماید و ظاهر آن است که عذاب مذکور باز نخواهد گشت و در شامی نقل گردیده که چون عذاب در روز جمعه قطع شود باز نخواهد گشت (۴).

روح میت به خانه می آید یانه و در خواب چگونه می آید: سوال: ۸۷۲ روح میت به خانه می آید یانه؟ اگر نمی آید پس در خواب چگونه به نظر می رسد؟

جواب: به نظر آمدن هیچ میتی در خواب مقتضی آن نیست که روح وی به خانه بیاید، زیرا به نظر آمدن آن در خواب به دلیل ارتباط روحانی می باشد و به آمدن روح به خانه هیچگونه ارتباطی ندارد بسیاری از مردم زنده که در جاهای دور زندگی می کنند، در خواب دیده می شوند، پس حساب خواب علیحده است و اتصال ظاهری اجسام برای آن ضرور نمی باشد و جهان ارواح جهان دیگری است.

(۱) انحراف البراز پسند صحیح عن ابی هريرة وقعه الخ ان المؤمن تصعد روحه الى السماء فتلقاه ارواح المؤمنين الخ عن الحسن لال قال رسول الله ﷺ الماتات المذ تلقى روحه المؤمنين (شرح الصدور ص ۶۰). ظفر

(۲) مشکوة باب الجمعة عن الفردی و غیره. ظفر

(۳) مرقاة شرح مشکوة باب الجمعة ج ۲ ص ۱۱۲. ظفر

(۴) لم ذکران من لا یستل ثمانية الشهد الخ والمیت يوم الجمعة اولیها (رد المحتار باب الجنائز مطلب ثمانية لا یستلون فی لبرهم. ط. س. ج ۲ ص ۱۹۲). ظفر

نماز جنازه شخص بی نماز را هم بخوانید و او را بر زمین کش نکنید: سوال: ۸۷۳ در

بعضی از دهات و شهرها نماز جنازه شخص بی نماز را نمی خوانند. بلکه او را به ریسمان بسته و بر زمین کش می کنند: این عمل در شریعت درست است یا نه؟

جواب: در حدیث شریف آمده: (صلوا علی کل بر وفاجر^(۱)) یعنی نماز جنازه هر شخص نیک و بدی را بخوانید، پس اینکار آن مردم که بی نماز را بر زمین کش می کنند و بدون نماز جنازه دفن می کنند. درست نبوده و حرام می باشد.

از صاحب قبر طلب دعا جائز است یا نه: سوال: ۸۷۴ الف: به اساس مذهب حنفی رفتن به

مقابر بزرگان دین و به حضور ایشان عرض کردن که شما مقبول در بار خداوند هستید برای ما دعا کنید که فلان حاجت ما بر آورده گردد جائز است یا نه؟

نزد امام اعظم بزرگان دین پس از وفات می شنوند یا نه: سوال: ۷۸۵ ب: نزد امام

صاحب بزرگان دین پس از وفات سخنان زائین را می شنوند یا نه؟

آیا امام صاحب کسی را از التجا کردن به قبری مانع شده بود: سوال: ۸۷۶ ج: آیا این

سخن صحیح است که امام صاحب شخصی را بر قبری دید که چیزی عرض می کند، پس فرمود به کسی التجامی کند که نمی شنود؟

آیات واحادیثی که درتائید نظر امام صاحب وجود دارد بنویسید: سوال: ۴۷۷ د: اگر

کدام آیت و حدیثی در تائید قول امام صاحب وجود داشته باشد آنرا تحریر فرمائید؟

جواب سوالات: ۸۷۴ الی ۸۷۷: در مورد سماع موتی اختلاف برده و این اختلاف از دوران صحابه باقی می باشد بسیاری از ائمه به سماع موتی قابل می باشند و در کتب حنفی مسائلی دیده می شود که از آن عدم سماع موتی استنباط می گردد، اما از امام صاحب هیچ تصریحی در این

مورد نقل نشده است و به محکم سماع موتی از آیت: (لاتسمع الموتی) و غیره استدلال صورت می گیرد و کسانی که به سماع موتی قائل اند به حدیث (ما انتم باسمع منهم) و حدیث قرع نعال استدلال نموده اند و خلاصه آنکه این مسأله مختلف فیه می باشد و گفتن قول قاطع در این مورد دشوار است پس در هر حالیکه علماء در این مورد دچار تردد اند برای عوام لازم است که در مورد آن سکوت نمایند و دلائل هر دو طرف موجود است و چون سماع موتی مورد اختلاف است پس این مسأله نیز مختلف فیه می گردد که آیا در قبور بزرگان دین چنین گفته شود یا نه که به خداوند دعا کن که فلان حاجتم را بر آورده سازد البته احوط آن است که گفته شود خداوند به برکت بنده نیک دعایم را قبول و حاجتم را بر آورده فرما^(۱).

عقیده غلط در مورد ملائک: سوال: ۸۷۸ شخصی در حال سکنه بود عزرائیل (علیه السلام) روح او را قبض نموده و به دوزخ انداخت پس از آن خداوند به عزرائیل گفت که تو غلط کرده ای شخص دیگری به این نام است روح او را قبض کن و روح این شخص را رها نما مگر فرشته ها او را رها نکردند، مرده مطلع گردید و به ناله و فریاد پرداخت سرانجام فرشته ها نانی را که همراه جنازه برون می کنند در رشت گرفته و روح او را رها کردند آیا فرشته ها از حکم خداوند سرپیچی می کنند و آیا رشوت می گیرند و آیا چنین غلطی می نمایند؟

جواب: خداوند عزوجل در مورد ملائک می فرماید: (لا یعصون الله ما امرهم و یفعلون ما یأمرون)^(۲) یعنی در هیچ امری خلاف حکم خداوند نمی کنند و به آنچه امر می شوند انجام می دهند پس در مورد ایشان چنین اعتقادی باطل کذب و افترا می باشد.

روح بعد از مرگ در کجای می باشد و سوال و جواب در قیام: سوال: ۸۷۹ و غیره که

(۱) و کبره قوله یحق و سلک و انسانک و اولئک اوبحق البیت لانه لاحق للخالق علی الخالق تعالی (در مختار) قوله کبره الخ هذا لم یحالف به ابو یوسف رحمته الله بخلاف من قال ان الله یحق الخ و جاء فی الاثر... دل علی الجواز (رد المحتار کتاب الطهر و الاطعمه فصل فی النبی ح ۳۴۹، ص ۶۶ ج ۶، ص ۳۹۷، طبع)

(۲) سورة النجم: و کوع - ع

پس از مرگ صورت می گیرد در حالیکه روح به آسمان می رود آیا دوباره به قبر آورده می شود و در جسم بند می گردد یا چطور؟

جواب: ارتباط جسم یا روح باقی می ماند^(۱).

ارواح حیوانات: سوال: ۸۸۰ ارواح حیوانات در کجا بسر می برند؟

جواب: در حدیث آمده که حیوانات پس از انتقام گرفتن از یکدیگر نابود می شوند^(۲).

عقائد بوهرة و چند سوال در مورد ایشان: سوال: ۸۸۱ در اینجا فرقه ای وجود دارد که آنرا

بوهرة می گویند ایشان شیعه داودی می باشند اکنون در میان ایشان گروهی ظهور نموده و مصروف جد و جهد می باشند تا آن مردم اصلاح گردند، فرقه بوهرة مذکور تحت فرمان ملا طاهر سیف الدین قرار دارند که نعوذ بالله در زیر آسمان خدا پنداشته می شود اکنون گروه اصلاح طلب علیه ملای مذکور علم بغاوت بر افراشته لذا فرقه مذکور را از جماعت خویش خارج کرده اند، افکار این گروه اصلاح طلب به صورت اجمالی قرار ذیل است:

- مکمل دانستن قرآن

- تبرا از صحابه گناه بزرگ است.

- مقام بیشتر از انسان به ملای مذکور قائل شدن معصیت است.

- این گمان که غیر از بیعت به ملای مذکور کسی داخل جنت نمی شود، لغو و بیهوده است

- خلاصه آنکه فرقی که میان ایشان و اهل سنت باقی مانده فقط آن است که به هیچ یک از ائمه

(۱) و اختلاف کرده اند که عذاب قبر به زنده گردانیدن میت است یا در مقابل داشتن روح باوی پایه نوعی دیگر که پروردگار تعالی نخواهد و ما را بدریافت کنه حقیقت آن راه نباشد و حق آن است که به احياء است چنانچه ظاهر احادیث دال است بر آن... (اشعة اللمعات جلد اول ص ۱۳، باب اثبات عذاب القبر). ظفر

(۲) قال رسول الله ﷺ لنزولن الحقوق الى اهلها يوم القيامة حتى يفاد للشاة الجلاء من الشاة القراء وراه مسلم (باب المظم ص ۴۳۵) وهذا تشریح بحسب البهائم يوم القيامة واعادتها كما اهل التكليف من الأدمين والاطفال الخ واما القصاص من القراء للجلاء فليس من قصاص التكليف بل هو قصاص المقاتلة الخ (مرفقة ج ۴ ص ۷۶۶). ظفر

اربعة ارتباط ندارند بر علاوه از جمله مؤیدین و فعالان سرگرم تحریک خلافت می باشند، گروه اصلاح طلب مذکور در اینجا صرف یک خانه دارند و چند روز قبل زنی از جمله ایشان وفات یافت، زن مذکور خود نیز از جمله اصلاح طلبان بود و چون قوم آنها با ایشان مقاطعه کرده اند لذا هیچ کسی در جنازه او نیامد لذا اهل سنت به اقتضای اخوت اسلامی در تجهیز و تکفین میت شرکت و مساعدت کردند و نماز جنازه او را نیز خواندند، ما عقب ولی میت نماز جنازه را خواندیم که رهبر گروه اصلاح طلب است کیفیت مختصر نماز جنازه ای که او خواند طوری بود که امام به کتاب می دید و دعای خواند، سپس نیت نماز را نمود و نماز را با پنج تکبیر اداء نمود و به همین ترتیبی که ما نماز می خوانیم نماز خواند صرف با این تفاوت که کتاب را بدست گرفته بود و می خواند، مردم بر اینکه او پنج تکبیر گفت اعتراض می کنند که کسانی که عقب او نماز جنازه را خوانده اند از اهل سنت و جماعت خارج شده اند اموری را که می خواهیم بدانیم قراز ذیل اند:

- ۱- آیا مساعدت در تکفین و تجهیز میت بر ما فرض بود یا نه؟
- ۲- کسی که دارای چنین عقایدی باشد که یاد آور شدیم عقب او نماز های فرض، سنت و جنازه می شود یا نه؟
- ۳- عقب شیعه نماز فرض و نماز جنازه می شود یا نه؟
- ۴- در صورت جواز برای کسانی که طعن و لعن می کنند چه حکم است؟
- ۵- در صورت عدم جواز کسانی که آن نماز جنازه را خوانده اند کافر اند یا گنهگار؟

جواب: نزد اهل سنت و جماعت برای نماز جنازه همان شروطی وجود دارد که برای سایر نماز ها می باشد بدون قرائت رکوع و سجده که در کتب فقه ذکر شده اند و اموری دیگر نماز ها را فاسد می سازند، نماز جنازه را نیز فاسد می کنند، طوریکه در شامی آمده: (وفی البحر ویفسدها

ما یفسد الصلوة الا المحاذات^(۱) پس کتاب را بدست گرفتند و به آن دیدن و خواندن مفسد نماز است، لذا نماز جنازه مذکور نشده است، اما آنچه در سوال راجع به عقاید و نظریات گروه اصلا طلب نوشته شده صحیح بوده و تاجایی به اهل سنت و جماعت نزدیک می باشد اما عدم تقلید از ائمه اربعه هم وسیله ای برای آزادی می باشد و عدم تقلید اکثراً موجب مخالفت با اهل سنت و جماعت می گردد به هره حال آنچه اصلاح شده باید در جهت آن کوشش صورت گیرد تا جمله مدارج را طی نموده و جز اهل سنت و جماعت شوند و اینکه در جنازه اصلاح طلب اهل سنت و جماعت مساعدت نموده اند شرعاً ممنوع نیست بلکه در حالت مذکور ضروری بوده و چنین مساعدتی در آنوقت براهل سنت و جماعت لازم بود که در تجهیز و تکفین میت نمودند اما امام ساختن شخصی که به طریقه مذکور نماز خواند شرعاً جائز نبوده و باید شخص مذکور به طریقه اهل سنت و جماعت نماز جنازه را می خواند و در غیر آن باید اهل سنت و جماعت عقب او نماز نمی خواندند به هر حال آنچه شد، شد به طعن و لعن ضرورتی نیست آینده باید در چنین اموری احتیاط شود و چون جماعت اصلاح طلب همت کرده اند که خود را اصلاح نمایند باید گاهلاً اصلاح شوند زیرا فرقه ناجیه فقط اهل سنت و جماعت می باشد^(۲) و به اساس حدیث شریف باید یک سر مواز این فرقه جدا نبود:

فراق دوست اگر اندک اندک نیست میان دیده اگر نیم دوست بسیار است

ایصال ثواب بوی شیعه و بوهرة و اشتراک در نماز جنازه ایشان جائز است یانه: سوال:

۸۸۲ برای اهل سنت و جماعت خواندن نماز جنازه شیعه یا بوهرة و قرآن خواندن غرض ایصال ثواب به ایشان یا هنگام تعزیت دعای مغفرت کردن و یا با جنازه ایشان تا قبرستان رفتن جائز است یانه؟

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنازة ج ۱ ص ۸۹۱ . ط. س. ج ۲ ص ۲۰۷ . ظفر

(۲) ان من اسرائیل تفرقت علی ثنتين وسبعين ملة وتفرقت امی علی ثلاث وسعين ملة کلهم فی النار الا ملّة واحدة قالوا من هی یا رسول الله قال: ما انا علیه واصحابی رواه الترمذی (مشکوّة باب اعتصام ص ۳۰) . ظفر

جواب: خرائدن نماز جنازه و دعای مغفرت برای ایشان جائز نیست و در رفتن و نرفتن به قبرستان و اظهار و عدم اظهار تعزیت مطابق مصالح و ضروریات خویش عمل کنید ^(۱).

گذشتن جنازه شیعه رسماً بر زمین چطور است: سوال: ۸۸۳ وقتی که شیعه ها جنازه را به قبرستان می برند راه را منحرف نموده و برای حدود پنج دقیقه جنازه را بر زمین می گذارند، اینکار جائز است یا نه؟

جواب: این توقف بدون وجود وجه شرعی درست نیست، زیرا در احادیث حکم شده که جنازه به سرعت برده شود ^(۲).

برای تخویف کردن به آنکه کسیکه نماز های پنجگونی را نخوانده نماز جنازه اش جائز نیست: سوال: ۸۸۴ من برای متوجه ساختن مردم به سوی نماز حکمی کشیده ام و آن اینکه نماز جنازه تارک نماز را بخوانید چنین حکم نمودن برای تخویف و تهدید جائز است یا نه؟

جواب: چنین حکمی درست نیست، زیرا در حدیث شریف آمده: (صلوا علی کل بر وفاجر) و ظاهر است که تارک نماز نزد جمهور فاسق و فاجر بوده و کافر نیست و اینکه فقهاء باغی و غیره را مستثنی قرار داده اند، بی نماز در آن جمله شامل نمی باشد، لذا بدون نماز جنازه دفن کردن مسلمانان جائز نیست همچنان دفن کردن کنیزان و غلامانی که مسلمان هستند بدون نماز جنازه و یا دفن نکردن ایشان در قبرستان مسلمانان جائز نیست البته برای عبرت می توان چنان کرد که پیشوایان نماز جنازه فساق و تارکان نماز را نخوانند و به عوام بگویند که شما نماز جنازه را نخوانید

(۱) و بهذا ظهر ان الرافضی ان كان ممن يعتقد الالوهية فی علی عليه السلام وان جبریل عليه السلام غلط فی الوحی اذ كان ينكر صحة الصدیق عليه السلام و بهذا السیلة الصدیقة عليه السلام لیهو کافر لمخالفة القواطع المملوغة من الدین بالضرورة (رد المحتار کتاب النکاح فصل فی المحرمات ج ۲ ص ۳۹۸ ط. س. ج ۳ ص ۴۶). ظفر

(۲) و یسرع بها بلاعب لم و کره تأخیر صلاته و دفعه لیصلی علیه جمع عظیم بعد صلاة الجمعة (درمختار) للحدث أسرعوا بالجنازة، ان کانت صالحة لدموها إلى الخیر. و ان کانت غیر ذلک فشر تضعونہ عن رقابکم (رد المحتار باب صلاة الجنازة مطلب فی حمل الجنازة ج ۱ ص ۸۳۳، ط. س. ج ۲ ص ۲۳۱). ظفر

تا کہ موجب عبرت تارکان نماز گردد طوریکہ در حدیث آمده است ^(۱).

بحث در سماع موتی: سوال: ۸۸۵ نثرای شما رسید در جواب عرض می گردد کہ میت ادراک دارد و از آمدن زائر با خبر می گردد و سماع ندارد پس این امر چنان عقیدہ لاینحلی می باشد کہ از دائرہ فہم من خارج است میت از آمدن زائر با خبر گردد و ادراک ہم داشتہ باشد اما نشود عجب تماشاایی زیرا بدون دیدن یا شنیدن ادراک امکان ندارد پس مردگان چطور می دانند؟

جواب: در این مورد من همان چیزی را نوشتہ ام کہ حضرت ام المومنین عائشہ فرمودہ است چون بہ او گفتند کہ پیامبر (ﷺ) در مورد اہل قلب بدر فرمود: (ما انتم باسمع منہم) کہ شما بیشتر از مردگان شنونده نیستید حضرت عائشہ فرمود کہ معنی این حدیث آن است کہ ما انتم با علم منہم) یعنی اینکہ شما بیشتر از ایشان نمی دانید و مقصود آن بود کہ افوات علم دارند، اما سماع ندارند و اینکہ چطور می توان گفت کہ بدون شنیدن علم دارند مانند آن است کہ کرها علم و ادراک دارند اما نمی شنوند پس دنبال این قصہ ہا مروید و مسئلہ را از عالمی بیاموزید و بدانید کہ در قرآن شریف از سماع موتی انکار گردیدہ لہذا تاویل در حدیث شریف مناسب است ^(۲). فقط

بحث در مورد سماع موتی: سوال: ۸۸۶ در مورد شمارہ ۲۸۳ شامی نگارم کہ جای شک در آن است کہ تمام فقہای حنفی مسئلہ عدم سماع موتی را تحریر می نمایند و شما نیز در یک

(۱) وعن سلمة بن الأكوع قال: كنا جلوسا عند النبي ﷺ إذ أتى بجنازة فقالوا: صل عليها فقال: هل عليه دين؟ قالوا: لا فلعلى عليها ثم أتى بجنازة أخرى فقال: هل عليه دين؟ قالوا: نعم فقال: فهل ترك شيئا؟ قالوا: ثلاثة دنائير فلعلى عليها ثم أتى بالثالثة فقال: هل عليه دين؟ قالوا: ثلاثة دنائير قال: هل ترك شيئا؟ قالوا: لا قال: صلوا على صاحبكم قال أبو قتادة: صلى يا رسول الله وعلى دينه فلعلى عليه. رواه البخاري (مشكوة باب الانتظار والالاس ص ۲۵۷). ظهير

(۲) وراجوا هذا الحديث بانه مردود من عائشة رضي الله عنها قالت كيف يقول رسول الله ﷺ ذلك والله تعالى يقول: ما انت بسمع من في القبور. وانك لا تسمع الموتى. القول: والحديث المتفق عليه لا يصح ان يكون مردوداً، لا سيما ولا منافاة بينه وبين القرآن فان المراد من الموتى الكفار والنفى منصب على نفى النفع لا على مطلق السمع كقوله تعالى: سم بكم عني فہم لا يفلتون، اوعلى نفى الجواب المترتب على السمع ومرة باب حكم الاسراء ج ۴ ص ۲۴۶. ظهير

جا فرمودید که عدم سماع موتی مذهب امام صاحب می باشد و پس از آن قول واسطی را نقل نمودید که همان قول فقها را نقل می کنند و بر آن هیچ نوع جرح و تعدیلی نکردید که نشان دهنده آن است که سماع موتی درست می باشند و عدم سماع موتی غلط لهذا محمد بن واسع ناقل عن السلف است و چه کسی و پیرو کدام مذهب می باشد؟

جواب: محمد بن واسع از جمله تابعین می باشد که قبل از روزگار ائمه مجتهدین زندگی کرده اند لهذا نمی توان ایشان را حنفی یا شافعی یا چیزی دیگری گفت طوریکه در مورد صحابه چنین چیزی نمی گوئیم و اینکه موتی بدانند که چه کسی به زیارت ایشان آمده دلیل سماع موتی شده نمی تواند، زیرا سماع چیزی دیگری و علم و ادراک چیزی دیگر می باشد خود ام المومنین عایشه صدیقه که به دلیل این قول خداوند (انک لاتسمع الموتی^(۱)) و (ما انت بمسمع من فی القبور^(۲)) سماع موتی را قبول ندارد، حدیث (ما انتم باسمع منهم^(۳)) را که در مورد اهل قلیب بدر وارد شده و آنرا برای سماع موتی دلیل می گیرند تأویل نموده (با علم منهم) معنی کرده است. فقط

اگر قسمتی از طفل از شکم مادر برون شود و بمیرد: سوال: ۸۸۷ از بطن زنی یک پای طفل برون آمد و هر دو مردند آیا طفل از شکم او کشیده شود یا یک غسل و کفن و دفن برای هر دو کافی می باشد؟

جواب: طفل از شکم او کشیده نشود، فقط غسل کفن و خواندن نماز جنازه زن کافی می باشد.

(۱) سورة النمل: رکوع ۶. ظفر

(۲) فاطر: ۳. ظفر

(۳) قال النبی ﷺ والذی نفس محمد بیده ما انتم باسمع لما القول منهم و فی روایة ما انتم باسمع منهم ولكن لا یجیبون و فی شرح مسلم للنووی قال المازری لیل ان الیت یسمع عملا بظاهر هذا الحدیث و فیة نظر انه خاص فی حق هؤلاء ورد علیه القاضی و قلل یحمل سماعهم علی ما یحمل علیه سماع الموتی فی احادیث عذاب القبر و لنته الی لا مدفع لها و ذلك باسماهم او احياء اجزاء منهم یفعلون به و یسمعون فی الوقت الذی یریده الله قال الشیخ هذا هو المختار قال ابن الهمام فی شرح الهدایة اعلم ان اکثر من مشایخ الحنفیة علی ان الميت لا یسمع (مرفقات ج ۴ ص ۲۴۶). ظفر

بحث در مورد کسیکه در عشره محرم وفات کند: سوال: ۸۸۸ مشهور است که کسیکه در عشره محرم وفات کند، در این ده روز عذاب قبر و حساب نمی باشد و حساب بعد از این ده روز خواهد بود، این سخن صحیح است یا نه؟

جواب: غلط است در مورد کسیکه در عشره محرم وفات می کند چنین روایتی نرسیده است که تا ده روز عذاب قبر نخواهد بود، البته در مورد کسانی که در رمضان و روز جمعه وفات می کنند این بشارت در حدیث آمده است (۱) .

آمین روح در روز پنجشنبه به خانه متحقق نیست: سوال: ۸۸۹ از زبان بسیاری از علما شنیده ایم که روح روز پنجشنبه به خانه نزدیکان خویش می آید و آرزومند رسیدن ثوابی می باشد و پس از خواندن نماز جمعه و اِیس می رود، این سخن صحیح است یا نه؟

جواب: این سخن متحقق نیست.

طفل کافر که در نزد مسلمان بمیرد: سوال: ۸۹۰ یک پسر که پدر و مادرش کافر بودند، نزد سلمانی پرورش می یافت زیرا آن مسلمان پسر نداشت و طفل مذکور را فرزندی گرفته بود پدر و مادر طفل که کافر بودند به دلیل افلاس و عدم استطاعت پرورش او مقداری پول گرفته و خود رفته بودند و طفل کاملاً خورد سال و بی شعور بود و در همان حال چند روز بعد مرد آیا بر طفل مذکور نماز خوانده شود و در قبرستان مسلمانان دفن گردد یا نه؟

جواب: مطابق قاعده فقهی طفل مذکور کافر شمرده می شود زیرا برای مسلمان شمرده طفل اسلام یکی از والدینش که تبعیت گفته می شود، شرط می باشد یا اینکه خود طفل در حال شعور و تمیز اسلام می آورد و چون یکی از این وجوه هم وجود نداشت لذا طفل مذکور مطابق قواعد فقهی

(۱) ثم ذکر ان من لا یسنل لمایة الشهد الخ والاطفال والمیت یوم الجمعة اولینها (ردالمحتار ج ۱ ص ۷۹۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۲).
ظهر الدین غفر الله له

طوریکه در الدر المختار آمده مسلمان شمرده نمی شود^(۱).

فصل دهم: احکام شهید

کسی که در مریضی بمیرد شهید است یانه: سوال: ۸۹۱ خورشید خان ولد رحمان خان از قوم پشتون در یک بیماری عادی وفات نمود زوجه خورشید خان که خورشید خان مذکور شوهر دومش بوده از رحمان خان یعنی پدر خورشید خان که حدود یک صد سال عمر دارد یک خط در مورد وقف اراضی نور پور به مضمون ذیل گرفت که باغی که خورشید خانه در آن دفن است عایدات آن وقف روشنی باشد و پس از خود این سخن را به نواسه دختری گفت سوال که می خواهم مطرح کنم این است که آیا کسی را که در یک مریضی عادی مرده باشد می توان شهید گفت یانه و بر خورشید لفظ شهادت اطلاق می گردد یانه و دیگر اینکه روشن کردن بر قبر جائز است یانه؟

جواب: کسیکه در یک بیماری عادی مرده باشد نمی توان او را شهید خواند و بر او حکم شهادت نمی گردد^(۲) در قبر روشنی چه قبر شهید باشد یا غیر شهید و چه قبر ولی باشد یا عاصی درست نیست^(۳) و چون نهایت وقف آن است که به مصرف فقرا برسد لذا این وقف صحیح بوده و کسی را که رحمان خان پس از خود متولی ساخته متولی خواهد بود.

حضرت پیامبر (ﷺ) را سید الشهداء گفتن درست است یانه و حیات او (ﷺ) از شهداء

بلند تو است یا نه: سوال: ۸۹۲ حضرت پیامبر (ﷺ) سید الشهداء است یانه و اینکه خداوند

(۱) کسی سبی می احد ابویه لایصلی علیه لانه تبع له ای فی احکام العنای الخ وان سبی بدونه فهو مسلم تابع للدار اولسای اوبه فاسلم او اسلم الصبی وهو عاقل ای ابن سبع سنین صلی علیه (والدر المختار علی هامش رد المحتار باب صلاة الجنائز قبل مطلب حمل الميت ج ۱ ص ۸۳۱، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۸). ظفر

(۲) لم الاحسن فی تعریف الشهداء الحکمی علی قول ابی حنیفه (رضی الله عنه) مسلم مکلف ظاهر علم انه قتل ظلماً فقللاً لم یجب به مالا ولم یبرئ (غنیة المستملی ص ۵۵۵). ظفر

(۳) وما یؤخذ من الدوام والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقریراً بالهم فهو بالاجماع باطل وحرām (والدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ج ۴ ص ۱۷۵، ط. س. ج ۴ ص ۴۳۹). ظفر

متعال در قرآن مجید راجع به شهدا فرموده که ایشان را مرده مگوئید آیا این قول فقط مخصوص شهدا می باشد یا نه و پیامبر (ﷺ) در این نوع حیات از شهدا افضل است یا نه؟

جواب: آنحضرت (ﷺ) افضل الانبیاء والمرسلین بوده، از تمام انبیاء (علیهم السلام) و از تمام صدیقین و شهداء برتر بوده و سردار همه است و در این امر جای هیچگونه شک و تردیدی نمی باشد چنانچه گفته شده: (بعد از خدا بزرگ تویی قصه مختصر) اما ظاهراً پیامبر (ﷺ) شهید نگردیده که لفظ سید الشهداء برای شان استعمال گردد و طوریکه در احادیث آمده ^(۱) پیامبر (ﷺ) به حضرت حمزه (رضی الله عنه) که شهید شده بود لقب سید الشهداء را عطاء فرموده است پس چنین سوال نشان دهنده قلت علم و تدبر شمامی باشد نباید چنین سوال کرد و حیات انبیاء (علیهم السلام) خصوصاً خاتم الانبیاء (ﷺ) از حیات شهدا افضل و اعلی بوده و این بحث طویل است. ^(۲)

شهادت حکمی: سوال: ۸۹۳ زید مسلمان پابند صوم و صلوة و متدین اما غریب بود او به مرض نمونیا مبتلا گردیده و شش روز در حالت سفر تنهایی و بیماری به سر برد و وفات نمود، چنین مرگی مرگ غریب گفته می شود یا زید شهید گفته می شود زیرا ابن ماجه روایت نموده: (موت الغریبة شهادة)

جواب: در این صورت ان شاء الله مصداق حدیث شریف: (موت الغریبة شهادة) بود و زید شهادت حکمی را حاصل کرده است ^(۳).

دعا برای زنده شدن مرده: سوال: ۸۹۴ زید وفات نموده و برادرزید عقیده دارد که دعا دارای نیرو و اثر قوی می باشد لذا به خداوند متعال دعای کند که زید را دوباره زنده سازد تا به اقارب

(۱) عن علیؑ قال رسول الله ﷺ سید الشهداء حمزة بن عبد المطلب (فتح الباری تحت باب لعل حمزة بن عبد المطلب ج ۱ ص ۴۸۲). ط

(۲) نبی الله صی برزق، رواه ابن ماجه (مشکوٰۃ باب الجمعة فصل ثالث). ظفر

(۳) فالمرث شهید الاخره و کذا الحب الغ و العریق و الحریق و الغریب و الذر المختار علی هامش ردالمحتار باب الشهد ج ۱ ص ۸۵۲.

ط. م. ج ۲ ص ۲۵۲. ظفر

ودرستان خویش ملحق شود این گمان برادر زید درست است یا نه؟

جواب: این گمان برادر زید صحیح نیست و نباید چنین دعایی بنماید، طوریکه در حدیث شریف آمده که شهدا از خداوند متعال تمنا می نمایند که دوباره زنده شده و به دنیا رفته و باز در راه خداوند شهید شوند خداوند متعال در جواب ایشان می فرماید که کسیکه مرد دوباره به دنیا نمی رود. فقط

کسیکه در آب غرق شود یا در جهاد گشته شود و یا به مرض اسهال و طاعون بمیرد چه

حکم دارد: سوال: ۸۹۵ شهیدی که در آب غرق شود و بمیرد و کسیکه در جهاد شهید شود و یا به مرض اسهال و یا طاعون بمیرد آیا غسل داده شده و تکفین کردند یا نه؟

جواب: شخصی که در آب غرق شده و بمیرد و یا به مرض اسهال و یا طاعون وفات کند شهید حکمی بوده و باید غسل داده شده و تکفین گردد و شهید حقیقی یعنی کسیکه در جهاد فی سبیل الله شهید شده حسب شرایط فقها غسل داده نشده و تکفین نمی گردد^(۱).

دیوانه ای با کراهی به فرق زن خود زده او را شهید ساخت آیا زن مذکور غسل داده

شود یا نه: سوال: ۸۹۶ دیوانه ای با کراهی زن خود را زد سر زن شکست و وفات نمود به آن زن غسل داده شود یا نه؟

جواب: زن مذکور شهید است به او غسل داده نشود و بدون غسل نماز جنازه اش خوانده شده و دفن گردد زیرا در حدیث آمده: (زملوهم بکلومهم و دمائهم) رواه احمد - شامی^(۲).

کسیکه زیر دیوار بمیرد باید غسل داده شود: سوال: ۸۹۷ یک زن مسلمان پاک از حیض

(۱) لبتزع عنه ما لا يصلح للکفن، ویزاد إن نقص الخ وینقص إن زاد لأجل أن يتم گفته المسنون و یصلی علیه بلا غسل و یدفن یدمه و یباه الخ وکل ذلك فی الشهد الکامل، و لا فالمرث شهد الآخره، و کذا الجنب و نحوه، و من قصه المدو فأصاب نفسه، و الریق و الحریق و الرطب و المهدرم علیه و المظنون الخ (الموا المختار علی هامش و المختار باب الشهد ج ۱ ص ۸۵۱ - ۸۵۲). ظفر

(۲) و یصلی علیه بلا غسل و یدفن یدمه و یباه لحدیث زملوهم بکلومهم (در مختار) بقوله ﷺ فی شهاده احد زملوهم بکلومهم و دمائهم (رواه احمد کذا فی شرح المنیة، و المختار باب الشهد ج ۱ ص ۸۵۱). ظفر

ونفاس درحالیکه مواد آتش بازی را میدهند کرد منزل آتش گرفت و فقط چند دقیقه قبل از آن چهار نفر از خدام خلافت در نهر غسل نموده و به خانه مذکور آمده بودند، در اثر حریق آن زن و چهار مرد مذکور بمردند، ایشان را بدون غسل دفن نمودند مگر غرض دعای مغفرت نماز جنازه ایشان خوانده شد اینکار صحیح است یا نه؟

جواب: کسیکه در آتش بمیرد یا غرق گردد یا دیوار بر او بیفتد و بمیرد همه اینها شهدای آخرت می باشند و غسل دادن ایشان لازم است و اگر غسل ممکن نباشد تیمم داده شوند و در جایی که بدون غسل دفن گردیده بودند حکم چنان است که پس از دفن دوباره نماز جنازه ایشان بر قبر شان خوانده شود زیرا نمازی که بدون غسل خوانده شد اعتبار ندارد و چون پس از دفن غسل متعذر است لذا ساقط شده است اما حکم نماز بر قبر قبل از تفسخ میت می باشد که عده ای مدت آنرا سه روز دانسته اند و اصح عدم تعیین وقت است زیرا مدت تفسخ نظر به زمان و مکان فرق می کند در الدر المختار آمده: (و ان دفن واهیل علیه التراب یغیر صلاة او بها بلا غسل صلی علی قبره استحساناً ما لم یغلب علی الظن تفسخه من غیر تقدیر وهو الاصح (الدر المختار) لانه یختلف باختلاف الاوقات حراً و برداً و المیت سماً و هزلاً و الا ممکنه (بحر) و قیل یقدر بثلاثه ایام^(۱) شامی) و در باب شهید در الدر المختار آمده: (و کل ذلک فی الشیهد الکاهل... قوله فی شهید الکاهل و هو شهید الدین و الآخره و شهاد الدنیا بعدم الغسل الانجاسة اصابت غیر دمه و شهادة الآخره بنیل الثواب الموعود للشهید^(۲) از اینجا معلوم گردید که برای شهید آخرت ثواب موعود در آخرت حاصل خواهد شد و در دنیا احکام شهید بر او جاری نمی شود.

غسل دادن مرده ای که زخمی است چه حکم دارد: سوال: ۸۹۸ غسل دادن مرده ای که

به علت به قتل رسیدن جسمش مجروح باشد جائز است یا نه؟

(۱) ردالمحتار باب صلاة الجنائز ج ۱ ص ۸۲۶ - ۸۲۷ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۲۴. ظفر

(۲) ردالمحتار باب الشهید ج ۱ ص ۸۵۲ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۵۰ و ۲۵۱. ظفر

جواب: اگر ظمناً کشته شده باشد باید غسل داده نشده و نماز جنازه اش خوانده شود^(۱).

کسی را کہ دزدان بکشند شهید است یا نہ: سوال: ۸۹۹ شخصی کہ غرض انجام امور منزل خویش بہ قریہ می رفت بہ قتل رسید مقتول مسلمان می باشد او را می توان شهید گفت یا نہ و در مورد غسل و نماز جنازه او چہ حکم است؟

جواب: شخص مذکور شهید است باید غسل داده نشده و نماز جنازه اش خوانده شود، زیرا در الدر المختار آمده: (ویصلی علیہ بلا غسل ویدفن بدمہ وثیابہ)^(۲)

منکر و نکیر از کدام مردم سوال نمیکنند: سوال: ۹۰۰ آیا منکر و نکیر از کسانی کہ شہادت صغری یافته اند سوال می کنند یا نہ؟

جواب: در شامی آمده کہ از شش نفر منکر و نکیر سوال نمی کنند کہ از آن جلہ یکی شهید است و دیگری کسی کہ در طاعون مرد باشد و دیگری مرابط و غیرہ^(۳).

جنیم کسانی کہ شہادت اخروی یافته اند تفسخ می کند یا نہ: سوال: ۹۰۱ کسی شہادت صغری یافته جسمش در قبر تفسخ نموده و میدہ میدہ می شود یا نہ؟

جواب: در حدیث شریف در مورد پیامبران علیہم السلام جنین آمده است: (ان الله حرم علی الارض أن تأکل اجساد الانبیاء) غیر از پیامبران (علیہم السلام) چنین چیزی در مورد هیچ کس دیگری روایت نشده است^(۴).

آیا جسم شهید حقیقی ہم تفسخ می کند: سوال: ۹۰۲ در مورد جسم کسی کہ شہادت کبری

(۱) الشہید ہو کل مکلف مسلم طاهر قتل ظمناً ولم یجب بنفس الفل مال والی قوله ویصلی علیہ بلا غسل ویدفن بدمہ وثیابہ (الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۸۵۱ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۴۷). ظہیر

(۲) الدر المختار علی هامش رد المحتار ج ۱ ص ۸۵۱ ، ط. س. ج ۲ ص ۲۵۰. ظہیر

(۳) ذکر آن من لا یسل ثمانیة: الشہید، والمربط، والمطعون والمیت زمن الطاعون بغيره إذا کان صابراً محتسباً، والصدق، والأطفال، والمیت يوم الجمعة أو لیلتها، والقارئ کل لیلۃ تبارک الملک الخ (رد المحتار باب صلاة الجنائز مطلب ثمانیة لا یستلون فی قبرهم ج ۱ ص ۷۹۷ - ۷۹۸ ، ط. س. ج ۲ ص ۱۹۲). ظہیر

(۴) مشکوٰۃ باب الجمعة فصل ثانی ص ۱۲۰.

یافتہ چه حکمی وجود دارد؟

جواب: پاسخی که به سوال شماره ۸۹۷ داده شده جواب این سوال نیز می باشد.

مسلمانی که در راه جلوگیری از شرارت کفار کشته شود شهید است یا نه: سوال: ۹۰۳

الف: اکنون که کفار در هندوستان می خواهند مسلمانان را خوار و ذلیل ساخته و اسلام را محو کنند و در امور مذهبی مسلمانان مداخله می نمایند اگر مسلمانی در راه جلوگیری از شرارت های شان به قتل برسد شهید خواهد بود یا نه؟

اگر در محرم یا عرس هندوها حمله کنند و مسلمانی بمیرد چه حکم دارد: سوال: ۹۰۴

ب: اگر در محرم یا عرس یا میله هندوها حمله کنند و مسلمانی ضایع شود چه حکم دارد؟

اگر مسلمانان مخفیانه توسط هندوها کشته شوند شهید هستند یا نه: سوال: ۹۰۵ ج:

اگر هندوها مخفیانه و یا از عقب حمله نمایند و مسلمانان را بکشند چه حکم دارد؟

جواب: الف ب، ج: در تمام این حالات مسلمانی که کشته شود شهید است زیرا مسلمانی که

ظلاً بدست کافران به قتل برسد، شهید گفته می شود^(۱).

اولیاء اللہ پس از مرگ زنده می باشند یا نه: سوال: ۹۰۶ حضرات اولیاء اللہ پس از وفات

زنده می باشند یا نه در هر صورتی دلیل چیست؟

جواب: همگان می میرند چنانچه خداوند متعال فرموده است: (انک میت وانهم میتون) و در

حیات روحانی درجات انبیاء (علیهم السلام) از همه بلند تر بوده و بعد از آن شهداء و سپس تمام

مؤمنین و مؤمنات درجه بدرجه قرار دارند و نصوص صرف در مورد انبیاء (علیهم السلام) و شهداء

وارد شده چنانچه در حدیث شریف آمده: (ان الله حرم علی الارض آن تأکل اجساد الانبیاء فنی

(۱) هرکلی مکلف مسلم طاهر الخ قتل ظلم بغير حق بجارحة الخ رکذا یکون شهیداً لوفاته باغ او حرمی اولا طبع طریق ولو تسباً او بغير آله جارحة فان مقتولهم شهید الخ (الدرا المختار علی هامش المختار باب الشہد ج ۱ ص ۸۴۸، ط. م. ج ۲ ص ۲۴۷). ظہیر

اللہ حی یرزق) ودر مورد شهدا در قرآن مجید آمده: (ولاتحسبن الذين قتلک فی سبیل اللہ امواتی بل احياء عند ربهم یرزقون فرحين بما آتاهم اللہ من فضله) اما هیچ چنین تصریحی با لفظ اولیاء اللہ وارد نشده اما چون تصریح حیات در مورد شهدا وجود دارد و شهدا نیز اولیاء اللہ می باشند به این وجه می توان گفت که این تصریح در مورد اولیاء نیز می تواند باشد یعنی می توان گفت که چون تصریح حیات در مورد شهداء صورت گرفته و چون اولیاء نیز در حکم شهدا بوده و بعضی از اولیاء اللہ از شهدا برتر می باشند چنانچه صدیقین که گروهی از اولیاء اللہ عند از شهدا افضل می باشند که ثبوت آن این آیه مبارکه است: (اولئک مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین) در این آیت بعد از انبیاء و قیل از شهدا ذکر صدیقین آمده که به ظاهر ترتیب مقتضی فضیلت صدیقین بر شهداء می باشد لذا این حیات خاص حسب مراتب برای اولیاء اللہ نیز ثابت است.

فیوض اولیاء اللہ بعد از مرگ باقی می باشد: سوال: ۹۰۷ تصرفات و فیوض و برکات

و انوار اولیاء اللہ پس از وفات نیز باقی می باشد یا بعد از مرگ ظاهری ختم می گردند؟

جواب: فیوض و برکات ایشان بعد از مرگ نیز باقی می باشد مثلاً اینکه از زیارت و نزدیکی به ایشان به زائرین برکات حاصل می گردد و بر او نیز درود و رحمت الهی می باشد زیرا چون اولیاء اللہ مورد رحمت الهی می باشند شخصی که به زیارت ایشان می رود نیز حسب مراتب از آن برکات مستفیض می گردد اما اینکه ایشان تصرفات می توانند یا نه و چیزی اختیار به ایشان داده شده یا نه، در این مورد عقیده را سالم نگهداشتن ضرور است، متصرف عالم خداوند متعال بوده و ما سواى اللہ تعالی وحده لا شریک له هیچ کس تصرفی نداشته و یک زره بدون حکم او حرکت کرده نمی تواند و هر چه را حق سبحانه و تعالی برای هر کسی که مقرر فرموده همان می شود و بر خلاف آن هیچکاری انجام نمی گیرد در خدایی او هیچ کس شریک نیست و هیچ کسی هیچ نوعی اختیاری ندارد. ختم شد

کمپوزنگ

مولانا حافظ نور احمد الحقانی

